

سلیس با محاورہ جدید ترجمہ

# تاریخ طبری

اردو ترجمہ

تَارِیْخُ الْأُمَمِ وَالْمُلُوكِ

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

دارالانشاء

اردو بازار، ایم ایس جٹ روڈ کراچی پاکستان 2213768



تایخ طبری<sup>الرد</sup>







سلیس با محاورہ جدید ترجمہ

# تاریخ طبری

اردو

اردو ترجمہ

تَارِیْخُ الْأَمَمِ وَالْمُلُوكِ

جلد پنجم

حصہ اول و دوم

خلافت عمر بن عبدالعزیز تا مروان بن محمد (دو شاننی)  
۹۹ھ (جری ۱۳۲۳ھ)

خلافت ابوالعباس عبداللہ بن محمد تا اختتام خلافت ہادی  
۱۳۲ھ (جری تا ۱۴۰ھ)

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

تسہیل، تشریح و عنوانات

مولانا محمد اصغر مغل  
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

ترجمہ

سید محمد ابراہیم ایم۔ اے ندوی

اردو بازار ایم اے جیل روڈ  
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت



ترجمہ جدید، تسہیل و تشریحی نوٹس، عنوانات کے جملہ حقوق  
ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں۔

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی  
کمپوزنگ : محمد زید مغل  
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔  
ضخامت : ۸۸۰ صفحات

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی  
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور  
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور  
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان  
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی  
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 ویب روڈ سبیلہ کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی  
بیت العلوم 20 تاج روڈ لاہور  
نشریہ بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد  
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ رنجہ بازار راولپنڈی  
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور  
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد پنجم حصہ اول و دوم

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۴۴	سلیمان کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کا بیان		بسم اللہ الرحمن الرحیم
۴۴	عمر بن عبد العزیز کے تدبیر امور سلطنت کا بیان	۵	فہرست
۴۴	حضرت عمر بن عبد العزیز کا تمام شہروں میں خطوط روانہ کرنا	۴۱	خلافت حضرت عمر بن عبد العزیز
۴۴	عبد العزیز بن الولید کا خلافت کا اعلان اور پھر	۴۱	سلیمان کا اپنے لڑکے کو عہد خلافت کے لیے انتخاب کرنا
	حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا	۴۱	سلیمان کا پہلے فرمان کو پھاڑنا اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو منتخب کرنا
۴۵	ترکوں کی آذریچان پر غارت گری کا بیان	۴۲	سلیمان کا حضرت عمر بن عبد العزیز کو عہد خلافت کے لیے منتخب کرنا
۴۵	حضرت عمر بن عبد العزیز کی تدبیر امور سلطنت کا بیان	۴۲	سلیمان کا اپنے خاندان والوں سے حلف و وفاداری
۴۶	۱۰۰ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ	۴۲	حضرت عمر بن عبد العزیز کی رجا بن حیوۃ سے ملاقات
۴۶	خوارج کا علم بغاوت بلند کرنا اور امیر المومنین کا ان کو سزا دینے کے لئے لشکر روانہ کرنے کا بیان	۴۲	ہشام کی رجا بن حیوۃ سے ملاقات
۴۶	خارجیوں کی بغاوت کی ابتداء کا بیان	۴۳	سلیمان کی وفات کا بیان
۴۶	امیر المومنین کا عبد الحمید کے نام خط	۴۳	سلیمان کے خاندان والوں سے ایک مرتبہ پھر بیعت لینا
۴۷	امیر المومنین کا بسطام کے نام خط اور صلح کی پیشکش	۴۳	سلیمان کی وفات کا اعلان۔
۴۷	بسطام کا امیر المومنین کو جواب	۴۳	ہشام کا حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا
۴۷	امیر المومنین کا بسطام کے لوگوں سے مکالمہ کرنا		
۴۸	یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات		



۵۳	خليفة المسلمين کا عبدالرحمن کو خط لکھنا	۴۸	امیر المومنین کی یزید سے باز پرس
۵۳	عبدالرحمن بن نعیم کی بحیثیت خراسان کے گورنری کی مدت کا بیان	۴۸	مخلد بن یزید بن المہلب کی دربار خلافت میں حاضری
۵۴	خاندان بنی عباس کو برسر اقتدار لانے کی پہلی تحریک	۴۹	امیر المومنین کا یزید کو ہلاک کرنے کا حکم دینا
۵۴	خارجیوں کے فتنہ و فساد کی ابتدا کا بیان	۴۹	یزید کو جیل میں رکھنے کا حکم
۵۴	۱۰۱ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۵۰	وکج پر یزید کے حمایتوں کے حملہ کرنے کا بیان
۵۴	یزید بن مہلب کے جیل سے بھاگنے کی وجہ کا بیان	۵۰	جراح کی برطرفی کے اسباب
۵۵	یزید کا امیر المومنین کو بھاگنے کا سبب بتانا	۵۰	جراح کا جہم کو جہاد کے لیے ترغیب دینا
۵۵	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ وفات کے بارے میں مختلف روایتوں کا بیان	۵۰	حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جہم کا شکایت کے لئے روانہ کرنا
۵۶	حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تعارف	۵۱	جراح کا خط امیر المومنین کے نام
۵۶	حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعض عادات و خصائل	۵۱	جراح کا عبدالرحمن بن نعیم کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کرنا
۵۶	امیر المومنین کا خط یزید بن مہلب کے نام اور اپنے گورنروں کو خطوط ارسال کرنا	۵۱	خليفة المسلمين عمر بن عبدالعزیز کی جراح بن عبداللہ الحکمی سے باز پرس
۵۷	امیر المومنین کا خط عبدالرحمن بن نعیم کے نام	۵۱	جراح کا امیر المومنین کو خراسان کے حالات سے مطلع کرنا
۵۷	امیر المومنین کا خط سلیمان بن ابی السری کے نام	۵۲	امیر المومنین کا جراح کو خط کا جواب
۵۷	اہل سمرقند کا دربار خلافت میں حاضر ہونا	۵۲	جراح کا سفر کے اخراجات بطور قرض لینا
۵۷	امیر المومنین کا سلیمان کو اہل سمرقند کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دینا	۵۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عبدالرحمن بن نعیم اور عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو خراسان کے والی مقرر کرنے کے اسباب کا بیان
۵۸	امیر المومنین کا خط عبدالرحمن بن نعیم کے نام	۵۲	امیر المومنین کا ابو مجلہ سے مشورہ کرنا
۵۸	امیر المومنین کا خط کوفہ کے گورنر عبدالحمید کے نام	۵۳	امیر المومنین کا عبدالرحمن بن عبداللہ کے بارے میں رائے طلب کرنا
۵۹	امیر المومنین کا اہل شام کے نام فرمان	۵۳	امیر المومنین کا عبدالرحمن بن نعیم کے بارے میں رائے طلب کرنا
۵۹	امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا خط بدیع عام	۵۳	امیر المومنین کا خلافت کے لیے عبدالرحمن کو منتخب کرنا اور اہل خراسان کے نام خط
۶۰	امیر المومنین کے لڑکے کی وفات پر گورنری کی جانب سے تعزیت کرنا اور اس کا جواب		
۶۰	امیر المومنین کی عام لوگوں میں نصیحت کرنا		

۶۹	عدی بن ارطاة کو قید کرنے کا حکم	۶۱	امیر المومنین کا تقویٰ و پرہیزگاری
۷۰	سمیرع الکندی کا بصرہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا	۶۱	امیر المومنین کی وفات کے آخری وقت کا بیان
۷۰	یزید کا سمیرع کو اپنا حمایتی بنانا اور گورنر مقرر کرنا	۶۲	خلافت یزید بن عبد الملک بن مروان
۷۰	خلیفۃ المسلمین یزید بن عبد الملک کی جانب سے	۶۲	خلیفہ یزید کا از سر نو گورنروں کا مقرر کرنا
	یزید بن المہلب سے صلح کی کوشش	۶۲	عبدالرحمن بن الضحاک کا ابو بکر بن حزم کو پریشان کرنا
۷۰	حواری بن زیاد کا خالد بن عبداللہ اور عمر بن یزید کو صلح سے منع کرنا	۶۳	عبدالرحمن کا ابن حزم کو سزا دینا
۷۱	امیر المومنین کا یزید بن المہلب کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کرنا	۶۳	شوذب خارجی کے قتل کا بیان
۷۱	یزید بن مہلب کا مدرک کو کرمان کی طرف روانہ کرنا	۶۴	شوذب خارجی کا محمد بن جریر سے جنگ کرنا
		۶۴	تمیم کا شوذب سے مقابلہ اور شکست کھانا
۷۲	بنی تمیم کا مدرک سے مقابلہ کرنے لئے روانہ ہونا	۶۴	خارجیوں کا نجدہ بن الحکم کو شکست اور قتل کرنا
۷۲	بنی ازد کا بنی تمیم کو مقابلے سے روکنا	۶۴	شجاع بن وداع کو قتل کرنے کا بیان
۷۲	یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب کرنا	۶۵	شوذب کا اپنی قوم کو جنگ کے لیے تیار کرنا
۷۲	حسن بصری کی راست گوئی	۶۵	یزید بن المہلب کی یزید بن عبد الملک سے بغاوت
۷۳	نضر بن انس کا یزید کی بیعت کے لیے اعلان کرنا	۶۵	خلیفہ یزید بن عبد الملک کا یزید بن مہلب کو تلاش کرنا
۷۳	حضرت حسن بصری کی شامیوں کے بارے میں رائے	۶۶	عدی بن ارطاة کا یزید کے بیٹوں کو گرفتار کرنا
۷۳	یزید کا اپنی فوج سے مشورہ طلب کرنا	۶۶	عبدالحمید بن عبدالرحمن کا ہشام کو یزید کی گرفتاری کے لیے روانہ کرنا
۷۴	حبیب کا یزید کو دوسرا مشورہ دینا	۶۶	یزید ابن المہلب کی بصرہ کی طرف پیش قدمی
۷۵	۱۰۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۶۶	عدی بن ارطاة کا یزید کو بصرہ آنے سے روکنا
۷۵	یزید بن المہلب کے قتل کا واقعہ	۶۷	یزید کا بصرہ پر قبضہ حاصل کرنا
۷۵	یزید بن مہلب کا عباس بن الولید اور مسلمۃ بن عبد الملک سے مقابلہ کرنا	۶۷	عمر بن تمیم کا مقابلہ کرنا یزید بن مہلب کے سپاہیوں کے ساتھ
۷۵	عبد الملک کا عباس بن الولید سے مقابلہ کرنا اور شکست کھانا	۶۸	عدی بن ارطاة کا یزید کے مقابل آنا اور شکست کھانا
۷۵	شامیوں کا پلٹ کر جوابی حملہ کرنا اور فتح پانا	۶۸	عدی کی فوج کا قیدیوں پر حملہ کرنے کا بیان
۷۶	یزید کا اپنی فوج سے تقریر کرنے کا بیان	۶۸	عدی بن ارطاة کا یزید بن المہلب سے بات کرنا
۷۶	یزید بن المہلب کی بیعت کی شرائط کا بیان	۶۹	یزید مہلب کا عدی کو جواب



۸۸	سعید کا قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دینا	۷۷	عبدالحمید بن عبدالرحمن کی جنگی حکمت عملی تیار کرنا
۸۸	شعبہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات	۷۷	عبدالحمید کا مسلمہ کی امداد کے لئے فوج روانہ کرنا
۸۹	ترکوں کی سرکوبی کا بیان	۷۷	یزید بن مہلب کا اپنی فوج سے مشورہ کرنا۔
۹۰	مسیب بن بشر الریاحی کا اپنی فوج کو جوش دلانا	۷۸	مروان بن مہلب کا لوگوں کو اہل شام کے خلاف
۹۰	مسیب کا دو آدمیوں کو خاموشی کے لیے روانہ کرنا		جنگ کرنے کے لیے ترغیب دینا
۹۱	مسیب کا حملہ کی تیاری کرنا	۷۸	حضرت حسن بصری کا لوگوں کو جنگ سے منع کرنا
۹۱	مسیب کا ترکوں کو شکست دینے کا بیان	۷۹	مروان کا حسن بصری کو دھمکی دینا
۹۳	اس جہاد کے واقعات کا تذکرہ	۷۹	حضرت حسن بصری کا مروان کی دھمکی کا جواب
۹۳	سعید کا اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کرنے کا	۸۰	یزید بن مہلب کی شکست کا بیان
	بیان	۸۱	یزید بن مہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا
۹۳	شعبہ بن ظہیر کے شہید ہونے کا بیان	۸۲	مفضل بن المہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا
۹۴	خلیل بن اوس کا ترکوں سے شکست کا بدلہ لینا	۸۳	قیدیوں کے قتل کرنے کا بیان
۹۴	سعید سے حیان النہطی کی شکایت کا ذکر	۸۳	مسلمہ کا قیدیوں کو رہا کرنے کا بیان
۹۵	سعید کا حیان النہطی کو سزا کے طور پر ہلاک کرنے	۸۳	معاویہ بن یزید بن مہلب کا قیدیوں کو قتل کرنے کا
	کا بیان		بیان
۹۵	مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی کے اسباب و	۸۴	معاویہ بن یزید اور مفضل بن مہلب کی قندائیل
	واقعات کا تذکرہ		روانگی کا بیان
۹۶	عمرو بن ہبیرہ کے واقعات کا بیان	۸۴	بنی مہلب کا کرمان میں قیام کرنا اور مفضل کو امیر
۹۶	یزید بن ابی مسلم کے قتل کے حالات		مقرر کرنا
۹۷	محمد بن یزید کو گورنر بنانے کا بیان	۸۵	مسلمہ کا بنی مہلب کا تعاقب کروانا اور ان سے
۹۷	۱۰۳ ہجری کے واقعات کا تذکرہ		مقابلہ کرنا
۹۷	سعید خزینہ کی برطرفی کا بیان	۸۵	محمد بن عبداللہ کا سفارش کرنا
۹۸	حرشی کے خراساں کا گورنر مقرر کئے جانے کے	۸۶	ہلال بن اخوذ کا بنی مہلب سے مقابلہ کرنا اور انھیں
	اسباب کا بیان		شکست دینے کا بیان
۹۹	اہل سغد کا بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کرنا	۸۶	بنی مہلب کے سرداروں کی ہلاکت کا بیان
۹۹	فرغانہ کا اہل سغد کو ٹھکانہ دینا	۸۶	مسلمہ کا بنی مہلب کی عورتوں سے معاملہ کا بیان
۱۰۰	۱۰۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۸۷	سعید کی گورنری کے واقعات
۱۰۱	حرشی کا اہل سغد کو شکست دینے کا بیان	۸۸	سعید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنروں
۱۰۱	اہل بخندہ کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان		کو گرفتار کرنا

۱۱۳	مسلمہ بن سعید کی ترکوں کے مقابلہ میں ناکامی	۱۰۲	کفار کے سردار ثابت الہیجینی کا عورت کو قتل کرنا
۱۱۳	۱۰۵ھ یزید کا انتقال ہشام کی خلافت مسلم کی فتح	۱۰۲	حرشی کا قتل کی تحقیقات کا حکم دینا اور ثابت کو قتل کرنے کا بیان
۱۱۳	یزید کی مدت خلافت	۱۰۲	کارزنج کے بھتیجے جلیج کا مسلمانوں پر حملہ کرنا
۱۱۴	یزید کے حالات زندگی	۱۰۳	اہل سغد کے قتل کا بیان
۱۱۵	یزید کی حبابہ لونڈی سے وارفتگی	۱۰۳	مال غنیمت کی تقسیم کا بیان
۱۱۶	خلافت ہشام بن عبد الملک	۱۰۴	سلیمان بن ابی السری کا قلعہ پر حملہ کرنے کا بیان
۱۱۶	ہشام کی پیدائش	۱۰۴	اہل کس کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان
۱۱۶	مصعب بن الزبیر کا قتل	۱۰۴	مسبقری قلعہ خزار کے بادشاہ کا حرشی سے صلح کرنا
۱۱۷	ہشام کی خلافت پر تقرری	۱۰۵	حرشی کا مسبقری کو باوجود صلح نامہ کے قتل کرنا
۱۱۷	امیر حج ابراہیم کی جہالت	۱۰۵	یزید کا عبد الرحمن کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے دوسرے گورنر کو مقرر کرنا اور اس کے اسباب وجود کا بیان
۱۱۷	عمر بن ہبیرہ کی معزولی		
۱۱۷	خالد بن عبد اللہ القسری کا والی عراق بننا		
۱۱۸	زیاد کا خالد کی ولایت کی خوشخبری پہنچانا	۱۰۵	حضرت فاطمہ کا ابن الضحاک کی شکایت
۱۱۸	زیاد کا تذبذب		امیر المومنین سے کرنے کا بیان
۱۱۸	زیاد کا خالد کے دربار میں آنا	۱۰۶	یزید عبد الملک کا عبد الواحد کو مدینہ کا گورنر مقرر کرنا
۱۱۹	زیاد کا گورنری کے لئے لکھنا پڑھنا سیکھنا	۱۰۷	نضری کا ابن الضحاک کو سزا دینا
۱۱۹	زیاد کی رے پر گورنری کا تقرر	۱۰۷	سعید بن عمرو و الحرشی کی برطرفی کے اسباب و واقعات
۱۱۹	زیاد کا از خود سبکدوش ہونا		
۱۲۰	۱۰۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۰۸	ابن ہبیرہ کا حرشی کو برطرف کرنے کے سبب کا بیان
۱۲۰	ہشام کا اپنا ماموں کو والی مقرر کرنا		
۱۲۰	امام طاؤس اور حضرت سالم بن عبد اللہ کا انتقال	۱۰۹	معقل پر حد جاری کرنے کا بیان
۱۲۰	”چار ہزار سال“ نام رکھنے کی وجہ تسمیہ	۱۱۰	ابن ہبیرہ کو مسلم کے خراسان کا حاکم مقرر کرنے کی وجہ
۱۲۱	شمالی اور جنوبی عربوں کا باہمی جھگڑا		
۱۲۱	مسلم بن سعید کا عمرو بن مسلم سے جنگ چھڑنا	۱۱۱	مسلم کا حرشی کو قید کرنے کا حکم جاری کرنا
۱۲۱	سیاہ کی بھرتی میں رسہ کشی	۱۱۱	ابن ہبیرہ کی حرص و لالچ
۱۲۱	عمرو بن مسلم کی شکست	۱۱۱	مسلم کو ابن ہبیرہ کی تعمیل سے بعض رہنے کا مشورہ
۱۲۲	نصر کا عمرو کو امان دینا	۱۱۲	ابن ہبیرہ کا وصولیابی میں تخفیف کرنا
۱۲۲	عمرو کی شکست کی دوسری روایت	۱۱۳	۱۰۵ھ ہجری کے اہم واقعات

۱۳۵	زیاد ابو محمد کی طلبی	۱۲۳	مسلم بن سعید کے اس جہاد کے واقعات
۱۳۵	زیاد اور اس کے ساتھیوں کا قتل	۱۲۳	مسلم سے خاقان کا ٹکراؤ
۱۳۶	زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت	۱۲۳	ترکوں کی کامیابی اور ان کا مسلمانوں کے تعاقب میں جانا
۱۳۶	کثیر کو فی اور خداش	۱۲۳	ابن خاقان کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا
۱۳۶	خراسان کی حکومت کے لئے اشرس بن عبد اللہ کا تقرر	۱۲۳	پپاس کے بارے میں مسلمانوں کا برا حال
۱۳۷	اشرس اور حیان البیطی کی گفتگو	۱۲۳	خراسان سے مسلم کی معزولی اور عبد الرحمن کی تقرری
۱۳۷	یحییٰ بن حصین کا بیان	۱۲۵	ابن ہبیرہ کی مسلم کو تقرر کے وقت نصیحتیں
۱۳۷	امیر حج ابراہیم بن ہشام	۱۲۵	مسلم کا ابن ہبیرہ سے توبہ نامی لائق غلام کو طلب کرنا
۱۳۸	۱۱۰ ہجری کے اہم واقعات	۱۲۵	جہاد میں عدم شمولیت پر طلاق کی قسم لینا
۱۳۸	مسلم بن عبد الملک اور خاقان کی جنگ	۱۲۶	ہشام کی امارت میں حج
۱۳۸	اہل سمرقند ماورالنہر کو دعوت اسلام	۱۲۶	سعید کی ہشام سے ہرزہ سرائی
۱۳۸	ابوالصید اصالح بن طریف	۱۲۶	ابراہیم کا ہشام سے سابق خلق کی شکایت کرنا
۱۳۸	اہل سمرقند کا قبول اسلام	۱۲۷	خالد بن عبد اللہ القسری کی گورنری کا تقرر
۱۳۹	نومسلموں سے خراج کا مطالبہ	۱۲۷	ہانی کا اسد کے استقبال کے لئے جلوس میں پہنچنا
۱۳۹	ابوصیدا کی گرفتاری	۱۲۹	۱۰۷ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ
۱۳۹	عجمی سرداروں کی توہین	۱۲۹	۱۰۸ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ
۱۴۰	نضر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک	۱۳۲	۱۰۹ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ
۱۴۰	اشرس کی آمل میں آمد	۱۳۲	عبد اللہ بن عقبہ کا بحری جہاد
۱۴۰	اشرس اور ترکوں کی جنگ	۱۳۲	عمر بن یزید الاسیدی کا قتل
۱۴۱	مجاہدین پر پیاس کی شدت اور ان کی ہلاکت	۱۳۲	اسد بن عبد اللہ کی برطرفی
۱۴۱	ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ	۱۳۳	اسد بن عبد اللہ کا مضر یوں پر جبر و تشدد
۱۴۱	وجیہہ البنانی کا بیان	۱۳۴	تمیس بن حمان کی طلبی
۱۴۲	وجیہہ البنانی کی شہادت	۱۳۴	نضر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی عراق روانگی
۱۴۲	ثابت قطنہ کی شہادت	۱۳۴	اسد بن عبد اللہ کا اہل بلخ سے خطاب
۱۴۲	غوزک کی علیحدگی	۱۳۴	زیاد ابو محمد داعی بنی عباس
۱۴۳	غوزک کی علیحدگی کی وجہ	۱۳۵	زیاد اور غالب میں مباحثہ
۱۴۳	اشرس کا بوادرہ میں قیام		



۱۵۱	ترکوں کی شکست	۱۴۳	سیاہہ کا مسلمانوں کو مشورہ
۱۵۲	جنید کے وفد کی دمشق روانگی	۱۴۴	ترکوں کا مجاہدین پر حملہ
۱۵۲	مضری عربوں کی تقرری	۱۴۴	خسرو بن یزدجرد کی پیش کش
۱۵۳	۱۱۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۴۴	بازغری کی سفارت
۱۵۳	فتح خرشنہ	۱۴۵	یزید بن سعید الباہلی کی تجویز
۱۵۳	اردنیل پر ترکوں کا قبضہ	۱۴۵	یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت
۱۵۳	جراح بن عبد اللہ کی شہادت کی وجہ	۱۴۵	مسلمان قیدیوں کے لئے رقم کی پیش کش
۱۵۳	مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب	۱۴۵	بازغری کا خاتمہ
۱۵۴	جنید اور خاقان کی مجلس میں جنگ کے واقعات	۱۴۶	مسلمان قیدیوں کی شہادت کا بیان
	واسباب	۱۴۶	جنگ کمرجہ
۱۵۴	جنید کی پیش قدمی	۱۴۶	ملک طار بند کا حملہ
۱۵۴	جنید کی کس میں آمد	۱۴۷	ملک طار بند کا قتل
۱۵۴	بجش بن مزاحم کا مشورہ	۱۴۷	خاقان کی اہل کمرجہ کو پیش کش
۱۵۵	جنید کی حرب سے گفتگو	۱۴۸	غالب بن مہاجر الطائی کی سرکردہ روانگی
۱۵۵	جنید کی سرکردہ کی جانب پیش قدمی	۱۴۸	کورصول کی بطور یرغمال طلبی
۱۵۵	مجاہدین کی صف بندی	۱۴۸	محصورین کی کمرجہ روانگی
۱۵۶	یوم الشعب	۱۴۸	خاقان کی روانگی
۱۵۶	ترکوں کا جوابی حملہ	۱۴۹	اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ
۱۵۶	بنی ازد کی شجاعت	۱۴۹	محصورین کا دبوسیہ میں استقبال
۱۵۷	یزید بن مفضل کی شہادت	۱۴۹	یرغمالیوں کا تبادلہ
۱۵۷	محمد بن عبد اللہ کی شجاعت و شہادت	۱۵۰	اہل گردر کی بغاوت و سرکوبی
۱۵۷	نصر بن راشد العبیدی کی شہادت	۱۵۰	امیر حج ابراہیم بن ہشام
۱۵۸	عبد اللہ بن معمر کی شہادت	۱۵۰	۱۱۱ ہجری کے واقعات
۱۵۸	خاقان کی پسپائی	۱۵۰	عبد اللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ
۱۵۸	عبید اللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ	۱۵۰	اشرس کی برطرفی اور جنید کے تقرر کے اسباب و
۱۵۸	سورہ بن الحر کی موت کے واقعات		اقعات کا بیان
۱۵۹	سورہ بن الحر کی طلبی	۱۵۱	جنید کی خراسان میں آمد
۱۵۹	سورہ بن الحر کا عذر	۱۵۱	عامر بن مالک الحمائی کی روانگی
۱۵۹	سورہ کی روانگی	۱۵۱	خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ

۱۶۹	۱۱۴ ہجری کے واقعات کا تذکرہ	۱۵۹	خاقان کی مزاحمت
۱۶۹	قسططین کی گرفتاری	۱۶۰	غوزک کا خاقان کو مشورہ
۱۶۹	ابراہیم بن ہشام کی معزولی	۱۶۰	عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز
۱۷۰	۱۱۵ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۶۰	سورہ بن الحر کا حملہ
۱۷۰	۱۱۵ھ کے اہم واقعات	۱۶۰	جلیس بن غالب الشیبانی
۱۷۰	خراسان میں قحط	۱۶۱	غوزک کی بد عہدی
۱۷۰	۱۱۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۶۱	سورہ بن الحر کا خاتمہ
۱۷۰	جنید کی معزولی کی وجہ	۱۶۱	جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی
۱۷۱	خراسان کی حکومت پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر	۱۶۲	جنید کی روانگی سمرقند
۱۷۱	جنید بن عبدالرحمن کا انتقال	۱۶۲	جنید کا ہشام کے نام خط
۱۷۱	جنید کے عملے پر جبر و تشدد	۱۶۳	ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان
۱۷۱	حارث بن سرتج اور عاصم بن عبداللہ کی جنگ	۱۶۴	نصر بن سیار کی شجاعت
۱۷۲	حارث بن سرتج کا بلخ پر قبضہ	۱۶۴	عبداللہ بن حاتم کا بیان
۱۷۲	تحجیبی کا قتل	۱۶۴	جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ
۱۷۳	حارث کی جوجان میں آمد	۱۶۴	خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی
۱۷۳	حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی	۱۶۵	عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ
۱۷۳	عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ	۱۶۵	عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت
۱۷۳	طلاق کی شرط پر بیعت	۱۶۶	جنید کی سمرقند سے روانگی
۱۷۴	حارث بن سرتج کی جماعت	۱۶۶	عطاد بوسی کی جنید سے درخواست
۱۷۴	پلوں کا انہدام	۱۶۶	خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع
۱۷۴	محمد بن ثنیٰ اور حماد بن عامر	۱۶۶	جنید اور خاقان کی جنگ
۱۷۴	حارث بن سرتج کا مرو پر حملہ	۱۶۷	عبداللہ بن ابی عبداللہ کی جنگ
۱۷۵	محمد بن مسلم کی سفارت	۱۶۷	عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب
۱۷۵	حارث و عاصم کی جنگ	۱۶۷	ترکوں کی شکست اور پسپائی
۱۷۵	حارث بن سرتج کی شکست و فرار	۱۶۷	امدادی فوج کی خراسان میں آمد
۱۷۶	۱۱۷ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۶۸	۱۱۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ
۱۷۶	رومی علاقوں پر فوج کشی	۱۶۸	عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت
۱۷۶	عاصم بن عبداللہ کی معزولی	۱۶۸	مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات
۱۷۶	عاصم کی برطرفی کے اسباب و واقعات	۱۶۸	بنی عباس کے داعیوں کی خراسان آمد

۱۸۶	علی بن عبد اللہ بن عباس کا انتقال	۱۷۷	حارث بن سرتح اور عام میں مصالحت
۱۸۷	۱۹ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ	۱۷۷	عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ
۱۸۷	ولید بن القعقاع کا جہاد	۱۷۷	عاصم کے نقیب کا اعلان
۱۸۷	اسد اور خاقان کا معرکہ عظیم	۱۷۸	ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ
۱۸۷	خاقان کی جنگ	۱۷۸	ایک شامی کا حارث پر حملہ
۱۸۷	ابن الساجی کی اسد بن عبد اللہ سے درخواست	۱۷۹	یحییٰ بن حصین
۱۸۸	مال و متاع میں روانگی	۱۷۹	اسد بن عبد اللہ کا خط خالد کے نام
۱۸۸	اسد کی شہادت کی افواہ	۱۷۹	عاصم بن عبد اللہ کی گرفتاری
۱۸۹	داؤد اور اصغ	۱۷۹	اسد بن عبد اللہ کی آمل پر فوج کشی
۱۸۹	اسد بن عبد اللہ کی بلخ روانگی	۱۸۰	اہل آمل کی اطاعت
۱۸۹	عثمان بن عبد اللہ کا اسد کو مشورہ	۱۸۰	اسد بن عبد اللہ کی ترمذ روانگی
۱۹۰	خاقان کی آمد	۱۸۰	حارث کا محاصرہ ترمذ
۱۹۰	اشتنجین کی تجویز	۱۸۰	سبل کی حارث سے علیحدگی
۱۹۰	خاقان کی پیش قدمی اور مراجعت	۱۸۱	اصغر بن عینا اور داؤد الاعمس کی جنگ
۱۹۱	اسد بن عبد اللہ کی مجلس و مشاورت	۱۸۱	اہل ترمذ کی شکست و فرار
۱۹۱	اسد بن عبد اللہ کو قیام کا مشورہ	۱۸۱	اسد بن عبد اللہ کا ہشتم الشیبانی کو پیغام
۱۹۱	نصیر بن سیار کی تجویز	۱۸۲	اسد بن عبد اللہ کی ہشیم کو امان
۱۹۱	اسد بن عبد اللہ کا ابراہیم کے نام خط	۱۸۲	اسد کا بلخ میں قیام
۱۹۲	اسد بن عبد اللہ کے قاصد کی روانگی	۱۸۲	بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری
۱۹۲	خاقان کا ابراہیم پر حملہ	۱۸۲	سلیمان بن کثیر کا عذر
۱۹۲	خاقان کی حکمت عملی	۱۸۳	موسیٰ بن کعب اور الابرین قریظہ کا انجام
۱۹۳	ترکوں کا عقبی حملہ	۱۸۳	۱۱۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ
۱۹۳	اسد بن عبد اللہ کی آمد	۱۸۳	عمار خداش کی دعوت بیعت
۱۹۳	رئیس صنعان کی بیوی کا نوحہ	۱۸۴	عمار خداش کا انجام
۱۹۳	مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ	۱۸۴	قلعہ تیوشکان کی فتح
۱۹۴	ایک ترک سردار کا بیان	۱۸۴	اسد بن عبد اللہ کی انتقامی کارروائی
۱۹۴	اسد بن عبد اللہ کی بلخ روانگی	۱۸۵	بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری
۱۹۴	اسد بن عبد اللہ کا اہل بلخ کو خطاب	۱۸۵	کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب
۱۹۵	اسد بن عبد اللہ کا عزم	۱۸۵	محصورین کا انجام



۲۰۴	مغیرہ بن سعید کی ساری	۱۹۵	خلم کی گھائی پر خاقان کی فوج کا اجتماع
۲۰۵	مغیرہ اور بیان کا قتل	۱۹۵	مرو جانے کی تجویز
۲۰۵	مالک بن اعین کو معافی	۱۹۵	خاقان کی پیش قدمی
۲۰۵	علی بن محمد کا بیان	۱۹۶	بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ
۲۰۶	بہلول بن بشر خارجی کی بغاوت اور اسکے قتل کا واقعہ	۱۹۶	بلخ پر کرمانی بن علی کی قاسمقامی
۲۰۶	خالد بن عبد اللہ کو قتل کرنے کا مشورہ	۱۹۶	اسد بن عبد اللہ کی دعا
۲۰۶	بہلول بن بشر کی روانگی	۱۹۷	اسد بن عبد اللہ کی روانگی
۲۰۷	خوارج کے خلاف قینی کی روانگی	۱۹۷	سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ
۲۰۷	بہلول خارجی کا قینی پر حملہ	۱۹۷	ریحان بن زیاد کی معزولی
۲۰۷	بہلول خارجی کی انتقامی کاروائی	۱۹۸	اسد بن عبد اللہ کی خریستان میں آمد
۲۰۸	عادل موصل کی ہشام سے امداد طلبی	۱۹۸	خاقان کی حارث سے جواب طلبی
۲۰۸	کھیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع	۱۹۸	سالم بن جناح کی مخبری
۲۰۹	شامی افواج پر بہلول کا حملہ	۱۹۹	اسد بن عبد اللہ کی فوج کی ترتیب
۲۰۹	بہلول خارجی کا خاتمہ	۱۹۹	جنگ خریستان
۲۰۹	عمرو الیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج	۲۰۰	خاقان کی شکست
۲۱۰	وزیر السختیانی کا خروج	۲۰۰	خاقان کا فرار
۲۱۰	وزیر خارجی کا قتل	۲۰۰	اسد بن عبد اللہ کی بلخ روانگی
۲۱۱	اسد کی قتل پر فوج کشی اور بدر طرخان کا قتل	۲۰۱	خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ
۲۱۱	سلمہ اور ابوالاسد کی بدر طرخان کے متعلق گفتگو	۲۰۱	مروالروز میں مقیم ترکوں کا قتل
۲۱۲	اسد بن عبد اللہ کی پیش قدمی	۲۰۱	خراہرہ کا خاقان سے حسن سلوک
۲۱۲	اسد بن عبد اللہ کی پر مجسر کی تنقید	۲۰۱	خاقان کا قتل
۲۱۲	اسد بن عبد اللہ کی پشیمانی	۲۰۲	ترکوں میں خانہ جنگی
۲۱۲	بدر طرخان کا قتل	۲۰۲	ہشام بن عبد الملک کو فتح کی نوید
۲۱۳	فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق	۲۰۳	مقاتل بن حیان کی طلبی
۲۱۳	صحاری بن شیب کے خروج کا واقعہ	۲۰۳	اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے سرفرازی
۲۱۳	صحاری بن شیب خارجی کا عزم	۲۰۴	شاہ سبل کیا بن السامجی کو نصیحت
۲۱۴	۱۲۰ھ کے اہم واقعات	۲۰۴	سبل کی ابن سامجی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت
۲۱۴	اسد بن عبد اللہ کی موت کا واقعہ	۲۰۴	مغیرہ بن سعید اور بیان کے خروج اور قتل کا بیان

۲۱۵	درخواست	عمید مہر جان کے تحائف کی تقسیم
۲۱۶	بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ	اسد بن عبد اللہ کا انتقال
۲۱۶	جعفر بن حنظلہ کی برطرفی	سلیمان بن کثیر کا محمد بن علی بن عباس کے پاس
۲۱۶	کرمانی کا خراسان کی حکومت پر تقرر اور اس کی معزولی	وکیل بن کرآنا
۲۱۷	نصر بن سیر کی ولایت خراسان	محمد بن علی کی اظہار ناراضگی
۲۱۷	نصر بن سیار اور بختری	بکیر بن ماہان کی خراسان روانگی
۲۱۷	ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سر	خالد بن عبد اللہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات
۲۱۸	داروں کی سفارش	حسان نبطی کی خالد کے خلاف شکایت
۲۲۰	یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش	ابن عمرو کی اہانت
۲۲۱	حفص کا نصر بن سیار کے نام خط	خالد بن عبد اللہ کے خلاف ہشام سے شکایات
۲۲۱	نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الحنظلی کی گفتگو	خالد بن عبد اللہ کی برطرفی کا فیصلہ
۲۲۲	نصر بن سیار کی تقریر	خالد کو معزول کرنے میں ہشام کی تدبیر و کارروائی
۲۲۲	۱۲۱ھ کے اہم واقعات	یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو
۲۲۲	فتح مطامیر	خالد بن عبد اللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری
۲۲۲	زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے	ربیع بن سابور کا بیان
۲۲۳	خروج اور قتل کا واقعہ	بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط
۲۲۴	یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ	طارق بن ابی زیاد کی واسطہ روانگی
۲۲۴	ہشام بن عبد الملک کی یوسف بن عمر کو ہدایت	طارق بن ابی زیاد کی مراجعت
۲۲۴	زید بن علی کی برائت	یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد
۲۲۵	زید بن علی کا عراق جانے سے گریز	حسان نبطی کا بیان
۲۲۵	زید بن علی کی طلبی	طارق بن ابی زیاد کی طلبی
۲۲۵	زید بن علی کی الزامات سے تردید	طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری
۲۲۵	زید بن علی اور عبد اللہ بن حسن بن حسن کی مقدمہ	عطاء بن مقدم کی روانگی حمہ
۲۲۶	بازی	یوسف بن عمرو کا اہل کوفہ سے خطاب
۲۲۶	زید بن علی اور عبد اللہ بن حسن میں جھڑپ	ابان بن ولید کی ضمانت سے دست برداری
۲۲۶	زید بن علی اور خالد بن عبد الملک میں نوک	خالد بن عبد اللہ کی دولت و جائیداد
۲۲۷	جھونک	عریان بن ابیہشم کا خالد کو مشورہ
۲۲۷	زید بن علی کی ندامت اور پشیمانی	خالد بن عبد اللہ کی ضد
		بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبد اللہ سے

۲۳۹	شاہ فرغانہ سے مصالحت	۲۳۶	زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری
۲۵۰	بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو	۲۳۷	زید بن علی اور ہشام بن عبد الملک کی ملاقات -
۲۵۰	۱۲۲ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ	۲۳۸	زید بن علی کی ہشام بن عبد الملک کو دھمکی
۲۵۰	زید بن علی کا خروج	۲۳۸	زید بن علی کا کوفہ میں قیام
۲۵۱	کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی	۲۳۸	زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت
۲۵۲	جعفر بن محمد بن علی	۲۳۹	یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری
۲۵۲	قاسم التیمی کا قتل	۲۳۹	ابو عبیدہ کا بیان
۲۵۲	کوفہ کی ناکہ بندی	۲۳۹	یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک
۲۵۳	زید کا شامیوں پر حملہ اور فتح		
۲۵۳	ازدی کا گھر سے نہ نکلنا	۲۴۰	زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم
۲۵۳	زید کوفہ میں	۲۴۰	زید بن علی کی قادسیہ میں آمد
۲۵۴	شامیوں کا زید کی ایک جماعت سے مقابلہ	۲۴۱	زید بن علی کی کوفہ روانگی
۲۵۴	زید اور عبید اللہ کی فوج کا باہمی مقابلہ	۲۴۱	سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ
۲۵۵	کوفیوں سے شدید جنگ	۲۴۱	عبد اللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت
۲۵۵	عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ	۲۴۳	زید بن علی کی بیعت
۲۵۵	نصر اور نائل کا قتل	۲۴۴	زید بن علی کی بیعت کی شرائط
۲۵۵	شامیوں کی شدید پسپائی	۲۴۵	نصر بن سیار کی مہموں کا ذکر
۲۵۶	زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی	۲۴۵	اہل مرو کا ادائیگی خراج
۲۵۶	زید کا زخمی ہونا	۲۴۵	نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی
۲۵۶	زید کا انتقال	۲۴۵	کورصول کا شب خون
۲۵۷	تدفین	۲۴۶	عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالے پر حملہ
۲۵۷	زید کا بیٹا سابق کے پاس	۲۴۶	کورصول کی گرفتاری
۲۵۷	یحییٰ بن زید کی نینواروانگی	۲۴۶	کورصول کا قتل
۲۵۷	سر لانے پر انعام	۲۴۷	یحییٰ بن حسین کا نصر کو مشورہ
۲۵۸	زید کی گرفتاری کا واقعہ	۲۴۸	نصر بن سیار کی شاش روانگی
۲۵۸	زید کی لاش سولی پر	۲۴۸	شاہ شاش کی نصر کی اطاعت
۲۵۹	عبد الملک کا یحییٰ کو چھپانا	۲۴۸	محمد بن ثنیٰ کی کارگزاری
۲۵۹	یحییٰ کی تلاش	۲۴۹	سلیمان بن صول کی سفارت
۲۵۹	زید کی لاش پر اشعار	۲۴۹	سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو



۲۶۸	داؤد اور عیسیٰ کا دفتری مددگار بننا	۲۶۰	یوسف کی تقریر
۲۶۸	ناظم کی تنخواہ میں اضافہ نہ کرنا	۲۶۰	دیگر اہم واقعات
۲۶۹	ہشام کا دفتر	۲۶۰	۱۲۳ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ
۲۶۹	غیلان کے ہاتھ پاؤں کاٹنا	۲۶۰	اہل سغد اور نصر بن سیار کی صلح
۲۶۹	بیٹے کی اصلاح	۲۶۱	نصر پر عوام کی ناراضگی
۲۷۰	ہدایا قبول کرنا	۲۶۱	حکم کو نصر کی جگہ گورنر بنانے کا مشورہ
۲۷۰	پرندے لینے کا واقعہ	۲۶۲	مغراء کی سفارت
۲۷۰	زید سے علاقہ واپس لینا	۲۶۲	ہشام اور مغراء کی گفتگو
۲۷۰	طحاوی ٹوڈ دیکھنے پر رد عمل	۲۶۲	ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر
۲۷۱	خلافت کی خواہش کیوں	۲۶۲	ابراہیم بن بسام کے ساتھ دھوکہ دہی
۲۷۱	ہشام کا ابرش کے ہاں جان	۲۶۳	نصر کے متعلق ہشام سے گفتگو
۲۷۱	علیا کی تنخواہ میں اضافہ	۲۶۳	مغراء کا عراق میں قیام
۲۷۲	محمد بن زید کے تعاون سے انکار	۲۶۳	نصر پر پیرانہ سالی کا الزام
۲۷۲	زیتون کے نام پیغام	۲۶۳	حملہ بن نعیم کی تردید
۲۷۲	ہجڑوں کی گرفتاری	۲۶۴	نصر کا رد عمل
۲۷۲	رصاصہ میں قیام کرنے کی وجہ	۲۶۴	بنی قیس کی اہانت
۲۷۲	معاویہ کے متعلق اظہار خیال	۲۶۴	حج اور انتظامی عہدے
۲۷۳	معاویہ کی بیویوں کو ترکہ کا حصہ دینا	۲۶۵	۱۲۴ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ
۲۷۳	یوسف بن عمر کا ہدیہ	۲۶۵	ابو مسلم کے بکنے کا واقعہ
۲۷۳	ہشام کے عہد حکومت پر لوگوں کا تبصرہ	۲۶۵	رومیوں سے مقابلہ
۲۷۳	ہشام کب خلیفہ بنا	۲۶۶	حج
۲۷۴	خلافت ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان	۲۶۶	محمد بن ہشام کا ہدیہ
۲۷۴	ولید کی بد عملی	۲۶۶	۱۲۵ھ کے اہم واقعات
۲۷۴	ولید بن یزید کی شراب نوشی	۲۶۶	نعمان بن یزید کا جہاد
۲۷۴	ولید کو ولی عہدی سے ہٹانے کی کوشش	۲۶۶	ہشام کے مرض الموت کا بیان
۲۷۵	ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز	۲۶۷	ہشام کے شاکل و خصائل
۲۷۵	مسلمہ کے رویے میں تبدیلی	۲۶۷	لباس میں سادگی
۲۷۶	مسلمہ کی خالد پر ناراضگی	۲۶۷	خواجه سرا کے غلط فعل پر سزا دینا
۲۷۶	ولید کی اپنی بعض غلطیوں پر معذرت	۲۶۸	سالم کا ڈانٹنا

۲۹۱	یحییٰ کا تعاقب	۲۷۶	ہشام کا ولید کے ساتھیوں کے ساتھ طرز عمل
۲۹۲	یحییٰ اور اس کے ساتھیوں کا قتل	۲۷۶	ولید کا رد عمل
۲۹۲	خراس کو جلا کر دریا میں پھینکنا	۲۷۷	ولید کے متعلق ہشام کا خیال
۲۹۲	۱۲۶ھ کے اہم واقعات	۲۷۷	ہشام کا ولید کے نام خط
۲۹۲	ولید بن یزید کا قتل	۲۷۸	ولید کا جواب
۲۹۳	ہشام کی اولاد پر سختی	۲۷۹	ہشام کا انتقال اور ولید کا خلیفہ بننا
۲۹۳	ولید کی باندی پر قبضہ	۲۸۰	ولید کا اہل رصافہ کیلئے حکم
۲۹۳	سعید بن بہیس کی گرفتاری	۲۸۰	مروان بن محمد کا ولید کے نام خط
۲۹۳	یوسف کی ولید کے بارے میں رائے	۲۸۱	وظائف تنخواہوں اور مناصب میں اضافہ
۲۹۴	لوگوں کے دلوں میں ولید کی مخالفت	۲۸۱	حاجیوں اور مجاہدوں کے ساتھ معاملہ
۲۹۴	عمرو بن شراحیل کا بیان	۲۸۱	ولید کا اپنے دو بیٹوں حکم و عثمان کو ولی عہد مقرر کرنا
۲۹۴	ولید کے قتل کی تیاری	۲۸۲	یوسف کا نصر کے نام خط
۲۹۴	ولید کا یوسف کو طلب کرنا	۲۸۲	نصر کا جواب
۲۹۵	یوسف کی تدبیر اور اپنے عہدے پر بحالی	۲۸۲	ولید کا نصر کے نام خط
۲۹۵	یوسف بن عمر کی بحالی	۲۸۷	نصر کا گورنر بننا
۲۹۵	خالد کا قتل	۲۸۷	نصر کے تحائف
۲۹۶	ولید کے خلاف اشعار	۲۸۷	ارزق بن قرۃ المسمیٰ کا خواب
۲۹۶	قعقاع کے بیٹوں پر ظلم	۲۸۸	نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار
۲۹۶	یزید کے لئے بیعت کے مشورے	۲۸۸	نصر بن سیار کی عملہ کو ہدایت
۲۹۷	یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو	۲۸۸	نصر کا سفر عراق ملتوی کرنا
۲۹۷	یزید کی خفیہ بیعت	۲۸۹	ابراہیم اور محمد ہشام کے بیٹوں کو سزا
۲۹۷	عباس کی مخالفت	۲۸۹	عمر کا امیر البحر بننا
۲۹۸	معاویہ ولید کے دربار میں	۲۸۹	ابو مسلم کی آزادی کا واقعہ
۲۹۸	ولید کا سعید کے نام خط	۲۹۰	یحییٰ بن زید کا قتل
۲۹۹	عباس بن ولید کی یزید بن ولید کی دھمکی	۲۹۰	حریش کی گرفتاری اور اس پر تشدد
۲۹۹	عباس اور بشر کی گفتگو	۲۹۰	یحییٰ کی گرفتاری
۳۰۰	یزید دمشق میں	۲۹۱	ابو الفضل اور یحییٰ کی گفتگو
۳۰۰	یزید بن ولید کی دمشق میں آمد	۲۹۱	یحییٰ کے قتل کا حکم
۳۰۰	ولید بن روح کی دمشق میں آمد	۲۹۱	جنگی مقابلہ میں یحییٰ کی فتح

۳۱۳	رہائی اور مال و متاع کا لینا	۳۰۱	یزید کے حامی دمشق کی مسجد میں
۳۱۴	یوسف کا ہشام کے نام خط	۳۰۱	یزید کا متعدد لوگوں کو گرفتار کرنا
۳۱۴	ہشام کا رد عمل	۳۰۱	یزید کی بیعت
۳۱۴	خالد کے اہل و عیال اور موالیوں کی گرفتاری	۳۰۲	مختلف لوگوں کا مسجد میں آنا
۳۱۴	خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم	۳۰۲	تیس ہزار دینار کی وصولی
۳۱۵	خالد کا رد عمل	۳۰۳	تنخواہوں کی تقسیم
۳۱۵	ہشام کی خالد پر ناراضگی	۳۰۳	حیرہ میں چھاؤنی بنانا
۳۱۶	کلثوم کا خالد کو گرفتار کرنا	۳۰۳	ولید کو اطلاع دینے والی گرفتاری
۳۱۶	ہشام کی ناراضگی پر خالد کی رہائی	۳۰۳	ولید قلعہ نجران میں
۳۱۶	ہشام کا خالد کے نام خط	۳۰۴	ولید سے مقابلہ کی تیاریاں
۳۱۶	خالد کا جواب	۳۰۴	جنگ
۳۱۷	خالد اور ولید کے تعلقات میں کشیدگی	۳۰۵	عباس کا یزید کی بیعت کرنا
۳۱۷	خالد ولید کے دربار میں	۳۰۵	ولید کا محل میں چھپنا
۳۱۸	خالد سے تفتیش	۳۰۶	ولید کا قتل
۳۱۸	گرفتاری	۳۰۷	جنگ سے پہلے ولید کی کیا حالت تھی؟
۳۱۸	یوسف نے خالد کو خرید لیا	۳۰۸	عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی
۳۱۹	خالد پر تشدد اور اس کا انتقال	۳۰۸	جنگ کی کیفیت کا تفصیلی بیان
۳۱۹	خالد بن عبد اللہ کا صبر و استقلال	۳۰۹	معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبے کی منظوری
۳۱۹	یزید بن ولید کو ناقص کہنے کی وجہ	۳۰۹	ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ
۳۲۰	اس سال کے مختلف فتنوں کا ذکر	۳۱۰	ولید کے سر کی تشہیر
۳۲۰	سلیمان کا قید سے بھاگنا	۳۱۰	ولید کا سر لیمان کے پاس
۳۲۰	ولید کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری	۳۱۰	عبدالرحمن بن مصاد کی روایت
۳۲۱	مروان اور اسکے بیٹوں کا قتل	۳۱۱	ولید کے قاتلوں کیلئے انعام
۳۲۱	نیا امیر اور مقابلے کی تیاری	۳۱۱	ولید کے انعام مقرر کرنے کا واقعہ
۳۲۲	جنگ کا آغاز	۳۱۱	مالک اور عمرو کا بھاگنا
۳۲۲	عبد العزیز بن الحجاج کا حملہ	۳۱۲	ولید کی عمر اور مدت خلافت
۳۲۲	اہل حمص کی شکست	۳۱۲	ولید بن یزید کی عمر
۳۲۳	جنگ کے بعد	۳۱۲	ولید اور ابوالزناد کی باہمی گفتگو کا واقعہ
۳۲۳	اہل اردن و فلسطین کا ہنگامہ	۳۱۳	خالد کی گرفتاری



۳۳۷	مسلم بن ذکوان کی تدبیر	۳۳۳	یزید کی بیعت پر آمادگی
۳۳۷	مسلم کا جعلی خط	۳۳۴	یزید کا قاصد فلسطین میں
۳۳۸	مسلم بن ذکوان اور مروان کی گفتگو	۳۳۴	اردن میں لوٹ مار
۳۳۸	مسلم کا مروان سے رخصت ہونا	۳۳۵	اہل اردن کا یزید کی بیعت کرنا
۳۳۹	عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز	۳۳۵	یزید کی تقریر
۳۳۹	منصور بن جمہور کی معزولی	۳۳۶	تجدید بیعت
۳۴۰	یمینی اور نزاری چیلکش	۳۳۶	قیس کا قتل
۳۴۰	نصرو کرمانی کی خراسان میں مخالفت کے اسباب	۳۳۷	یوسف کی ولایت عراق سے برطرفی اور منصور بن
۳۴۰	تنخواہوں کا مطالبہ		جمہو کا تقرر
۳۴۱	کرمانی کی مخالفت پر نصر کار دعمل	۳۳۷	منصور کے گورنر پر اعتراضات
۳۴۱	کرمانی کی انتقامی خواہش	۳۳۸	یوسف حیرہ میں رہا
۳۴۲	نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی	۳۳۸	منصور عراق میں
۳۴۲	نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی	۳۳۸	یوسف کی پریشانی
۳۴۲	کرمانی کی گرفتاری	۳۳۹	اہل واسط کا یزید کیلئے بیعت کرنا
۳۴۳	کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج	۳۳۹	عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام
۳۴۳	کرمانی کا جیل سے بھاگنا	۳۳۹	یوسف کی سلیمان کی طرف روانگی
۳۴۴	کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت	۳۴۰	یوسف پر خوف اور جوش انتقام
۳۴۴	نصر کی کرمانی کے خلاف تقریر	۳۴۰	منصور کا یوسف کی فوج کو پکڑنا
۳۴۵	نصر اور کرمانی میں صلح	۳۴۰	یوسف کے بلقاء پہنچنے کی ولید کو اطلاع
۳۴۵	کرمانی کی طرف سے مخالفت	۳۴۱	یوسف اور اسکے بیٹوں کی گرفتاری اور قتل
۳۴۵	کرمانی کی طلبی		دوسری روایت
۳۴۶	قدید اور کرمانی کی گفتگو	۳۴۲	یزید کا اہل عراق کے نام خط
۳۴۶	عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ	۳۴۴	ولید کے قتل پر نصر کی خوشی
۳۴۷	عقیل اور کرمانی کی گفتگو	۳۴۴	ولید کے قتل پر نصر کار دعمل
۳۴۷	حارث بن سرتج کی معافی	۳۴۵	عادل بن خوارزم عبدالملک بن عبداللہ
۳۴۷	حارث کی امان طلبی کے لئے سفر	۳۴۵	نصر کا انصاف
۳۴۸	عبداللہ بن عمر سے خالد کی شکایت	۳۴۵	نصر کا دو آدمیوں کو گرفتار کرنا
۳۴۸	حارث کو قتل کرنے کی کوششیں	۳۴۶	مروان کا عمر کے نام خط
۳۴۹	سرور حارث کے ساتھ	۳۴۷	عباس کا یزید کی رائے پر عمل

۳۶۰	جنگ	۳۴۹	اہل مرو کا ابراہیم کی حمایت کرنا
۳۶۰	ابن معاویہ کو شکست ہوئی	۳۴۹	ولی عہدی کی بیعت
۳۶۰	مذکورہ جنگ سے متعلق تفصیلی روایت	۳۵۰	مروان بن محمد کی پہلی بغاوت اور پھر اطاعت
۳۶۱	عبداللہ بن معاویہ کی علاقہ جبل روانگی	۳۵۰	ثابت کے قید ہونے کی وجہ
۳۶۱	حارث بن سری کا مروان آنا اور نصر سے	۳۵۱	ثابت اور مروان کی جنگ
	بغاوت	۳۵۱	مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی
۲۶۲	نصر اور حارث کی ملاقات	۳۵۲	ثابت کے حامی مروان کے تابع
۲۶۲	حارث کیلئے تحائف	۳۵۲	یزید کا انتقال
۳۶۲	نصر کی حارث بن سرتح جو پیش کش	۳۵۲	خلیفہ رہا۔
۳۶۳	حارث کے لئے بیعت	۳۵۲	عمر اور مدت خلافت
۳۶۳	مروان بن محمد کی خلافت کے اسباب	۳۵۲	(عقیدہ)
۳۶۳	مروان کو بیعت کی پیشکش	۳۵۳	حلیہ
۳۶۴	مروان کی بیعت	۳۵۳	اس سال کا حج
۳۶۴	سلیمان بن ہشام کی اطاعت	۳۵۳	انتظامی عہدے
۳۶۴	مروان کے خلاف بغاوت	۳۵۳	ابراہیم بن الولید کی خلافت ابراہیم بن ولید
۳۶۴	اہل شام کا بیعت سے انحراف	۳۵۴	۱۲ ہجری کے اہم واقعات
۳۶۵	مروان کا حمص پر حملہ	۳۵۴	مروان اور سلمان کی جنگ
۳۶۵	یزید اور ابو علاقہ کا قتل	۳۵۴	اہل حمص مروان کے ساتھ
۳۶۵	ثابت کا مروان کے خلاف خروج	۳۵۵	دونوں فریقوں میں جنگ
۳۶۶	ثابت کی گرفتاری اور اسکے ہاتھ پاؤں کٹنا	۳۵۵	سلیمان کا لشکر سمیت بھاگنا
۳۶۶	مروان دیر ایوب میں	۳۵۶	عبداللہ کے خروج اور اپنے لئے دعوت کے اسباب
۳۶۷	ثابت اور اسکے بیٹوں کا قتل		واقعات
۳۶۷	مروان دوبارہ باغیوں کے مقابلہ میں	۳۵۷	لڑائی کی وجہ دوسری روایت کے مطابق
۳۶۷	اہل ترمذ کی اطاعت	۳۵۷	اسماعیل کی دھوکہ بازی اور اسکے انجام
۳۶۸	ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی کا کوفہ میں	۳۵۸	دوبارہ جنگ کا خطرہ
	داخلہ اور اس کے اسباب	۳۵۸	ابن عمر کی جعفر و عثمان سے مصالحت
۳۶۸	سعید اور بسطام کی باہمی جنگ	۳۵۸	ابن معاویہ کی بیعت
۳۶۸	خارجیوں سے جنگ	۳۵۹	ابن معاویہ اور ابن عمر کا فوجی مقابلہ کی ابتداء
۳۶۹	دوسری روایت	۳۵۹	عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان

۳۸۲	حارث کا شہر میں داخلہ	۳۷۰	دوبارہ حملہ
۳۸۲	طرفین میں جنگ	۳۷۰	انتظامی تبدیلیاں
۳۸۳	حارث کو شکست	۳۷۱	ابن عمر کا واسطہ کی طرف بھاگنا
۳۸۳	کرمانی کی نصر سے بے اعتمادی	۳۷۱	جنگ کا دوبارہ آغاز
۳۸۳	جہم کا قتل	۳۷۲	عبدالملک بن علقمہ کا قتل
۳۸۴	نصر اور کرمانی کی فوجی جنگ	۳۷۳	منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ
۳۸۴	نصر اور کرمانی کی جنگ	۳۷۳	سلیمان بن ہشام کی مروان سے مخالفت اور جنگ
۳۸۵	یہودیوں کی شکست	۳۷۴	سلیمان اور ہشام کے متعلقین قلعہ میں
۳۸۵	نصر کی فوج پر سنگ باری	۳۷۴	سلیمان اور مروان کی فوجی جنگ
۳۸۷	نصر اور عبدالککیم بن سعید کی گفتگو	۳۷۴	سلیمان کی شکست
۳۸۸	بشیر کا بغاوت کرنا	۳۷۵	سلیمان کے ماموں کا قتل
۳۸۸	تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی	۳۷۵	مروان کا قلعہ کا بل پر حملہ
	اطاعت	۳۷۶	سلیمان کے شہسواروں سے اہم مقابلہ
۳۸۸	حارث کے دوستوں کا کرمانی سے رابطہ	۳۷۶	سکسکی کی گرفتاری
۳۸۸	کرمانی حارث کے مقابلہ میں	۳۷۶	حمص کا محاصرہ
۳۸۹	دونوں کے درمیان شدید جنگ	۳۷۷	جبشی اور سکسکی کا قتل
۳۸۹	حارث کا قتل	۳۷۷	عراق کے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ
۳۸۹	حارث بن سرتح سے متعلق دوسری روایت	۳۷۸	یوم العین
۳۸۹	حارث اور کرمانی کی لڑائیاں	۳۷۸	ابن ہبیرہ کا کوفہ پر قبضہ
۳۹۰	مرو پر یمنی عربوں کا تصرف	۳۷۸	ضحاک کا طرز عمل
۳۹۰	ابو مسلم کا خراسان بھیجا جانا	۳۷۸	دیگر اہم واقعات
۳۹۱	ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ	۳۷۹	آغاز ۱۲۸ھ
۳۹۱	ضحاک بن قیس الخار جی کا قتل	۳۷۹	حارث بن سرتح کا قتل
۳۹۱	ضحاک خار جی کا موصل پر قبضہ	۳۷۹	حارث کا اپنے لئے دعوت دینا
۳۹۲	ضحاک اور عبداللہ کی جنگ	۳۷۹	نصر اور حارث میں صلح کی کوشش
۳۹۲	ضحاک کا قتل	۳۸۰	نصر کی عمال کو ہدایات
۳۹۳	خیبری الخار جی کا قتل	۳۸۰	متفقہ فیصلہ سے نصر کا انحراف
۳۹۳	خیبری کا امیر بننا اور جنگ	۳۸۱	نصر کا اپنے عہدیداروں پر الزام
۳۹۳	حج اور انتظامی عہدے	۳۸۱	نصر کے خلاف بغاوت کا عروج



۳۹۴	ابو مسلم کی دعوت اور واپسی سے متعلق دوسری روایت	۳۹۴	ابو حمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی ملاقات
۴۰۶	ابو مسلم خراسانی کی طلبی	۳۹۴	۱۲۹ھ کے اہم واقعات
۴۰۶	ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام	۳۹۴	شیبان کی ہلاکت
۴۰۷	ابو مسلم کی جماعت میں اضافہ	۳۹۴	خارجیوں کا اپنا طریقہ کار
۴۰۷	ابو مسلم کا اسفیزنج سے ماخوان کو اپنے پڑاؤ کا منتقل کرنا	۳۹۵	مروان کا طرز عمل
۴۰۷	چند طالب علموں ابو مسلم سے سوالات	۳۹۵	امیہ کا قتل
۴۰۸	شیبان کا ارادہ	۳۹۶	یزید کی خارجیوں سے جنگیں
۴۰۸	شیبان اور نصر میں صلح	۳۹۶	خارجیوں کا تعاقب
۴۰۹	نصر اور کرمانی کی جنگ	۳۹۷	مذکورہ واقعہ کے متعلق دوسری روایت
۴۰۹	ابو مسلم کرمانی کے پاس	۳۹۷	عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ
۴۰۹	ابو مسلم ماخوان میں	۳۹۸	جون بن کلاب خارجی کا قتل
۴۱۰	خندق کے لوگوں کے لئے عطیہ	۳۹۸	ابو مسلم کی امارت
۴۱۰	ابو مسلم کے خلاف سمجھوتہ	۳۹۹	ابو مسلم کا اپنی دعوت لے کر مختلف علاقوں میں جانا
۴۱۰	ابو مسلم اور ابویال کے لشکر کا مقابلہ	۳۹۹	ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات
۴۱۱	نصر اور کرمانی کی جنگ	۳۹۹	ابو مسلم قوس میں
۴۱۱	ابو مسلم کی خراسانی کی حکمت عملی	۴۰۰	تحریک کا اعلان
۴۱۲	نصر کا مروان کے نام خط	۴۰۰	دوسری روایت
۴۱۲	مروان کا جواب	۴۰۰	ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب
۴۱۲	نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی	۴۰۱	شیعوں کا ابو مسلم کے پاس جمع ہونا
۴۱۳	نصر و کرمانی کی جنگ کا دوبارہ بیان	۴۰۱	سلیمان بن کثیر کی امامت نماز
۴۱۳	کرمانی کا قتل	۴۰۲	ابو مسلم کا نصر کے نام خط
۴۱۴	عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا فارس پر قبضہ	۴۰۲	نصر کا رد عمل
۴۱۴	عبداللہ بن معاویہ اصطر میں	۴۰۲	ابو مسلم کی فوج کا حساب
۴۱۴	داؤد اور نباتہ کی جنگ	۴۰۳	ابو مسلم کی اپنے لشکر کے لئے کمک
۴۱۵	محارب اور یزید کی جنگ	۴۰۳	دونوں فوجوں کے درمیان جنگ اور ابو مسلم کی فتح
۴۱۵	عبداللہ اور معن کے درمیان جنگ	۴۰۴	یزید کے ابو مسلم کی قوم کے بارے میں تاثرات
		۴۰۴	خازم بن خزیمہ کا موروث پر قبضہ
		۴۰۴	نصر کے عامل کا قتل

۴۲۸	علی بن معقل اور تمیم کی جنگ	۴۱۵	حصین کا قتل
۴۲۸	نہاتہ بن حنظلہ کے قتل کا واقعہ	۴۱۶	دوسری روایت
۴۲۹	خطبہ نہاتہ کی طرف روانہ	۴۱۷	ابو حمزہ خارجی کا خروج
۴۲۹	خطبہ اور نہاتہ آئے سامنے	۴۱۷	ابو حمزہ خارجی کا عہد
۴۲۹	خطبہ کی تقریر	۴۱۸	ابو حمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ
۴۳۰	فریقین میں جنگ اور نہاتہ کا قتل	۴۱۸	حج اور انتظامی عہدے
۴۳۰	ابو حمزہ خارجی کے فتنہ کا ذکر	۴۱۸	۳۰ھ کے واقعات
۴۳۱	ابو حمزہ خارجی کا مدینہ میں دخول	۴۱۸	کرمانی کا نصر سے سمجھوتہ اور اسکی تفصیل
۴۳۱	مدینہ میں ابو حمزہ کی تقریر	۴۱۹	عربوں کے باہمی مذاکرات
۴۳۲	اہل مدینہ اور خارجیوں کی جنگ	۴۱۹	شیعوں کو مکان بنانے کی اجازت
۴۳۲	ابو حمزہ کی تقریر دوسری روایت میں	۴۲۰	مرو کی فسیل پر ابو مسلم کا قبضہ
۴۳۲	ابو عطیہ کا غالب شخص کو انعام دینا	۴۲۰	ابو مسلم کے نقیب
۴۳۲	خارجیوں کا قتل	۴۲۱	سلم بن احوز اور اس کے ساتھیوں کا قتل
۴۳۵	ابن عطیہ کا امیر حج مقرر ہونا	۴۲۱	ابو مسلم اور نصر کی صلح
۴۳۶	ابن عطیہ کا قتل	۴۲۱	نصر کے ابو مسلم کے بارے میں تاثرات
۴۳۶	نصر کے قومس میں قیام کی وجہ	۴۲۲	نصر کا بھاگنا
۴۳۷	حج اور انتظامی عہدے	۴۲۲	نصر اپنے حامیوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۴۲۳	مذکورہ واقعہ کے متعلق تفصیلی روایت
	تاریخ طبری	۴۲۴	نصر کے بھاگنے پر ابو مسلم کا رد عمل
۴۳۷	۳۱ھ ہجری کے واقعات	۴۲۵	لاہز کا قتل
۴۳۷	ابو مسلم کی فوج کا محاصرہ	۴۲۵	شیبان بن سلمۃ الحروری کا قتل
۴۳۸	نصر کا انتقال	۴۲۵	علی کی نصر سے مخالفت کی وجہ
۴۳۸	سابقہ بیان	۴۲۵	ابو مسلم اور شبان کی جنگ
۴۳۸	ابو مسلم کے نیساپور اور خطبہ کے رے آنے کے	۴۲۶	ابن الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کا قتل اور اسکے
	واقعات		اسباب
۴۳۹	عامر بن ضبارہ کا قتل	۴۲۶	ابو مسلم کے خلاف متحدہ محاذ
۴۳۹	عبداللہ بن معاویہ کا تعاقب	۴۲۶	ابوداؤد اور زیاد کی جنگ
۴۳۹	ابن ضبارہ اور مقاتل کی جنگ	۴۲۷	خطبہ ابو مسلم کے پاس
۴۴۰	ابن ضبارہ کو شکست	۴۲۷	خطبہ اور نصر کی لڑائی کی تفصیل

۴۴۰	ابراہیم کا قاصر کو قتل کر نیکا ارادہ اور والد کا منع کرنا	۴۵۵
۴۴۱	مروان کو دیا جانے والا ایک اہم مشورہ	۴۵۵
۴۴۱	ابراہیم کا ابو العباس کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا	۴۵۵
۴۴۲	ابو العباس کا کوفہ میں پوشیدہ رہنا	۴۵۶
۴۴۲	ایک وفد کی ابو العباس سے ملاقات	۴۵۶
۴۴۳	ابو العباس کی تقریر	۴۵۷
۴۴۳	داؤد بن علی کی تقریر	۴۵۹
۴۴۴	ابو جعفر کا بیعت لینا	۴۶۱
۴۴۴	ابو جعفر کے بیعت لینے کی دوسری روایت	۴۶۱
۴۴۴	۱۳۲ ہجری کے بقیہ واقعات	۴۶۲
۴۴۴	ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل	۴۶۲
۴۴۶	جنگ زاب	۴۶۴
۴۴۷	مروان سے مقابلے کی تیاریاں	۴۶۴
۴۴۷	عمینہ کا دریا عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملے	۴۶۵
۴۴۸	مروان کے لشکر پر حملہ اور فتح	۴۶۶
۴۴۸	فتح کی خبر ابو العباس کے پاس	۴۶۷
۴۴۹	مروانیوں کی پسپائی کی ایک اہم وجہ	۴۶۷
۴۴۹	امام ابراہیم بن محمد کا قتل	۴۶۸
۴۵۰	ابراہیم کے قتل سے متعلق روایات بڑی سرخی	۴۶۸
۴۵۰	(۱) پہلی روایت	۴۶۸
۴۵۱	دوسری روایت	۴۶۸
۴۵۱	تیسری روایت	۴۶۸
۴۵۳	مروان کا قتل اور اس کی تفصیل	۴۶۹
۴۵۳	مروان کی شکست اور فرار	۴۶۹
۴۵۳	مروان دمشق میں	۴۷۰
۴۵۳	مروان اردن اور فلسطین کی طرف	۴۷۰
۴۵۳	مروانیوں کی فوجی تعداد	۴۷۰
۴۵۵	مروان کا بھاگنا اور اس کا تعاقب	۴۷۱
	خطبہ اور مروان کی فوجوں کا معرکہ	
	خطبہ نہاوند میں	
	مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت	
	ابو عون کی کارروائی	
	عثمان کا قتل	
	ج	
	انتظامی عہدے	
	۳۲ھ کے واقعات	
	خطبہ بن شیب کی ہلاکت	
	خطبہ آوانا کی طرف	
	دیگر مختلف روایات	
	حسن کی بیعت	
	خطبہ کا قتل	
	خطبہ کے قتل کے متعلق دوسری روایت	
	خطبہ کے قتل کی وجہ	
	محمد بن خالد کا خروج	
	حوثرہ محمد بن خالد کی طرف	
	ابو سلمہ کا خروج	
	مسلم اور سفیان کی جنگ	
	معاویہ کا قتل	
	جابر کے مظالم	
	ابو العباس کے لئے بیعت	
	جلد چہارم حصہ دوم	
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	عہد بنی عباس	
	ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن	
	عباس کی خلافت	
	بنو عباس کی خلافت کی پیشن گوئی	
	ابراہیم کو گرفتار کرنے کی کوششیں	



۴۸۷	معاہدہ صلح	۴۷۱	عبداللہ بن علی مروان کے تعاقب میں
۴۸۷	ابن ہبیرہ اور ابو جعفر کی ملاقاتیں	۴۷۲	عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین
۴۸۸	ابو جعفر کا ابن ہبیرہ کو قتل کر نیکارادہ	۴۷۲	صالح مروان کے تعاقب میں
۴۸۸	ابن نباتہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل	۴۷۲	مقام بوسیر پر مروان کا قتل
۴۸۹	ابو علانہ اور ابن مزید کا قتل	۴۷۳	بوسیر میں مروان سے معرکہ
۴۹۰	ابو سلمہ کے عمال کا قتل	۴۷۳	مروان کا سر ابو العباس کی طرف بھیجا گیا
۴۹۰	عیسیٰ کا فارس کا گورنر بننا	۴۷۴	مروان کی عمر اور مدت کی خلافت
۴۹۰	انتظامی تبدیلیاں	۴۷۵	ابو الورد کی بغاوت
۴۹۱	۳۳ھ کے اہم واقعات	۴۷۵	اور اسکے شرکاء کے احوال
۴۹۱	مختلف علاقوں میں گورنر اور عمال کی تقریر	۴۷۵	ابو الورد کا ابن علی کے ایک سردار پر حملہ
۴۹۱	قیدیوں کی ایک جماعت ابو مسلم کی طرف بھیجی گئی	۴۷۵	عبداللہ بن علی ابو الورد کے مقابلہ میں
۴۹۲	دیگر اہم واقعات	۴۷۶	دونوں لشکروں میں شدید جنگ
۴۹۲	۳۴ھ کے اہم واقعات	۴۷۷	علی بن محمد کی روایت
۴۹۲	بسام کی بغاوت اور اس کی فوج کا قتل	۴۷۸	حبیب بن مرہ کی بغاوت
۴۹۳	خازم کا ذات المطامیر کے لوگوں کو قتل کرنا	۴۷۸	اہل جزیرہ کی بغاوت
۴۹۳	یمینوں کا ابو العباس کو خازم کے قتل پر آمادہ کرنا	۴۸۰	ابو مسلم کی ملاقات کیلئے ابو جعفر کا سفر خراسان
۴۹۳	موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم کی سفارش	۴۸۰	ابو سلمہ کے طرز عمل پر گفتگو
۴۹۴	خازم عمان میں	۴۸۰	ابو سلمہ کے عمل کی تحقیق
۴۹۴	شیبان اپنے ساتھیوں سمیت قتل	۴۸۱	ابو سلمہ کا قتل
۴۹۴	عمان میں جنگ اور خارجیوں کو شکست	۴۸۲	سلیمان اور اعرج کی گفتگو
۴۹۵	اہل کش سے جہاد	۴۸۲	ابو مسلم کے متعلق ابو جعفر کی رائے
۴۹۶	ہندوستان کی جنگ	۴۸۳	ابن ہبیرہ کا واسطہ میں قلعہ بند ہونا
۴۹۶	دیگر اہم واقعات	۴۸۳	واسطہ پر حملہ
۴۹۷	۱۳۵ھ ہجری شروع ہوا	۴۸۴	دوسری جنگ
۴۹۷	اس سال کے اہم واقعات	۴۸۴	ابو امیہ کا تلاشی دینے سے انکار اور گرفتاری
۴۹۷	زیاد بن صالح کی بغاوت	۴۸۵	ابو امیہ کی لڑائی
۴۹۷	زیاد کی بغاوت کی وجہ	۴۸۵	ابو جعفر کی انتظامی تبدیلیاں
۴۹۷	زیاد کا قتل	۴۸۶	فریقین میں جنگ
			فریقین میں جنگ ہونے کی دوسری روایت

۵۰۸	شامیوں کو شکست	۴۴۸	عیسیٰ کا قتل
۵۰۹	عبداللہ بن علی شام میں	۴۹۸	اس سال کے انتظامی عہدے
۵۱۰	ابو مسلم کا قتل	۴۹۹	۱۳۶ ہجری شروع ہوا
۵۱۰	اسکے اسباب اور واقعات	۴۹۹	اس سال کے اہم واقعات
۵۱۰	ابو مسلم کی حج پر روانگی	۴۹۹	ابو مسلم کا عراق آنا
۵۱۰	راستے میں ابو مسلم کی سخاوت	۴۹۹	ابو مسلم کے قتل کی سازش
۵۱۱	ابو جعفر و ابو مسلم سے متعلق ایک روایت	۵۰۰	ابو جعفر منصور اور ابو مسلم کا فریضہ حج ادا کرنا
۵۱۱	حسن بن قحطبہ کا مسلم کے ذریعہ ابو ایوب کی طرف پیغام	۵۰۰	ابو مسلم کی ایک ہزار فوج کے ساتھ حج کے لئے روانگی
۵۱۳	ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط	۵۰۱	ابو جعفر اور ابو مسلم کا آپس میں ملنا
۵۱۴	ابو جعفر منصور کا جواب	۵۰۱	دیگر اہم واقعات
۵۱۴	خط سے متعلق دوسری روایت	۵۰۱	ابو العباس کا حلیہ
۵۱۵	ابو حمید و ابو مسلم کی باہمی گفتگو	۵۰۲	خلافت ابو جعفر المنصور
۵۱۶	ابو مسلم کا نیزک سے مشورہ	۵۰۲	عبداللہ بن محمد
۵۱۶	ابو مسلم کا ابو جعفر کے پاس جانے سے انکار اور پریشانی	۵۰۲	دوسری روایت
۵۱۷	جانے پر آمادگی	۵۰۳	ابو جعفر کو ابن علی اور شیعان علی کا خوف
۵۱۷	ابو جعفر کا ارادہ قتل	۵۰۳	انتظامی عہدے
۵۱۸	ابو ایوب کی تدبیر	۵۰۴	۱۳۷ ہجری کے واقعات
۵۱۹	ابو مسلم ابو جعفر کے پاس	۵۰۴	اس سال کے اہم واقعات
۵۱۹	ابو مسلم کے قتل کی تیاریاں	۵۰۴	عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی شکست کا ذکر
۵۲۰	ابو مسلم کا قتل	۵۰۴	ابو جعفر جزیرہ و انبار میں (جھوٹی مرخی)
۵۲۰	ابو الجہم کا قتل	۵۰۵	علی بن محمد کا اپنے لئے بیعت لینا
۵۲۱	ابو مسلم کے قتل سے متعلق دوسری روایت	۵۰۵	مقاتل کا قتل
۵۲۲	ابو مسلم کے قتل کی تیسری روایت	۵۰۶	ابو جعفر عبداللہ بن علی سے مقابلہ کے لئے روانہ
۵۲۳	ابو مسلم کے قتل کی چوتھی روایت	۵۰۶	ابن قحطبہ کا جان بچا کر بھاگنا
۵۲۳	ابو مسلم کے قتل کی پانچویں روایت	۵۰۷	ابن قحطبہ کا تعاقب
۵۲۴	قتل کے بعد ابو جعفر کے دربار کی کیفیت	۵۰۷	ابو مسلم اور ابن علی آمنے سامنے
۵۲۵	ابو جعفر کا ابو نصر سے دھوکہ	۵۰۸	فریقین کی جنگ
			ابو مسلم کی فوج کی پسپائی

۵۳۶	معن ابو جعفر کے دربار میں	۵۲۵	ابونصر کی گرفتاری
۵۳۶	معن یمن کا گورنر بن گیا	۵۲۶	ابونصر کی رہائی
۵۳۸	محمد بن المنصور کی خراسان روانگی	۵۲۶	ابو جعفر کا ابونصر کو معاف کرنا
۵۳۸	عبد الجبار کا قتل	۵۲۶	مالک ابو جعفر کے باتیں
۵۳۹	قلعہ مصیصہ کی تعمیر	۵۲۷	سنباذ کی بغاوت
۵۳۹	عبد الجبار کی شورش متعلق اختلافات	۵۲۷	ملبد بن حرملة الشیبانی کا خروج
۵۳۹	طبرستان کی فتح	۵۲۷	ملبد کا کئی فوجوں سے مقابلہ اور فتح
۵۴۰	”حوزی“ قوم	۵۲۸	ادائیگی حج اور انتظامی عہدوں کا ذکر
۵۴۰	دیگر واقعات	۵۲۸	۱۳۸ ہجری شروع ہوا،
۵۴۱	آغاز ۱۳۲ ہجری	۵۲۸	اس سال کے اہم واقعات کا ذکر
۵۴۱	اس سال کے اہم واقعات	۵۲۹	جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت کی وجہ
۵۴۱	خلافت عباس کے خلاف بغاوت	۵۲۹	ملبد الخارجی کا قتل
۵۴۱	موسیٰ بن کعب کی بغاوت کی وجہ	۵۳۰	اس سال کے امیر حج
۵۴۲	اصبہ طبرستان کی معاہدہ شکنی	۵۳۰	انتظامی عہدے
۵۴۲	ابوالخصیب کی چال	۵۳۱	آغاز ۱۳۹ ہجری
۵۴۲	اصبہ کا ابوالخصیب پر اعتماد	۵۳۱	اس سال کے اہم واقعات
۵۴۳	دیگر اہم واقعات	۵۳۱	رومیوں سے مقابلہ
۵۴۳	آغاز ۱۴۳ ہجری	۵۳۱	خوشحالی کا سال
۵۴۳	اس سال کے اہم واقعات کا ذکر	۵۳۱	عبداللہ بن علی کا گرفتار ہونا
۵۴۳	ویلیم سے لڑائی کی تیاری	۵۳۲	عبداللہ بن علی کو سزا
۵۴۳	انتظامی تبدیلیاں	۵۳۲	حج اور انتظامی عہدے
۵۴۴	آغاز ۱۴۴ ہجری	۵۳۳	آغاز ۱۴۰ ہجری
۵۴۴	محمد کی برطرفی اور ریح کا تقرر	۵۳۳	عبد الجبار کا خراسان کا گورنر بننا
۵۴۴	برطرفی کا سبب	۵۳۳	حج
۵۴۴	محمد کی بیعت	۵۳۳	انتظامی عہدے
۵۴۵	محمد کے بارے میں خلیفہ کی پریشانی	۵۳۴	آغاز ۱۴۱ ہجری
۵۴۵	منصور سے متعلق سلیمان بن علی کی رائے	۵۳۴	اس سال کے اہم واقعات
۵۴۶	عقبہ بن سلم کا رسوخ	۵۳۴	راوندیوں کا خروج
۵۴۶	منصور کا عقبہ کو ایک اہم کام کیلئے بھیجنا	۵۳۶	تین غلطیاں



۵۶۶	عبداللہ بن عمرو پر ہونے والے مظالم	۵۴۷	منصور کو اپنے باغیوں کا علم
۵۶۷	عثمان پر مظالم	۵۴۷	عبداللہ کے بیٹوں کا فضل سے نہ ملنا
۵۶۸	ابو جعفر اور محمد میں تلخ کلامی	۵۴۷	فضل کے دودھ پینے کا واقعہ
۵۶۸	عبداللہ بن حسن کی شدید بے چینی	۵۴۸	محمد کی جماعت اپنی اراست میں
۵۶۸	موسیٰ بن عبداللہ پر ہونے والے مظالم	۵۴۸	ابو جعفر کا بغاوت کی تحقیق کرنا
۵۶۹	محمد بن ابراہیم کا دردناک قتل	۵۴۹	ابو جعفر اور عبداللہ کے درمیان تلخ کلامی
۵۷۰	ابراہیم اور عبداللہ کا انتقال	۵۵۰	عبداللہ بن حسن کی گرفتاری
۵۷۰	محمد بن عبداللہ کا قتل	۵۵۱	عبداللہ کا ایک شعر
۵۷۱	عبداللہ اور حسن کا قتل	۵۵۲	عجیب واقعہ
۵۷۲	بقیہ قیدیوں کا انتقال	۵۵۳	ابو جعفر کے قتل کی سازش
۵۷۲	آغاز ۱۴۴ ہجری کا	۵۵۳	محمد کی گرفتاری کی ناکام کوشش
۵۷۲	اس سال کے اہم واقعات	۵۵۴	جاسوس ناکام واپس لوٹ آیا
۵۷۴	آغاز ۱۴۵ ہجری کا	۵۵۵	محمد کے متعلق خبریں ابو جعفر کے پاس
۵۷۴	اس سال کے اہم واقعات	۵۵۵	زیاد کی گرفتاری
۵۷۴	محمد بن عبداللہ کا خروج اور اس کا قتل	۵۵۶	ابولازہر سے ایک شخص کا لپٹنا
۵۷۴	محمد کی گرفتاری کے لئے رباح کی تیز کوششیں	۵۵۶	محمد بن خالد کا مدینہ کا گورنر بننا اور معزولی۔
۵۷۵	ایک خوفناک چیخ	۵۵۷	ابوالعلاء سے مشورہ
۵۷۵	خروج سے نمٹنے کیلئے تیاریاں	۵۵۷	ریاح مدینہ کا گورنر بن گیا
۵۷۶	محمد کا خروج	۵۵۹	مدینہ کے منشی کا قتل
۵۷۸	قصر مروان پر حملہ	۵۵۹	رزام پر ہونے والے مظالم
۵۷۹	ریاح کا منت سماجت کرنا	۵۶۰	آسمانی آئینہ کے ذریعہ محمد کی تلاش
۵۷۹	محمد کی تقریر	۵۶۱	محمد کے بچے کی ہلاکت کا واقعہ
۵۸۰	خروج سے پہلے رباح کی سپاہیوں کو ہدایت	۵۶۱	رباح محمد کے قریب پہنچ گیا
۵۸۰	ابو جعفر کی دھوکہ دہی	۵۶۲	اولاد حسن کی گرفتاری
۵۸۱	محمد کا ساتھ دینے والے سردار	۵۶۲	ریاح کی بدزبانی
۵۸۱	لوگوں کا مدینہ سے نکلنا	۵۶۳	علی بن محمد کی گرفتاری
۵۸۱	امام مالک کا فتویٰ	۵۶۴	حضرت حسن کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل کیجاتی
۵۸۲	ایک بوڑھے کا بیعت کرنے سے انکار	۵۶۵	ہے
۵۸۲	محمد بن خالد کی گرفتاری		قیدیوں کی مدینہ سے روانگی

۶۰۴	محمد کا غاخری سے مدد طلب کرنا	۵۸۳	محمد کی ایک فعل پر تنقید
۶۰۴	عیسیٰ کا محمد بن ابی الکرام کو ہدایت دینا	۵۸۳	محمد کا قتل
۶۰۵	محمد کو سمجھانے کی کوششیں	۵۸۳	حلیہ اور عادت
۶۰۶	ابراہیم بن جعفر کا رلمب	۵۸۴	خروج کی اطلاع ابو جعفر کے پاس
۶۰۶	عیسیٰ کی مدینہ آمد	۵۸۵	خروج کے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن علی کی رائے
۶۰۷	امان کا اعلان	۵۸۶	جعفر کا محمد بن عبداللہ کے نام خط
۶۰۷	عیسیٰ کی فوج پر تبروں سے حملہ	۵۸۷	ابو محمد بن عبداللہ کا جواب
۶۰۷	دوسری روایت	۵۸۹	ابو جعفر کا جوابی خط
۶۰۸	تمیمی کا محمد کی طرف پیغام	۵۹۳	ابن القسری کا فریب
۶۰۹	محمد بن عثمان اور رسد کا تعاقب	۵۹۴	نافع کا محمد کی مدد سے انکار
۶۰۹	تلواری مقابلہ	۵۹۴	آل اوس کے ایک شخص کا انعام
۵۱۰	خونریزی جنگ	۵۹۵	سری کے متعلق ہدایت
۶۱۱	پہلی روایت کے مطابق	۵۹۵	سری سے تبادلہ خیالات
۶۱۱	محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان	۵۹۶	سری کی فوج پر حملہ
۶۱۲	عباس بن عثمان کا قتل	۵۹۶	سری فوج کی پسپائی
۶۱۳	نیزے پر سر آویزاں ہونا	۵۹۶	دوسری روایت
۶۱۴	محمد کا قتل مختلف روایت	۵۹۷	حسن بن معاویہ محمد کی طرف روانہ
۶۱۵	محمد کی تلوار	۵۹۸	بصرہ پر ابراہیم کا قبضہ
۶۱۶	محمد کا سر عیسیٰ کے پاس	۵۹۸	ایک شامی کی محمد کے بارے میں رائے
۶۱۷	ابو القلمس کا قتل	۵۹۸	محمد کی تائید
۶۱۷	ابوالشدائد کا قتل	۵۹۹	جعفر بن قطبہ کا مشورہ
۶۱۸	ابن ہرمز کی گرفتاری اور لڑائی	۵۹۹	کثیر اور عیسیٰ محمد کے مقابلہ میں
۶۱۸	محمد کی تدفین	۶۰۰	ریشم پر خطوط لکھے گئے
۶۱۹	جھنڈیاں	۶۰۱	اونٹ پکڑنے کا واقعہ
۶۱۹	دوسرے مقتولین کی لاشیں	۶۰۱	گرفتاریاں
۶۱۹	جعفر کی محمد کے بارے میں رائے	۶۰۲	مدینہ سے نکلنے کے بارے میں مشورہ
۶۲۰	محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی	۶۰۲	خندق کھودنے کا فیصلہ
۶۲۰	جعفر کے لئے معافی	۶۰۳	محمد کی تقریر
۵۲۱	بحریہ راستہ کا بند ہونا اور کھلنا	۶۰۳	بہت سے لوگوں کا محمد کا ساتھ چھوڑنا

۶۴۰	۵۲۱	ابراہیم بن صبیحہ کا خاندان	محمد کے ساتھ شریک بنو ہاشم کے لوگ
۶۴۰	۵۲۳	ابراہیم بصرہ میں	ابو جعفر کی ال زبیر اور آل عمر کے متعلق رائے
۶۴۰	۵۲۳	ابراہیم کے متعلق خط	محمد بن عثمان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری
۶۴۱	۶۲۵	ابراہیم ابو جعفر کے دسترخواں پر	اونٹ والے کی رہائی
۶۴۱	۶۲۵	ابراہیم کے حامیوں کے نام خطوط	عبدالعزیز کی رہائی
۶۴۲	۶۲۶	ابو جعفر نے ابراہیم کو دیکھ لیا	مدینہ میں حبشیوں کی شورش
۶۴۲	۶۲۶	سفیان کا ابو جعفر کو دھوکا دینا	ابن ربیع کا مدینہ میں فساد
۶۴۳	۶۲۷	ابراہیم مختلف صورتوں میں	حبشیوں کا حملہ
۶۴۴	۶۲۸	ابراہیم کا نصر کو دعوت دینا	حبشیوں کا رعب
۶۴۵	۶۲۸	عوام کو دعوت	شورش روکنے کی کوششیں
۶۴۵	۶۲۹	ابراہیم کے متعلق ابو جعفر کے مشورے	حبشیوں کے ساتھ مسجد نبوی میں گفتگو
۶۴۶	۶۳۰	بوڑھے کا مشورہ	اصغ کا نماز پرھانا
۶۴۷	۶۳۰	عام لوگوں سے مشورہ	ابن الربیع کی مدینہ روانگی
۶۴۷	۶۳۱	تفتیش کے لیے گرفتاریاں	بغداد کی تعمیر
۶۴۸	۶۳۱	خارجیوں کی سرکوبی	تعمیر بغداد کی وجہ
۶۴۹	۶۳۱	پتھر مارنے کا واقعہ	مناسب مقام کی تلاش
۶۴۹	۶۳۲	خروج کے متعلق دیگر روایت	مطلوبہ جگہ مل گئی
۶۵۰	۶۳۲	چٹائی الٹنے سے فال لینا	سنگ بنیاد
۶۵۱	۶۳۳	ایک چھوٹی سی جھڑپ	دوسری روایت
۶۵۱	۶۳۴	مغیرہ کی ابواہواز روانگی	تعمیر کی پیشن گوئی عیسائی کتب میں
۶۵۲	۶۳۵	بصرہ اور ابواہواز کی فتح	مختلف علاقوں سے مردوں کا جمع کرنا
۶۵۲	۶۳۵	ابراہیم کا ہارون کو واسط کا گورنر بنانا	شہر کی ترتیب کا معائنہ
۶۵۲	۶۳۶	جھڑپیں	امام ابوحنفیہ کی نگرانی
۶۵۳	۶۳۶	عامر بن اسماعیل واسط میں داخل	فیصل کی چوڑائی
۶۵۳	۶۳۶	اہل واسط کا قتل	تعمیر بغداد سے وہاں کی کیفیت
۶۵۴	۶۳۸	عامر کا قتل	محمد کے متعلق اشعار
۶۵۴	۶۳۹	ابراہیم پر غمی کے آثار	منصور کے متعلق اشعار
۶۵۴	۶۳۹	ابو جعفر کا فوج تیار کرنا	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت
۶۵۵	۶۳۹	ابو جعفر کی پیشن گوئی	محمد اور ابراہیم کوفہ میں



۶۶۹	بازاروں کی تبدیلی	۶۵۵	ابو جعفر کی بے چینی
۶۷۰	بازاروں کی منتقلی	۶۵۶	منصور سے خط و کتابت
۶۷۱	خصوصی محراب کی تعمیر	۶۵۶	اشعار
۶۷۱	خرچ کا حساب اور مسیب کی گرفتاری	۶۵۷	ابو جعفر کے متعلق حجاج کی رائے
۶۷۲	کل خرچہ	۶۵۸	ابراہیم کا ہنکنہ سے نکاح
۶۷۲	بصرہ کی ولایت سے سلم کی علیحدگی	۶۵۸	ابراہیم کوفہ کی طرف
۶۷۳	۱۲۷ھ ہجری شروع ہوا	۶۵۸	ابراہیم کی فوج کا اندازہ
۶۷۳	اس سال کے اہم واقعات	۶۵۹	ابراہیم کا مشورہ کو قبول نہ کرنا
۶۷۳	استرخان کا محلہ	۶۵۹	ابراہیم نے لشکر کی رائے قبول کی
۶۷۳	عبداللہ بن علی کا انتقال اور اس کے سبب کی تفصیل	۶۶۰	سلم کا ابراہیم کی طرف پیغام
۶۷۴	عیسیٰ کی ولیعہدی	۶۶۰	خندق اور صف کے بارے میں مشورہ
۶۷۴	عیسیٰ کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی	۶۶۱	فریقین میں جنگ
۶۷۶	عیسیٰ کی بیماری	۶۶۲	عیسیٰ کی فوج کو ابتدائی شکست
۶۷۷	عیسیٰ کی معذوری کے سلسلے میں موسیٰ اور عباس کی گفتگو	۶۶۲	اچانک حملہ کی وجہ سے فتح
۶۷۸	حنیفہ کا موسیٰ کی تجویز پر عمل	۶۶۳	فتح کے متعلق دوسری روایت
۶۸۰	عیسیٰ مہدی کا ولی عہد بن گیا	۶۶۴	ابراہیم کا سر منصور کی طرف
۶۸۰	ولی عہدی مسخ ہونے کے متعلق دوسری روایت	۶۶۴	قتل ابراہیم کے متعلق ابوصلاب کی روایت
۶۸۱	امیر المؤمنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط	۶۶۴	محمد بن ابی الکرام کی روایت
۶۸۳	عیسیٰ بن موسیٰ کا طویل جواب	۶۶۴	جنگ کے متعلق سلم کی روایت
۶۸۶	منصور کی عیسیٰ پر ناراضگی	۶۶۵	ابراہیم کے قتل پر ابو جعفر کا رنج
۶۸۶	ولی عہدی مسخ ہونے کے متعلق تیسری روایت	۶۶۶	اس سال کے دیگر واقعات
۶۸۷	خالد کا مایوس ہو کر واپس لوٹنا	۶۶۷	۱۲۷ھ ہجری شروع ہوا
۶۸۷	ابن حارث کی روایت	۶۶۷	اس سال کے اہم واقعات
۶۸۸	ابوخیلہ کا نظمیں پڑھنا	۶۶۷	بغداد کی تعمیر کا ذکر
۶۸۸	ابوخیلہ کا قتل	۶۶۸	تعمیر کی لکڑی جلانے کی وجہ
۶۸۹	ولی عہد سے برطرف ہونے کی وجہ	۶۶۸	قصر ابیض کے گرانے کا واقعہ
۶۹۰	۱۲۹ھ شروع ہوا	۶۶۸	فولادی کوڑا
		۶۶۹	دروازے
			جامع مسجد

۷۰۴	رافقہ کی تعمیر	۶۹۰	اس سال کے اہم واقعات
۷۰۴	کوفہ کے گرد خندق اور فصیل کی تعمیر	۶۹۰	۱۵۰ھ شروع ہوا
۷۰۴	قیصر روم سے صلح	۶۹۰	اس سال کے اہم واقعات
۷۰۴	عباس بن محمد پر عتاب کا واقعہ	۶۹۰	اور ان کا ذکر
۷۰۵	انتظامی تبدیلیاں	۶۹۰	خازم کوفہ کی اختیارات ملنا
۷۰۵	محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علیحدگی	۶۹۱	جنگی پسپائی
۷۰۵	ابو الجبار کا قتل	۶۹۲	مسلمانوں کی فتح
۷۰۶	منصور کا خط محمد کے نام	۶۹۳	حج انتظامی عہدے
۷۰۶	محمد کی گورنری سے معزولی اور بحالی	۶۹۳	۱۵۱ھ ہجری شروع ہوا
۷۰۷	انتظامی عہدے	۶۹۳	اس سال کے اہم واقعات
۷۰۷	۱۵۶ھ ہجری شروع ہوا	۶۹۴	عمر بن حفص کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر
۷۰۷	اس سال کے اہم واقعات	۶۹۵	سندھ کے گورنر کے لیے غور
۷۰۷	عمر بن شداد کا قتل	۶۹۵	رصاصہ کی تعمیر
۷۰۸	حج کے انتظامی عہدے	۶۹۵	قشیم بن عباس کی خفیہ تدبیر
۷۰۸	۱۵۷ھ ہجری شروع ہوا	۶۹۸	منصور کی حکومت میں استحکام
۷۰۸	اس سال کے اہم واقعات	۶۹۹	موسم گرما کی مہم
۷۰۸	تکبھی کا قتل	۶۹۹	اسد کا قتل
۷۰۹	اعامر بن رکاعسل کا انتقال	۷۰۰	انتظامی عہدے
۷۰۹	پل کی تعمیر	۷۰۰	۱۵۲ھ ہجری شروع ہوا
۷۰۹	انتظامی تبدیلیاں	۷۰۱	اس سال کے اہم واقعات
۷۰۹	۱۵۷ھ ہجری شروع ہوا	۷۰۱	۱۵۳ھ ہجری شروع ہوا
۷۰۹	اس سال کے اہم واقعات	۷۰۱	اس سال کے اہم واقعات
۷۰۹	عموی بن کعب کی برطرفی تقدیر خالد کا گورنر بننا	۷۰۱	ابو ایوب الموریانی پر عتاب
۷۱۱	تکبھی کا گورنر بننا	۷۰۲	اہم واقعہ لمبی ٹوپیاں پہنے کا حکم
۷۱۲	منصور کو چوٹ لگنا	۷۰۲	۱۵۴ھ ہجری شروع ہوا
۷۱۲	مستب کی برطرفی	۷۰۳	اس سال کے اہم واقعات
۷۱۲	غلاموں کی تقسیم	۷۰۳	۱۵۵ھ ہجری شروع ہوا
۷۱۳	گرفتاریاں	۷۰۳	اس سال کے اہم واقعات
۷۱۴	منصور کا انتقال	۷۰۳	

منصور کے علاج سے متعلق روایات	۷۱۴	ابن عطا کے احوال سے متعلق گفتگو	۷۳۰
وفات کے دوسرے دن دربار کی کیفیت	۷۱۵	نجومی کے لیے ایک درہم	۷۳۰
منصور کی تجہیز و تکفین	۷۱۶	غلام کی دولت کے متعلق تفصیل بتانا	۷۳۰
ابو منصور کی عمر اور عہد حکومت	۷۱۶	باروسا کے گورنر کے ساتھ سلوک	۷۳۰
ابو جعفر کے ذاتی حالات	۷۱۷	قسم کا معنی بیان کرنا	۷۳۱
سیرت و صورت	۷۱۷	تحائف میں فرق کی وجہ	۷۳۱
عیسیٰ کے نام ایک خط	۷۱۷	ابن ہبیر کے محصور ہونے کا ذکر	۷۳۱
منصور کے گھر کی حالت	۷۱۷	ابو جعفر اور ازہر السمان کا عجیب واقع	۷۳۲
دربار کے مختلف واقعات	۷۱۸	شیر اور سور کے واقع کا بیان	۷۳۲
مجاہد کی تقریر	۷۲۰	بوڑھے کا انعام لینے کا واقع	۷۳۲
منصور کا مجاہد کی تقریر پسند کرنا	۷۲۱	اہل کوفہ کی اصلاح کا طریقہ	۷۳۳
مجاہد کا انعام	۷۲۲	اصبلغ کا واقع	۷۳۳
چار اہم آدمی	۷۲۲	اصغ کا قتل	۷۳۴
عامل کی معافی	۷۲۲	داڑھی پر خصاب لگانے کی عادت	۷۳۴
لگان کے محصل کو تنبیہ	۷۲۳	بنی امیہ کے بارے میں معلومات	۷۳۴
حضر موت کے گورنری کی معزولی	۷۲۳	نجرے کی حالت	۷۳۴
سہیل کا واقع	۷۲۳	معزول عہدے دار کے ساتھ معاملہ	۷۳۵
خارجی کو معاف کرنے کا واقع	۷۲۳	محمد بن عبید اللہ کی معزولی کا واقع	۷۳۵
مہدی کی بیعت کے دن کا اہم واقع	۷۲۴	ایک پہرہ دار کے ساتھ سختی کرنے کا واقع	۷۳۵
حجاج کے متعلق ابو جعفر کی رائے	۷۲۴	اشعب کی بیٹے سے گفتگو	۷۳۶
ایک تنہی کی دربار میں حاضری	۷۲۵	گرمیوں میں خس استعمال کرنے کا معمول	۷۳۶
روزانہ کے معمولات	۷۲۶	غلط عقیدہ والوں کے خلاف رد عمل	۷۳۷
دربار میں مختلف قسم کے لوگوں کا ذکر	۷۲۶	عبداللہ کے معاملے میں رد عمل	۷۳۷
مہدی کے لیے ہدایات	۷۲۷	اہل شام کو معاف کرنا	۷۳۸
خالصہ کے سردار کا واقع	۷۲۷	زید نامی غلام کی بیٹیوں کا معاملہ	۷۳۸
پیوند لگانے کا ذکر	۷۲۸	رشتہ داروں میں رقم تقسیم کرنا	۷۳۸
شاعر کی زائد رقم ضبط	۷۲۸	اہل مدینہ کا حصہ	۷۳۹
رقم کی بازیابی	۷۲۹	بیماری کی خبر	۷۳۹
مہدی کو تنبیہ	۷۲۹	محمد کوز ہر پلانے کا موقع	۷۴۰



منصور کا بیوی سے ایک معاہدہ	۷۴۱	پٹارے کے متعلق وصیت	۷۵۷
شراب کے شیدائی مہمان کا واقعہ	۷۴۱	اپنے شہر کے متعلق وصیت	۷۵۷
پھل بیچنے کے متعلق ہدایات	۷۴۱	خاندان والوں کے بارے میں نصیحت	۷۵۸
مقولے اور دعائیں	۷۴۲	غلاموں اور اہل خراسان کے لیے وصیت	۷۵۸
حج کے موقع پر تقریر	۷۴۳	متفرق وصیات	۷۵۸
ایک اور خطبہ	۷۴۳	قرض کی ادائیگی کی وصیت	۷۵۸
بغداد کی جامع مسجد میں خطبے کا واقع	۷۴۴	خزانے کے متعلق وصیت	۷۵۹
خطبہ مکہ کے متعلق ابن ماعد کی روایت	۷۴۵	سفر حج کے وقت متفرق وصایا	۷۵۹
حادثات کے بعد رد عمل	۷۴۶	دوسری روایت	۷۶۱
اولاد حسن کی گرفتاری پر خطبہ	۷۴۷	ایک مکان پر منصور کی موت سے متعلق اشعار	۷۶۱
مدائن کی تقریر	۷۴۹	ہاتف غیبی کے اشعار	۷۶۲
کاتب پر ناراضگی	۷۴۹	مہدی کی خلافت	۷۶۳
تنخواہوں کی شرح	۷۵۰	نام - محمد بن عبد اللہ بن محمد علی بن عبد اللہ بن عباس	۷۶۳
عاملان پٹہ کے فرائض	۷۵۰		
ولید کے ذکر پر رد عمل	۷۵۱	مہدی کی بیعت کے واقعات	۷۶۳
آرمینا کے گورنر کی مفرولی	۷۵۱	ابو جعفر کا منشور	۷۶۴
فلسطین میں خروج کرنے والی گرفتاری	۷۵۱	مہدی کے لیے بیعت	۷۶۵
عامل کے خلاف رد عمل	۷۵۲	منصور کی تجہیز و تکفین	۷۶۵
تعمیر مسجد کی اجازت	۷۵۲	۱۵۹ ہجری شروع ہوا	۷۶۸
چند مختصر واقعات	۷۵۲	اس سال کے اہم واقعات	۷۶۸
قمیض اور چادر خریدنے کا معاملہ	۷۵۴	موسم گرما کی مہم	۷۶۸
خوش پوشی کا حکم	۷۵۴	انتظامی تبدیلیاں	۷۶۸
ہشام کے متعلق بدگوئی پر تنبیہ	۷۵۴	ہندوستان کی مہم	۷۶۹
عرب خادم کی آزادی	۷۵۴	قیدیوں کی رہائی	۷۶۹
فضل کا قتل	۷۵۵	حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے	۷۶۹
فضل کے قاتل کے متعلق گفتگو	۷۵۵	نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب	۷۶۹
منصور کی اولاد اور بیویاں	۷۵۶	اسمعیل کی برطرفی	۷۷۱
منصور کی وصیتیں	۷۵۷	کوفہ کے اہم عہدے	۷۷۲
قصر عبوریہ کے سفر میں وصیتیں	۷۵۷	بصرہ کی انتظامی تبدیلی	۷۷۲



۸۰۹	یعقوب کا اپنی معزولی کیلئے خلیفہ سے درخواست	۷۹۹	اس سال کے واقعات
	دینا	۷۹۹	روم کی طرف پیش قدمی
۸۱۰	یعقوب کے بیٹے کے لئے عطا	۷۹۹	محمد بن سلیمان کی برطرفی
۸۱۰	یعقوب کا بیمار ہونا	۷۹۹	سفیر حج
۸۱۱	یعقوب کی گرفتاری	۸۰۰	عبداللہ بن سلیمان کی معزولی
۸۱۱	یعقوب اور اسحاق پر تشدد	۸۰۰	انتظامی عہدے
۸۱۲	دیگر مختصر واقعات	۸۰۰	۱۶۵ھ ہجری شروع ہوا
۸۱۳	۱۶۷ھ ہجری شروع ہوا	۸۰۰	اس سال کے واقعات
۸۱۳	اس سال کے واقعات	۸۰۱	موسم گرما کی مہم
۸۱۳	طبرستان کی مہم	۸۰۱	رومیوں کے معاہدہ کی شرائط
۸۱۳	عیسیٰ کا انتقال اور اسکے بیٹے کا نماز جنازہ پڑھانا	۸۰۱	شرائط مقرر کرنے کی وجہ
۸۱۳	مہدی کی روح پر ناراضگی	۸۰۱	ملنے والا سامان
۸۱۴	زندلیقوں کے خاتمے کی کوششیں	۸۰۲	۱۶۶ھ ہجری شروع ہوا
۸۱۴	انتظامی تبدیلی	۸۰۲	اس سال کے واقعات
۸۱۴	کھانسی کی وبا	۸۰۲	عبید اللہ کی مفزولی
۸۱۴	مسجد الحرام میں توسیع	۸۰۳	یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی
۸۱۴	یحییٰ کی معزولی	۸۰۳	داؤد کا مال ضبط ہونا
۸۱۴	ج	۸۰۳	داؤد کی اولاد کی گرفتاری و رہائی
۸۱۵	انتظامی عہدے	۸۰۴	تمام امور یعقوب کے حوالے
۸۱۵	۱۶۸ھ ہجری شروع ہوا	۸۰۵	تعلقات کی خرابی کا پہلا سبب
۸۱۵	اس سال کے واقعات	۸۰۶	عورتوں کے قصے
۸۱۶	۱۶۹ھ ہجری شروع ہوا	۸۰۶	یعقوب کے لئے عطا
۸۱۶	اس سال کے واقعات	۸۰۷	یعقوب کو ایک علوی قتل کرنے کا حکم
۸۱۶	مہدی کی وفات	۸۰۷	یعقوب کی علوی سے گفتگو
۸۱۷	دوسری روایت	۸۰۸	واقعہ کی اطلاع مہدی کے پاس
۸۱۷	تیسری روایت	۸۰۸	مہدی کا یعقوب کو بلانا
۸۱۹	انکی نماز جنازہ مدفن کا ذکر	۸۰۸	یعقوب کی گرفتاری
۸۱۹	مہدی کی سیرت	۸۰۹	رہائی
۸۱۹	معانی کا عجیب واقعہ	۸۰۹	مہدی کا نبیذ کو ناپسند کرنا



۸۳۸	ہادی کی باندی سے محبت	۸۲۰	ہشام الکلی پر عطا کا عجیب واقعہ
۸۳۸	علاء کو سولی پر لٹکانا	۸۲۱	مہدی کے خلاف عدالتی فیصلہ
۸۳۹	یعقوب اور اس کا بیٹا ہادی کے دربار میں	۸۲۱	کسان کے کھانا کھانے کا واقعہ
۸۳۹	یعقوب زندیق کا قتل	۸۲۲	نقش خاتم
۸۴۰	یعقوب کی تدفین	۸۲۲	مہدی کی دعا اور آندھی کا خاتمہ
۸۴۰	مصنوعی جنازہ	۸۲۲	موالیوں سے محبت کی وجہ
۸۴۰	یعقوب کی بیوی کا قتل	۸۲۳	قاسم بن مجاشع کی آخری وصیت
۸۴۱	۱۶۹ھ ہجری کے بقیہ واقعات	۸۲۳	مہدی کے دربار میں منصور کے خلاف دعویٰ
۸۴۱	خروج	۸۲۳	موسیٰ کی رہائی کا عجیب واقعہ
۸۴۱	اسحاق بن عیسیٰ کا استعفیٰ	۸۲۵	زبیری کی جائیداد واپس دلوانا
۸۴۱	شرابیوں کی گرفتاری اور رہائی	۸۲۵	قدریہ کی گرفتاری و رہائی
۸۴۲	قیدیوں کی حاضری	۸۲۵	کتبہ سے ولید کا نام مٹایا جانا
۸۴۲	حسن کا بھاگ جانا اور یحییٰ کا خروج کا عزم	۸۲۶	اعرابی عورت کی مدد
۸۴۳	شیعوں کا خروج	۸۲۶	نمدے کا فرش
۸۴۳	شورش پسندوں کا مقابلہ	۸۲۷	شامی باغی سے قصیدہ سننا
۸۴۳	عمر کا قتل	۸۲۷	ابوعون کی عیادت
۸۴۳	یحییٰ کا قتل	۸۲۸	نبطی کو گالی دینے کا واقعہ
۸۴۳	سیاہ و سفید پوش فوجوں کا مقابلہ	۸۲۸	بشار کے اشعار اور ان کا رد
۸۴۳	ہنگامے کا خاتمہ	۸۳۱	منظوم درخواست
۸۴۵	غلاموں کی حوالگی	۸۳۲	عیسائی باندی سے صلیب لینے پر اشعار
۸۴۵	ہادی کو خروج کی اطلاع	۸۳۳	مصرع پر نظم بنانے پر انعام
۸۴۶	محمد بن سلیمان کا حج ادا کرنا	۸۳۵	خلافت ہادی
۸۴۶	زید کی گرفتاری	۸۳۵	مہدی کی وفات
۸۴۶	دوبارہ مقابلہ	۸۳۶	یحییٰ کا ہارون کو اہم مشورہ
		۸۳۶	ہارون کا مشورہ پر عمل
		۸۳۷	ربیع کی وصیت
		۸۳۷	ربیع کے خلاف ہنگامہ
		۸۳۷	ہادی کے پاس مہدی کے فوت ہونے کا اطلاع
		۸۳۸	ہادی کی جرجان سے واپسی

۸۵۸	ہادی کا یحییٰ سے خوش ہونا	۸۴۸	چار افراد کی گرفتاری اور قتل
۸۵۹	رشید کی ولی عہدی کے متعلق مشورہ	۸۴۸	ادریس مصر میں
۸۵۹	علیحدگی میں مشورہ	۸۴۹	ادریس کا مسواک کے ذریعہ قتل ہونا
۸۶۰	ہارون کی وجہ سے کشیدگیاں	۸۴۹	ادریس کے متعلق اشعار
۸۶۱	خواب	۸۵۰	حسین بن علی کا قتل
۸۶۲	موسیٰ کا انتقال	۸۵۰	حسین کے خلاف کارروائی نہ کرنے پر ہادی کی ناراضگی
۸۶۲	ایک اہم دن		حسین کی حالت
۸۶۳	خیزران کا خبر سنانا	۸۵۱	خروج کا پہلا دن
۸۶۳	ہادی کے انتقال کا وقت، عمر، عہد اور اس بابت کا	۸۵۱	موسیٰ کی پریشانی پر اشعار
	ذکر کہ اس کی نماز جنازہ اس نے پڑھی	۸۵۳	اہل فتنہ کی بغاوت کی رات ہادی کی حالت
۸۶۴	ہادی کا حلیہ	۸۵۳	حسین کا سر ہادی کے دربار میں
۸۶۴	اولاد کا ذکر		موسم گرما کی مہم
۸۶۴	اخلاق اور واقعات زندگی	۸۵۴	حج اور انتظامی عہدے
۸۶۴	ایک غلام کو خصی کرنے کا واقعہ	۸۵۴	۱۰ھ ہجری شروع ہوا
۸۶۵	در بار تمام لگانے اور سخاوت کا واقعہ	۸۵۴	اس سال کے واقعات
۸۶۶	کو تو ال کا طرز عمل اور ہادی کی ناراضگی	۸۵۴	ہلاکتیں
۸۶۶	عہدی کو تو ال کے گھر میں	۸۵۵	ہادی کے قتل کے اسباب
۸۶۷	عبداللہ کے ساتھ مہدی کا عجیب معاملے	۸۵۵	والدہ کو دربار میں مداخلت سے منع کرنا
۸۶۷	شعرن کر ایک شخص کی رہائی	۸۵۵	بے دخل کرنے کی وجہ
۸۶۸	یحییٰ باز جانے پر ایک شخص سے ناراضگی	۸۵۶	اولادہ کے پاس زہریلے چاول بھیجنا
۸۶۹	ابراہیم کے بیٹے کی تعزیت	۸۵۶	فوجیوں کو اپنی والدہ کے پاس جانے سے منع کرنا
۸۶۹	علی پر تشدد	۸۵۷	ہارون کو ولی عہدی سے الگ کرنے کا واقعہ
۸۷۰	زندیقوں کے متعلق بیٹے کو ہدایات	۸۵۸	یحییٰ کا ہارون کو استعفیٰ دینے سے روکنا
۸۷۰	زندیقوں کے متعلق منصوبہ		

۸۷۰	ابن داب کے ساتھ تعلق
۸۷۱	دو باندیوں کا قتل
۸۷۲	عبیدہ کو طلاق
۸۷۲	اشعار کا واقعہ
۸۷۳	اشعار پر انعام
۸۷۴	ابن داب کو اشعار سنانے پر انعام
۸۷۵	موسیٰ کی مدح میں لکھا ہوا قصیدہ
۸۷۸	اضحاک کے اشعار
۸۷۸	گویوں کا انعام
۸۸۰	باندی کو تنبیہ
۸۸۰	باندی کا ہدیہ
۸۸۰	ربیع کو زہر پلانا



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

### خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیز

یوم جمعہ ۱۰، ماہ صفر ۹۹ھ ہجری بمقام والبق عمر عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔

رجا بن حیوۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن سلیمان نے باریک سبز ریشم کا لباس پہنا آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرماؤ ہوں۔ جمعہ کی نماز پڑھا کر گھر واپس بھی نہ آسکا کہ بخار ہو گیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کم عمر نابالغ لڑکے کے لیے عہد خلافت لکھ دیا۔

### سلیمان کا اپنے لڑکے کو عہد خلافت کے لیے انتخاب کرنا

میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں دوسری اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد اللہ کی مخلوق پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کر جائے۔ سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں اس سے زیادہ میں نے اس وقت کسی بات کیلئے ان پر زور نہ ڈالا۔

### سلیمان کا پہلے فرمان کو پھاڑنا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو منتخب کرنا

ایک یاد دہن کے بعد سلیمان نے اُس فرمان کو پھاڑ ڈالا اور مجھے بلایا۔ اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں، سلیمان نے پھر مجھ سے کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو، میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے زیادہ مناسب ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اچھا عمر عبدالعزیز کے متعلق کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا کہ میں انھیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بوجھ کے اٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں، سلیمان کہنے لگا کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہونگے، اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف انھیں کو اپنا ولی عہد مقرر کر دوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ میرے خاندان والے اُس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک اُن کے بعد اُس کا ولی عہد بھی میں ہی مقرر نہ کر جاؤں اور میں یزید بن عبد الملک کو اُن کے بعد اُن کا نائب مقرر کر دیتا ہوں اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو جائیں گے اور

اسے پسند کر لیں گے (یزید بن عبدالملک اُس وقت جہاد کے لیے باہر گئے ہوئے تھے)۔

میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے زیادہ مناسب ہے، ایسا ہی کیجئے۔ پھر انھوں نے حسب ذیل فرمان لکھا،

## سلیمان کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کو عہد خلافت کے لیے منتخب کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حمد و ثنا کے بعد، یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے، تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ کہیں دشمن کو تمھارے خلاف کاروائی کرنے کی جرأت ہو۔

## سلیمان کا اپنے خاندان والوں سے حلف و وفاداری

فرمان پر مہر لگانے کے بعد کعب بن حامد العبسی کو (جوان کے حفاظتی دستے کے بڑے افسر تھے) بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو اُن کے سامنے لے جا کر کہہ دو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا نائب مقرر کیا ہے اُن کا نام اس میں لکھ دیا ہے آپ سب حضرات اُس کے لیے حلف و وفاداری اٹھائیں۔

جب میں نے وہ دستخط شدہ فرمان اُن کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انھیں سلام کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ بہتر ہے تشریف لے چلئے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اسی فرمان کی طرف اشارہ کر کے اُس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیوۃ کے ہاتھ میں جو دستخط شدہ فرمان ہے یہ میرا فرمان ہے۔ آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا نائب مقرر کیا ہے آپ اُس کے لئے حلف و وفاداری کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے الگ الگ حلف و وفاداری کی اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ دستخط شدہ فرمان اُن سب کے سامنے کر دیا۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کی رجا بن حیوۃ سے ملاقات

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بوجھ کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لئے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتادیں تاکہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے اپنے آپ کو بری کر لوں۔ ورنہ شاید پھر مجھے اس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے، میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف بھی نہیں بتا سکتا اس پر عمر بن عبدالعزیز ناراض ہو کر چلے گئے۔

## ہشام کی رجا بن حیوۃ سے ملاقات

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے پرانے دوستانہ تعلقات ہیں اور میں آپ کا بیحد شکر گزار ہوں گا اگر آپ یہ بات بتادیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا

اور اگر کسی اور کے متعلق ہے تو آپ فرمادیجئے۔ مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو درلغ نہ رکھیں مجھے بتادیتجئے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے اسکا تذکرہ نہ کروں گا، میں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے حوالے کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا ہشام مایوس ہو کر چلے گئے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہتے جا رہے تھے کہ اگر میں نہ ہوتا تو اور کون ہوگا کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی۔

## سلیمان کی وفات کا بیان

میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا سانس نکل رہا تھا۔ جب اُن پر بیہوشی غالب ہوئی تو میں نے قبلہ کی طرف ان کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجا ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میری روح نکلنے کا وقت آ گیا ہے اب میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔  
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، اس کے بعد ہی میں نے قبلہ کی طرف ان کا رخ کیا ادھر سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ میں نے ان کی آنکھیں بند کر دیں ایک سبز چادر انھیں اڑھادی اور دروازہ بند کر دیا۔ ان کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کروائی۔ میں نے کہا کہ سو رہے ہیں۔ اس وقت چادر اوپر پڑی ہوئی تھی۔ قاصد نے یہی دیکھ کر بیان کر دیا اور اُس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا، اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص با اعتماد شخص کو بٹھا دیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تم یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

## سلیمان کے خاندان والوں سے ایک مرتبہ پھر بیعت لینا

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حاد العجسی کو بلایا۔ اُس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو وابق کی مسجد جمع کیا۔ میں نے سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجئے۔ وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں تو کیا دوبارہ پھر کریں۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین کا یہ دستخط شدہ فرمان ہے، جس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا ہے اُس کے لیے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فردا فردا پھر بیعت کی۔

## سلیمان کی وفات کا اعلان

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے۔ اب امیر المومنین کو موت کا اعلان کر دینا چاہیے، چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبدالعزیز کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چیخ کر کہا کہ میں ہرگز اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا میں نے ڈانٹا اور کہا کہ ابھی تمہاری گردن مار دوں گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو، ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے اور بیعت کی۔

## ہشام کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا

میں نے عمر بن عبدالعزیز کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر اس سخت بارگراں کے خیال سے ان



اللہ وان الیہ راجعون پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لئے عمر کے پاس پہنچے تو عمر اس بات پر اظہارِ افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف اس مصیبت میں گرفتار ہوا، اور ہشام اپنی ناکامی پر افسوس کر رہے تھے۔

## سلیمان کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کا بیان

پھر سلیمان کو غسل و کفن دیا گیا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھی۔

## عمر بن عبدالعزیز کے تدبیر امور سلطنت کا بیان

سلیمان کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد اُس کی تمام سواری کے جانور ساتھ ایک ایک نگہبان کے عمر کے سامنے پیش کئے گئے، انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لئے زیادہ مناسب ہے، اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز وہاں سے آگے آئے، لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلئے جہاں سابقہ خلیفۃ المسلمین قیام پذیر تھے، فرمانے لگے کہ اس میں ابوالیوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی کریں میرے لئے میرا خیمہ ہی کافی ہے چنانچہ وہ اپنی ہی قیام گاہ میں محل کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تمام شہروں میں خطوط روانہ کرنا

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلوادو، سواری کے جانوروں اور قیام گاہ کے متعلق جو طرزِ عمل آپ نے اختیار کیا تھا اُس سے مجھے بیدخوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط، جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک ہی خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

## عبدالعزیز بن الولید کا خلافت کا اعلان اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے

## ہاتھ پر بیعت کرنا۔

عبدالعزیز بن الولید کو جو اُس وقت وابق میں تھے جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں مقرر کر دیا تھا انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اُن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے؟

عبدالعزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا نائب مقرر نہیں کیا ہے اس بنا پر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا تو ہمارا سارا مال و سامان لوٹ لیا جائے گا، عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو



میں آپ سے اس معاملے میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبدالعزیز کہنے لگے کہ کاش علاوہ تمہارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا پھر انہوں نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی اُمید کی جاتی تھی کہ سلیمان حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا نائب مقرر کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے۔

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سامان و خوراک بھی ان کیلئے بھیجا۔ لوگوں کو انکی امداد کی ترغیب دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پانچ سو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے۔

## ترکوں کی آذر بیجان پر غارت گری کا بیان

اسی سال ترکوں نے آذر بیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا، امیر المومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو انکی خبر لینے کے لئے روانہ کیا، ابن حاتم نے ان میں سے اکثر کا صفایا کر دیا، بہت تھوڑے ان میں سے بچ کر بھاگ سکے اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس لائے گئے۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تدبیر امور سلطنت کا بیان

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاة الفزازی کو گورنر بنادیا۔ اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو گورنر مقرر کیا اور ابوزناد کو عبدالحمید کا میر منشی مقرر کر کے اُن کے ساتھ کیا، عدی نے موسیٰ بن وجیہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے اس سال امیر حج تھے مکہ کے گورنر اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے، کوفہ اور اسکے ماتحت علاقہ کے گورنر عبدالحمید بن عبدالرحمن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاة جراح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے، ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے۔ پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا، جب لوگوں نے اُن کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرۃ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشبعی اس سال کوفہ کے قاضی تھے۔

واقدی نے کہا ہے کہ شعبی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں عبدالحمید بن عبدالرحمن کی طرف سے کوفہ کے قاضی تھے، اور حسن بن ابی الحسن عدی بن ارطاة کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے مگر پھر حسن نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا عدی نے استعفا منظور کر کے اُن کی جگہ ایاس بن معاویہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا

## سناہ کے اہم واقعات کا تذکرہ

خوارج کا علم بغاوت بلند کرنا اور امیر المومنین کا ان کو سزا دینے کے لئے لشکر روانہ کرنے کا بیان

اسی سال عراق میں خارجیوں نے پھر سر اٹھایا جب ان کی بغاوت کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبد الحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کی دعوت دو، عبد الحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کے مقابلہ کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔

جب امیر المومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا آپ نے مسلمہ بن عبد الملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقعہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی، خارجیوں کو ختم کرنے کے لیے بھیجا اور عبد الحمید کو لکھ دیا کہ تمہاری کثیر فوج کی شکست کی خبر معلوم ہو چکی ہے اب میں مسلمہ کو خارجیوں کو سزا دینے کے لئے اہل شام کی فوج کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ تم ان کے کسی معاملہ میں دخل مت دینا۔ غرض کہ مسلمہ نے اس شامی فوج کے ساتھ خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

## خارجیوں کی بغاوت کی ابتداء کا بیان

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں بغاوت پیدا کی تھی وہ شوزب تھا اور اُس کا نام بسطام تھا سب سے پہلے مقام جوخی میں اسی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا، یہ شہسوار زیادہ تر قبیلہ بنی ربیعہ کے تھے۔

## امیر المومنین کا عبد الحمید کے نام خط

امیر المومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبد الحمید کو لکھ بھیجا کہ جب تک کہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اور ہنگامہ نہ کریں تم خود ان سے چھیڑ مت کرنا، البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم ان کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اُس کے زیر قیادت کچھ فوج بھیج دو، اور اُسے بھی یہی احکام دے دینا جو میں نے تمہیں لکھے ہیں۔ عبد الحمید نے محمد بن جریر بن عبد اللہ السجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا اور امیر المومنین کی ہدایت انہیں پہنچا دی۔

## امیر المومنین کا بسطام کے نام خط اور صلح کی پیشکش

امیر المومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریرہ خارجیوں کے مقابلہ پر آگئے تھے، مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے، امیر المومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کے خاطر لڑائی کے میدان میں آئے ہو، مگر اس بات کے لیے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں۔ اگر تم حق و صداقت پر نہیں تو پھر تم بھی عام مسلمان کی طرح فرمانبردار ہو جاؤ اگر تم حق پر ہو گے اس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

## بسطام کا امیر المومنین کو جواب

بسطام نے ابھی کوئی کاروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے میں دو شخصوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد کردہ غلام ممزوج تھا اور دوسرا بنی یشرک کا ایک صحیح النسب تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور اُن میں یہ دونوں (جن کا اوپر ذکر ہوا) بھی تھے جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انھیں دونوں کا انتخاب اس کام کے لئے کیا گیا۔

## امیر المومنین کا بسطام کے لوگوں سے مکالمہ کرنا

بہر حال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور اُن سے بحث کرنے لگے اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ مجھ سے پہلے خلیفہ نے اس کو ولی عہد مقرر کیا ہے، خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائے کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اُس مال کو آپ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو، تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اُس امانت کے فرض کو اُس ذات کے سامنے پورا کر دیا جس نے آپ کو امین بنایا تھا۔

امیر المومنین فرمانے لگے اس کے جواب کے لئے مجھے تین دن کی مہلت دو، خارجی اٹھ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل نہ جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہد سے محروم کر دیں، اس لئے اُن لوگوں نے امیر المومنین کو خفیہ زہر دلوادیا۔

اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی، نیز اس سال امیر المومنین نے دلید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی، کو حص کی ایک فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔

اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری جزیرہ کے گورنر مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔



## یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں تاریخ دانوں کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے واپس آ کر واسطہ آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاة کو بصرہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس پکڑ لیا اور گرفتار کر کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دیں عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انھیں لے کر آئے عمر بن عبدالعزیز نے انھیں سامنے بلوایا۔

امیر المومنین خود یزید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ بڑے ظالم اور جابر خیال کے لوگ ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انھیں مکار اور ریاکار خیال کرتا ہوں۔ مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکرو ظاہر داری سے بہت دور ہیں۔

## امیر المومنین کی یزید سے باز پرس

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کر دو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی، یزید کہنے لگا کہ آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشی کتنی پیاری تھی میں نے اُس رقم کا اظہار صرف لوگوں کو جتانے کے لئے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے نہ اور کوئی ایسا حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نظر نہیں آتا کہ تمہیں قید کر دوں۔ اللہ سے ڈرو، اور جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کر دو، یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیج دیا۔ اور جرّاح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

## مخلد بن یزید بن المہلب کی دربار خلافت میں حاضری

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے جس گاؤں سے گزرتے دل کھول کر لوگوں کو سخاوت کرتے، امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض کرنے لگے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اٹھانی پڑی۔

یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بد قسمت رہیں، آپ میرے والد کو ناحق قید کئے ہوئے ہیں۔ جس قدر مطالبہ اُن پر واجب الادا ہے وہ میں ان کی جانب سے ادا کر دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجئے امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی ادا نہ کر دیں۔

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اس کے مطابق مطالبہ کیجئے ورنہ یا تو



مختص ان کے بیان کو صحیح مان لیجئے یا ان سے حلف لے لیجئے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ ان سے کوئی سمجھوتہ کر لیجئے، امیر المؤمنین نے کہا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل مطلوبہ رقم ادا کر دیں، جب مغلد آپ کے سامنے سے اٹھ آیا تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مگر مغلد اس واقعہ کے بعد چند دن ہی روز زندہ رہا۔

## امیر المؤمنین کا یزید کو ہلاک کرنے کا حکم دینا

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ اُن کو جنبہ پہنا دیا جائے اور اُونٹ پر سوار کر کے ہلاک کرنے کی جگہ لے جایا جائے، جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لے جانے لگے تو یزید کہنے لگا، کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے، مجھے دہلک کیوں لئے جاتے ہیں دہلک تو وہ شخص لے جایا جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو یہ کیا عجیب و غریب بات ہے کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر سلامتہ بن نعیم الخولانی امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیج دیجئے کیوں کہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا کے لے جائیں گے کیوں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس بات سے اُن لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے۔

## یزید کو جیل میں رکھنے کا حکم

امیر المؤمنین نے یزید کو پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ یزید اُس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک اُسے آپ کی بیماری کی اطلاع نہی ملی یزید کی گرفتاری کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المؤمنین نے عدی بن ارطاة کو حکم دیا کہ یزید کو بھیج دو اور عین التمر میں جو فوج مقرر ہے یزید کو اُس کے حوالے کر دو۔

## وکیع پر یزید کے حمایتوں کے حملہ کرنے کا بیان

عدی نے یزید کو وکیع بن حسان بن ابی سودا التمیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا۔ جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لیے وکیع پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے، وکیع تیزی سے دوڑا اور اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی اور کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا۔ یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہوئے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔ یزید نے اُن لوگوں سے چلا کر کہا آپ لوگ چلے جائیں وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے، چنانچہ وہ گ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اُس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں مقرر تھی۔

وکیع تو عدی بن ارطاة کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس لے آئی۔ آپ نے یزید کو قید کر دیا اسی سال امیر المؤمنین نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبیداری سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبدالرحمن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اس طرح جراح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبیدار رہا۔ ۹۹ھ ہجری میں خراسان آیا۔ اور ماہ رمضان ۱۰۰ھ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اُس نے خراسان چھوڑا۔

## جراح کی برطرفی کے اسباب

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا گورنر مقرر کر دیا تھا، مگر جب یزید گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا گیا تو عراق کے گورنر نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ صاحب جرجان آئے تو جہم نے انھیں اور ان کے ساتھ جو لوگ آئے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لیکر جراح سے ملنے کے ارادے سے خراساں روانہ ہوا۔ اب اہل جرجان نے اپنے اس نئے گورنر کو قید سے رہا کر دیا اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچا زاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا اس پر جہم نے جواب دیا کہ آپ سے اگر میری رشتہ داری نہ ہوتی تو میں بھی کبھی آپ کے پاس نہ آتا۔ جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے کیونکہ ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں۔ اور چچا زاد بھائی بھی تھے کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے۔ جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اور سرکش ہو گئے ہو اب یہی طریقہ تمہارے لیے باقی ہے کہ تم جہاد کے لئے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے،

## جراح کا جہم کو جہاد کے لئے ترغیب دینا

چنانچہ جراح نے جہم کو قتل پر جہاد کے لئے بھیجا، جہم روانہ ہوا جب اس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کے ساتھ لے کر بادشاہ قتل کے پاس چلا گیا، اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تنہائی ہوئی تو جہم نے اپنی خاندانی شرافت و عزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اس نے کہا اسے منظور کر لیا۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ قتل نعمان کے آزاد کردہ غلاموں سے تھے،

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جہم کا شکایت کے لئے روانہ کرنا

جہم کو بہت سامان غنیمت ملا، جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا اور ایک وفد ان کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا جس کا تعلق بنی صفی سے تھا ابوالصید اکنیت تھی اور صالح بن طریق اس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

بعض تاریخ دانوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے۔ یا یزید الخوی تھے غرض کے یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہو اور دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا رہا اس پر امیر المؤمنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن میں نہیں ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں بھی ہوں۔

تو امیر المؤمنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو، اس نے کہا جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ میں ہزار آزاد کردہ غلام بغیر تنخواہ اور وظیفہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اسی سابقہ مقدار کے موافق محصول لیا جا رہا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت تعصب رکھنے والے ہیں اور ظالم ہیں ہمارے ہی ملک میں منبر پر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت رحم دل تھا مگر اب سخت گیر ہو گیا ہوں۔ اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے نزدیک معزز ہے۔

اُس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اُس کے کرتے کے بازو کی آستین ہمیشہ چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اُس کا نائب ہے، امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہئے تھا، اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمہارے سامنے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اُس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی دھڑا دھڑا لوگ مسلمان ہونے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجئے۔

## جراح کا خط امیر المومنین کے نام

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لئے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول اللہ کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا، ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔ امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا سچ بولنے والا شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصلی حالت دریافت کر لوں، لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابی مجلز کو بھی ساتھ لاؤ

؛

## جراح کا عبدالرحمن بن نعیم کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کرنا

جراح نے عبدالرحمن بن نعیم انخامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا، عبید اللہ یا عبید اللہ بن حبیب کو محصول کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اب روانہ ہونے کے لئے خود تیار ہوا۔ روانگی سے پہلے تقریر کی اور کہا کہ اہل خراسان میں اپنے ان ہی کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا میں نے تمہارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو منرین کیا ہے۔ اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور اپنے ایک مادہ خنجر کے جو دونوں بھوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی، غرضیکہ جراح عبدالرحمن بن نعیم کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوئے۔

## خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کی جراح بن عبداللہ الحکمی سے باز پرس

جب امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ جراح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے ظلم زیادتی کی روایات بالکل درست ہے تم سے یہ نہ ہو سکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور رمضان المبارک گزر جانے کے حد آتے، خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

## جراح کا امیر المومنین کو خراسان کے حالات سے مطلع کرنا

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آ کر ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بغاوت



اور فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ان میں گروہ بندی ہے، ہر وقت ایسی صورتحال پیدا کرتے رہتے ہیں جس سے ایک عام بے چینی اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تاکہ وہ خراج وغیرہ نہ دے سکیں۔ تلوار اور کوڑہ یہی دونوں چیزیں انہیں درست رکھ سکتی ہیں۔ مگر میں نے اس امر کو برا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

## امیر المومنین کا جراح کو خط کا جواب

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ خراسان کے رہنے والوں سے زیادہ تم خود فتنہ و فساد کے چاہنے والے ہو، یاد رکھو کسی مومن یا ذمی شخص کو بلا وجہ ایک کوڑا بھی نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں ایسی ہستی کے سامنے جواب دینا ہوگا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتا ہے اور تم خود اپنا نامہ اعمال پڑھو گے جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہوں گی۔

## جراح کا سفر کے اخراجات بطور قرض لینا

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم حکومتی خزانے سے اخراجات سفر کے لیے بطور قرض کے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دوں گا۔ چنانچہ جب جراح دربار خلافت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اُس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے، جراح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا، اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے وہ آپ وصول کر لیجیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا بعد میں اس رقم کو اُس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے کاٹ کر ادا کیا۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عبدالرحمن بن نعیم اور عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو خراسان کے والی مقرر کرنے کے اسباب کا بیان

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلایا اور معزول کر دیا اب ان کے نائب کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا (سچ بولنے والا) شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کر لوں۔ لوگوں نے کہا کہ ابو مجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔

## امیر المومنین کا ابو مجلز سے مشورہ کرنا

امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے، کمزور تھے۔ ابو مجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس آئے، مگر آپ نے انہیں شناخت نہیں کیا۔ اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اُٹھ کر چلے گئے، جب امیر المومنین نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے اور پھر چلے گئے، امیر المومنین نے انہیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں نہیں



پہچانا ابوجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب تعارف کے انکار کے کیا معنی؟

## امیر المومنین کا عبدالرحمن بن عبداللہ کے بارے میں رائے طلب کرنا

امیر المومنین نے پوچھا اچھا کہیے عبدالرحمن بن عبداللہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ساتھیوں کے مقابلہ کہ لائق ہیں۔ دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اُسی کے ساتھ کسی کی نہ ماننے والے ہیں اور اگر کوئی ان کی مدد کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

## امیر المومنین کا عبدالرحمن بن نعیم کے بارے میں رائے طلب کرنا

امیر المومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمن بن نعیم کیسے ہیں۔ ابوجلز نے کہا کہ وہ کمزور نرم دل آدمی ہیں۔ عیش و آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص اُن کے احکام کی بلاچون و چرا تعمیل کر دے۔

## امیر المومنین کا خلافت کے لیے عبدالرحمن کو منتخب کرنا اور اہل خراسان کے نام

خط

خليفة المسلمين کا عبدالرحمن کو خط لکھنا!

امیر المومنین نے عبدالرحمن کو لکھا کہ تم اللہ کی مخلوق کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کا حق بھی زیادہ ہے کہ اُس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا۔ اور نیز شفقت کرنا۔ جو امانت تمہارے حوالے کی جائے اُسے پورا کرنا۔ اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اُس سے بچ کر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اُسی کے پاس جانا ہے۔ امیر المومنین نے عبدالرحمن کی خراسان و سجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخرالقریشی کے ہاتھ بھیجا تھا، عبدالرحمن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے، اور اُن کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا۔

## عبدالرحمن بن نعیم کی بحیثیت خراسان کے گورنری کی مدت کا بیان

اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمن خراسان کے گورنر رہے، رمضان ۱۰۱ھ ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ھ ہجری میں برطرف ہوئے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

## خاندان بنی عباس کو برسر اقتدار لانے کی پہلی تحریک خارجیوں کے فتنہ و فساد کی ابتدا کا بیان

اسی سال ہجری میں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن حنیث، ابو عکرمۃ الزاح (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور ہیتان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا، اُس وقت جراح بن عبد اللہ الحکمی عمر بن عبد العزیز کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا۔ محمد بن علی نے اُن لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور امانت پر لوگوں کو ابھارو چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے مل کر اُن لوگوں کے خطوط لے کر جنھوں نے اپنی امانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس چلے آئے۔ ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے مندرجہ ذیل باریہ بڑے باعزت اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کر لی اُن کے نام یہ ہیں سلیمان بن کثیر الخزائی، لائز بن قریط المیمی، قطبہ بن شیب الطائی موسیٰ بن کعب المیمی، خالد بن ابراہیم، ابو داؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمر بن شیبان بن ذہل۔ قاسم بن مجاشع المیمی، عمران بن اسماعیل، ابو النجم خاندان ابو معیط کے آزاد غلام، مالک بن الہیثم الخزائی طلحہ بن زریق الخزاعی، عمر بن اعین ابو حمزہ خزاعہ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔ اسی طرح ستر اور آدمی منتخب کیے گئے جنھیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دئے تاکہ وہ ان کے لیے سند کا کام دیں اور جو ہدایات ان میں لکھی ہوئی تھیں اس پر عمل کریں۔

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو جج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبہ جات کے ناظم و صوبہ دار تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سال کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمن بن عبد اللہ محمول کے افسر اعلیٰ تھے۔

## ۱۰۱ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبد العزیز کی قید سے نکل بھاگا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو ہلاک کرنے کی جگہ لے جانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا کر لے جانے کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے بیمار ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔

## یزید بن مہلب کے جیل سے بھاگنے کی وجہ کا بیان

مگر جب اُسے امیر المومنین کی بیماری کا علم ہوا تو اب اُس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانہ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبد الملک کی بیوی کے رشتے دار تھے کیوں کہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی ام الحجاج یزید بن عبد الملک کی بیوی تھیں اس لئے یزید بن عبد الملک نے قسم کھائی تھی کہ میں نے بھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اُسے قتل کر ڈالوں گا۔ اس وجہ سے یزید بن المہلب، یزید بن عبد الملک سے خوف زدہ تھا اسی خوف کے مارے یزید بن

المہلب نے اپنے نوکروں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لئے سوار یوں کا انتظام کر دیں چنانچہ انھوں نے اُنٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز یرسمعان میں بیمار ہوئے جب ان کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اُونٹ منگوائے، اور جب اسے معلوم ہوا کہ اُن کے آنے میں دیر ہے جیل خانہ سے نکل کر اُس جگہ آیا جہاں اس کے نوکروں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا، اُس جگہ آ کر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اُس کے ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے۔ یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی دوران میں اُونٹ آگئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ کجاوے کے دوسرے حصے میں اس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویہ العامریہ متعلقہ قبیلہ بنی بکاک کی بیٹی بھی تھی۔

### یزید کا امیر المومنین کو بھاگنے کا سبب بتانا

شہر سے دور گزر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوند اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اُس کے خیالات کو اسی پر پلٹ دے اور مسلمانوں کو اُن سے محفوظ رکھے۔

چلتے چلتے یزید مقام الزقاق پہنچا۔ ہذیل بن ظفر یہاں موجود تھے اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے، جب یزید کا قافلہ ان کے قریب سے گزرا تو اُن لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اُس کا کچھ سامان اور شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے۔ مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو پکڑا کر اپنے سامنے بلوایا اور سفر سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب، یا اس کے خاندان والوں میں سے کسی شخص کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ کیا تمہیں اُن سے کوئی قصاص لینا ہے، بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص وغیرہ نہیں لینا اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو۔ وہ بے چارہ جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا جب اُسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے واقعی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ کر گیا۔

### حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ وفات کے بارے میں مختلف روایتوں کا

#### بیان

اسی سال ۱۰۱ھ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے ماہ رجب ۱۰۱ھ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ کا انتقال ہوا اس کے متعلق ایک بیان یہ کہ آپ کا بروز جمعہ، ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام یرسمعان میں انتالیس سال کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال ہوا ہشیم بن واقد کہتے ہیں کہ میں ۹۷ھ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ھ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں



کہ مقام والبق میں عمر بن عبد العزیز مسند خلافت پر بیٹھے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اُس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز بدھ ابھی ماہ رجب ۱۰۱ھ ہجری ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ کا انتقال ہوا، بیس روز بیمار رہے، دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی، انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان بن ذفن کئے گئے، بعض ارباب اسیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا اُس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ بعض نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے، ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔

### حضرت عمر بن عبد العزیز کا تعارف

ابو حفص کنیت تھی، اُم عاصم حضرت عمر کی پوتی اور عاصم بن عمر کی بیٹی اُن کی ماں تھی، انھیں بنی اُمیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کو کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا، نافع کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عمرؓ کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دیگا۔ دمشق میں ایک جانور نے آپ کو لات ماری لوگ آپ کو آپ کی ماں کے پاس لائے ماں کی متا بڑی ہوتی ہے انہوں نے فوراً اپنے سینے سے لگا لیا اور آپ کے چہرے سے خون صاف کرنے لگیں اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آ گئے، اب اُن کی ماں نے اپنے خاوند کو نوکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا۔ اور کسی خدمتگار یا محافظ کو اُسکے ساتھ نہیں کیا جو اُس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے باپ کہنے لگے اے اُم عاصم چپ بیٹھو۔ ممبھیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا تمام خاندان بنی اُمیہ میں اشج ہے

### حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعض عادات و خصائل

امیر المومنین کا خط یزید بن کے نام اور اپنے گورنروں کو خطوط ارسال کرنا

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا،

حمد وثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے۔ نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اُسے واپس لے لیا انھوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبد الملک کو (اگر وہ اُس وقت تک زندہ رہیں) اپنا نائب مقرر کیا، جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اُس کا اٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے، اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد مال و دولت کا شوق نہیں اگر یہ ہوتا تو اس سے پہلے مجھے حاصل تھا وہی اس قدر ہے کہ روئے زمین پر اور کسی کو نہیں۔ میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اُس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا، اور باز پرس کی جائے گی، جو باتیں اللہ معاف کر دے تو معاف کر دے، یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اب تم بھی بیعت کرو؛ جب یہ خط یزید کو ملا اُس نے اُسے ابو عینیہ کو دیا۔ ابو عینیہ نے اُسے پڑھ کر کہا کہ میں اس وقت سے اُس کے حمایتیوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی ابو عینیہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اُس کے خاندان کے پہلے لوگوں جیسی نہیں ہے، یہ شخص اُن کے طرز عمل پر کار بند نہیں ہونا چاہتا؛ خیر پھر یزید



نے تمام لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آکر بیعت کی اس کے بعد امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے تم خود میرے پاس آؤ؛ یزید نے اپنے بیٹے مغلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔

### امیر المومنین کا خط عبدالرحمن بن نعیم کے نام

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ علم و عمل دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لیے عمل کرو، کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں۔ مگر اُن میں عمل نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کا علم اُن کے لیے اور وبال جان ہو گیا۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمن کو لکھا تھا کہ تم اُس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کاروائیوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

### امیر المومنین کا خط سلیمان بن ابی السری کے نام

#### اہل سمرقند کا دربار خلافت میں حاضر ہونا

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے اُن سے کہا کہ قتیبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا، اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجئے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایتیں پیش کریں اگر ہمارا حق ہو گا تو ہمیں مل ہی جائے گا کیونکہ اُس کی سخت ضرورت ہے۔

### امیر المومنین کا سلیمان کو اہل سمرقند کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دینا

سلیمان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے اُن مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے اُن پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے علاقہ سے بھی انہیں نکال دیا تھا، جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً اُن کے فیصلے کے لیے ایک قاضی مقرر کر دو تا کہ وہ اُن کی شکایتیں سنیں، اگر وہ حق پر ہوں تو تم انہیں اُن کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تا کہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کے اُن پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضرقاضی التاجی کو اس معاملہ کے لیے قاضی مقرر کیا۔ جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو، خواہ اُس میں دوبارہ صلح ہو یا لڑائی کے ذریعے فتح حاصل کی جائے۔

مگر اس فیصلہ پر اہل سفد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں دوبارہ لڑائی کی آگ روشن نہیں کرنا چاہتے چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کر لیا اُن میں سے جو اہل رائے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اب ہم

عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں، انھوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے انھیں امان دی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی بہر حال اگر فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی دشمنی عربوں سے ہو جائے گی اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے، چنانچہ ان لوگوں اسی حالت کو برقرار رکھا اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

### امیر المومنین کا خط عبدالرحمن بن نعیم کے نام

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ ماوراءالنہر کے علاقہ میں جس قدر مسلمان ہیں انھیں اُن کے اہل و عیال کے ساتھ واپس لے آؤ مگر اُن مسلمانوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مرو ایک جگہ کا نام ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ عبدالرحمن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دیدی، اُس کے جواب میں امیر المومنین نے عبدالرحمن کو لکھا، اے اللہ جو مجھ پر فرض تھا میں وہ بجالایا مگر پھر بھی عبدالرحمن تم اب مسلمانوں کو لے کر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے انھیں دیا ہے یہی اُن کے لیے کافی ہے، امیر المومنین عقبہ بن ذرۃ الطائی کو جنھیں آپ نے قشیری کے بعد خراسان کے محکمہ محصول کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جن کے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی گورنر۔ قاضی۔ افسر خزانہ۔ اور چوتھا میں خود۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی علاقوں میں میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور کسی شخص کے حق کو غصب کیے بغیر اسے حفاظت سے جمع رکھیے اور وہاں کا خراج فوجی و ملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو اچھا ہے ورنہ مجھے لکھئے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجیے۔ جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے، بارگاہ خلافت میں اس کی اطلاع دی وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید کوفہ کے گورنر کو لکھا۔

### امیر المومنین کا خط کوفہ کے گورنر عبدالحمید کے نام

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے، السلام علیکم حمد و ثنا کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سختی کرنے والے اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کئے ہیں۔ حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کے روک تھام رکھنا کیونکہ یہ کچھ چھوٹا گناہ نہیں ہے غیر آباد زمین پر وہ ٹیکس مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور آباد زمین کے ٹیکس کا موازنہ غیر آباد زمین سے نہ کرنا جو غیر آباد زمین ہو اُسے دیکھ کر اُس کی حیثیت کے مطابق ٹیکس لگانا۔ اور پھر اُس کی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت رقبہ زمین سے صرف زر لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دلجوئی سے اور اس طرح کہ کاشت کار خوش رہیں اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرنا جس کے لیے کوئی ضابطہ حیات نہیں ہے لگان مقرر کرنے والوں اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا اور نہ سال کا پہلا دن اور مہرجان کا نذرانہ لینا نہ خطوط اور پاکلی لے جانے والوں کی اجرت لینا، نہ مکانات کا کرایہ، اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا۔ اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اُس سے خراج نہ لینا ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو

کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے ان امور کا میں تمہیں انتظام کرنے والا مقرر کرتا ہوں میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو قتل نہ کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے اُسے اخراجات حج کے لیے ۱۰۰ سو درہم پیشگی دیدینا والسلام، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منصبداروں کی اولاد کے وظیفہ مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا قرعہ ڈالا جاتا تھا جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اُسکو سو درہم وظیفہ مقرر ہوتا تھا اور جس کے نام قرعہ نکلتا تھا اس کے چالیس درہم ہوتے تھے بصرہ کے تمام فقرا کے تین تین درہم مقرر کر دئے تھے البتہ جو لوگ اپانج اور معذور تھے اُن کے پچاس پچاس مقرر کیے، دودھ چھوٹنے کے وقت وظیفہ کی شروعات ہوئی تھی۔

## امیر المومنین کا اہل شام کے نام فرمان

خليفة ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شائع کیا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حمد و ثنا کے بعد آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے جو شخص اکثر موت کو یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے، اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آکر رہے گی وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے، والسلام

ایک مرتبہ ابو مجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لئے آپ ہمارے لئے نقد و جنس منگوائیے امیر المومنین نے فرمایا کہ ابو مجلز تم نے تو معاملہ کو الٹ کر دیا۔ ابو مجلز کہنے لگے، کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لئے ہے یا آپ کے لئے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف عہدوں سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اسکا فائدہ آپ ہی لوگوں کو ہوگا؛ ابو مجلز کہنے لگے کہ پھر اسکے معنی تو یہ ہوئے کہ نہ ہم خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں، حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔

اسپر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زر خراج و سول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا، مگر جس دن یہ بات ہوئی اُسی روز آپ بیمار ہو گئے اُسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔ عبدالرحمن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عمارۃ بن اکیمۃ اللیشی جن کی کنیت ابنو لید تھی اُن اسی سال کی عمر میں وفات پائی؛

## امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا خطبہ عام

مقام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا۔ آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہئے آپ فضول پیدا نہیں کئے گئے اور نہ ہی یوں چھوڑ دئے جائیں گے، آپ کے لئے ایک حساب کتاب کی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنا ظہور فرمائیں گے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اُس جنت الفردوس سے جس کی چوڑائی کو آسمان و زمین میں محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھائے میں رہا۔

کل قیامت میں صرف اُسی شخص کو امان ملے گی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لئے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شے کے لئے بیچ ڈالا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اُن لوگوں کی اولاد میں ہیں جو ہلاک ہوئے اسی طرح اور لوگ آکر آپ کے جانشین ہو جائیں گے، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ پھر سب اُس ذات کی طرف لوٹیں گے جو ہر شے کا بہترین وارث



ہے روزانہ صبح و شام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ میعاد زندگی پوری کر لیتا ہے اُسے آپ زمین کے بیچ میں دفن کر دیتے ہیں نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور نہ اس کے لیے فرش بچھاتے ہیں وہ فوت ہونے والا اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق کر کے زمین میں رہائش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا سامنا کرتا ہے، بس صرف اُس کے اعمال اُس کے لیے ذخیرہ ہوتے ہیں، جو کام اُس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں اُس کا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے چھوڑ جاتا ہے اُس سے بالکل بے پروہ ہوتا ہے، اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے۔ خدائے بزرگ برتر کی قسم ہے جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کر رہا ہوں اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی شخص گناہ گار نہ ہوگا۔

اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہوں اور توبہ کرتا ہوں، جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اپنی طاقت کے بقدر اس کے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس طرح اگر کوئی بات مجھے پیش آجائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ساتھ دیں گے تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کریں۔

اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا۔ اس لیے میری زبان اُن باتوں کو ادا کرتا ہوئے لڑکھڑاتی، مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اُس کی نافرمانی سے روکتا ہے۔ اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اٹھا لیا خود رونے لگے روتے روتے ہچکیاں بند گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رلا دیا اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

**امیر المومنین کے لڑکے کی وفات پر گورنر کی جانب سے تعزیت کرنا اور اس کا**

**جواب**

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک گورنر نے تعزیت کا خط لکھا۔ آپ نے اپنے میرمنشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھ دو میرمنشی قلم تراشنے لگا امیر المومنین اُس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کا غز پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب ملے ہوئے لکھے جاتے ہیں۔ اور میری طرف سے یہ لکھو، بسم اللہ الرحمن الرحیم، موت ایک ایسی شے ہے کہ جس کے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اُس کا تذکرہ نہیں کیا کرتے والسلام،،

**امیر المومنین کی عام لوگوں میں نصیحت کرنا**

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ایسا نیک مشورہ دیا جو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں مفید ثابت ہو تو اُس نے اپنے اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا۔ اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لیے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو۔ اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمہیں نجات کے ساحل پر پہنچانے والی ہے ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی



ہے جس کا جتنا حصہ ہے وہ ضرور اُسے مل کر رہے گا اس لیے طلب رزق میں کوئی بری بات یا کوشش نہ کرنا چاہیے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے جسے یہ حاصل ہوا سے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے سامنے دوزخ ہے، جو شے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہو گئی اس کا تو گویا کبھی وجود ہی نہ تھا اور ہم سب کے سب بہت ہی جلد مرنے والے ہیں، مرنے والے کی حالت تو تم خود دیکھ ہی چکے ہو کہ حالت نزع کی تکلیف سے جب اُسے نجات مل جاتی ہے اور اس کی روح جسم خاکی سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اُس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا پھر فوراً اُسے گھر سے لے جاتے ہیں اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس کی تقسیم شروع ہو جاتی ہے، اب نہ اس کی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک نہیں کرتا، اب اس کا دروازہ غرض والوں سے بھی خالی نظر آتا ہے گویا کبھی اُس نے اپنے خاص قریبی دوستوں سے دوستانہ تعلقات ہی قائم نہیں کیے تھے، اور کبھی اس نے آبادی میں رہائش ہی اختیار نہیں کی تھی اس لیے اب انہی عمل کے ترازو میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

### امیر المومنین کا تقویٰ و پرہیزگاری

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لی جائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔ امیر المومنین فرمایا کرتے تھے جگہ جو شخص اچھی طرح معلوم کیے بغیر کوئی کام کرتا ہے اُس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص کہا اور پھر عمل سے اپنے کیے کی تائید نہیں کرتا اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے، اور مومن کی حساب کتاب کی جگہ صبر ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اُسے واپس لے لیا مگر اس کے معاوضہ میں اسے صبر دے دیا تو یہی صبر اُس شے سے بہتر اس کا معاوضہ ہے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

انما یوفی الصابرون اجر ہم بغیر حساب

(ترجمہ) صبر کرنے والوں کو اُن کے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو مہندم نہ کرنا جس کے قائم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو، مگر اُس کے ساتھ ہی نئے عبادت خانے نہ بنانے دینا اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچ کر ذبح کرنے کے لیے نہ لیں جائیں اور اس کی بھی ممانعت کر دو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے اور شرعی عزر کے بغیر دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا

### امیر المومنین کی وفات کے آخری وقت کا بیان

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بے چینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے، صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرشد سے کہا تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا، یہ حکم دے کر ہم وہاں سے چلے آئے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے سوتے رہے کچھ دیر بعد جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی۔ دیکھا کہ مرشد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے، میں نے اُسے اٹھایا اور اُس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا

مرشد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ تو باہر چلا جا کیوں کہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے، میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا

تلك الدار الآخرة جعلنا للذين لا يريدون علوًا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين

(ترجمہ) یہ آخرت ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں بلندی چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور انجام اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہی ہے۔ میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ آپ چیت لیٹے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

## خلافت یزید بن عبد الملک بن مروان

اسی سال یزید بن عبد الملک بن مروان جس کی کنیت ابو خالد تھی انتیس ۲۹۔ سال کی عمر میں تخت خلافت

پر بیٹھا۔

### خلیفہ یزید کا ازسرنو گورنروں کا مقرر کرنا

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا، واقدی کے بیان کے مطابق عبد الرحمن بن الضحاک بدھ کے دن ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن قبل مدینہ آیا۔ اور اُس نے سلمۃ بن عبد اللہ بن عبد الاسر امخزمی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

### عبد الرحمن بن الضحاک کا ابو بکر بن حزم کو پریشان کرنا

ابو بکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبد الرحمن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، انھوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی اس پر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے، میں اپنے گھر چلا آیا اور اس کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبد الرحمن ایک بہادر نو جوان تھا اسی دوران میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبد الرحمن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا، اور میں جانتا ہوں کہ اس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اُس کا یقین ہو گیا۔ جو شخص میرے پاس یہ خبر لایا تھا میں نے اُس سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بددیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بے جن کا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے اُن کا نام لیتے تھے اگر برے تھے تو برائی سے یاد کرتے تھے، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے، کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریے۔ غرض کہ اس طرح اُن دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ کہ اتنے میں بنی فہر کا ایک شخص اور دوسرا بنی نجار کا شخص اپنا مقدمہ عبد الرحمن کے سامنے لائے، اُن دونوں کے درمیان مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا، اور

ابو بکر نے نجاری کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا، فہری نے نجاری اور ابو بکر دونوں کی حاضری کا مطالبہ کیا اور عبدالرحمن نے اُن دونوں کو سامنے بلوایا۔

اب فہری نے عبدالرحمن سے کہا کہ ابو بکر نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ میری جائداد کو میرے قبضہ سے نکال کر اس نجاری کے حوالے کر دی۔ اس پر ابو بکر نے کہا اے اللہ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے اور تمہارے مد مقابل کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے درست رائے طلب کی اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ جھگڑے والی زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر اُن کے حوالے کر دی جائے میں نے تمہیں سعید بن المسیب اور ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا حقیقت معلوم کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور تم نے خود اُن دونوں صاحبوں سے دریافت کر لیا تھا۔ اور پھر بھی تم اُس زمین کا مطالبہ کرتے ہو چلو یہاں سے تمہارا کوئی حق نہیں ہے تم بڑے ضدی ہو۔ مگر اب بھی ابو بکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا۔ اتنے میں ابن ریحان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابو بکر نے میرے دو حدیں لگوائیں ہیں۔ آپ اُن کا معاوضہ ابو بکر سے دلوائیے یزید نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اُس شخص کے ساتھ ہمارے خاندان والوں نے احسان کیا ہے اب یہ نامناسب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی بے جا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسرِ اقتدار ہو گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنی اس پر یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اُس معاملہ پر جس کی سزا میں ابو بکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا تھی نظر ثانی کرو۔ اگر جرم بالکل ثابت و عیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا، اور اگر کوئی معاملہ مشکوک بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا البتہ اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہو تو بیشک ابو بکر سے اس کا عوض دلوانا۔ ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھ کر الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں اس سے تو تمہارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہارے حد لگوائی ہوگی، عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے، اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

## عبدالرحمن کا ابن حزم کو سزا دینا

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر کچھ پوچھے ایک ہی جگہ میں اسے دو حدیں لگوا دیں اب عبدالعزیز ابن حیان اپنا عوض لے کر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتا رہا تھا اور کہنے لگا بخدا جس روز سے ابن حزم نے مجھے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا اسی سال میں شوزب الخارجی قتل کیا گیا۔

## شوزب الخارجی کے قتل کا بیان

ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوزب نے اپنی مخالفت کے اسباب پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک فدائیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ کے وفد کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن نے یزید کے سامنے اپنی کاگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے



محمد بن جریرہ کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوزب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اُسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا علم تھا اس لیے جب خارجیوں نے محمد بن جریرہ کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوزب نے قاصد کے ذریعے محمد سے معلوم کیا کہ مقررہ وقت کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں جلدی کے کیا معنی؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں ہوئی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہیں آجائیں گے دونوں فریق جنگی کاروائی بند رکھیں گے، محمد نے جواب دیا کہ ہم تمہیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

## شوزب خارجی کا محمد بن جریرہ سے جنگ کرنا

ابوعبیدہ کے علاوہ اور تاریخ دانوں نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اُس وقت خارجیوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد کا توڑنا انھوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے بہر حال شوزب بھی مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں آیا، دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی، کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کو بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے خارجی انھیں قتل کرتے ہوئے اُن کے تعاقب میں چلے۔ اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے۔ اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی، اس جنگ میں محمد بن جریرہ کے سرین پر زخم لگا۔ شوزب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا وہ دونوں آئے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے جو گفتگو ہوئی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی اُن کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

## تمیم کا شوزب سے مقابلہ اور شکست کھانا

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید ہی کو بدستور کوفہ کا گورنر رکھا، اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ دونوں جانبوں میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلاف کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمہیں چھوڑ دے گا۔ جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز نے چھوڑ دیا تھا خارجیوں نے اُس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اُسے قتل کر ڈالا، اُس کی فوج شکست کھا کر بھاگی، اُس میں کچھ لوگوں نے پناہ لی اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔

## خارجیوں کا نجد ہ بن الحکم کو شکست اور قتل کرنا

دوسری مرتبہ یزید نے نجد ہ بن الحکم الازدی کو ایک قابل اعتماد فوج کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نجد ہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دی۔

## شجاع بن وداع کو قتل کرنے کا بیان

پھر یزید نے شجاع بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر روانہ کیا طرفین میں نامہ پیام کا

تبادلہ ہوا، جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ الیشکری بسطام کا چچا زاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا۔ اور ابو شمیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔ جب مسلمہ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اُس سے درخواست کی کہ شوزب ہمارے بالکل قریب مقیم ہے اور ہمیں اُس سے ہر وقت خطرہ لگا ہوا ہے آپ اس کا مقابلہ کیجئے، مسلمہ نے نجہ بن عمر الحارثی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اسے سردار مقرر کر کے شوزب کے مقابلہ پر بھیجا۔

## شوزب کا اپنی قوم کو جنگ کے لیے تیار کرنا

شوزب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بڑے شمار فوجی جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آرہی ہے تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص حق کو پہنچنا چاہتا تھا اُس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے اور جو محض دنیا کی لالچ کے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اُسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اُس کے لیے ختم ہوگئی، بقاء دوام تو صرف عاقبت میں ہی نصیب ہو سکتی ہے، اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اُس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اُس نے اپنے آدمیوں کو ذرا سنبھالا اور اُن سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس چھوٹی سی حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہو، اے شامیو اس طرح لڑو جس طرح ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو، اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انہیں آٹے کی طرح پس کر رکھ دیا کہ کوئی شخص ان میں سے نہ بچ سکا۔ شوزب جس کا نام بسطام تھا اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر قتل کر دیئے گئے جن میں الریان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا بارعب شخص تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اسی سال میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا اور یزید بن ارطاة الفزاری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

## یزید بن المہلب کی یزید بن عبدالملک سے بغاوت

یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اب اس ۱۰۱ھ ہجری میں جو کاروائیاں اُس سے سرزد ہوئیں اُن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

## خلیفہ یزید بن عبدالملک کا یزید بن مہلب کو تلاش کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اُسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے۔ یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی تلاش جاری رکھو اور مقابلہ کرو۔ اسی طرح عدی بن ارطاة کو یزید کے فرار ہو جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر بصرہ میں اُس کے خاندان والے ہوں، انہیں قید کر دو۔

## عدی بن ارطاة کا یزید کے بیٹوں کو گرفتار کرنا

عدی نے اُن سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مہلب کے تینوں بیٹے فضل، حبیب اور مروان بھی تھے۔ جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبد الملک بن مروان کے پاس سے ہوا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اُسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ ساتھ لے چلیں۔ مگر اس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے چلے چلیے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجئے، یزید چلتے چلتے مقام قطقطنیہ پہنچا تھا۔

## عبد الحمید بن عبد الرحمن کا ہشام کو یزید کی گرفتاری کے لیے روانہ کرنا

عبد الحمید بن عبد الرحمن نے ہشام بن مساحق بن عبد اللہ بن مخرمۃ، بن عبد العزیز بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر دین نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ تم جا کر اُس کا مقابلہ کرو آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔ ہشام تھوڑی دور چل کر واپس آیا اور عبد الحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو فرمائیے کہ اُسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اُس کا سر کاٹ لاؤں عبد الحمید نے کہا کہ جیسا تم چاہو، جن لوگوں نے اُس کے اس دعوے کو سنا اس پر تعجب کرتے تھے، ہشام کوفہ سے چل کر عذیب آیا۔ اُس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا مگر اسے اس پر بڑھ کر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چلا گیا۔

## یزید ابن المہلب کی بصرہ کی طرف پیش قدمی

جب یزید بصرہ کی طرف چلا گیا۔ تو ہشام شرمندہ ہو کر ہشام کے پاس آیا۔ مگر بصرہ میں عدی بن ارطاة نے اس کے مقابلے کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھودی تھی۔ اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلے کے لئے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالے پر مغیرہ بن عبد اللہ بن ابی عقیل النقفی کو سردار مقرر کیا۔ عدی کا تعلق قبیلہ بنی قزارہ سے تھا۔

## عدی بن ارطاة کا یزید کو بصرہ آنے سے روکنا

عبد الملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہیں آنے دوں گا، وہ فارس چلا جائے گا وہاں سے اپنے لیے امان کا طلب گار ہوگا۔ اور تمہارے قریب بھی نہ آئے گا، مگر عدی نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ اب یزید اپنی جماعت کے ساتھ بصرہ کی طرف بڑھا ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا، کچھ دوسرے لوگوں، اور اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے غلاموں کا ایک دستہ مرتب کیا تھا، یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اسکے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی، عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا اور ان کے پانچ دستہ ترتیب دیئے، ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا، مغیرہ بن زیاد بن عمر العنکی کو بنی ازد کے دستہ کا اور محرز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا، اور عمران بن عامر بن مسع متعلقہ بنی قیس بن



ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بنی قیس ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے۔ اس پر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا عدی نے منذر بن الجارود کو عبد القیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا اور عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔ قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، خثعم، تمام قیس عیلان اور بنی مزنیہ اہل العالیہ کہلاتے تھے، کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے ان کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے۔ بعد میں زیاد بن عینیہ نے انھیں ارباع کر دیا تھا۔

## یزید کا بصرہ پر قبضہ حاصل کرنا

جب یزید نے بصرہ کی طرف بڑھنا شروع کیا تو چوسواروں کا دستہ اس کے سامنے آتا تھا وہ اُس کے گزرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا البتہ مغیرہ بن عبد اللہ الشقی نے سواروں کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا مگر محمد بن المہلب نے اپنے سواروں کی مدد سے اُس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آ کر اُترا، تمام لوگ اُس سے آ کر ملنے لگے، عدی بن ارطاة سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو، میں بصرہ کو تمھارے حوالے کیے دیتا ہوں، اور یزید بن عبد الملک سے اپنی خواہش کے مطابق مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دوں گا۔ مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کر دیا۔ حمید بن عبد الملک بن المہلب یزید بن عبد الملک کے پاس گیا، یزید نے خالد بن عبد اللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اس کے خاندان والوں کو وعدہ امان دے کر حمید کے ساتھ بھیجا۔ اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اُس سے ملنے آتا تھا اُسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا اس طرح تمام لوگ اسی کی طرف مائل ہو گئے۔

چونکہ عدی بن ارطاة نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اُس کے چچا زاد بھائی کے حوالے کر دیا تھا اس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی یزید بن المہلب سے مل گیا۔ اسی طرح بنی ربیعہ، تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جن میں عبد الملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے یزید بن المہلب سے مل گئے۔ اس کے علاوہ پہلے سے بھی یزید کے ساتھ شام کے بھی کچھ لوگ تھے یزید کی اس سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا کہ یزید بن عبد الملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمھیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں یہ تو اب لے لو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئے گا دیکھا جائے گا۔

## عمر بن تمیم کا مقابلہ کرنا یزید بن مہلب کے سپاہیوں کے ساتھ

عمر بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے حمایتوں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکل کر مرید میں مورچہ زن ہو گئے، یزید بن المہلب نے ان کا مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام ذارس کو بھیجا۔ ذارس نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک کثیر جماعت آگئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا۔ (یہ مقام اُس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا) یہاں بنی تمیم، قیس اور اہل شام اس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ محمد بن المہلب نے اُن پر حملہ کیا مسور بن عباد الحطی پر تلوار کا وار کیا تلوار

خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اُس کی ناک تک اتر گئی۔ محمد نے ہریم بن ابی طہمة بن ابی نہشل بن وارم پر حملہ کر کے اُس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرادیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر گرا۔ اُس وقت محمد نے اُس سے کہا کہ تیری حالت پر افسوس ہے تجھ سے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے اس کے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگے، یزید ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور یہاں ان سب کا صفایا کر دیا۔

## عدی بن ارطاة کا یزید کے مقابل آنا اور شکست کھانا

اب عدی خود قلعہ سے مقابل ہوا یہاں اُس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو شام کے سرداروں میں سے تھا اور حجاج کا ایک بہادر سردار تھا کام آیا موسیٰ بن وجیہہ الحمیری ثم لکلانی اور راشد، الموزن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے حمایتی شکست کھا کر بھاگے۔ جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے، حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں اور تیر قلعہ میں آ کر گرنے لگے تو عبد الملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ کر گر رہے ہیں۔ اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی اس لیے اب مجھے یہ خوف لاحق ہوا ہے کہ اس سے پہلے کہ یزید ہمیں آ کر اس بری قید سے رہائی دلائے عدی کے ساتھی عرب اور شامی مجھے ضرور ہمیں قتل کر دیں گے اس لیے فوراً وہ دروازہ بند کر دو اور اس پر کپڑے ڈال دو۔

## عدی کی فوج کا قیدیوں پر حملہ کرنے کا بیان

سب نے اس تجویز پر عمل کرنے کیا تھوڑی ہی دیر کے بعد عبد اللہ بن دینار ابن عامر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستے کا سردار اپنی فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ مگر یہاں تو مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا اور دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دروازے سے لگا دیا تھا اور سب سب کے ان پر ٹیک لگائے انھیں روکنے کے لیے تیار تھے حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی اتنے میں یزید کے حمایتی وہاں پہنچ گئے اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مہلب سائب بن زیاد بن ابی سفیان کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقعہ تھا آ کر مقیم ہوا اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں، مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاة کو یزید کے سامنے لایا۔

## عدی بن ارطاة کا یزید بن المہلب سے بات کرنا

عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمہیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا نہیں چاہیے، ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اس طرح تم نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا۔ جس طرح کہ عورت اپنے آپ کو کسی کہ سپرد کر دیتی ہے دوسرے یہ کہ تم اس طرح میرے سامنے کھینچ کر لائے گئے ہو جس طرح کہ ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے اس کے علاوہ میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدہ امان بھی نہیں کیا۔ اس لیے تم ہی بتاؤ کہ میں تمہارے قتل سے کیوں باز رہوں۔ عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضہ قدرت میں ہوں مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری

ہلاکت اس شخص کی ہلاکت کا سبب ہوگی جس کا ہاتھ مجھ پر اٹھے گا شام کے مجاہدین کی قابلیت سے آپ بخوبی واقف ہیں، اور ہر ایک بغاوت یا فتنہ کے موقع پر انہوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اُسے بھی آپ خوب جانتے ہیں اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کر لیں۔ اس سے پہلے سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کر دے آپ اپنی خطا کے خطرات سے بچ سکتے ہیں مگر اس کے بعد آپ اگر اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور معافی بھی مانگنا چاہیں گے تو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست کرنا بیکار ہوگا البتہ اگر اس سے پہلے ہی آپ کاروائی کریں گے تو وہ آپ اور آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں انکار نہ کریں گے۔

### یزید مہلب کا عدی کو جواب

یزید نے کہا کہ تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دے اور تمہارا یہ کہنا میری موت کا بدلہ ضرور اُس شخص کو دینا پڑے گا جو اُس کا ارتکاب کرے گا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے قبضہ میں دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کر ڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انہیں دہشت ناک معلوم ہوتی ہوگی، اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آ جاؤں اور پھر اپنے فائدہ کے لیے انہیں کٹوانا چاہوں، اُن کے خزانے پر قبضہ کر لوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے سپرد کر کے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور اُن امور کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ایسا کر دیں گے تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انہیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے اور وہ تمہاری مطلقاً پروا نہ کریں گے اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اُس سے انہی کو فائدہ پہنچے گا اس وقت وہ نہ تمہیں یاد کریں گے اور نہ تمہاری پروا کریں گے۔ تمہارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کر لو اور معافی چاہو ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو اُس سے تم نے خود عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا۔

### عدی بن ارطاة کو قید کرنے کا حکم

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ۔ جب لوگ اسے تھوڑی دیر تک کے لیے اُس کے سامنے ہٹا کر لے گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمہیں قید کر دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور اُن پر سختیاں کی تھیں، اور باوجود اس کے کہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں، انہیں کم کر دو مگر تم نے مطلقاً اُس پر کان نہ دھرے بلکہ اُس کے خلاف ہی کرتے رہے۔ اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ میری جان بخشی کر دی گئی اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا نرمی کے لہجہ میں ذکر کرتا۔



## سمیرع الکندی کا بصرہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا

اس دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیرع الکندی متعلقہ قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہو گیا تھا سر اٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بنائے ہوئے ہیں تو وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہو گیا۔ اسے دیکھ کر طرفین کے بعض لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیرع کو قاضی بنایا جائے جو وہ فیصلہ کے گاہم اس پر عمل کریں گے۔

## یزید کا سمیرع کو اپنا حمایتی بنانا اور گورنر مقرر کرنا

یزید نے سمیرع کو بلا بھیجا اور اسے اپنا حمایتی بنانے میں کامیاب ہو گیا یزید نے اُسے ابلہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہو گئی خوشبو لگاتا اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا۔ یزید بن المہلب کو جب فتح ہو گئی تو بصرہ میں قبائل قیس، اور تمیم کے جو جو سردار لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن عبدالرحمن کے پاس کوفہ چلے گئے اور بعضوں نے شام کا رخ کیا اور مالک بن المہذب حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔

## خلیفۃ المسلمین یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب سے صلح کی کوشش

دوران سفر راستہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جن کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی جس کی وہ خواہش کرے منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جا رہے تھے

## حواری بن زیاد کا خالد بن عبداللہ اور عمرو بن یزید کو صلح سے منع کرنا

حواری اُن دونوں کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ حواری نے جب دیکھا کہ حمید بن عبدالملک بھی اُن کے ساتھ ہے انھیں ایک طرف لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جا رہے ہیں اور جو وہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب نہ تو اس کے ساتھ احسان کرنے کا کوئی موقع رہا اور نہ اسے تمھارے ساتھ۔ اُس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاة پر فتح پائی ہے بہت لوگوں کو قتل کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے اس لیے آپ دونوں واپس چلے آئے۔ ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبدالملک تھا راستہ سے گزر رہا تھا مگر وہ ان دونوں کے پاس ٹھرا نہیں، اور گزرتا ہوا چلا گیا ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھرایا مگر وہ نہ ٹھرا اس پر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے واپس لاؤ اُسے سو کوڑے لگاؤ، مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو، مگر یہ امید کی کہ یہ خود واپس آئے گا حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف چلا گیا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لے کر آئے حمید نے کہا کہ میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اُس کی خلاف ورزی، نہ کیجئے۔ یزید ابن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے

بخوشی قبول کر لے گا اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اُس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں۔ آپ خدا کے لئے اس کی بات پر یقین نہ کیجئے، مگر اُن دونوں نے اُس کی درخواست کو رد کر دیا اور اُسے لا کر عبدالرحمن بن سلیمان الکھمی کے حوالے کر دیا؛ اس عبدالرحمن بن سلیمان کو یزید بن عبدالملک نے خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تھا، جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی گورنری پر ترجیح دیتا ہوں، میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا آپ مجھے بھی اُن لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجئے عبدالرحمن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور جمال بن زحر الجعفی کو اچانک جا کر گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے البتہ اس دشمنی سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی عبدالحمید نے انھیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے ان سب کو قید کر دیا مرتے دم تک انھیں رہائی نہ ملی یہ لوگ جیل ہی میں مر گئے۔ اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو تسلی دیں، خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناسب و وظائف میں زیا دتی کر کے انھیں احسان مند بنائیں۔ اُن لوگوں میں ایک شخص قظامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اُس کی تعریف میں

چند شعر کہے اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقبہ چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ یزید بن المہلب کے خلاف جنگ میں شریک ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قظامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر مختلف ہے۔

### امیر المومنین کا یزید بن المہلب کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کرنا

عبدالملک نے عباس بن ولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوجیں ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے اُن سے پہلے پہنچ کر حیرہ پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اس کے بعد جب مسلمہ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ کی طرف بڑھی، اور انھوں نے فرات کے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیش قدمی شروع کی تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید المہلب کے احاطہ اطاعت میں آ گئے یزید المہلب نے اپنے گورنر ابواز، فارس اور کرمان بھیجے۔

### یزید بن مہلب کا مدرک کو کرمان کی طرف روانہ کرنا

کرمان پر ایک زمانہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی گورنر تھا۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس واپس چلا آیا تھا، اسی طرح عبدالرحمن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا گورنر تھا مگر صرف امام تھا، بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن القشیری کو کرمان کے محکمہ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔ جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آ رہا ہے یہ تمہارے درمیان میں جنگ کرانا چاہتا ہے حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

## بنی تمیم کا مدرک سے مقابلہ کرنے لئے روانہ ہونا

بنی تمیم کو جب معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو کر نکلے، مگر اُس کے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ اُن کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو ان کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔

## بنی ازد کا بنی تمیم کو مقابلے سے روکنا

بنی تمیم نے ادھر ادھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر پھر دونوں ازدیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ اس کے سوا تمہارا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد بنی ازد گے بڑھ کر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقات کرنے گئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں، آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اگر اللہ نے انھیں غلبہ دیا تو ہم دل سے یہ ہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپ کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے کیوں کہ آپ ہمارے پیر کے بیٹے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدا نخواستہ اس کے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اُس صورت میں بخدا اس بات سے بھی آپ کو کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے مستقل واپسی کا ارادہ کر لیا۔

## یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب کرنا

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا، حمد ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا اور اہل شام سے جہاد کے لیے تیار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دلیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

## حسن بصری کی راست گوئی

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصری دونوں جامعہ بصرہ میں داخل ہوئے۔ حسن میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہمی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی جاننے والا نظر نہیں آتا اس پر آپ نے فرمایا کہ ”بخدا یہ حد سے گزرنے والے تفرقہ باز لوگوں کا گروہ ہے۔ ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے، میں نے سنا کہ یزید ہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا حسن سے نہ رہا گیا اور انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیے تمہارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا



مگر وہ ٹال کر کے تقریر کرتا رہا،

## نضر بن انس کا یزید کی بیعت کے لیے اعلان کرنا

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا، یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے بندو تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں سوچ و بچار کر رہے ہو۔ بخدا عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے بعد، اپنے وقت پیدائش سے لے کر اب تک سوائے ان دنوں کے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہوں گی اور نہ ہم نے سنیں۔ حسن بصری یہ سن کر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں، تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے، نشانات علم لیے نیزے بلند کیے یزید کے استقبال کے لیے اس کی آمد کے منتظر تھے جب حسن بصری ادھر سے گزرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کی سنت کی طرف بلاتا رہا ہے۔

اس پر حسن بصری کہنے لگے کہ یہ وہی یزید ہے کہ جو گل انھی لوگوں کی جو تمہارے لیے قابل احترام ہیں، گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لے جاتا تھا اور ان کو قتل کر کے خاندان اُمیہ کی خوشنودی کی جستجو میں رہتا تھا۔ آج وہ چونکہ ان سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا۔ اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں ان کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی ان کی مخالفت کرو، یہ بے وقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں حالانکہ ان دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیے کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز کے اُسی قید خانہ میں ڈال دیا جائے جس میں صاحب موصوف نے اُسے قید کیا تھا۔ یزید کے حمایتوں میں سے جنہوں نے حسن بصری کو یہ الفاظ سنے ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوسعید تم شامیوں سے خوش ہو۔

## حضرت حسن بصری کی شامیوں کے بارے میں رائے

حسن بصری فرمانے لگے میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے حرم رسول اللہ کو حلال کر لیا، اور تین رات دن اُکے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطنی غلاموں کے لیے انھیں مُباح کیا، جونیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لے گئے اور عصمت درمی تک سے باز نہ رہے، پھر خود خانہ کعبہ تک جا کر منہدم کر دیا اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نظر آتش کر دیا، ان پر اللہ کی لعنت ہو، اور جہنم نصیب ہو۔،،

## یزید کا اپنی فوج سے مشورہ طلب کرنا

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور خود تمام اصلحہ اور خزانہ لے کر واسطہ آیا۔ جب واسطہ کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمہارے مقابلہ کے لیے بڑھ رہے ہیں، اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا)۔ کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلیے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور درّوں میں ہو جائیں۔ اور

خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعہ بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔ یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بن کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

### حبیب کا یزید کو دوسرا مشورہ دینا

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقہ عمل جس پر آپ کو کاربند ہونا چاہیے تھا اُس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی میں نے اسی وقت آپ سے اصرار کے ساتھ کہا تھا کہ آپ سواروں کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر پرستی کو فہ روانہ کیجئے تاکہ آپ اس پر بھی قابض ہو جائیں۔ اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا گورنر عبد الحمید بن عبد الرحمن ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کے ساتھ اس کے قریب سے گزرے تب بھی وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو اس سواروں کا کیا مقابلہ کرتا اس طرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سردار لوگ آپ کے حمایتی ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے ہیں مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا۔

اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت سواروں کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجئے تاکہ یہ سوار شامیوں سے پہلے وہاں پہنچ کر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائیں۔ اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیش قدمی کیجئے اس طرح جب شامی آپ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریں گے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو ایسے ہی چھوڑ دیں وہ ضرور جب آپ کی طرف بڑھیں گے تو پہلے قلعہ کی فوج کا محاصرہ کریں گے تو گویا یہ جماعت انھیں وہیں روک لے گی پھر آپ اُن پر پیش قدمی کیجئے گا۔

اس اثناء میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے اس طرح آپ کو یہ موقع حاصل ہو جائے گا، کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد رقبہ ملک حاصل کر لیں اور گویا سارا عراق آپ کی پشت پر ہوگا، مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں، یزید چند روز واسطہ میں مقیم رہا۔ اس سال عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری امیر حج تھا۔ یہ یزید بن عبد الملک کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا اور عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید مکہ کا گورنر تھا، عبد الحمید بن عبد الرحمن کوفہ کا گورنر تھا۔ اور شعی کوفہ کے قاضی تھے بصرہ پر یزید بن عبد الملک نے قبضہ کر لیا تھا عبد الرحمن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

## ۱۰۲ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال میں یزید بن عبد الملک نے عباس بن الولید بن عبد الملک اور مسلمۃ بن عبد الملک کو یزید بن المہلب کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ اور نیز اسی سال کے ماہ صفر میں یزید بن مہلب قتل ہوا۔

### یزید بن المہلب کے قتل کا واقعہ

یزید بن مہلب کا عباس بن الولید اور مسلمۃ بن عبد الملک سے مقابلہ کرنا

جب یزید بن المہلب، عباس بن الولید بن عبد الملک اور مسلمۃ بن عبد الملک سے جنگ کرنے کے لیے واسطہ سے روانہ ہونے لگا۔ تو اُس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسطہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا زیادہ قیمتی مال و اسباب اور جنگی قیدی اس کے سپرد کر دیئے، اور اپنے بھائی عبد الملک کو اپنے آگے روانہ کیا ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسطہ کے مقام سے آگے بڑھا۔ نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گزرتا ہوا مقام عقر پر پہنچا، دوسری جانب سے مسلمۃ دریائے فرات کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا یہاں اُس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارطہ کے مقام کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

### عبد الملک کا عباس بن الولید سے مقابلہ کرنا اور شکست کھانا

یزید نے اُس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا، مقام سوار پر عباس بن الولید نے اُس کا مقابلہ کیا دشمنوں نے اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی، اب لڑائی شروع ہوئی، بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ انھیں سامنے سے ہٹا دیا، عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک بڑی جماعت تھی جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے ان میں ہریم بن ابی طہمۃ الحاشعی بھی تھا۔

### شامیوں کا پلٹ کر جوابی حملہ کرنا اور فتح پانا

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبد الملک کی فوج نے انھیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمۃ نے انھیں للکارا اور کہا کہ اے شامیو اللہ سے ڈرو بھلا اس طرح تم ہمیں دشمن کے گھیرے میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو اس پر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں آپ کسی خطرے میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسی طرح پلٹ جاتے ہیں آپ کو بھی مدد پہنچتی ہے، چنانچہ پھر شامیوں نے فوای جوابی حملہ کر کے عبد الملک کی فوج کو شکست دے دی۔ اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔ اسی جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام نتوف کام آیا۔ اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبد الملک بھی کام آئے ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔ اس شکست کے بعد عبد الملک نے اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا، یزید نے عبد اللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ۔

چنانچہ عبد اللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی اب اس کے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا۔ عبد اللہ بن



حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا، اور اس نے اپنے گرد خندق کھود لی، مسلمہ نے دریا کے پانی کو اُن کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمرو الحارثی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح اُن کی طرف دریا عبور کر کے گیا اور اُن کے مقابل خیمہ زن ہو گیا۔ کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے، اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے یزید نے ان کو فیو اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا بنی مذجج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔

کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحاق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم وعد حمدان پر حظلہ بن عتاب بن ورقاء التمیمی کو سردار مقرر کیا۔ اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔ علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہوں گی۔ حظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑتے میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار چہرے درج ہیں مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش ان کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

## یزید کا اپنی فوج سے تقریر کرنے کا بیان

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا، ہمیں جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑیں گی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئیں گے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زردنڈی یعنی مسلمہ بن عبدالملک اور ناقہ شمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنی عباس بن الولید عباس نیلی آنکھوں والا سرخ رنگ کا آدمی تھا اس کی ماں ایک رومن تھی، جس کو سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے مگر میں نے اس کے بارے میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا تو پھر اُسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا، ہاں البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں اُن کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر ادھر آوارہ گردی کرتا رہوں۔ حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے لوگوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئیں تو بھی میں میدان جنگ سے اس وقت تک نہ ہٹوں گا جب تک پوری طرح میرے یا اُن کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس تقریر پر اس کی فوج نے کہا کہ مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ کہیں آپ بھی اُسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبدالرحمن بن محمد نے کیا تھا، اس پر یزید نے کہا کہ عبدالرحمن نے تو وقت مقرر کو پس پشت ڈالا اپنی عزت کو رسوا کیا اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی مقررہ زندگی سے زیادہ زندہ رہتا، یہ کہہ کر یزید منبر سے اتر آیا۔ عامر بن العمیثیل الازوی جس نے کچھ فوج جمع کر لی تھی یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

## یزید بن المہلب کی بیعت کی شرائط کا بیان

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم سب کلام پاک اور سنت رسول پر عمل کریں گے۔ فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کریں نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کی جائے گی جو ان شرائط کو قبول لے اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اس سے لڑیں گے اور اللہ کو اپنے اور اس کے درمیان بنائیں گے ان الفاظ کے بعد یزید

لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپ کو منظور ہیں جو شخص انھیں مان لیتا اُس سے بیعت لے لیتا۔

## عبدالحمید بن عبدالرحمن کی جنگی حکمت عملی تیار کرنا

اس وقت عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ پر قیام کیا۔ اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں اُن کے کنارے توڑ ڈالے اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہو گیا، تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے اس کے علاوہ عبدالحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دیئے تاکہ کوئی کو بھی یزید کے پاس نہ جاسکے۔

## عبدالحمید کا مسلمہ کی امداد کے لئے فوج روانہ کرنا

نیز عبدالحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہاتی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمہ کی امداد کے لئے بھیجی۔ مسلمہ نے اس فوج کی بہت آؤ بھگت کی، اُن کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور پھر کہنا لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لئے آئی ہے۔ عبدالحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی اُس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف الازدی کی زیر قیادت مسلمہ کے پاس بھیج دی، جب سبرہ مسلمہ کے پاس آیا مسلمہ نے اُس کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اُس خاندان کا شخص ہے جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے اس لئے ہماری فوج میں اس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیج کر معزول کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامة) کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔

## یزید بن مہلب کا اپنی فوج سے مشورہ کرنا۔

اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے سرداروں کو مشورہ کے لئے بلایا اور کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی میں مسلمہ پر شب خون مارنے کے لئے علیحدہ کر دوں اور اُن لوگوں حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ نمندے، کوڑا کرکٹ، اور زینیں لیتے جائیں، اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اُسے پڑ کر دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اُس کے اصل لشکر گاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں اس اثنا میں کچھ اور فوج بھی اُن کی امداد کے لئے بھیج دوں گا صبح تک وہ اسی طرح دشمن سے الجھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُس سے دو دو ہاتھ کر لوں گا اس طرح مجھے امید ہے کہ خداوند عالم مجھے فتح دے دیگا۔ سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی دعوت دی تھی اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ لہذا اب ہمارے لئے تو یہ مناسب نہیں کہ ہم اُن سے کوئی دھوکہ کریں ہم نہ اُن سے بد عہدی کریں گے اور نہ کوئی اور برائی جب تک کہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں۔ اس پر ابو رؤبہ نے جو مریجہ کے ایک گروہ کا سردار تھا اور اس وقت بھی اس کے مرید اس کے ساتھ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے یزید نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ کہ انھوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پیچھے کی طرف ڈال دیا ہے۔ جب تم

سے انھوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمھاری ان باتوں کو منظور کرتے ہیں تو اُن کا دلی منشاء یہ نہ تھا وہ اپنے اقدار جاہ و جلال کی مدد پر جو کچھ کریں گے وہ وہی ہوگا جس کے متعلق آپ کہیں گے یا جس کی آپ کو دعوت دیں گے بلکہ اس سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے اپنے خلاف کوئی کاروائی کرنے سے روک دیں اور پھر خود جس طرح مکرو فریب سے چاہیں کام کریں اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ ہونے دیجئے کہ وہ اپنے ہدف کو آپ سے پہلے پہنچ جائیں۔ اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں، بلکہ اس سے پہلے ہی آپ ان کے خلاف کاروائی شروع کر دیجئے، مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس زردنڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔ خارجیوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اُس وقت تک اُن کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنے اُس وعدہ سے پھر نہ جائیں جو انھوں نے ہم سے کیا ہے۔

## مروان بن مہلب کا لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ترغیب دینا

مروان بن المہلب جو اس وقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ترغیب دیتا تھا اور اُن کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اس کے مقابلہ میں حسن بصری لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے۔

## حضرت حسن بصری کا لوگوں کو جنگ سے منع کرنا

عبد الحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے کہ اے لوگو، اپنے پیروں کو کاہو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روک رکھو اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو جلد فنا ہو جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کے خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں، اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو فتنہ اُٹھتا ہے اُس میں مقررین شعراء نا تجربہ کار۔ اور مغرور لوگ اکثر شریک ہوتے ہیں۔

اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں ایک تو جو بالکل کل گمنامی میں ہو، دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے، اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو اُسے لازم ہو کہ وہ حق کو اختیار کرے اور ان لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کے خاطر ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔

اور جو شخص کہ مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کر دے جس کے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں اس کا تو کیا ہی کہنا وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی جسے بڑا اجر ملے گا اور کل قیامت میں اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اس کی واپسی کی جگہ اعلیٰ ہوگی۔



## مروان کا حسن بصری کو دھمکی دینا

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصریؒ کے اس طرز عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا اور لوگوں کو کوشش اور اجتماعی کے لیے کہتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بوڑھا اُن کا نام نہیں لیا لوگوں کو روکتا ہے۔ حالانکہ اُس کی حیثیت ہے کہ اگر اُس کا پڑوسی اس کی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا، کیا وہ اس وجہ سے ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو برا سمجھتا ہے کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں انہیں دور کرنا چاہتے ہیں؟ بخدایا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور ابلہ کے نکتوں اور فرات و بصرہ کے کسانوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے اُن پر کوئی احسان کیا ہے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بُری طرح خبر لوں گا۔ حضرت حسن بصریؒ کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے بُرا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

## حضرت حسن بصریؒ کا مروان کی دھمکی کا جواب

حضرت حسن بصریؒ کے ماننے والوں میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس بات سے میں تمہیں میں منع کرتا ہوں اُسے میں خود کروں۔ میں تو تمہیں منع کرتا ہوں تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ بنو اور پھر میں خود یہ چاہوں گا کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اُس نے حسن بصریؒ کے متبعین پر سختیاں کیں انہیں ڈرایا دھمکایا اور ان کی تلاش جاری رکھی آخر کار وہ لوگ تو پھیل ہو گئے اور حضرت حسن بصریؒ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے، مگر مروان بن المہلب نے بھی اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، آٹھ روز تک یزید اور مسلمہ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے آخر کار ۱۴ صفر جمعہ کا دن کو مسلمہ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے سواروں اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پُل جلا ڈالو، وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اب مسلمہ میدان جنگ میں آیا پہلے اُس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انہیں لے کر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا، مسلمہ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کوہ میسرہ پر ہندیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر اور سوید بن قعقاع اشمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمہ ہی تھا۔ یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کیا مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے اور مفضل ہی اُن کا سردار تھا۔ نیز اس کے ساتھ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی اور یہ عباس بن الولید کے متصل مقرر تھے۔ غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی لڑائی کے لیے میدان میں آیا، جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا، تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے باہر آیا اور اس پر حملہ آور ہوا اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لپکا جس پر وہ فولادی دستانے پہنے ہوئے تھا مگر تلوار اُن آہنیں دستانوں کو کاٹتی ہوئی ہاتھ کے پونچوں تک جا اتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا اب محمد

سامنے آکر اس پر تلوار مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہے تجھ پر زیادہ دلیر ہے، اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

## یزید بن مہلب کی شکست کا بیان

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اُس میں آگ لگادی جس سے دھوئیں کا ایک بادل اُٹھا، فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے آمنے سامنے ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی تھی مگر ابھی اس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور اُن سے کہا گیا کہ پل جلادیا گیا ہے یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے۔ یزید کو جب اس شکست کی اطلاع دی گئی تو اُس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے، ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی شروع نہیں ہوئی تھی کہ اُس سے بھاگتے مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلادیا گیا ہے اس لیے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے، تو کہنے لگ کہ خدا برا کرے اُن کی مثال تو مکھیوں جیسی ہے کہ دھوئیں کے ساتھ ہی اڑ جاتی ہیں اب خود یزید اپنے خاص دوستوں رشتہ داروں اور غلاموں کو لے کر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اس کے چہرہ پر ضربیں لگاؤ۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اس طرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے، اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو اُس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انھیں جانے دو کیونکہ مجھے خدا سے امید ہے کہ اب دوبارہ کبھی ایسا موقع نہ آئے گا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں انھیں جانے دو اللہ ان پر اپنا رحم کرے ان کی مثال اُن بکریوں کے جیسی ہے جس کے ریوڑ کے چاروں طرف بھیڑے دوڑ رہے ہوں، مگر خود یزید کو بھاگنے تک کا خیال نہ تھا۔ مقام عقر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اس کی ماں زہرکان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ان بنی مروان قد باد ملکهم

فان كنت لم تشعر بذالك فاشعر

(ترجمہ) کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے، یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے اس پر یزید بن الحکم نے دوسرا شعر پڑھا۔

عش ملکاً اومت کریماً

وان تمت وسيفك

شہوداً بکفک تُعزّر

(ترجمہ) بادشاہ بن کر زندہ رہ یا عزت سے جان دے۔ اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھیں گے بلکہ تجھے معذور سمجھیں گے اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ ہاں شاید یہ ہو جائے۔، غرض کے جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُس کی شکست کھائی ہوئی فوج اس کے سامنے آئی تو اس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمھاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا۔ سمیدع نے کہا کہ بیشک آپ ہی کی رائے درست ہے میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجئے۔ اس پر یزید نے کہا کہ اب کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر جاؤں چناں چہ

یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر گیا اور اسی وقت کسی آنے والے نے اُسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔ زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی اسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزا نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی مشکل معلوم ہوتی ہے پس اب آگے بڑھو۔ اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں چناں چہ جو لوگ لڑنا نہیں چاہتے تھے وہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے اور وہاں سے نکلنے لگے مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی۔

## یزید بن مہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو انھیں پیچھے دھکیل دیا اور اگر پیدل فوج سے اس کا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اس سے اور اس کے ساتھی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لا کر کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اسی اثنا میں ابوروہتہ المرجئی نے یزید سے آکر کہا کہ تمھاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جا رہی ہے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتا دیا اور اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسطہ واپس چلیے، واسطہ ایک قلعہ بند مقام ہے، وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجئے اس اثنا میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائے گی مزید احتیاط کے لیے اپنے گرد خندق بھی کھدوا لیجئے گا۔ یزید نے یہ تقریر سن کر کہا، خدا تیرا برا کرے مجھ سے تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں۔ اس پر ابوروہتہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے اس کی طرف اشارہ کر کے کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ یزید نے کہا کہ میں ان کی بالکل پرواہ نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے۔ اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ ورنہ یہاں سے چلے جاؤ اس کے بعد یزید نے اششی کے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ یزید اپنے ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار مسلمۃ کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو مسلمۃ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تا کہ اس پر سوار ہو جائے، مگر اسی اثنا میں شامیوں کے سواروں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ یزید اور اس کے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقع پر مارے گئے۔ قبیلہ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکھمی کے ایک شخص قحیل بن عیاش نامی نے جب یزید کو دیکھا تو کہا اے شامیو بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں اس لیے آکر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تاکہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔،، اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم تمھارے ساتھ حملہ کے لیے تیار ہیں، چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا، تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی۔ مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے وہ قحیل بن عیاش میں صرف سانس باقی ہے مگر قحیل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے اُسے قتل کیا ہے اسی طرح اُس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے یزید نے قتل کر ڈالا جب مسلمۃ قحیل بن عیاش کے پاس سے گزرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اُس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔ بنی مرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا جب اُس



سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اس نے کہا نہیں جب یہ سر مسلمہ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اُسے شناخت کر سکا اور نہ اُس سے انکار کر سکا اس پر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوائیے تاکہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے جب ایسا کیا گیا تو مسلمہ نے اسے شناخت کر لیا اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیطہ کے ہاتھ یزید بن عبد الملک کی خدمت میں بھیج دیا۔ ثابت بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ یزید قتل اور اس کی فوج شکست کھا چکی تھی۔

### مفضل بن المہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا

مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے وہ ایک پستہ قد مضبوط گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ساتھ اس کے اگے ایک گروہ تھا جو زہین پہنے ہوئے تھے اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا دستہ جو سامنے تھا وہ اس کے لیے راستہ صاف کر دیتا تھا۔ شامی اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے یہ اپنی جماعت کو لے کر بڑھتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آ کر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا جس شخص کو میدان جنگ سے بھاگتے دیکھتا اسے اشارہ سے باز رکھتا تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہ ہی خیال اسے رہے۔ تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح لڑتے رہے میں نے عامر بن العمیشیل لازدی کو دیکھا کہ رجز یہ شعر پڑھتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے تھوڑی دیر تک ہم اُسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے کہ اس کے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھ کر مفضل تلوار لے کر اُن کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو جو ابی حملہ کرو بخدا تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمہاری عادت ہے۔ تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بڑی مثال نہ پیش کرو میں تم پر قربان ہو جاؤں تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ، غرض کہ اس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اس کے پاس آئے اور اب ہم سب جو ابی حملہ کے لیے ایک جگہ جمع ہو گئے مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آ کر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں یزید، حبیب اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے اور مفضل نے بھی واسطہ کاراستہ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا اور فوج کا بہترین انتظام اور اس کی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اُس پر ایک دیوار ہے اور اس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں چونکہ میں اس فوج کا دستہ میں تھا جن کے گھوڑے پر فولادی زرہین پڑی ہوئی تھیں اس لیے انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر مشکل گزر رہا تھا جیسے ہی میں ان سے آگے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور اُس کے بوجھ کو ہلکے کرنے کے لیے اُس جھول کو اتار دیا اب شامیوں نے آ کر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا یہاں ابو رویہ صاحب المرحبہ دن کے کچھ عرصہ تک ان کی روک تھام کرتا رہا اُس طرح یزید کی فوج کا اکثر حصہ لشکر گاہ سے صحیح

وسلامت واپس جاسکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے۔ مسلمہ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیج دیا محمد نے انھیں قید کر دیا، عریان بن ابیہثم محمد کا کوتوال تھا۔

## قیدیوں کے قتل کرنے کا بیان

یزید بن عبد الملک نے محمد بن عمرو کو لکھا کہ ان قیدیوں کی گردن مار دو، اس پر محمد نے عریان سے کہا کہ انھیں بیس بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے اور کہنے لگے کہ کیونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ منہ پھیرا اور بھاگے اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجئے۔ عریان نے کہا کہ اچھی بات ہے خدا کا نام لے کر انھیں کو سب سے پہلے باہر نکالو چنانچہ حکم کے مطابق یہ لوگ چبوترہ پر لائے گئے، عریان نے قاصد کے ذریعہ ان کے قتل کے لئے نکالے جانے اور جو بات انھوں نے کہی تھی اطلاع محمد بن عمرو کو کی۔ محمد نے قتل کا حکم بھیج دیا۔ ابو عبد اللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے، افسوس ہم بھی دوسروں لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریان ان کے قتل سے فارغ ہوا ہی تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا حکم قتل سے منع کرنے کا پہنچا۔

مگر اب کیا ہو سکتا تھا، حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہہ کر دل کا بخار نکال لیا۔ خود عریان ان کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ان کے قتل کا نہ تھا مگر جب کے خود انھوں نے کہا ہم سے ہی ابتدا کی جائے میں مجبور تھا کہ کیا کرتا جب میں نے انھیں باہر نکالا تو ان کی اطلاع اس شخص کو دی جو ان کے قتل پر مامور تھا ان کی توجیہ قابل پزیرائی نہیں ہوئی اور اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ مگر بخدا میں بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے اگر انھوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں اور نہ میں اسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

## مسلمہ کا قیدیوں کو رہا کرنے کا بیان

اب مسلمہ نے حیرہ میں آکر قیام کیا یہاں اس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے۔ یہ قیدی ان میں نہ تھے جنھیں اس نے کوفہ بھیج دیا تھا بلکہ انھیں مسلمہ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلمی نے اس سے ان تینوں شخصوں زیاد بن عبد الرحمن القشیری عتبہ بن مسلم اور اسمعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جان بخشی چاہی۔ مسلمہ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور ان تینوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مسلمہ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمہ نے ان سب کو معاف کر دیا۔

## معاویہ بن یزید بن مہلب کا قیدیوں کو قتل کرنے کا بیان

جب یزید کی شکست خوردہ فوج واسطہ پہنچی تو معاویہ بن یزید بن مہلب نے ان بتیس ۳۲ آدمیوں کو جو اس کے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ ان لوگوں میں عدی بن ارطاة محمد بن عدی بن ارطاة مالک بن مسع اور عبد الملک بن مسع

عبداللہ بن عزرة البصری عبداللہ بن وائل اور ابن ابی حاضر اسمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم تھے۔ جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے باپ مارے گئے، مگر ہمارے قتل کرنے سے دنیا میں تو تمھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ آخرت میں تو اور نقصان ہوگا مگر معاویہ نے اُن کی ایک نہ سنی سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اُس سے کہا کہ شاید آپ انھیں بھول گئے معاویہ نے کہ نہیں میں بھولا نہیں میں نے انھیں جان کر قتل نہیں کیا اس لیے کہ وہ میری قوم کے ایک مغرور مشہور سردار ہیں، نہ اب مجھے ان کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

### معاویہ بن یزید اور مفضل بن مہلب کی قنذائیل روانگی کا بیان

اس کاروائی کے بعد معاویہ تمام مال و نقدی کے ساتھ بصرہ آیا مفضل بن المہلب بھی بصرہ آگیا۔ یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے اور چونکہ انھیں یزید بن عبد الملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ ان کے ساتھ برا سلوک کرے گا اس لیے انھوں نے سمندر کے سفر کے لیے جہاز حاصل کر لیے اور سفر کے تمام انتظامات پورے کر لیے۔ یزید بن المہلب نے اپنے دو راقدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قنذائیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمہ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو میں ہمیشہ کے لئے جنگ کا آخری فیصلہ کر کے ہی میدان سے واپس آؤں گا، اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمھیں اور ترقی دوں گا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قنذائیل میں رہنا تاکہ میرے اہل و عیال اور خاندان والے تمھارے پاس آجائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھے رہیں تاکہ وہ اپنے لیے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمھیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جان نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے اس لیے تمھیں چاہیے کہ تم میری امیدوں کو پورا کرو۔ اس کے علاوہ یزید نے اس سے اس معاملہ کے لیے سخت قسم بھی لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اس کے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت ہوتی تو وہ اُن کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔ غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے اپنے تمام مال و متاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے۔ راستے میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے اس نے اُن سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اتر کر خشکی پر قدم نہ رکھیے گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بنی مروان تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے چنانچہ یہ لوگ بدستور سفر کرتے ہوئے کرمان کے قریب پہنچے، وہاں انھوں نے جہازوں کو چھوڑا، اور اب اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کے خشکی کے سفر کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

### بنی مہلب کا کرمان میں قیام کرنا اور مفضل کو امیر مقرر کرنا

معاویہ یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد و جنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نو جوانوں کی طرح ابھی بالکل نو جوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔ غرض کہ اب مفضل



ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے، کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

### مسلمہ کا بنی مہلب کا تعاقب کروانا اور ان سے مقابلہ کرنا

دوسری جانب سے مسلمہ نے مدرک بن ضب الکھی کو ان کی تلاش اور بھاگے ہوئے دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا مدرک بھی مفضل کے پاس مقام فارس میں پہنچ گیا۔ مگر اس پہلے جھنڈے کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں ان کے پاس پہنچ گیا دشمن مدرک پر پلٹ پڑا لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اُس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحق بن محمد بن الاشعث میدان میں مارے گئے بادشاہ کو ہستان کا بیٹا قید ہوا مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتار ہوئی عثمان بن اسحق بن محمد بن الاشعث شدید زخمی ہوا مگر فرار ہو کر حلوان پہنچا، وہاں کسی نے اس کی جاسوسی کر دی۔ اور وہ قتل کیا گیا، اور اس کا سر مسلمہ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

### محمد بن عبد اللہ کا سفارش کرنا

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے، انھوں نے امان مانگی۔ انھیں امان دے دی گئی ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر اور ورد بن عبد اللہ بن حبیب السعدی التیمی بھی تھے۔  
ورد وہ شخص ہے جو عبد الرحمن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمہ سے اُس کی سفارش کی اور چونکہ محمد مسلمہ کا داماد بھی تھا اس لیے اُس نے سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اُس کے سامنے آیا تو مسلمہ نے اُس سے اپنے سامنے کھڑا کر کے اسے گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلانے کے ساتھ ہوتا کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔ مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبد الرحمن بن شراحیل نے سفارش کی (شراحیل کو رستم الخصر می کہتے تھے) جب مالک مسلمہ کے سامنے آیا اور اس سے دو چار ہوا تو حسن نے کہا کہ یہ ہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے مسلمہ نے اس سے کہا کہ جاؤ تمہیں معاف کر دیا۔ حسن نے مسلمہ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیوں اسی طرح برا بھلا نہیں کہا۔ جب کے اس کے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ان کی باتوں سے متشی کر دیا، میں تمہاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں اور تمہاری اطاعت و وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حسن نے کہا کہ تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ انھیں لعن طعن کرتے کیونکہ کہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے اور شامیوں میں سے اس نے ورد بن عبد اللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دیں ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمہ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تا کہ ہمیں بتا دے کہ اس کی عزت اس کی نظروں میں نہ تھی جو اسے اپنا مخاطب بناتا، بنی المہلب اور اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قذائیل پہنچے۔

## ہلال بن اخوذ کا بنی مہلب سے مقابلہ کرنا اور انھیں شکست دینے کا بیان

مسلمہ نے مدرک بن ضب الکھی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن اخوذ التیمی متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہلال قذائیل مقام پر ان کے پاس پہنچا مہلب کے خاندان والوں نے قذائیل میں داخل ہونا چاہا مگر وداع بن حمید نے انھیں شہر کے اندر نہ آنے دیا ہلال بن اخوذ نے وداع سے رابطہ کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی مہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا تب اُن پر یہ راز ظاہر ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے، اُس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبد الملک بن ہلال میسرہ پر، یہ دونوں ازدی تھے میدان میں مقابلہ ہوتے ہی ہلال بن اخوذ نے نشان امان بلند کر دیا اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبد الملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے، یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔ مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو، مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انھیں قتل کر دوں تاکہ ان فاسقوں کی ان پر پہنچ نہ ہو سکے مفضل نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو ایسا ہرگز مت کرو مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

## بنی مہلب کے سرداروں کی ہلاکت کا بیان

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے صرف ابو عیینہ بن مہلب اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں فرار ہو کر گر خاقان اور تبیل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے ان کی عورتوں اور بچوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا نیز اُن کے سر بھی مسلمہ کے پاس بھیج دیئے، مسلمہ نے اُن سروں کو یزید بن عبد الملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انھیں عباس بن ولید عبد الملک کے پاس بھیج دیا۔ عباس اس وقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کر دیئے گئے تو عباس ان کو دیکھنے کے لیے اپنے نوکروں کے ساتھ نکلا، ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ یہ عبد الملک کا سر ہے اور یہ مفضل کا سر ہے اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

## مسلمہ کا بنی مہلب کی عورتوں سے معاملہ کا بیان

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری مکان میں مقیم تھے مسلمہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انھیں بیچ دوں گا اس پر جراح بن عبد اللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے انھیں خرید لیتا ہوں چنانچہ ایک لاکھ پر انھیں خرید لیا مسلمہ نے رقم کا مطالبہ کیا جراح نے کہا کہ جب چاہے لیجئے گا مگر مسلمہ نے اس سے کچھ نہ لیا، اُن سب کو چھوڑ دیا البتہ نوبالکل نوجوان لڑکے تھے انھیں یزید بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا جراح انھیں لے کر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انھیں قتل کرادیا، جب مسلمہ یزید بن المہلب کے معاملہ سے فارغ ہوا تو یزید نے اسی سال کوفہ

بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر جنرل مسلمۃ ہی کو بنادیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمۃ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شبیب بن حارث المیمنی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر جب بصرہ بھی مسلمۃ کے تحت آگیا تو مسلمۃ نے عبدالرحمن بن سلیم الکلسی کو اس کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ اور عمرو بن یزید المیمنی کو بصرہ کا کوٹوال مقرر کیا۔

عبدالرحمن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلا کر انھیں ڈانٹے، اور برا بھلا کہے اُس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا، عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کو کوفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے جس کی تمھیں ضرورت ہے اس لیے بخدا اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں ہی سے تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا دس دن خاموش بیٹھے رہو اس اثنا میں ضروری انتظام کر لیتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمۃ کو خبر کر دی مسلمۃ نے عبدالرحمن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر عمرو کو بدستور اس کی خدمت پر بحال رکھا۔ اسی سال مسلمۃ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خزینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک نرم دل ناز و نعم میں پرورش پانے والا شخص تھا۔ ایک سختی اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا کمر کے کمر بند میں ایک چھری لگی ہوئی تھی۔ ملک الغبر اس سے ملنے آیا تو اس وقت سعید پر تکلف رنگین لباس پہنے بیٹھا تھا اس کے گرد رنگین گاؤتکے رکھے تھے، ملک الغبر جب اس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا تو جواب میں اس نے کہا کہ وہ خذینیہ ہے اور اس کے زلف سکینیہ ہے۔ (خزینیہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے) سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمۃ کا داماد تھا مسلمۃ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

## سعید کی گورنری کے واقعات

جب مسلمۃ نے سعید خزینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیج دیا۔ تاریخ دانوں کے بیان کے مطابق سورۃ، سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا گورنر مقرر کر کے بھیجا اپنے خاندان کے بچپس آدمیوں کو لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا، آمل کے راستہ سے بخارا آیا یہاں سے دوسو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے، سغد پہنچا۔ سغد کے لوگوں نے عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر دی۔

عبدالرحمن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا۔ بعد میں باشندگان سغد نے اطاعت قبول کر لی اور فرماں بردار ہو گئے تھے۔

شعبہ نے اہل سغد کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی جس میں عرب سغد کو خوب لعنت ملامت کی، انہیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو زخمی نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کربانے کی آواز سنتا ہوں۔ عرب نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علیاء بن حبیب العبدی نے بزدل بنادیا۔



## سعید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنروں کو گرفتار کرنا

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام گورنروں کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں مقرر کیے گئے سے گرفتار کر کے قید کر دیا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے اُن کی سفارش کی سعید نے اُن سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ اُن کا پاس خراج کا روپیہ ہے عبدالرحمن نے کہا کہ میں اُس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں اور ان کی طرف سے سات لاکھ روپیہ کی ضمانت کر لی مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفی عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی، منتجع بن عبدالرحمن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کیے ہوئے گورنر تھے ان میں کچھ اور بھی تھے اس طرح یہ کل آٹھ آدمی تھے مسلمانوں کے ٹیکس کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا بھیجا اور قہند زمرہ میں قید کر دیا، سعید سے کہا گیا کہ جب تک اُن لوگوں پر سختی نہ کی جائے گی یہ روپیہ نہ دیں گے سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اسے ایک گدھے پر سوار کر کے قہند زمرہ سے لائے جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مٹکا رسید کیا اس پر جہم نے کہا اے فاسق تو نے یہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرتبہ جب شراب کے نشے کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی سعید یہ بات سن کر بہت غصہ ہوا اور اس نے دو سو کوڑے جہم کے مارے جس وقت مار کھا رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔

## سعید کا قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دینا

سعید نے جہم اور اُن آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا جو قید تھے یہ سب ورقاء بن نصر الباہلی کے حوالے کر دیے گئے مگر پھر ورقاء نے ان کی سفارش کی اور اُن کو معافی دلوا دی۔

(دوسری روایت) مگر عبدالحمید بن وثار یا عبدالملک بن وثار اور زبیر بن شیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خزنہ کی ماں کا شوہر تھا سعید سے کہا کہ آپ لوگوں کو ہمارے کر دیجئے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی، ان لوگوں نے جہم عبدالعزیز بن عمرو اور منتجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی حلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو اُن لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا بُرا کرے کہ اُس نے جہم کو مار ڈالا۔ اسی سال میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ نیز اسی سال میں سعید نے شعبہ بن ظہیر کے گورنر سمرقند کو برطرف کر دیا۔

## شعبہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی سرداروں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو صلح پر بھیجا جائے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیے، سعید نے انھیں لوگوں کو مامور کر دیا مگر جب ان نئے مامور

لوگوں سے جو اس کے دربار میں اُس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا میں نے لوگوں سے مشورہ لیا، جب انھوں نے میرے سامنے چند نام پیش کیے تو میں نے اُن کی تفصیلی حالات اُن سے دریافت کئے اور ان کی تعریف کی گئی اسی بناء پر میں نے انھیں مختلف مقامات کا گورنر مقرر کر دیا۔

اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے مجھے کیوں میرے عمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا تھا اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی اس پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ زبردستی کے طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرقین سے مشورہ کیا تھا اور انھوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو اُن کے مخالف نہ تھے یا جن کی مخالفت کا انھیں اندیشہ نہ تھا بس ہم تو ان کے متعلق اتنا ہی جانتے ہیں سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا

خذ العفو وأمر بالمعروف وأعرض عن الجاهلین

(ترجمہ) عفو اختیار کرو، نیک کام کا حکم دو، اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

اچھا جاؤ، دربار برخواست؛

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی گورنری سے برطرف کر دیا اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السری بنی حوافہ کے آزاد غلام کو تحصیل دار مقرر کر دیا نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور معقل اپنے مقام کو روانہ ہو گیا۔ لوگ سعید کی کچھ زیادہ پرواہ نہ کرتے تھے اسے کمزور سمجھنے لگے تھے اور خزینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اس کا مقابلہ کریں خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کر کے بھیج دی کورسول ترکوں کا سپہ سالار تھا ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی تک پہنچ گئے۔ مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اُس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی بابلہ کی ایک عورت سے جو اس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی ایک قاصد کے ذریعہ اُس عورت کے پاس شادی کا پیغام بھیجا مگر اُس عورت نے انکار کر دیا اس پر زمیندار بہت ناراض ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے اندر جس قدر آدمی ہیں سب کو گرفتار کر لے اس طرح وہ عورت بھی اس کے ہاتھ آ جائے گی۔ کورسول نے آکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا قلعہ میں ایک سو خاندان والے ساتھ اپنے اہل و عیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اس وقت سمرقند کا گورنر تھا محصورین نے اس ڈر سے کہ ممکن ہے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کر لی اور اپنے ستر آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کر دیئے۔

## ترکوں کی سرکوبی کا بیان

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لوگوں میں اعلان کر دیا مسیب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لیے تیار ہو گئے اس پر شعبہ بن زہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے، بنی تمیم میں سے جو لوگ اس مہم پر جانے کے لیے تیار ہوئے ان میں شعبہ بن زہیر، لشلی، بلعائن مجاہد العزی، عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ بنی الجحیف اور یہی عمیرۃ الثرید ہے) غالب بن المہاجر الطائی، (یہ ہی ابو العباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی، ثابت قطنہ، ابوالمہاجر بن دارۃ الفطقانی۔ جلیس شیبانی محاج بن عمرو الطائی حسان بن معدان الطائی اشعث ابو حطامۃ الطائی اور عمرو

بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

## مسیب بن بشر الریاحی کا اپنی فوج کو جوش دلانا

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لئے تیار ہو گئے تو مسیب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ تم خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کر رہے ہو اور اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا اس کے بدلے میں جنت ملے گی اور اگر بھاگے تو جہنم، اس لیے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے۔

اس تقریر کو سن کر تیرہ سو ۱۳۰۰ آدمی واپس پلٹ گئے اور اب مسیب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا ایک میل سفر طے کرنے کے بعد اُس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کر چکا تھا، اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اس مقام سے ایک میل آگے بڑھ کر پھر اُس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم ہو گئے غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔

اشہب بن عبید اللہ الحظلی اس مہم میں رہبر تھا بڑھتے بڑھتے جب مسیب ترکوں سے دو میل کے فاصلہ پر رہ گیا تو قی کارئیں اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام سرداروں نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اٹھالیا ہے میرے ساتھ یہ تین سو جنگجو ہیں جو آپ کے شانہ بشانہ مرنے مارنے کے لیے تیار ہیں اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے سترہ آدمی ان کے حوالے کئے ہیں اس لیے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ ان کی امداد ہی کے لیے آئے ہیں وہ فوراً ان سترہ آدمیوں کو قتل کر ڈالیں گے ان سترہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت قید تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا یہ بچ کر بھاگ آیا اور مارا نہیں گیا اور نیز اشہب بن عبید اللہ الحظلی بھی تھا اور قرارداد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو اور یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

## مسیب کا دو آدمیوں کو خاموشی کے لیے روانہ کرنا

مسیب نے دو آدمیوں کو جن میں ایک عرب اور ایک عجمی تھا اُس رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور ان کی حالت کی خبر لگانا، یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے ترکوں نے قلعہ کی اطراف پانی بہا دیا تھا اور اُس لیے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔

بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انھیں روکا، انھوں نے اسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبد الملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ پہرہ والا عبد الملک کو بلا لایا۔ اُن دونوں نے اُس سے کہا کہ ہمیں مسیب نے بھیجا ہے اور آپ کے لیے مدد آگئی ہے عبد الملک نے پوچھا کہ مسیب کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہیں، کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں۔ عبد الملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تاکہ کل ہم سب کے سب ہی دنیا ئے فانی سے رحلت کر جائیں، وہ دونوں شخص پلٹ آئے، مسیب سے سارا ماجرہ بیان کیا یہ



سن کر مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے مگر کسی شخص نے اس موقع پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب نے آخری دم تک لڑنے کے لیے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

## مسیب کا حملہ کی تیاری کرنا

اب مسیب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیے اُس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا، وہ اور بھی چڑھ گیا تھا جب مسیب دشمن سے نصف میل کے فاصلہ پر رہ گیا گھوڑے سے اتر گیا اور شب و خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔

سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے، مسیب بھی سوار ہوا، اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر تیار کرتا رہا اور کہنے لگا جس طرح اشراف جواں مرد ایسے نازک موقع پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اُسی طرح تم بھی رہنا اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ مسیب نے انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں کی خوراک کو ان کے سامنے سے ہٹا دو اور اگے سے ان کی لگام پکڑ کر چلو پھر جب دشمن کے بالکل قریب پہنچ جاؤ تو فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا، اور انتہائی شجاعت اور عزم سے حملہ کرنا تکبیر کہتے جانا ”یا محمد“، نعرہ جنگ بلند کرنا، اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو قتل کر ڈالنا۔

کیونکہ جانوروں کا ہلاک ہونے کا تمھارے مقابلہ میں انھیں زیادہ محسوس ہو گا ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت اور ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں اسی کا تمام بھر کس نکال دیں اگرچہ اسی لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو اس تقریر کے بعد مسیب نے انھیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا، کثیر الدبوس کو میمنہ حوالے کیا بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قطنہ تھا، میسرہ کا سردار بنایا۔ اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

## مسیب کا ترکوں کو شکست دینے کا بیان

صبح طلوع ہو چکی تھی یہ جماعت دشمن سے دو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور ایک دم تکبیر کی آواز سے ایک ہنگامہ برپا کر دیا، ترک پریشانی کی حالت میں اٹھے مگر اسی وقت تک مسلمان ان کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور وہ شکست کھا کر مسیب کی طرف پلٹے ترک بھی برابر تعاقب میں بڑھتے چلے آئے اور انھوں نے مسیب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصہ پر تلوار کا وار کیا۔

اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبد اللہ المرئی محمد بن قیس الغنوی یا مین محمد بن قیس الغبری، زیاد الاصہبانی معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اتر کر دشمن سے دست و گریبان ہو گئے لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا انھوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا تو وہ اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں میں بچاؤ کرتے ہوئے آخر کار اسی طرح شہید ہوئے۔

محمد بن قیس الغبری یا غنوی اور شیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے، مگر یہ مشترک شکست کھا کر پیچھے ہٹے ثابت قطنہ نے ترکوں کے بڑے سردار کو قتل کیا۔

مسیب نے یہ منادی کر دی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم اُن کا تعاقب کریں یا نہیں، قلعہ کا رخ کرو، سوائے نقدی کے اپنے ساتھ اور کوئی چیز نہ اٹھاؤ، اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اسے سواری پر سوار مت کرو مسیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اللہ کی رضا کے خاطر کسی عورت، بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرا لے گا اس کا اجر خدادے گا اور جس کسی نے انکار کیا اُسے چالیس درہم دیئے جائیں گے اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اسے بھی سوار کر لیا جائے غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے اور جس قدر آدمی اُس میں تھے سب کو سوار کر لیا۔ بنی فقیہ کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا۔ اُس عورت نے اُس سے مدد مانگی، شہسوار اک گیا، اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصہ پر آ جاؤ یہ تمہارے لیے موجود ہے، وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آ بیٹھی معلوم ہوا یہ تو اُس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے، شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس عورت کے ایک چھوٹے بچے کو بھی اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔ دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے، خاقان نے انھیں اپنے قلعہ میں ٹھرایا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے، اس طرف مسیب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہ رہا لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا، مسیب نے کہا کہ میں تو انھیں چھوڑ کر نہ جاؤں گا چنانچہ خود مسیب اُس کے پاس آیا دیکھائیں سے زیادہ زخم انھیں آئے ہیں، مسیب نے انھیں سوار کر لیا، ہلال ان زخموں سے ٹھیک ہو گیا البتہ اس کے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں مارا گیا۔ دوسرے دن ترکوں نے واپس آ کر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔ اس رات جنگ میں ابو سعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور ایک ہاتھ شل ہو گیا بعد میں یہ سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے۔ مگر ان پر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جس کے مواخرہ میں گرفتار کئے گئے اور سعید نے انھیں شدا و بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب کر کے واجبا الادا کر لیں، شداد نے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں انھوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنکھ ضائع ہو گئی اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا، دوسرے بہادروں کے ساتھ میں نے بھی بہادری کے ساتھ لڑائی کی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال کیا کہ وہ اس کے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کیے جاتے اور لونڈی غلام بنالیے جاتے مگر دیکھو کہ تمہارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے، اُس سے میرا پیچھا چھڑاؤ، چنانچہ شداد نے پھر چھوڑ دیا۔ ایک وہ شخص جو اُس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھٹا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی۔ اسی سال میں سعید خزینہ دریائے بلخ کو عبور کر کے سفد پر اس لئے بھی جہاد کیا کہ اہل سفد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کی امداد تھی۔

## اس جہاد کے واقعات کا تذکرہ

### سعید کا اہل سفد اور ترکوں سے جہاد کرنے کا بیان

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سفد کی طرف پلٹے لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سفد بھی باغی ہو گئے ہیں اس بناء پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سفد کا ارادہ کیا، ترکوں اور اہل سفد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے انھیں شکست دے کر بھاگایا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سفد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دے کر بھاگایا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انھیں بالکل ہی ختم کر دو، اے عراقیو تم نے اکثر خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انھوں نے تمھیں ملیا میٹ کر دیا۔، مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سفد اور مرج کی درمیان تھی، یہاں عبدالرحمن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کر لے حکم کے مطابق فوج نے اس ندی کو عبور کیا مگر ترکوں نے بھی انھیں دیکھ لیا تھا اور اسی لیے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھے رہے۔

مسلمانوں کے سواروں کا ان سے آمنا سامنا ہوا اور جنگ ہوئی ترک پیچھے ہٹے مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو کیونکہ اگر اسی حالت میں تم نے دریا عبور کیا تو وہ تمھیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا ترک اُن سے ہٹ کر چلے گئے، اور پھر مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

### شعبہ بن ظہیر کے شہید ہونے کا بیان

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اُس روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے، مگر بعض دوسرے تاریخ دانوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سفد کی ایک جماعت تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کی حفاظتی فوج جس میں بنی تمیم تھے نگہبانی کے لیے نکلی ان کی بے خبری کی حالت میں ترکی فوج نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کے سامنے آگئی بنی تمیم کے سواروں کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا، شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا مگر اس سے پہلے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوتے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔، اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی جس نے مہندی لگا رکھی تھی رونا شروع کیا کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے اسی طرح اُس نے اور بہت سی درد انگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے آنسوؤں کا خراج وصول کیا، پچاس آدمی اس موقع پر شہید ہوئے مسلمانوں کے حفاظتی لشکر کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔



## خلیل بن اوس کا ترکوں سے شکست کا بدلہ لینا

عبدالرحمن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا اس وقت میں ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا مقام جنگ میں پہنچ کر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیسہ معلوم ہوتے تھے، اور روح پرواز کر چکی تھی خلیل بن اوس الغبشی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا۔ اور اُس نے بنی تمیم کو لکارا کہ میں خلیل ہوں میری طرف آؤ کچھ لوگ اس کے پاس آگئے انھیں لے کر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور ان کو اپنے لوگوں کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج پہنچ گئی اور دشمن نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اسی روز سے خلیل بن تمیم کے سواروں کا سردار ہو گیا اس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اس کے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو، حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں سورہ نے کہا اے ”نبطی“، حیان نے جواب دیا خدا تیرہ چہرہ کو سفید کر دے۔ حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیان تھی۔ سعید نے دو مرتبہ دریا عبور کیا، مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا۔ پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل قیام پزیر ہوا، مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اُس سے کہا کہ جناب والا اہل سغد پر حملہ آور ہوں، سعید نے کہا نہیں یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اٹھا حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کر دی ہے اور ان کے ساتھ کچھ ترک بھی ہیں۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انھیں گھیر لیا اہل سغد شکست کھا کر بھاگے، مسلمان بھی ان کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے مگر پھر سعید نے اعلان کر دیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا اب کیا انھیں بالکل ہی ختم کرنا چاہتے ہو، اے عراقیو تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کر چکے ہو مگر انھوں نے تم سے درگزر کیا اور تمھارا استیصال نہیں کیا اس کے بعد سعید واپس چلا گیا۔ دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو ورغہ بھیج دیا، انھوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا سامنا ہو جائے تو ہم اسے مزا چکھائیں۔ سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سر یہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال و غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر زبرد تو بیخ کرتا، اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

## سعید سے حیان النبطی کی شکایت کا ذکر

خدا تیرہ چہرہ کو سفید کرے اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی دشمنی پیدا ہو گئی تھی اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام لوگوں کو عربوں اور سرکاری لوگوں کا دشمن بنا دیا اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمھارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اور کسی قلعہ میں جا کر بیٹھا رہے گا۔

## سعید کا حیان النبطی کو سزا کے طور پر ہلاک کرنے کا بیان

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور سے ہرگز ذکر نہ کرنا اس بات کو سن کر سعید چند روز خاموش رہا ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا سونا منگوایا اسے باریک کیا گیا اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈال دیا گیا، حیان نے اُسے پی لیا اس کے بعد سعید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکث تک جو چار میل کے فاصلے پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں بارکث تک جا کر سب واپس آ گئے۔ اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا، اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں، اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی، بنی اسد کا ایک شخص اسمعیل نامی تھا جو مروان بن محمد سے جاملتا تھا ایک دن کسی شخص نے اسمعیل اور مروان سے اس کی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا سعید نے اس پر کہا اس دو غلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ اسمعیل نے بھی سعید کی برائی میں چند شعر کہ کر اپنے دل کا بخارا نکال لیا۔ اسی سال میں مسلمۃ بن عبد الملک عراق و خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آ گیا۔

## مسلمۃ بن عبد الملک کی معزولی کے اسباب و واقعات کا تذکرہ

مسلمۃ جب سے وہ عراق و خراسان کا گورنر بنا تھا خراج کا ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا، یزید بن عاتکہ نے (یزید بن ولید) اس کی برطرفی کا ارادہ کیا مگر بعد میں مروت مانع آئی اس لیے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا نائب بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبد العزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں۔ عبد العزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم ان سے مل چکے ہو پھر ایسا کون سا تمہیں ان سے ملنے کا شوق پیدا ہوا ہے، جس کی وجہ سے بیتاب ہو، مسلمۃ نے اپنا ارادہ پراصرار کیا اس پر عبد العزیز نے کہا اچھا پھر سمجھو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے ادھر دوسرا شخص گورنر ہو کر تمہاری جگہ آتا ہوا تمہیں ملے گا۔ غرض کہ مسلمۃ روانہ ہوا دورین مقام پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزیلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا، مسلمۃ نے اس سے پوچھا کہا جاتے ہو، ابن ہبیرہ نے کہا تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد و مال و متاع پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔ ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبد العزیز کو بلا کر کہا لیجئے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے۔ عبد العزیز نے کہا کہ ہاں میں نے تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی، مسلمۃ نے کہا مگر اسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع کی ضبطی کے لیے بھیجا ہے عبد العزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا اور واقعہ بھی یہی ہوا چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اس کے مقرر کردہ تمام عمال کو برطرف کر دیا ہے، ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں اس پر فرزدق نے یہ شعر کہے۔

راحت مسلمۃ الרכاب مودعا

فارعی فزارۃ لاهناک المرتع

عزل ابن بشر و ابن عمر قبلہ

واخوه راۃ لملہا یتو ف  
ولقد علمت لنن فزارۃ اُمرت  
ان سوف یطمع فی الامارۃ اشجع  
من خلق ربک ملہود لملہم  
فی مثل مانالت فزارۃ یطمع؟

(ترجمہ) سواریاں مسلمہ کو رخصت کر کے لے گئیں پس چرایا فزارہ نے۔ تو خوش گوار ہو تجھے چراگاہ ابن بشر موقوف کر دیا گیا۔ اور ابن عمر اس سے پہلے اور ہرۃ والا بھی ایسی ہی امید رکھتا ہے اور میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کرے گا جو مخلوقات میں سب سے زیادہ بہادر ہوگا۔ اور نہ وہ اور ان جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جیسے کہ فزارہ نے پایا۔ ابن بشر سے مراد بشر بن عبد الملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے مراد محمد ذوالشامہ بن عمرو بن الولید اور انخی ہرۃ سے سعید خزینہ بن عبد العزیز مراد ہے جو خراسان کا مسلمہ کی طرف سے عامل تھا۔

## عمرو بن ہبیرہ کے واقعات کا بیان

اسی ثناء میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا انھیں شکست دی، بہت سے قیدی گرفتار کیے، بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے چار سو قیدی گرفتار کیے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا، اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بکیر بن ورقاء السعدی نے سعید خزینہ سے آکر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔

سعید نے اُن لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون ہو، انھوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں، سعید نے ان سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے، جو تمھارے متعلق بیان کی گئی ہے، انھوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی سعید نے کہا کہ تم لوگ تبلیغ کرنے آئے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیوں کرنے لگے۔ پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے اس پر خراسان کے بہت سے خراسان کے رہنے والے جن میں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے۔ سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انھیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کو ناگوار گزری ہو آپ ان کی جانب سے نہ سنیں گے اس پر سعید نے انھیں چھوڑ دیا۔ نیز اسی سال یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا گورنر افریقیا میں قتل کیا گیا۔

## یزید بن ابی مسلم کے قتل کے حالات

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں ان دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ اس کے بعد عراق میں وہ لوگ اسلام لے آئے جنھیں حجاج نے اُن کے دیہات اور ان قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا مگر اس پر بھی حجاج نے اُن پر وہی جزیہ عائد کیا جو ان سے کفر کی حالت میں لیا تھا۔



اسی طرز عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا یہاں کے لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے، سب کی صلح ہوئی اسے قتل کر ڈالو، چنانچہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقا کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور اس کی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا تھا۔ اور امیر المومنین یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی کہ جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان، اس لیے ہم نے اُسے قتل کر ڈالا اور آپ کے سابق گورنر کو پھر اپنا گورنر بنالیا ہے۔

### محمد بن یزید کو گورنر بنانے کا بیان

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اُس پر میں نے رضا مندی ظاہر نہیں کی اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقیا کی گورنری پر بحال رکھا۔ اسی سال میں عمر بن ہبیرہ بن معیہ بن سکین بن خزرج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ مقرر ہوا۔ عبدالرحمن بن ضحاک اس سال امیر حج تھے، یہ مدینہ کے گورنر تھے عبدالعزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر تھے، محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا گورنر تھا۔ قاسم بن عبدالرحمن بن عبد اللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے، عبد الملک بن بشر بن مروان بصرہ کا گورنر تھا سعید خزینہ خراسان کا گورنر تھا اور اسامہ بن یزید مصر کے گورنر تھے۔

### ۱۰۳ھ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

#### سعید خزینہ کی برطرفی کا بیان

اسی سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خزینہ کو خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا، اس کی وجہ تاریخ دانوں نے یہ بیان کی ہے کہ مجشر بن مزاحم السلمی اور عبد اللہ بن عمیر اللیشی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔ عمر نے سعید کو برطرف کر دیا اس کی جگہ سعید بن عمرو والاسعد بن مالک بن کعب بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ سعید خزینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اس کی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہ سوار سمرقند میں چھوڑ دیئے اس پر تہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے۔

فمن ذامبلغ فتیان قومی  
بان البل ریش کل ریش  
بان اللہ ابدل من سعید  
سعیداً الا المخنث من قریش

ترجمہ: کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ تیر پوری طرح پیوست ہو گیا ہے اس

لئے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیج دیا ہے جو منکث نہیں ہے اور قریش سے ہے۔  
سعید نے سعید خذینہ کے جس قدر مقرر کردہ گورنر تھے انہیں بدستور بحال رکھا ایک شخص نے اپنے فرمان  
تقریر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا اس پر سعید نے کہا چپ ہو جا۔ جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف  
سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی برائی میں یہ شعر کہا:

تبدلنا سعیدنا من سعید

لجبد السوء والقدر الستاح

ترجمہ: ہماری بدبختی اور بد قسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا سعید آیا۔

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رملہ فتح کیا نیز اسی سال میں ترکوں نے ان پر  
غارت کر دی۔

اسی سال مکہ مکرمہ میں بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالواحد بن  
عبداللہ النضر ی کو طائف کا گورنر مقرر کیا گیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مکہ کا گورنری سے برطرف کر  
دیا گیا اور نیز عبدالرحمن بن ضحاک کو حکم دیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح  
کرادے۔ ان کے آپس کے جھگڑے کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبدالرحمن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا۔ جو یزید بن عاتکہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا گورنر تھا۔  
طائف پر عبدالواحد بن عبداللہ النضر ی گورنر تھا عمرو بن ہبیرہ عراق و خراساں کے ناظم اعلیٰ تھے اور ان کی طرف سے  
سعید بن عمرو الحارثی خراساں کا گورنر تھا۔ قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے اور  
عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

اسی سال عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحارثی کو خراساں کا گورنر مقرر کیا۔

## حارثی کے خراساں کا گورنر مقرر کئے جانے کے اسباب کا بیان

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام لکھے جنہوں نے جنگ  
عقر میں شجاعت و جوان مردی کا اظہار کیا خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حارثی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر  
اسے لکھا کہ حارثی کو خراساں کا گورنر مقرر کر دو چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حارثی کو خراساں کا گورنر مقرر کیا۔  
۱۰۳ھ میں حارثی نے اپنے مقدمتہ الحیش پر بمشرب بن مزاحم المسلمی کو اپنے آگے روانہ کیا جب حارثی خراساں  
آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انھیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ حارثی نے ان کے  
سامنے تقریر کی اور جہاد پر ابھارا اور کہا کہ تم دشمنان اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے فتیاب نہیں ہو سکتے، بلکہ  
اللہ کی تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے کامیاب ہو سکتے ہو اس لئے لا حولہ ولا قوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی  
کو قوت و طاقت حاصل ہے۔

اسی سال سعید بن عمرو الحارثی کے خراسان آنے پر اہل سعد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں  
کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

## اہل سغد کا بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کرنا

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی جب حشری خراساں کا گورنر ہوا تو انھیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو یہیں رہو۔ گزشتہ سالوں کا خراج حشری کے پاس لے جاؤ آئندہ سالوں کی ضمانت دیدو اور وعدہ کر لو کہ زمینوں کو آباد کریں گے اور اگر وہ چاہیں تو ہم اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گے اپنے گزشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے پر غمال اس کے حوالے کر دو۔ مگر رعایہ نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہماری ان باتوں کو قبول کرے گا۔ ہم بخندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پناہ لے لیں گے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کریں گے۔ اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے کوئی ایسی بات نہیں دیکھے گا جو اسے ناگوار ہو۔ بادشاہ نے کہا میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لئے تھا۔ مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا مشورہ نہ مانا اور بخندہ کی طرف چلے گئے۔ کارزنج، کٹین، ہمیارکٹ، اور ثابت باشندگان آستینجی لے کر نکلے۔ فرغانہ کے بادشاہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں قیام پزیر کیجئے۔ پہلے تو اس کا ارادہ ہو گیا کہ ایسا ہی کرے گا مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنی دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو، اگر ایسا ہی ہے تو کوئی قصبہ خالی کر دوتا کہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

## فرغانہ کا اہل سغد کو ٹھکانہ دینا

بادشاہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ میں اسے تمہارے لیے خالی کر دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو۔ بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درہ تمہارے لئے خالی کر دوں (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا نائب بنایا تھا۔ ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لئے خالی کر دیجیے۔ بادشاہ نے اسے منظور کر لیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر حفاظت کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عرب لوگ تم تک آگئے تو میں تمہاری حفاظت کے لئے ان کی مدافعت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اس سے بھی منظور کر لیا اور درہ ان کے لئے خالی کر دیا گیا۔ یہ بیان بھی کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے یہ لوگ اپنے شہروں کو خیر باد کہیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو جسے تم چاہو تمہارا گورنر بنا دیا جائے مگر انھوں نے اسے بھی نہ مانا اور بخندہ چلے گئے۔ درہ اعصام۔ یہ اسفرہ کا جو اس وقت فرغانہ کا ولی عہد تارستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلاؤ یا بلاؤ۔ ابوانو جو رہتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انہیں اختیار کرو اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمتہ لکچش پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو اپنا خاص منتخب شیرسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس پر شب خون مارا اور قتل کر ڈالو۔ کیونکہ جب حشری کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا مگر اس



تجویز کو انھوں نے نہ مانا۔ پھر کارزنج نے کہا اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اس کی ان سے درخواست کرو اگر وہ مان لیں تو بہتر ورنہ سویاب چلے چلو، انھوں نے نہ مانا تیسری بات کا رزنج نے یہ کہی کہ پھر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دو، غرض کہ اب کارزنج اور جلنج اہل قی کو لیکر ابادین ماخون اور ثابت اہل استخین کو لیکر چلے، اہل بیارکٹ اور اہل سبسکت بز ماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جن پر سونے کے ٹکے تھے لے کر روانہ ہوئے دیوانشی اہل تنخیکٹ کو لیکر قلعہ ابو جعفر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خندہ میں آئے۔

## ۱۰۲ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اس کے اکثر سرداروں کو قتل کر ڈالا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے ۱۰۲ھ ہجری میں حرشی جہاد کے لیے روانہ ہوا اُس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا، یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دہوسہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے مگر اب تک اس کی کل فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر حلال بن علیم الخنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے۔ ابھی یہیں قیام کیجئے جنگ سامنے ہے اور اس کے باوجود کہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے آپ نے کوچ کو حکم دے دیا، حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں، ہلال نے کہا کوچ منسوخ کر دیجئے اور قیام کا حکم دے دیجئے، حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچازاد بھائی حرشی کے پاس آیا، جب کہ حرشی معنوں کے خلاف لڑ رہا تھا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خندہ میں ہیں قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ اُن پر حملہ کر دیجئے۔ کیونکہ اس وقت ہم پر اُن کی حفاظت لازم نہیں ہے جب تک کہ معین مدت گزر نہ جائے۔ حرشی نے نیلان کے ساتھ عبدالرحمن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمن کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر اُن کے جاتے ہی اپنے کیے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آکر مجھ سے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں اُس نے یہ سب کچھ سچ کہا یا جھوٹ، اور محض اُس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈال دیا، اس خیال کے آتے ہی حرشی خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا۔ اشروسنہ میں آکر قیام کیا اور لوگوں سے تھوڑے سے زرتاوان پر صلح کر لی۔ حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطاء الدبوسی حاضر ہیں یہ صاحب بھی قشیری کے ساتھیوں میں تھے ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطاء کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمھاری جنگ ہوئی۔ عطاء نے کہا نہیں، اس پر حرشی نے خدا کا شکر ادا کیا اور اطمینان سے کھانے سے فارغ ہوا۔ عطاء نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور پھر حرشی شتاب رومی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہوا اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا۔ حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔ حرشی نے فوراً اس رائے سے اختلاف کر دیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اسے کہاں لے جائیں گے یا کوئی مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جائیں گے میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کرو جنگ میں ڈھیل دو، اور لڑائی کی تیاری کرو۔ حرشی نے قیام کیا۔ عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا، مگر دشمن کے ایک شخص کی

صورت نظر نہ آئی لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آکر بالکل بزدل ہو گیا۔

## حرشی کا اہل سغد کو شکست دینے کا بیان

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھانک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا، اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اسے سرکنڈوں سے ڈھک کر اس پر مٹی بچھا دی تھی، تاکہ اگر اسے شکست ہو تو وہ نئے معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائیں گے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر جائیں گے مگر یہ تدبیر انھیں پرالٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکال کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اسی خندق میں گر گئے، چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جس پر دودوزر ہیں تھیں حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ محققین نصب کر دیں، محصورین نے بادشاہ فرحانہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمہیں دھوکہ دیا اور نہ تمہاری امداد کروں گا تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو، کیونکہ معین مدت سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں ہو۔

## اہل خجندہ کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان

کفار جب ان کی امداد سے مایوس ہو گئے تو صلح اور امان کے طلبگار ہوئے اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کر دیا جائے، حرشی نے اُن پر یہ شرائط عائد کیں کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمہارے پاس ہیں انھیں واپس کر دو، اور وہ تمام زر خراج جو اب تک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے، اگر اس کے بعد کوئی بات تمہاری طرف سے معاہدہ کے خلاف ہوگی تو تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو جائیں گے، کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا۔ کارزنج نے موسیٰ سے آکر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں آپ میری سفارش فرمائیں موسیٰ نے پوچھا کیا، کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص صلح کے بعد کسی خطا کا ارتکاب کرے تو آپ اس کا مجھے ذمہ دار نہ ٹھرایئے گا۔ اس پر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اُسے آپ پورا کریں، کارزنج نے کہا فرمائیے، حرشی نے کہا میری شرائط میں کوئی ایسی بات پیش نہ کریں جسے میں نہ پسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہو گئی اور شہر کے شرق کی جانب سے ان کے سردار اور تجار باہر نکالے گئے البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا، کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر حملہ نہ کرے۔

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ قیام پزیر تھے، البتہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا۔

## کفار کے سردار ثابت الاسخنی کا عورت کو قتل کرنا

حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے اُن عورتوں میں سے جو اُن کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا اُس نے اُن کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاسخنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔

## حرشی کا قتل کی تحقیقات کا حکم دینا اور ثابت کو قتل کرنے کا بیان

حرشی نے نجد کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا انھوں نے جب دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی، حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا، یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اس کی مجھے اطلاع دے، حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اُس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا ثابت نے بالکل انکار کیا مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے اس کی سزا میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔

کارزنج کے غلام نے ثابت کے قتل کی خبر دی یہ سن کر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کانٹے لگا۔ اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا، ایوب سے کہا کہ میں تمہارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تمہارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کر دیا جائے، ایوب نے کہا یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انھیں لے لو، کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے کپڑے پھٹے ہوں میں قتل کیا جاؤں، میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیج دو کہ وہ نئے کپڑے میرے لیے لے آئے۔

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ میں اب قتل کر دیا جاؤں گا۔

## کارزنج کے بھتیجے جلنج کا مسلمانوں پر حملہ کرنا

جلنج نے کپڑے بھیج کر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا، اُس کی پٹیاں کاٹیں اور انھیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور ان سب کو لے کر نکلا، مسلمان سامنے آئے اکثر کو اُس نے شہید کر ڈالا یحییٰ بن حصین کے پاس پہنچا اُس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگڑا کر چلنے لگا لشکر والوں میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈال دی اور اُن کا بہت سانس نقصان کیا جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا ثابت نے اسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے اُن میں سے انھوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے (بعض راویوں نے چالیس بیان کئے ہیں) اُن کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آکر سارا ماجرا بیان کیا حرشی نے سغد کے سرداروں سے دریافت کیا اُن سب نے انکار کیا اس پر حرشی نے ایک شخص جو اُن کی حالت سے واقف تھا حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا اُس نے اس واقعہ کی تصدیق کی، اس پر حرشی نے اُن سب کے قتل کا حکم دی دیا، البتہ تاجر اُن سے علیحدہ ہو



گئے تھے چار سوتا جر تھے اور اُن کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

## اہل سغد کے قتل کا بیان

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت مگر سب کے سب مارے گئے دوسرے دن حرشی نے سودو سرے کاشت کاروں کو بلوایا، انھیں معلوم نہ تھا کہ ان کے دوسرے ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اسے لے جاتے اور قتل کر دیتے، اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے

## مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

حرشی نے جریر بن ہمیان، حسن بن ابی العمرطہ، اور یزید بن ابی زینب کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں، یہ تاجر دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انھوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع، عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا ان میں سے جو چیز اُسے پسند آئی پہلے خود لے لی پھر مسلم بن بدیل المدوی عدی الرباب کو حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کی جاتی ہے، مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جب کہ ایک رات تک کامل آپ کے خادم اُس میں عمل و دخل کر چکے ہیں، یہ کام کسی عورت کے سپرد کر دیجئے۔ حرشی نے عبید اللہ بن زہیر بن ہیان العدوی کو مقرر کیا انھوں نے خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جس کی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے اُن بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا جو اس واقعہ میں قتل ہوئے۔

اقر العین مصرع کار زنج

وکشین ومالاقی بیار

ودیو اشتی ومالاقی اجلنج

بحصن خجندہ اذر مرو فباروا

(ترجمہ) کار زنج کشین بیار۔ دیو اشنی اور جیلنج کی موت نے جو قلعہ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیو اشنی اصل میں سمرقند کا ایک رئیس تھا اس کا نام دیو اشخ تھا دیو اشنی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علیاء بن احمر الیشکری مقرر تھا ایک شخص نے اُس سے دو درہموں کی ایک چمڑے کی تھیلی خریدی اس شخص نے اُس میں سونے کی سلاخیں پائیں، وہ واپس آیا، ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے آنکھوں کی بیماری ہے، اُس نے تھیلی واپس کر دی اپنے دو درہم واپس لے لئے، جب اس کی تلاش کی گئی تو اسے اُس کا پتہ نہ چلا۔

## سلیمان بن ابی السری کا قلعہ پر حملہ کرنے کا بیان

حرشی نے سلیمان بن ابی السری بنی عوفہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جس کے صرف ایک سمت سے دریائے سفید بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک، خوارزم شاہ، عورم رئیس آخردن اور شومان تھے۔ سلیمان نے اپنے مقدمہ الجیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا، کفار نے قلعہ سے باہر ایک میل کے فاصلے پر کوم نامی ایک جگہ پر مسلمانوں کا مقابلہ کیا، مسیب نے انھیں شکست دے کر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا، سلیمان نے اُس قلعہ اور اُس کے رئیس کا جس کا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔ حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لئے بھیج دی جائے، سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں لڑ رہے ہیں جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں، آپ کس جائے اور ہم انشاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں، دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں مجھے مسیب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیج دو، سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحرشی کے پاس بھیج دیا سعید نے دکھلاوے کے لئے اس کی بہت خاطر مدارت کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔

اُس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی کہ درخواست کی کہ ان کے سو خاندان والے آدمیوں کو ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض باعتماد دیانت دار لوگوں کو بھیج دیجئے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علیاء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیج دیا، ان دونوں نے تمام مال و غنیمت کو وصول کیا اور اوروں سے لے کر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

## اہل کس کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان

حرشی کس آیا، اہل کس نے دس ہزار اس پر صلح کر لی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جس کا نام ویک تھا چھ ہزار اس پر صلح کر لی، اور ادائیگی کے لئے چالیس دن کی مہلت لی اس شرط پر کہ حرشی اب اس پر حملہ نہ کریں، کس سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے رتجن کارخ کیا، دیواشنی کو قتل کر کے اُسے ایک وخمہ پر سولی لٹکا دیا، اور اعلان کر دیا کہ یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام لوگوں کے سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

حرشی نے نصر بن سیار کو کس کے تادان کو وصول کرنے کے لئے متعین کیا، پھر سورہ بن الحر کو برطرف کر کے اس کی جگہ نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا، اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی گورنر مقرر کیا، حرشی نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیج دیا اور اس کا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس طخارستان بھیج دیا۔

## مسبقری قلعہ خزار کے بادشاہ کا حرشی سے صلح کرنا

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا ہاں ضرور بتائیے مجشر نے مسربل بن الحڑت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اسے خزار بھیج دیا مسربل بادشاہ خزار کا جس کا نام مسبقری تھا دوست تھا

وہاں کے تمام لوگ سر بل سے محبت کرتے تھے، سر بل نے بادشاہ سے جا کر جو کچھ سعید نے اہل خندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا اور اسے سعید کی طرف سے ڈرایا، بادشاہ نے کہا کہ پھر تمھاری کیا رائے ہے سر بل نے کہا امان لے کر اپنے آپ کو سعید کے حوالے کر دو، بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں، سر بل نے کہا انھیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کر لو، چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی مسلمانوں نے اسے اور اُس کے شہروں کو وعدہ امان دے دیا۔

### حرشی کا سبقری کو باوجود صلح نامہ کے قتل کرنا

اب حرشی مور و آیا، اس کے ساتھ سبقری بھی تھا جب آسان آیا تو یہاں سے اُس نے مہاجر بن یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیثا کا گھوڑا لے کر مجھ سے ملے، اور پھر اس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا، اس کے باوجود کے ساتھ صلح کا عہد نامہ تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجر تھا، ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا اور اس نے اہل سعد کے لئے وعدہ امان لے لیا تھا، مگر حرشی نے اُسے قہند زمر و میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اُسے سامنے بلا کر قتل کر دیا اور میدان میں اُسے سولی پر لٹکا دیا۔

اسی سال میں یزید بن عبد الملک نے عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا یہ اس سال کے نصف ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے عبد الرحمن مدینہ پر تین سال سے گورنر تھا اور نیز اسی سال میں یزید نے عبد الواحد النضری کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

### یزید کا عبد الرحمن کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے دوسرے گورنر کو مقرر کرنا اور اس کے اسباب وجود کا بیان

عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسینؑ کی صاحب زادی فاطمہ کو نکاح کا پیغام دیا آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی اور میں تو اب اپنے ان بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں، اور آپ اُس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انھیں اُن کی جانب سے پیدا ہو گیا اس کے سامنے آنے کو برا سمجھتی تھیں مگر عبد الرحمن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے کو شراب پینے کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبد اللہ بن حسینؑ ہیں)۔

### حضرت فاطمہ کا ابن الضحاک کی شکایت امیر المومنین سے کرنے کا بیان

یہ سلسلہ جاری تھا کہ اُس زمانہ میں ابن ہر مز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا، یزید عبد الملک نے لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب پیش کرو اور دفتر عبد الرحمن کے سپرد کرو، ابن ہر مز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لئے گیا اور پوچھا کہ کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے، آپ نے کہا ابن الضحاک جس طرح مجھ سے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اس کی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا، اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا ایک خط دے



کر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اُس نے مجھے یہ دھمکی دی ہے۔

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے، ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا یزید نے اُس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسینؑ کی صاحب زادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا اتنے میں دربان نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسینؑ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔

اب ابن ہرمز نے امیر المومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا فاطمہ بنت الحسینؑ نے مجھے ایک پیغام آپ کے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے، یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اتر آیا اور کہنے لگا کہ خدا تمہارا برا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجیب خبر ہو تو بیان کرو، مگر تم نے بیان نہیں کی؟ ابن ہرمز نے کہا جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لیا اور خود پڑھا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھا اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ اکبر، ابن الضحاک۔ اور یہ جرات، کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ اُس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہو اس لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبد اللہ بن بشر النصری کا نام لیا۔

### یزید عبد الملک کا عبدالواحد کو مدینہ کا گورنر مقرر کرنا

یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اس وقت طائف میں تھا ”سلام علیک، اما بعد۔ میں نے تمہیں مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار سپر جرمانہ عائد کرو، اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں۔“

خط پہنچانے والا خط لے کر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا، مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اُس نے خط پہنچانے والے ڈاکیا کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتا دو جس لئے تم بھیجے گئے ہو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔

ڈاکے نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتادی، ابن الضحاک نے ڈاکے کو تین دن اس لئے ٹھرایا تاکہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ڈاکیا ٹھہر گیا پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہو مسلمہ بن عبد الملک کے پاس پہنچا، اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجئے۔

مسلمہ دوسرے دن یزید کے پاس گیا ادھر ادھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض کیا کہ میں ایک غرض لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں، یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمہاری ہر درخواست مجھے منظور ہے، مسلمہ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارے میں عرض کرنا تھا یزید نے کہا اُس نے ایسی غیر اخلاقی بات کی ہے کہ میں اُسے کبھی

معاف نہیں کر سکتا۔

## نضری کا ابن الضحاک کو سزا دینا

یزید نے اسے نضری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبد اللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اُسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ اوئی جبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا نضری نے اس پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اس کا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔

نصف ماہ شوال ۱۰۱۲ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرات کرتے ہو حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جو ان کے طرز عمل کے خلاف ہو برا سمجھتے ہیں لہذا تم اجماع اُمت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ سے مشورہ لے لیا کرو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمہیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دیں گے۔

”مگر،“۔ امام زہری فرماتے ہیں ”اس شخص نے اس مشورہ سے ذرہ سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی، ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابو بکر بن حزم کو محض ظلم زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اس کی برائی بیان نہ کی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اُسے برا بھلا نہ کہا ہو، ہشام کے دور خلافت میں میں نے اسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔

اُس کی جگہ عبد الواحد بن عبد اللہ بن بشر مدینہ کا گورنر مقرر ہوا اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس پہلے نہیں کی تھی، اور جس قدر مدینہ والے اُسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انھوں نے ایسا نہ سمجھا تھا، ہمیشہ نیکی کی راہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہ کرتا تھا۔

اس سال جراح بن عبد اللہ الحکمی ارمینیا اور آذربائیجان کے گورنر نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا، قلعہ بلنجر اس کے ہاتھوں فتح ہوا اُس نے ترکوں کو شکست دی اور انھیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرق کر دیا بہت سے لونڈی غلام قید کیے اور وہ قلعہ بھی جو بلنجر کے قریب تھے اُس نے فتح کر لئے اور اُن کے لوگوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔

اسی سال میں ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا۔ اسی سال میں ابو محمد الصادق اور اُن کے چند خراسان کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابو العباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک خرقة میں ابو العباس کو اُن کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لو گے۔ اسی سال عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا اور اُس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعة الکلابی کو مقرر کیا۔

## سعید بن عمرو الحرشی کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا کہ دیو اشنی کو چھوڑ دو مگر اُس نے اُسے قتل کر ڈالا، اس بنا پر عمرو سعید سے ناراض ہو گیا اس کے علاوہ سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروہ نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا ڈاکیا عراق سے آتا تو اُس سے پوچھتا کہ ابوالمثنیٰ کیسا ہے اور اپنے قاتب سے جب کوئی خط لکھواتا کہتا لکھو ابوالمثنیٰ کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو

اور اکثر کہا کرتا ابوالمثنیٰ نے کہا اور ابوالمثنیٰ نے کیا۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا اُس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے حرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم اُن کی تحقیقات کے لئے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تحقیق کے لئے آئے ہو اور پھر آ کر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔

جمیل خراسان آیا، حرشی نے اس سے پوچھا کہ ابوالمثنیٰ کو تم نے کس حال میں چھوڑا، جمیل دفاتر کی تحقیق کرنے لگا۔ مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ جمیل دفاتر کی تحقیق کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اصل میں وہ تمہاری حالت دریافت کرنے آیا ہے۔ حرشی نے ایک خربوزہ مسموم کر کے جمیل کو تحفہ بھیجا۔ جمیل نے اُسے کھایا اور بیمار پڑ گیا اس کے سارے بال گر پڑے۔ جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اُس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا جمیل نے ہبیرہ سے کہا کہ صورت حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے سعید تو آپ کو اپنا ایک گورنر سمجھتا ہے یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا، اور اسے برطرف کر دیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں، اور اس کے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں۔

حرشی نے اپنی معزول کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لئے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں تو جرمانہ ادا کر دیا اس پر ایک شخص نے کہا کہ اُس سے کہا کہ تمہارا تو یہ دعوہ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دو گے، حرشی نے کہا تم اب اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔ جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

### ابن ہبیرہ کا حرشی کو برطرف کرنے کے سبب کا بیان

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لئے ناراض ہوا تھا کہ اُس نے معقل بن عروہ کو ہراۃ کا گورنر بنا کر یا کسی اور کام کے لئے بھیجا۔ معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہراۃ آیا مگر جس کام کے لئے ہراۃ آیا تھا اُس کام کو وہ اس لئے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حرشی کو اس کی شکایت لکھی حرشی نے اپنے ہراۃ کے گورنر کو لکھا کہ معقل کو میرے پاس بھیج دو۔ معقل حرشی کے پاس آیا حرشی نے اس سے پوچھا کہ ہراۃ جانے سے پہلے تم کیوں میرے پاس نہ آئے، معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا کارندہ ہوں اُس نے مجھے گورنر مقرر کیا ہے جس طرح کہ اُس نے تمہیں گورنر مقرر کیا تھا حرشی نے اس کے دوسو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا ڈالا۔

اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو برطرف کر دیا اور اُس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ ک و خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بد بو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھ کر سعید نے کہا کہ خود وہ بد بو والی عورت کا بیٹا ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ساتھ حرشی کو میرے پاس بھیج دو، ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کر دیا، معقل اس کے ساتھ بد سلوکی اور سختی کرنے لگا ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا، معقل نے اُسے خوب زرد کو ب کیا۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ اُسے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔

رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے، سب نے کہا کہ آپ، ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے۔ اگر وہ کسی رات



میں بگل بجا دے تو بیس ہزار قیس جوان مرد فوراً اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جس کے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر ہے۔

البتہ میں شاید خیر سگال کہلانے کا مستحق ہوں گا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو۔ اور اسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اس کے کرنے میں کبھی انکار نہیں کیا اس پر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعوہ کر رہے ہیں اگر ایسے یہ ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر کے بہادر ترین آدمی کو قتل کا حکم نہ دیتے، یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل نہ کرو۔

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو و الحرشی کو اس کے تعقب میں روانہ کیا ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی اس کے پاس پہنچ گیا کشتی کے درمیان میں ابن ہبیرہ کا غلام قبض بیٹھا ہوا تھا حرشی نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبض ہو، قبض نے کہا جی ہاں، حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابوالمثنیٰ ہے غلام نے کہا جی ہاں، ہیں اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔

حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو ابن ہبیرہ نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہا آپ اپنے ایک ہم قوم کو قریشی کے حوالے کریں گے حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لئے سلامتی ہے

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تھا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض کرنے لگا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا، اس کی رسوائی اور تذلیل کی، اگرچہ میں خود بھی اس سے خوش نہیں ہوں مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں۔

ابن ہبیرہ نے کہا تم میرے اور اس کے درمیان میں رہتے ہو تمام واقعات سے واقف ہو جب میں عراق آیا میں نے اُسے بصرہ کا گورنر مقرر کیا، پھر خراساں کا گورنر بنا دیا اُس نے میری توہین کے لئے ایک بوڑھا نانا کارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پرواہ نہیں کی، خیانت کی میں نے اُسے معزول کر دیا جب میں نے اسے ابن نسعہ کہا تو اُس نے بھی مجھے الٹ کر بُرا کہا۔

اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس نے فاحشہ کے بیٹے نے بے شک برا کیا، اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اُس نے کہا کہ اے نسعہ کے بیٹے، تیری ماں فاحشہ تھی، میں نے اُسے اسی کھلی والی بھیڑوں کے عوض میں خریدہ تھا وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی جس سے باری باری ہر ایک فائدہ اٹھاتا اور ہر آنے اور جانے والے کے لئے وہ وقف تھی تو اسے حارث بن عمرو بن حرجہ کی بیٹی کی طرح پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔

## معقل پر حد جاری کرنے کا بیان

خالد نے حرشی کو معقل بن عروہ پر مسلط کر دیا حرشی نے شہادت پیش کی اس نے مجھے حرام زادہ کہا تھا، خالد

نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ، معقل پر حد جاری کی گئی حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔

اس پر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اسے ڈرے لگائے جا رہے تھے معقل سے کہا کہ تو نے یہ برا کیا کہ اپنے ایک بھائی سے بدسلوکی کی اور اسے حرام کا ٹھرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اسے حرام زادہ کہا، خالد نے حکم دیا کہ اس پر دوبارہ حد شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا عمرو ابن ہبیرہ کی ماں بئرہ بنت حسان قبیلہ عدی الرباب کی ایک دیہاتی عورت تھی۔

اس سال میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو برطرف کرنے کے بعد خراسان کا گورنر مقرر کیا

### ابن ہبیرہ کو مسلم کے خراسان کا حاکم مقرر کرنے کی وجہ

جب سعید بن اسلم مارا گیا، تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی سیاست کی باریکیوں اور دستور حکومت سے آگاہ ہوا۔ اور اچھی قابلیت حاصل کی۔ جب عدی بن ارطاة عراق آیا تو اُس نے ارادہ کیا اسے کسی جگہ کی نظامت دے، اس بارہ میں اپنے قاتب سے مشورہ لیا اُس نے کہا ایک چھوٹی نظامت پر اسے مامور کر دیجئے، اور پھر ترقی دے دیجئے گا، چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا گورنر بنا دیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ لے کر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اُس نے مسلم کو کسی جگہ کا حاکم بنانے کا ارادہ کیا اور اُسے اپنے پاس بلایا اب مسلم جوان نہ رہا تھا، جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے، ابن ہبیرہ نے یہ دیکھ کر تکبیر کہی،

ایک رات ابن ہبیرہ قصے سن رہا تھا اور مسلم بھی اس کی صحبت میں موجود تھا قصے سنانے والے تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اُسے اُس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں خراسان کا حاکم بنا دوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں ابن ہبیرہ نے کہا کل انشاء اللہ، صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے، ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا گورنر مقرر کیئے جانے کا اعلان کیا اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیلداروں کو احکام جاری کر دیئے کہ آئندہ وہ مسلم سے رجوع کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبد الرحمن بابلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اسے کرمان کی گورنری عطا کی۔ اس پر جبلہ نے کہا کہ ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ مسلم کو یہ آرزو کرنا زیب تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤں۔ اور پھر میں مسلم کو کسی دیہات کا گورنر مقرر کر دوں گا۔ مگر معاملہ بالکل اس کے برعکس ہوا کہ اُسے تو خراسان کی گورنری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی گورنری۔

غرض کہ مسلم آخر ۱۰۴ھ یا ۱۰۳ھ ہجری میں خراسان دو پہر کے وقت پہنچا۔ دارلارہ کے دروازہ پر آیا اُسے بند پایا، پھر اسطبل آیا، اس کا دروازہ بھی بند پایا مسجد میں آیا مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا، مسلم نے نماز پڑھی مسجد کے چھوٹے دروازہ سے ایک خدمت گار داخل ہوا، اُس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں، خادم اُن کے آگے

آگے چلا۔ گورنر کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو جب اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُس سے معلوم کروایا کہ آیا گورنر ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کے غرض سے مسلم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ جیسا شخص خراسان میں نہ محض سیر کے غرض سے قیام کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔

## مسلم کا حرشی کو قید کرنے کا حکم جاری کرنا

حرشی اس کے پاس آیا۔ مسلم نے اسے گالیاں دیں اور اُسے قید کرنے کا حکم دے دیا درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اُسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا، مسلم نے حکم دے دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اور بیڑیاں پہنا دیں مہتمم مجلس کو حکم دیا کہ اسے مزید بیڑیاں پہنا دو، حرشی مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمہارے مہتمم مجلس نے مجھے یہ کہا کہ تم نے اُسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ مجھے زیادہ بیڑیاں لگائی جائیں اگر یہ آپ کے افسر بالا دست کو حکم ہے تو اُس کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمہاری تجویز ہے تو یہ تمہاری فطرتِ اصلیہ کا مقتضی ہے اور اس وقت یہ شعر پڑھا۔

ہم ان یشقونی لیقتلونی

ومن اتقف فلیس الی خلود

(ترجمہ) انھوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے مگر جو پکڑے گا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے

## ابن ہبیرہ کی حرص و لالچ

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اُس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے سربراہان سے بخوبی واقف تھا گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ایک بھی شریف آدمی وہاں کا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت و تغلب کا لازم نہ لگایا ہو۔ ابو عبیدہ غمرہ اور ایک اور شخص خالد کو حرشی کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انھیں ابو عبیدہ کے حوالے کر دو تا کہ یہ اُن سے سرکاری مطالبہ وصول کر لے۔

حرشی نے اُس کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور اُس کے قاصد کو واپس کر دیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بتایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو جن پر رقمیں واجب الادا ہیں گرفتار کر لے۔

## مسلم کو ابن ہبیرہ کی تعمیل سے بعض رہنے کا مشورہ

مگر لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا، اور اگر آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور ان سے مطالبہ کرنا نہ چھوڑ دیا تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائے گی انھیں پر خراسان کا دار و مدار ہے، اس لئے کہ یہ لوگ کہ جنھیں آپ ان مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سردار اور با اثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ اُن پر عائد کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔



جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے، اُس میں ایک لاکھ کی زیادتی کر دی گئی اور اس طرح چار لاکھ ہو گئے جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لئے گئے ہیں اُن میں سے اکثر ایسے ہیں جن سے اُن کی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے۔

یہ معاملہ مسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اس کے پاس بھیجا جن میں مہزم بن جابر بھی تھا مہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے اور اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جس کی ادائیگی کے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی۔

ان الله يا مريم ان تؤدوا الامانات الى اهلها  
(ترجمہ) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دید و امانتیں اُن کو جن کی وہ ہیں۔  
مہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھئے۔

واذا حکمتکم بین الناس ان تحکموا بالعدل  
(ترجمہ) اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔  
مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقم تو میں ضرور وصول کروں گا، مہزم نے کہا کہ اگر تم ان مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لوگے جو بڑے دبدبہ والے ہیں اور تمہارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگجو ہیں۔ اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے، ان کا منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اور مقاطع سب خطرہ میں پڑ جائیں گے، ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسرِ معرکہ رہتے ہیں۔ ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں اُس کے اتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

بلکہ یہ حالت ہوتی یہ کہ اُس کا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منہ ہم سے پھیر لیتے ہیں برخلاف اس کے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں علاوہ برین جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کئے گئے ہیں وہ خراسان کے با عزت و باوقار لوگ ہیں بڑے بڑے منصف دار اور مستاجر ہیں۔ اور جہاد کے لئے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ و دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے۔ اور خوب روپیہ کمایا جو اُن کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے۔

### ابن ہبیرہ کا وصولیابی میں تخفیف کرنا

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ اُن سے اتنا روپیہ وصول کر لو جتنا یہ اپنے ذمہ بیان کرتے ہیں۔ جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اُس نے مستاجروں سے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا اُن پر سختیاں کرے، حاجب نے اُن سے سرکاری مطالبات جو اُن پر واجب الادا تھے وصول کر لئے۔

اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضر ی کی امارت میں حج ہوا جو مکہ مدینہ اور طائف کا اس سن میں صوبہ دار

تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا، حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے، اور عبد الملک بن لیلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

## ۱۰۵ھ ہجری کے اہم واقعات

اس ۱۰۵ھ میں جراح بن عبد اللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اُن شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو ماوراء النہر واقع تھے اُن میں سے بعض کو اس نے فتح کر لیا اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلاوطن کر دیا، اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی ۱۰۵ھ میں سعید بن عبد الملک نے رومیوں کا علاقہ میں جہاد کیا ایک ہزار سپاہ کی ایک فوج بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے، مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد فشینہ پر جو سعد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کر لی،

## مسلم بن سعید کی ترکوں کے مقابلہ میں ناکامی

مسلم بن سعید نے بہرام سپیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اُسے فوج کا کمانڈر مقرر کیا اس سن کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس لوٹ آیا ترکوں نے اُس کا تعاقب کیا اور جب اُس کی فوج دریائے بلخ کو عبور کر رہی تھی ابن سعید کو آلیا، اُس وقت بنی تمیم ساقہ لشکر پر تھے عبید اللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا بنی تمیم نے دشمن کی یلغار کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریائے عبور کر لیا۔

## ۱۰۵ھ یزید کا انتقال ہشام کی خلافت مسلم کی فتح

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہو گیا۔ مسلم نے افشین پر چڑھائی کی، افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار مویشیوں پر صلح کر لی اور قلعہ کو مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم ۱۰۵ھ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کر کے اپنے دار الحکومت کو واپس آیا۔ اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل انتقال کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال کی بیان کی ہے اور بعضوں نے چھتیس سال کہے ہیں۔

## یزید کی مدت خلافت

ابی معشر، ہشام بن محمد علی بن محمد کے یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ ہے مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔ ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ھ ہجری ماہ شعبان کے

ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، مقام ارد جو کہ بلقاء میں ہے وہاں اس کی موت وقوع پذیر ہوئی اُس کے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی، ہشام بن عبد الملک اس روز جمص میں تھا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کرو گے، اُس پر کسی اور یہودی نے کہا خدا اُس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا اصل میں اُس کا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا، اور قصبہ ایک مہینے کی مدت کو کہتے ہیں اس طرح اُس نے ایک ماہ کو ایک سال قرار دیا۔

## یزید کے حالات زندگی

یزید بنی امیہ ایک رنگین مزاج نوجوان تھا ایک روز حالت سرور و نشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اُس کے پاس اُس وقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں اڑوں گا اُس پر حبابہ نے کہا اور امت محمدی کو کس پر چھوڑ دو گے جب یزید کا انتقال ہو گیا تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے۔

لَا تَلْمِزْنَا انْ خَشَعْنَا

اَوْ هَمَمْنَا بِالْخُشُوعِ

اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنے کا ہم نے

ارادہ کیا تو ہمیں اس پر ملامت نہ کرو۔

قَدْ لَعِمْرِي بَت لَيْلِي

كَأَخِي الدَّاءِ لَوَجِيعِ

میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اُس مریض کی طرح حالت کرب و

بے

چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثُمَّ بَاتَ الْهَمُّ مَنِي

دُونَ مَنْ لَيْسَ مِنْ صَاحِبِ

پھر چلا گیا درد میری طرف سے

قریب اُس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

لِلَّذِي حَلَّ بِنَا الْيَوْمَ

مِنْ أَمْرِ الْفَضِيحِ

اُس اندو ہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

كَلَّمَا ابْصَرْتُ رُبْعًا

خَالِيًا فَاضَتْ دُمُوعِي

جب بھی میں خالی مکان کو دیکھتی ہیں



میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں ۔

قَدْ خَلَا مِنْ سِدْكَ

ن ل ن غ م ر م ف م ع

ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لئے غیر سود من نہ تھا ۔  
ان اشعار کو پڑھ کر وہ چلاتی امیر المومنیناہ ۔ (یہ شعر کسی انصار کے ہیں)

## یزید کی حبابہ لونڈی سے واری فنگی

یزید سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت میں حج کرنے گیا تھا وہاں اُس نے حبابہ کو جس کا اصل نام عالیہ تھا چار ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہیل بن حنیف سے خریدا ۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اُس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کر دے ۔ یہ دیکھ کر یزید نے حبابہ کو واپس کر دیا اور اُسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا ۔

ایک دن سعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے؟ یزید نے کہا ”ہاں حبابہ“، سعدہ نے ایک شخص کو بھیج کر چار ہزار کے دینار کے عوض حبابہ کو خرید منگوایا اُس نے نہایت آسائش اور راحت پہنچائی جب اُس کے سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لے کر آئی مگر پہلے اُسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لئے باقی ہے؟ یزید نے کہا یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمہیں اپنی خواہش بتادی تھی ۔

اب سعدہ نے پردہ اٹھایا اور کہا لیجئے یہ حبابہ موجود ہے، یہ کہہ کر اُس کے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی ۔ اس بات سے یزید کے دل میں سعدہ کی بڑی وقعت پیدا ہو گئی اور اُسے بہت کچھ انعام و اکرام دیا ۔

سعدہ یزید کی بیوی تھی، اور حضرت عثمان کی اولاد میں تھی ۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا ۔

بَيْنَ التَّرَاقِي وَاللَّهَاءِ حَرَارَةٌ

مَاطِطُ مَنِّ وَمَا تَوَغُّفُ تَرَوُ

(سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے

اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے )

یہ سن کر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اُس نے اُڑ جانا چاہا حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اُس کی حالت خراب ہو گئی یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو؟ اُس نے کچھ جواب نہ دیا تو یزید رو پڑا اور اُس نے یہ شعر پڑھا ۔

لَنْ تَسْلُ عَنْكَ النَّفْسُ أَوْ تَذْهَلُ الْهَوَى

اقبالِ اس تسلو القلب لا بلس جلد  
اگر مجھے تمہارا صبر آجائے یا محبت کم ہو جائے تو اُس کی وجہ یہ ہوگی  
کہ ناامیدی سے دل کو تسلی ہو جائیگی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش  
کرنا چاہتا ہوں۔

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔

کفی حزناً بالهائم الصب ان یری منازل من یهوی معطلة تُفرا  
عاشق فریفتہ کے رنج و غم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے۔  
یزید نے یہ شعر سنا اور پھر یہی اُس کی زبان پر بھی جاری ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا، دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔  
مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی مگر اسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی  
طاری ہے اُس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت  
کرے۔

## خلافت ہشام بن عبد الملک

اسی سال ۱۰۵ھ ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبد الملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی  
عمر میں خلیفہ ہوا۔

## ہشام کی پیدائش

جس سال مصعب بن الزبیر قتل ہوئے یعنی ۲۷ھ ہجری۔ اُسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اُس کی ماں کا نام  
عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم تھا، یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اُس  
سکے لوگوں نے اُس سے منع کر دیا تھا کہ تا وقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبد الملک سے بات نہ کرنا یہ گاؤں تکیوں کو  
دوہرا کر دیتی اور اُن پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی۔ گویا کوئی سواری ہے، لوہان خرید کر اُسے چباتی اُس سے مورتیں  
بناتی اور اُس مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور ان مورتوں کو ان ناموں  
سے پکارتی۔ عبد الملک نے اُسے پاگل ہونے کی وجہ سے اُسے طلاق دے دی۔

## مصعب بن الزبیر کا قتل

اس واقعہ کے بعد عبد الملک مصعب بن الزبیر سے جنگ کرنے گیا اور انھیں قتل کیا، انھیں قتل کرنے کے  
بعد ہی اُسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی، عبد الملک نے اُس کا نام نیک فالی کے طور پر منصور رکھا مگر اُس کی ماں نے اس  
کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا۔ عبد الملک نے اُس کی مخالفت بھی نہ کی ہشام نے ابو الولید، اپنی کنیت قرار دی  
تھی۔

## ہشام کی خلافت پر تقرری

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرے میں تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے، جس مکان میں ہشام اُس وقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خلافت کی انگٹھی یعنی مہر ہشام کے حوالے کی اور خلیفہ کہہ کر اُسے سلام کیا، ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔

اس سال میں بکیر بن ماہان سندہ سے آیا یہ سندہ میں جنید بن عبدالرحمن کا ترجمان تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ چلا آیا، اُس کے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی، یہ ابو عکرمہ صادق مسیرہ، محمد بن حنیس سالم العین اور ابو یحییٰ بنی سلمہ کے آزاد کردہ غلام سے ملا، اُن لوگوں نے اُس سے کہا بنی ہاشم کے لئے جو تحریک کی جا رہی ہے اُس میں تم شریک ہو جاؤ، بکیر نے اُسے قبول کر لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے انھیں لوگوں پر خرچ کر دیا اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اسی اثنا میں مسیرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اسے مسیرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

## امیر حج ابراہیم کی جہالت

اسی سال میں ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل امیر حج تھا۔ نصری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اُس نے عطاء بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں عطاء نے کہا بعد ظہر، ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے یعنی عرفہ کے روز مگر ابراہیم نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا، اور کہا کہ میرے قاصد کے ذریعے عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا، مگر عطاء نے کہا کہ میں نے بعد ظہر خطبہ کیلئے کہا تھا اُس روز اُس واقعہ سے ابراہیم جھینپ گیا، لوگوں نے اُسکے اس فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

## عمر بن ہبیرہ کی معزولی

اسی سال میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدے سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو ماہ شوال میں گورنر مقرر کیا۔

## خالد بن عبداللہ القسری کا والی عراق بننا

عمر بن یزید عمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن خالد بن عبداللہ بھی اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت و فرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا بخدا ایسی جھوٹ بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اُٹھے اُن کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن بھی تھے انھیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمان گو شہید کیا انھیں لوگوں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تاہی ہے۔ جب میں دربار میں واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اُس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا اے بھائی تمہی تم نے میرے دل کی بات کہ دی۔ میں نے تمہاری بات سنی امیر المومنین خالد کو



عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں اب تمھاری خیر نہیں۔ زیاد بن عبد اللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر مقروض ہو گیا۔ ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے سامنے آیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کہ رہنے والے ہو میں نے کہا کہ یمنی ہوں۔ اُس شخص نے میرا نام پوچھا میں نے کہا زیاد بن عبد اللہ بن عبد المدا ان، یہ سن کو اُس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جا کر کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کر دے۔ میں نے پوچھا کہ جناب والا کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں خالد بن عبد اللہ القسیری ہوں، اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمھیں میرے کپڑوں کا رومال اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دیدیں میں اُن سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلایا اور کہہ اے نوجوان اگر کبھی تم میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

### یزید کا خالد کی ولایت کی خوشخبری پہنچانا

غرض کہ جب میں نے اُس کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع دینے کے لئے بھیجا ہے کہ امیر المومنین اُن سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے تمھارے امیر کو روانگی کا حکم دیدیا ہے تو فرط محبت سے کوئی تو مجھے بغل گیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا، جب میں نے اُن کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو کہا کہ امیر نے نیا رومال اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں ضرور لیجئے، بڑی خوشی سے، چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں اور اُس شام کو اُس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے بدن پر نہ تھا اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری کے لئے تھا۔

### یزید کا تذبذب

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے اس خبر سے مجھے ایک فکری دامن گیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا میں آپ کو کچھ فکر مند سا پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں، اس کا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی مقرر ہو گئے ہیں یہاں کچھ میری معاش و روزی ہو گئی ہے جو ذریعہ زندگی ہے، میں اس شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے، اسی ادھیڑ پن میں ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔

میرے دوست نے کہا اچھا ایک بات ہے کیا آپ اُسے منظور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کیا۔ اُس نے کہا یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائے گی۔ اگر تمھیں ناکامی، منہ دیکھنا پڑا تو واپس چلے آنا۔ میں یہ واپس کر دوں گا، میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔

### یزید کا خالد کے دربار میں آنا

کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کیئے اور دربار میں گیا لوگ آنا شروع ہوئے، میں نے اُن سے کوئی سروکار نہ رکھا جب سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام

اُسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنی تعریف کی، خالد نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا میں اپنی جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے وصول ہوئے اس کے بعد میں اُس کے پاس آنے جانے لگا۔

## زیاد کا گورنری کے لئے لکھنا پڑھنا سیکھنا

ایک دن خالد نے مجھ سے پوچھا تمہیں لکھنا آتا ہے؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہارِ تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انسا للہ وانسا الیہ راجعون پڑھا کہنے لگا، افسوس میں جو کچھ تمہارے ساتھ معاملہ چاہتا تھا اس میں سے نو حصے جاتا رہا اب تمہارا ایک حصہ باقی ہے خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمہاری مدتِ العمر کے لئے کفایت کرے گا، میں نے عرض کی کہ کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے، خالد نے کہا تو پھر کیا کرو گے، میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیج دیں جو مجھے لکھنا سکھا دے۔

خالد نے کہا نہیں یہ بات تمہاری شان کے خلاف ہے، میں نے کہا جی نہیں اس میں کیا مضائقہ ہے۔ غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب داں غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیج دیا، اور اب میں ہمہ تن کتابت سیکھنے میں منہمک ہو گیا، البتہ رات ہی کے وقت اس کے پاس آتا تھا پندرہ راتیں گزریں تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آ گیا۔

## زیاد کی رے پر گورنری کا تقرر

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے مجھ سے دریافت کیا، کہو کچھ علم حاصل کیا میں نے کہا جی ہاں جو چاہتا ہوں لکھ لیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ خالد نے گدایلا اٹھایا، وہاں ایک لپیٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو میں نے جو کچھ اس میں تحریر تھا پڑھ دیا۔ یہ اُس کے عامل رے کی تحریری کا خط تھا۔ خالد نے کہا اچھا تم رے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا افسر مالگزاری سے کہا کہ جائزہ دو اُس نے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو، امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مالگزاری مقرر نہیں کیا اور تم ناظم فوج داری اور کو تو الی مقرر ہو کر آئے ہو گے مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو تین لاکھ تمہارے لئے نذرانہ موجود ہے۔

## زیاد کا از خود سبکدوش ہونا

اب میں نے اپنے فرمانِ تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوج داری اور کو تو الی مقرر کیا گیا تھا میں نے کہا میں تو اس توہین کو ہرگز گوارہ نہ کروں گا میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تھا تو میں نے خیال کیا تھا کہ ہر محکمہ میرے ماتحت ہو گا مگر یہاں آکر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مالگزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اُسے اُس کے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ مجھے تین لاکھ دینے کے لئے تیار ہے اُس کے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اُسے قبول کر لو، معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بیوقوف ہو، میں کچھ روز تو وہاں رہا پھر میں نے خالد سے لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں آپ مجھے بلا لیجئے تو خالد نے مجھے بلا لیا جب میں اس کے پاس آ گیا تو اب اُس نے مجھے

اپنے فوج کا حصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

اس سنہ میں مکہ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا، حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ء ہجری میں خراسان و عراق کا والی مقرر کیا اور اس ۱۰۵ء میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

## ۱۰۶ء ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

### ہشام کا اپنا ماموں کو والی مقرر کرنا

اسی سنہ میں ہشام نے مکہ مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل بن الحزومی کو والی مقرر کیا ابراہیم ۷۱ء۔ جمادی الآخر ۱۰۶ء ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔ اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لئے گیا اور حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انھوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سال کے ماہ رجب میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا۔

### امام طاؤس اور حضرت سالم بن عبداللہ کا انتقال

امام طاؤس بھیر بن ریان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمر نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ نے ۱۰۵ء ہجری کے ماہ ذی الحج کے آخر میں انتقال کیا، ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی، قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا قاسم اٹھ کر اس کے پاس آئے ہشام نے اُن کی خیریت مزاج دریافت کی قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں ہشام کہنے لگا بخدا میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمہیں خیریت سے رکھے۔

### ”چار ہزار سال،، نام رکھنے کی وجہ تسمیہ

ہشام نے مدینہ میں جب لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کی جائے اس بنا پر اسی سال کا نام چار ہزاری سال ہو گیا۔ نیز اسی سال میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمعی کو قاضی بنایا۔ پھر انہیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

اسی سال میں مضری، یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بردقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔



## شمالی اور جنوبی عربوں کا باہمی جھگڑا

### مسلم بن سعید کا عمرو بن مسلم سے جنگ چھڑنا

مسلم بن سعید نے جب جہاد کا ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر اُس کے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اُس نے نصر بن سیار، سلیم بن سلیمان بن عبد اللہ بن خازم، بمعان بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابو حفص بن وائل الحنظلی عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواشیہ کو بلخ واپس بھیجا ان سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ اُن لوگوں کو جنہوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کیا ہے میرے پاس روانہ کرو نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے دروازہ کو جلا ڈالا۔ اُس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

### سیاہ کی بھرتی میں رسہ کشی

اب اسی اثنا میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں ٹھہر گیا۔ باشندگان صنعانیان اُس کے پاس آئے مسلمۃ العسقلانی اسمی، اور حسان بن خالد الاسعدی پانچ پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آملے اسی طرح سنان الاعرابی، زرعة بن علقمہ، سلمۃ بن اوس اور حجاج بن ہارون النمری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے آملے، بنی بکر اور بنی ازد بھی بروقان میں بختری کی سربراہی میں جمع ہوئے بختری نے نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا، نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں۔ اب امیر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ کیونکہ انھوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیر المؤمنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے، اس لئے وہ اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر رہا ہے بنی تغلب نے سعید بن مسلم سے کہ دیا کہ تم ہم میں سے ہو اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اُس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا اور چونکہ بنو قتیہ باہلی تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ ہم تغلخی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلخی ہونا پسند نہ کیا تا کہ بنی تغلب زیادہ نہ ہو سکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی معن جو قبیلہ ازد سے تھے یہ باہلہ کہلاتے تھے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی معن کے مجلس میں آکر کہتا تھا کہ اگر تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں جب ایک تغلخی نے اُس کی نسبت تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمہاری حفاظت ضرور کر لوں گا

### عمرو بن مسلم کی شکست

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے ٹھہرے اور خطرہ یقینی ہو گیا۔ تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بن کر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا، نصر واپس جانے لگا مگر عمرو بن مسلم اور بختری کی فوج نے اُس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے ”کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے،“ بنی بکر پریشان ہو گئے مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور

زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے اور اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی مارے گئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحق نامی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

## نصر کا عمرو کو امان دینا

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا عمرو نے اُس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لئے امان حاصل کر لیجئے۔ نصر نے اُسے امان دے دی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جان بخشی کر کے بکیر بن وائل پر اپنا اثر اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لئے تجھے چھوڑ دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے نصر نے اسے امان دیدی اور اس سے زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں، ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اُس نے اس سے بھی انکار کیا اس لئے انھوں نے ساتھ چھوڑ دیا از دی لڑے، انھیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے، نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عباد کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم، بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کو پکڑ لیا نصر نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے، اُن کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا، وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

## عمرو کی شکست کی دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اُس نے شکست دی، اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اُس کے پاس تھا۔ پوچھا کہو بھائی تمیمی تمھاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی یہ بات اُس نے بنی تمیمی کو شکست پر طعن کرنے کے لئے اُس سے پوچھی تھی مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن تمیم کی ایک جماعت کے لئے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے جانوروں کی طرح مار مار کر بھگا رہا ہے اب اُس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو، انھیں بنگا کر دو اور اُن کے پانچاے سرنیوں پر سے کاٹ دو۔ اسی سال مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اُسے خالد بن عبد اللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبد اللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

## مسلم بن سعید کے اس جہاد کے واقعات

مسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا میدان یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں ان لوگوں کی وجہ سے بہت فکر مند ہوں جو ارادنا پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے دیواروں کو پھاندیں گے، اے خداوند تو انھیں سزا دے اور میں بھی انھیں سزا دوں گا میں نے نصر کو حکم دیدیا ہے کہ جس پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اُسے قتل کر ڈالے اور تجھے عمرو بن مسلم اور اُس کے ساتھیوں پر اُس عذاب کی وجہ سے کوئی ترس نہیں آتا جو اللہ اُن پر نازل کرے گا۔

بخارا میں مسلم کو خالد بن عبد اللہ القسری کا خط ملا، جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کر لو۔ مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اس موقع پر ابو الضحاک الرواحی بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جن کا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کر دیا کہ اس سال جو شخص پیچھے رہ جائے گا اُس پر کوئی جرم نہیں، اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

## مسلم سے خاقان کا ٹکراؤ

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ خاقان اُس کے مقابلہ کے لئے بڑھ آیا ہے شمل یا شمیل بن عبد الرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج پکشم خود دیکھا ہے۔ مسلم نے عبد اللہ بن ابی عبد اللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا روانگی کی تیاری کرو صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لے کر کوچ کیا، ایک دن میں تین منزلیں طے کیں اور دوسرے دن پھر روانہ ہوئے وادی سیوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آگیا اور اُس مسلم کے پاس آپہنچا۔

## ترکوں کی کامیابی اور ان کا مسلمانوں کے تعاقب میں جانا

عبد اللہ بن ابی عبد اللہ نے مشہور شہسواروں اور غلاموں کو دشمن کا حملہ روکنے کے لئے اُتار دیا، ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا اور سب کو شہید کر ڈالا۔ اور مسلم کی سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے۔

مسیب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کا مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے غوزک کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔ مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انھیں مسلمانوں کے فرود گاہ سے نکال باہر کیا۔ مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الجمانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہو گیا۔ اٹھ روز برابر چلتے رہے، مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔

جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا، اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم اُس قریب کے پانی پر پڑاؤ ڈالیں گے، اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی پھل وغیرہ توڑنے چلے جائیں گے اور دشمن آپ کے فرود گاہ، کو لوٹ لیجائے گا، مسلم نے سورہ بن الحمر سے پوچھا کہ ابو العلاء تمھاری کیا رائے ہے، سورہ نے کہا جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لئے اتر پڑا۔



## ابن خاقان کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئیں۔ بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جن کی وجہ سے بوجھ پڑ گیا تھا جلاڈالا اس طرح انھوں نے، دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلاڈالا صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کہ آگے مزاحمت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں، سب نے اس حکم کی تعمیل کی، جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں نظر آتی تھیں، پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے، اُس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھرایا اور دوسرے دن دریا کو پار کیا، خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ حمید بن عبد اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں میں زرہ اُن سے نیٹ لوں حمید اُس وقت اگرچہ زخموں سے چور تھا، مگر فوج کے ٹھرتے ہی ترکوں پر جھپٹ پڑا، اہل سغد اور اُن کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لئے گئے، سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے، بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اُس کے گھٹنے پر آ کر لگا، اور اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

## پپاس کے بارے میں مسلمانوں کا برا حال

تمام فوج کو پپاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، عبد الرحمن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھا گلیں پانی سے بھری ہوئی پار کر لیں تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر اُس نے انھیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اُس کے لئے پانی لایا گیا جابر یا حارثہ بن کثیر سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اُس برتن کو اُس کے منہ سے چھین لیا، مسلم نے کہا اُسے چھوڑ دو معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی حدت سے بیتاب ہو کر اُس پانی کو چھینا ہے بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان بخندہ آئے اور ادھر ادھر متفرق ہوئے۔

## خراسان سے مسلم کی معزولی اور عبد الرحمن کی تقرری

اسی اثنا میں دوسوا عبد الرحمن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے اور اسد بن عبد اللہ کی طرف سے عبد الرحمن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا۔ عبد الرحمن نے اُسے مسلم کو پڑھ کر سنایا مسلم نے بے چون و چرا اس کی تعمیل کے لئے امداد کی ظاہر کی۔

عبد الرحمن نے ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمے لگائے، اسحق بن محمد الغدانی نے ”پپاس والے دن میں“، سب سے زیادہ صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔

عبد الرحمن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم شدید، عبد السلام، ابراہیم اور مقداد تھے ان میں سے نعیم اور شدید بڑے ہی جنگجو تھے۔

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انھوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اُن کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے، مگر حوثرہ بن

یزید بن الحسمر بن الحسیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک اُن سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا، پھر نصر بن سیار نے تیس شہسوروں کے ساتھ ترکوں پر اس دلیری سے حملہ کیا کہ انھیں ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحمر کا بھتیجا ہے)

## ابن ہبیرہ کی مسلم کو تقرر کے وقت نصیحتیں

مسلم کو خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمہارے مولیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اُسے اپنا پہرے دار مقرر کرنا۔ کیونکہ پہرے دار تمہاری زبان ہے اور وہ جو کہے گا تمہاری ہی جانب سے سمجھا جائے گا، اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانتداری سے انجام دے، عمال عذر مقرر کرنا، مسلم نے پوچھا عمال عذر کیا ہے، عمرو بن ہبیرہ نے کہا ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اسی کو اُن کا عامل بنا دینا۔ اگر وہ اچھا ثابت ہو تو اُس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور اگر وہ برا ثابت ہو تو اُس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا تم اُس کے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

## مسلم کا ابن ہبیرہ سے توبہ نامی لائق غلام کو طلب کرنا

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید بنی العتیر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیج دیجئے، ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کر دو، عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کے پاس میں بھیج دیا۔

توبہ ایک وجیہ، بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اُسے مسلم کے پاس بھیج دیا، مسلم نے اپنی مہر اُس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو، اسد بن عبد اللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا، جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اُس کے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اُسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمہاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی کہ مجھے ہے، غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا، نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا فوج کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

## جہاد میں عدم شمولیت پر طلاق کی قسم لینا

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے، مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا توبہ کے اور اس خدمت پر جو اور لوگ آئے انھوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کر دی، جب عاصم بن عبد اللہ خراسان آیا تو اُس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اُس کے لئے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم اُن لوگوں میں اس قدر مشہور تھی کہ وہ ایمان توبہ، کے نام سے مشہور ہو گئی۔

## ہشام کی امارت میں حج

اس سال خود ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا۔ ابو الزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھ دیجئے، میں نے انھیں لکھ دیا اور ابو الزناد نے ہشام سے جا کر ملاقات کی۔

## سعید کی ہشام سے ہرزہ سرائی

ابو الزناد لکھتے ہیں کہ اُس روز میں ہشام کے پیچھے سواری میں شریک تھا اتنے میں سعید بن عبد اللہ بن الولید بن عثمان بن عفان ہشام سے آکر ملا، چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لئے سعید بھی سواری سے نیچے اتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اس کے پہلو میں چلنے لگا، اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی آگے بڑھ آیا میں اس کے دوسری طرف چلنے لگا، سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا، میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا، امیر المومنین، اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کے خاندان پر اپنا انعام و کرام کرتا رہا ہے اور خلیفہ مظلوم کی مدد کرتا رہا ہے، ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المومنین کے خاندان والے ابو تراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں اس لئے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس مقدس جگہ میں اُن پر لعنت بھیجیں،، یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا کسی پر لعنت بھیجنے نہیں آئے، بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں،

پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبد اللہ بن ذکوان جس معاملہ کے تعلق میں تمہیں لکھا تھا اسے پورا کر دیا میں نے کہا جی ہاں۔ چونکہ میں نے سعید کے اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقع پر سعید کو بہت شاق گزری چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے جھینپ جاتا۔

## ابراہیم کا ہشام سے سابق خلق کی شکایت کرنا

اسی سال میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوتا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اس بیت اللہ اور اس شہر کی جس کی تعظیم کے لئے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے مجھے واپس دیدیں، ہشام نے پوچھا کیا؟ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیر المومنین عبد الملک کے زمانہ میں کیوں درخواست نہ کی ابراہیم نے کہا بخدا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، ہشام نے کہا ولید بن عبد الملک سے درخواست کرنا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ ظلم کیا ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ نا انصافی کی، ہشام نے کہا عمر بن عبد العزیز سے کہا ہوتا۔ ابراہیم نے کہا اللہ اُن پر اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انھوں نے میرا مکان مجھے واپس دیدیا تھا ہشام نے کہا یزید بن عبد الملک سے کیوں نا کہا، ابراہیم نے کہا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد پھر مجھ سے چھین لیا اور اب وہ تمہارے قبضہ میں ہے ہشام نے کہا بخدا اگر تمہیں مارا جاتا تو میں ضرور تمہیں مار دیتا، ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا، ابرش اُس کے پیچھے تھا ہشام نے اُس سے پوچھا کہو ابو مجاشع یہ زبان تمہیں ایسی معلوم ہوئی



ابو مجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے، ہشام نے کہا یہ قریش ہیں اور یہ اُن کی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہے گی، میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

## خالد بن عبد اللہ القسری کی گورنری کا تقرر

اس سن میں خالد بن عبد اللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا۔ اور اُس نے اپنے بھائی اسد بن عبد اللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اسد جب خراسان آیا تو اُس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا، جب عبور کرنے کے لئے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید اسمیٰ الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اُسے روکا اسد نے اُس سے کہا کہ مجھے دریا پار کرادو، اشہب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے اسد نے کہا آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد لالچ دلا کر کام نکالو مگر پھر بھی انکار ہی کیا اب اسد نے کہا میں امیر ہوں، اشہب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کر لیں گے۔

اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اُس کی گھائی پر آ کر ٹھہر گیا۔

## ہانی کا اسد کے استقبال کے لئے جلوس میں پہنچنا

ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مالگزاری کا فسر اعلیٰ تھا۔ لوگوں کو لے کر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اُس کے سامنے آئی، لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد اعلیٰ حجر (شیر پتھر پر بیٹھا ہے)، یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اُس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجئے تاکہ ہم آپ کا اُسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں اسد نے کہا میں امیر ہو کر آیا ہوں پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا، اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلوس میں چلنا چاہے اسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ درہم دیئے جائیں گے جو میری آستین میں ہیں، اسد اپنے استقبال کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔ بہر حال اب باقائدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبد الرحمن بن نعیم کی سپہ سالاری کے حکم تقرر کو دے کر روانہ کیا یہ دونوں شخص عبد الرحمن بن نعیم کے پاس جو اُس وقت وادی آفشین میں مسلمانوں کی فوج کے پہلے حصہ پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے اور اہل کوفہ تھے۔ ان دونوں نے لوگوں سے عبد الرحمن کو پوچھا انھوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں یہ دونوں اُس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر اُسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے عبد الرحمن نے خط پڑھا اُس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لا کر دیا مسلم نے کہا بغیر کسی چوہ چرا کے تعمیل کے لئے تیار ہوں۔

جب اس رد و بدل کی خبر عام ہوئی تو عمر بن ہلال السدوسی یا تیمی نے آ کر مسلم کو دو کوڑے اُس زیادتی کی وجہ سے جو اُس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی مارے، اور حسین بن عثمان بن بشر بن مختضر نے اُسے گالیاں دیں، مگر عبد الرحمن بن نعیم اُن کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انھیں ڈانٹا اُن پر سختی کی اور حکم دیا کہ انھیں میرے سامنے نکال دو چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گئے اب عبد الرحمن تمام فوج کو لیکر واپس ہوا اور مسلم

بھی اُس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا، اسد سمرقند سے مرو آیا، ہانی کو معزول کر کے اُس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العرطہ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا، عامل مقرر کیا حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اُس کے پاس آئی، یعقوب بن القعقاع اُس وقت خراسان کے قاضی تھے حسن اپنی بیوی کو لینے کے لئے شہر سے باہر گیا اُسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آگئے ہیں، ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی حسن نے سن کر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے اُن پر جارحانہ کاروائی کی اُن کے شہروں پر قبضہ کر لیا انھیں غلام بنایا مگر باوجود اس کے بخدا میں تمھیں اُن سے قریب کروں گا، اور تمھارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو اُن کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملا دوں گا۔

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا، مگر اُس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق و ذوق سے جلدی جلدی گیا۔ مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اس قدر دیر لگا دی کہ وہ اپنا کام کر کے چلے گئے، حسن کو بھی اس کا نا پھوسی کی خبر ہوئی، لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور مجھ پر عیب لگاتے ہو، اے اللہ تو ان کا نام و نشان مٹا دے اُن کی موتوں کو جلدی مجھ پر بھیج دے، اُن پر مصیبت و تنگی نازل کر دے، اور خوشی اور فارغ البالی کو اُن سے اٹھالے یہ تقریر سن کر لوگوں نے دل ہی دل میں اُسے خوب گالیاں دیں۔

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اُس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اُس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی اور بول نہ سکا کہنے لگا من یطع اللہ ورسولہ فقد ضل جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہو گئی اور ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکل سکا، جب منبر سے اتر آیا تو اُس نے یہ شعر پڑھا۔

وان لم اکن فیکم خطیباً فانی

بسیفی اذ جدا الو غال خطیب

(ترجمہ) اگر میں تمھارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے کیا پروا ہے کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں۔

اس پر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

اسی سن میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام الحزومی عراق و خراسان کا ناظم و اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسیری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لئے خالد کی طرف سے عقبہ بن عبدالاعلیٰ امام مقرر تھے مالک بن المنذر بن الجارود کو تو ال تھا۔ شامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے، اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

## ۱۰۷ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی ثناء میں عباد الرعیٰنی خارجی نے یمن کی طرف خروج کیا، یوسف بن عمر نے اُسے اور اُس کے تین ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لئے روانہ ہوا، میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا، معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرص آیا۔ اُس کے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جس کی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا یہ جمعیت ۱۰۷ ہجری میں باقاعدہ جس کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تھیں شام آئی اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لئے گئے اور نصف وہیں رہے۔ مسلم بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔

اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا نیز اسی سال بکیر بن ماہان نے ابو عکرمہ، ابو محمد الصادق۔ محمد بن حنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرف داروں کے ساتھ جن کے ہمراہ زیادہ ولید الارزق کا ماموں بھی تھا، اپنے اغراض کی اشاعت و تبلیغ کے لئے خراسان بھیجا، بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے اُن کی چغلی کھائی، ابو عکرمہ بن محمد بن حنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہو کر اسد کے پاس لائے گئے البتہ عمار بچ کر نکل گیا، جو لوگ اُس کے قبضہ میں آ گئے اسد نے اُن کے دست و پا کو قطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا، عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا ساری سرگزشت سنائی، بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کے لئے ہیں جس نے تمہاری خبر اور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائیں گے۔

اسی سنہ میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اُس کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کی کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اُسے قید کیا، مسلم عراق آ گیا ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم نے اُسے ایسا کرنے سے وک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمینی ہمارے متعلق اُس سے زیادہ چھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم اُن کی متعلق رکھتے ہیں۔

اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غر شستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا نمرون نے اُس سے صلح کر لی اور اُسی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا یہاں کے باشندے آج تک یمینوں کے موالی ہیں۔

نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے، جہاد کیا۔

## اس مہم کی تفصیل

جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو وہاں کے باشندوں نے اپنے تمام مال و متاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈال دیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا اسد نے صندوق بنوائے اور اُن میں آدمیوں کو بٹھا کر رستوں کے ذریعے نیچے اتروایا۔ یہ لوگ جس قدر مال و متاع نکال سکے نکال لائے۔

اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کر دیا اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انہیں بلخ میں مکانات بنوائے اور جن کے نہ تھے ان کے بھی بنوائے اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصوں پر تقسیم



کر کے ہر حصہ کو علیحدہ علیحدہ بسادے مگر اُس کے ہم نشینوں نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس طرح اُن میں دھڑے بندی ہو جائیگی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے اس بنا پر اسد نے ان سب کو اکٹھا کر کے بسادیا، شہر کی تعمیر کے لئے اسد نے معمار مزدور مقرر کر دئے ہر پرگنہ پر اُس کے محاصل کے اعتبار سے اُن کے اخراجات کا بار ڈال دیا، اور برمک خالد بن برمک کے باپ کو شہر کی تعمیر کا انجینئر مقرر کر دیا۔

بروقان میں زیادہ تر امر اور روسہ بودو باش رکھتے تھے اس کے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا، اور بلخ اور نو بہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔

اسی سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سال گزشتہ میں تھے جن کا ذکر ایک سو چھ ہجری کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

## ۱۰۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال مسلمۃ بن عبد الملک نے جہاد کیا اور میوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ سے متصل واقع ہے جا پہنچا اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کر دیا۔

نیز اسی سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور میوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔ اسی سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبد اللہ سے ان لوگوں کی چغلی کی، اسد نے عمار کو پکڑ کر اُس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے البتہ اُس کے ساتھی بچ کر نکل آئے۔ اور بکیر بن ماہان سے آکر تمام ماجرا سنایا، بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھ بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرف داروں کو بچایا۔

اسی سال دالوق میں آگ لگی جس سے تمام چراگاہ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔

نیز اسی سال اسد بن عبد اللہ نے نخل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آیا۔ مگر اسد قواریان کی طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی پار کر آیا تھا، اس لئے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور اُن کا سخت نقصان کیا اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی

(ترجمہ) تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا۔

اگرچہ سبل اس وقت خاقان سے برسر پیکار تھا مگر خاقان نے اُس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

واپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ ورہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے، اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھادئے اور ایک تاریک رات میں سرخ ورہ کی طرف روانہ ہوا فوج نے تکبیر کہنا شروع کی، اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا، اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا

سامنا کیا اور نہ ترکوں نے اُسے چھیڑا، غرض کہ اسد تو بلخ آگیا اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے، ترکوں سے اُن کا مقابلہ ہوا، ایک دن تو وہ اُن سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے اثناء جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آکر میدان جنگ میں نیزہ گاڑہ کر کھڑا ہو گیا، ایک سبز کپڑا اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا اُس کا امتیاز ظاہر تھا، سلم بن احوز نصر بن سيار کے پاس کھڑا ہوا تھا، سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے، نصر نے کہا تمھاری مرضی۔ سلم نے اُس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اُس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا، مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آ رہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا، سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لئے نکلا، دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیئے، سلم نے اُسے قتل کر ڈالا، پھر خود بھی زخمی واپس آیا، اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں، چنانچہ نصر بڑھا، دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا، اور اپنی جگہ ٹھہر گیا، اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارے اس کارنامے سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اُسے کبھی خوش نہ کرے سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے، اتنے میں ہی اسد کا قاصد اُن کے پاس آیا وہ کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ میں صبح سے تمھاری کاروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا ”اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے“، اُس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا، مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اُن کے شہروں پر تسلط جمالیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سا مال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰ھ میں نخل سے شکست کھا کر واپس آیا جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے۔

از ختلان آمدی برو تبا آمدی

بیدل فراز آمدی

اُس نخل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لئے بھیجے اور کہا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا، جب غلام انھیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انھیں صرف ابن اشخیر خریدے گا یہ اُس وقت بیرونی چوکی میں تھا، شام کے وقت ابن اشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے بکتے دیکھ کر انھیں فوراً پانسو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آکر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔

ابن اشخیر اصل میں عثمان بن عبد اللہ بن اشخیر ہے جو مطرف بن عبد اللہ بن اشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا اور نیز اسی سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو سال گزشتہ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

## ۱۰۹ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

### عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد

اسی سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے اُن کے ایک قلعہ طیبہ نام کو تباہ برباد کیا، اس کے ساتھ جو اہل انطاکیہ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آئے۔

### عمر بن یزید الاسیدی کا قتل

اسی سال مالک بن الممذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسید کو قتل کر ڈالا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا، اُس کا رگزاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ عراق کا جوان مرد ہے یہ بات خالد کو بہت ناگوار بُری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن الممذر کو قوال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کی بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا تاکہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اُسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا، ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبید اللہ بن عامر کا تذکرہ کیا مالک نے اُس کے خلاف کوئی بات کہی، عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اُس پر سختیاں کرنا شروع کر دیں، کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

### اسد بن عبداللہ کی برطرفی

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا، نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا اس کا روائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں فریق بندی ہو گئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمن بن صبح کے پاس لے چلو، عبدالرحمن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا، اس ازدی نے عبدالرحمن سے جا کر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری، ہمارا بھائی، معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے ہیں آپ کی ملاقات کے غرض سے حاضر ہوا۔

ان تنفقص الازد حلفاً کان اکدہ  
فی سالف الدھر عیاد و مسعود  
ومالک و سویذ اکداه معا  
لما تجرڈ فیہا ای تجرید  
حتی تنادواناک اللہ ضاحیہ  
وفی الجلود من الیقاع قصید



(ترجمہ) اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گزشتہ زمانہ میں عباد اور معد نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی، تو اُس میں کسی قسم کی خرابی وغیرہ نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اُنھیں، خدا انھیں رسوا کرے اس حال میں کہ اُن کی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں۔  
یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ اشعار کہے ہیں:

الاذاخوتنا وهم حلفاؤھا  
ما بیننا کث ولا تبدیل

(ترجمہ) بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں، نہ ہمارے درمیان بد

عہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی۔

عبدالرحمن نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابوالبرید خاندان علیا بن شیبان بن ذہل بن تعلقہ سے تھا۔

### اسد بن عبد اللہ کا مضریوں پر جبر و تشدد

اسد نے نصر بن سہار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں اُن کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن اُس نے خطبہ میں کہا، خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے، یہ چہرے فتنہ پروروں، منافقوں، اور مفسدوں کے ہیں تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے اے اللہ تو مجھے مزر بوم اور وطن کو پہنچا دے، اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑ بڑائے اُسے ذلیل کر دے امیر المؤمنین میرے ماموں ہیں، خالد بن عبد اللہ میرا بھائی ہے، اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمینی تلواریں ہیں یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اُس کی ملاقات کے لئے آنے شروع ہوئے، ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اُسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سہار، عبدالرحمن بن نعیم العامری، سورہ بن الحر الابانی، ابان بن دارم، اور سختی بن ابی درہم از قبیلہ بنی الحارث بن حباد کا ذکر تھا۔ اسد نے انھیں سامنے بلایا اور انھیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے رہے، کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا اور عرض کی کہ جناب والا کہ لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں، بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے، مگر اسد نے ان کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے چنانچہ اُن کے کپڑے اُتار لئے گئے، اور اُس نے عبدالرحمن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا، ان کا پیٹ بہت بڑا تھا مگر سرین بہت دبلے تھے۔ جب اُن پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور اُن کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی، یہ دیکھ کر اُس کا ایک عزیز ایک ہری چادر لے کر اُٹھا اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دیدے تو یہیں ازار پہنا دے، اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دیدی، وہ شخص اُس کے قریب پہنچا، اُسے ازار پہنا دی، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو ثمیلہ نے اُسے ازار پہنائی اُس سے یہ بھی کہا ابو زہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ صرف تا دیا ایسا کر رہے ہیں۔

## تمیس بن حمان کی طلبی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے ان لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں پر پٹوایا جب اُن کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تمیس بن حمان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اُسے بھی پٹوائے حالانکہ اس سے پہلے وہ اُسے پٹوایا تھا کسی نے کہا کہ یہ تمیس بن حمان موجود ہیں اور جناب والا حال ہی میں اُسے پٹوا چکے ہیں، تمیس بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حجر بن خنیق بن حمان بن کعب بن سعد ہے۔

## نضر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی عراق روانگی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے اُن کے سر منڈوا ڈالے انھیں عبد ربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسیٰ بن ابی بریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیج دیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے بال اُگ آتے انھیں فوراً

منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نضر بن سیار کو پٹواتا، بختری کی یہ خواہش اس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہوا تھا بنو تمیم نے نضر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑالیں مگر نضر نے اُن کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت برا بھلا کہا اور کہنا لگا کہ اُس نے اُن کے سروں کو کیوں نہ بھیج دیا۔

## اسد بن عبد اللہ کا اہل بلخ سے خطاب

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا اُس میں کہا تھا،

اے بلخ والو تم نے میرا نام زراغ رکھا ہے بخدا میں تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دوں گا، مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اُس کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا، اور فریق بندی ہو گئی تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کر دو، چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا، اور اسد خالد سے حج کی اجازت لے کر ماہ رمضان ۱۰۹ھ ہجری میں عراق آ گیا، اُس کے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے حسن نے حکم بن عوانتہ الکلسی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا، حکم نے موسم گرما کی مہم توتیار کی مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

## زیاد ابو محمد داعی بنی عباس

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبد اللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کی طرف دعوت دو، اہل یمن میں جا کر قیام پزیر ہونا، اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش

آنا، اور ابرشہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان انخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لے کر خراسان کے باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

## زیاد اور غالب میں مباحثہ

بہر حال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لئے تحریک و دعوت شروع کر دی بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثنا میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا، غالب بنی فاطمہ کی فضیلت بیان کرتا تھا اور زیاد بنی العباس کی، نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا زیاد نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا، اہل مرو میں سے یحییٰ بن وعلیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اُس سے ملنے آیا کرتے تھے، زیاد سویدا الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آکر قیام پزیر ہوا تھا

## زیاد ابو محمد کی طلبی

اسی زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا، جب اُسے زیاد کی کاروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اسد بن عبد اللہ کو اس کی اطلاع دی، اسد نے زیاد کو بلایا زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں، اسد نے کہا میں نے تمہیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں۔

## زیاد اور اس کے ساتھیوں کا قتل

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمہارے متعلق یہ باتیں سنیں ہیں، تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے، میں تجارت کے غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائیگی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ، زیاد اسد کے پاس سے واپس آ گیا اور پھر اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا، یہ رنگ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے، یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تدارک کیجئے، اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا، کیا میں نے تمہیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی بھی خدشہ کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دیں، اسد نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کے تمام ساتھیوں کو قتل کا حکم دیدیا اُس پر ابو موسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنا دیا ہے غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دئے گئے اُس روز صرف دوڑ کے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے باقی لوگوں کو بھی قتل کا حکم دیدیا تھا وہ مقام کسانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔



## زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی کمر کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں، زیاد دو کے درمیان لٹا دیا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اچٹ گئی بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا، اسد نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی ابو یعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا، تماشاخیوں کا اژدحام تھا ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا، تلوار اچٹ گئی مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے براءت دے تعلق کا اقرار کرو تو چھوڑ دئے جاؤ گے، مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا، البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا، مگر ان دو میں سے ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اُس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی تھا آیا، اسد نے اُسے دیکھ کر کہا یہ تو ہمارا کل کا قیدی معلوم ہوتا ہے؟ اُس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجئے، لوگ اُس کی تشہیر کے لئے بازار میں لائے یہ شخص کہتا جاتا تھا ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب اسلام ہمارا مذہب، اور محمد ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن مار دی، یہ واقعہ یوم اضحیٰ سے چار دن پہلے کا ہے۔

## کثیر کو فی اور خد اش

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا ابو النجم کے پاس آکر اترا، زیاد کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے یہ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا، کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا اب خد اش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اُس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کہ بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصل نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خد اش ہو گیا اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شداد الرجمی کو ثابت قطنہ کے بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کی جھوکی۔

## خراسان کی حکومت کے لئے اشرس بن عبد اللہ کا تقرر

اس سال ہشام نے اشرس بن عبد اللہ السلمی کو خراسان کا والی کیا اسد بن عبد اللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا اُسے حکم دیا کہ تم خالد بن عبد اللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو، اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا لوگ اُس کی فضیلت کی وجہ سے اُسے کامل کہتے تھے، وہ خراسان آیا تو لوگ اُس کی آمد سے بہت خوش ہوئے اُس نے عمیرہ ابو امیہ الیشکری کو کو تو ال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اُس کی جگہ مقرر کیا ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انھیں قضاء کا کچھ علم نہ تھا اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا، مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لئے پیش کیا، اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا، یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے، سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں

عبدالملک بن وثار الباہلی کو ان پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

## اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے خوشی کے مارے نعرہ تکبیر بلند کیا، جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا، حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں، اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھئے، چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکنے یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے، اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں، اشرس نے کہا حیان، میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو پیش کر دوں۔ پھر وہ ٹھہر گیا، اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

## یحییٰ بن حصین کا بیان

یحییٰ بن حصین کہتے ہیں کہ اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے ”تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آ رہا ہے جو سخت سینہ والا کمزور جثہ اور نامبارک ہے، میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا دوسری رات پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو کر آیا ہے جو سخت سینہ والا (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم نامسعود اپنی قوم سے خیانت کرنے والا، شقرا ہے۔

لقد ضاع جيش كان سقرا ميرهم

فهل من تلاف قبل دوس القبائل

فان صرفت عنهم به فلعله

والا يكونوا من احاديث قائل

(ترجمہ) سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہو گئی جس کا سردار شکرا ہو کیا قبائل

کے پائمال ہونے سے پہلے اُس کی تلافی ہو سکتی ہے، اگر یہ اُس کی

سرداری سے ہٹا دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے، ورنہ یہ سب کے سب اس

طرح تباہ ہو جائیں گے بس ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا

خراسان میں لوگ اشرس کو شکرا کہا کرتے تھے۔

## امیر حج ابراہیم بن ہشام

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، اس سال ابراہیم نے مقام منامیہ میں یوم النحر کے دوسرے دن ظہر کے بعد خطبہ دیا اور کہا میں ابن الولید ہوں جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے، اس پر عراق کے ایک شخص نے اس پر سوال پوچھا فرمائیے قربانی واجب ہے یا نہیں، ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا، بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا، خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ انصاری

## ۱۱۰ھ ہجری کے اہم واقعات

### مسلم بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ

اس سال مسلم بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا، بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا، یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا، ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکالیف اٹھانا پڑی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی اُس نے واپس کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے مسجد میں ذی القرنین کی راہ اختیار کی، اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی صمالمہ فتح کیا۔

### اہل سمرقند ماورالنہر کو دعوت اسلام

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفری امیر الجحیر نے موسم گرما میں جہاد کیا۔ اور اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور ماورالنہر کو دعوت اسلام دی اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جزیہ موقوف کر دیا جائیگا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی اُن پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اس کا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے بغاوت برپا کر دی۔

### ابوالصید اصالح بن طریف

اشرس نے اپنے زمانہ حکومت خراسان میں مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لئے ماورالنہر بھیج دوں۔ لوگوں نے ابوالصیداء سے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا اس کی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران امیہی اُن کے ساتھ گئے ابوالصیدہ نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا اُس سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کیونکہ خراسان خراج ہر شخص پر مشتمل ہے، اشرس نے یہ بات مان لی، ابوالصیداء نے مزید اختیار کے لئے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں کام کے لئے جاتا ہوں۔ اگر اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری مدد کرنا۔ سب نے اُس کے ساتھ عہد و پیمان کیا۔ ابوالصیداء، سمرقند روانہ ہوئے، حسن بن ابی عمر طتہ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

### اہل سمرقند کا قبول اسلام

ابوالصیداء نے باشندگان سمرقند اور اس کے مضافات کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائیگا، لوگ جو قدر جوق آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، یہ رنگ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہو گئی ہے، اشرس نے ابن ابی العمر طتہ کو لکھا کہ خراج وصول یا بی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ



سغد اور اُن جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں، تم دیکھو، جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض کو بجالاتا ہو، اُس کے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو۔ اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اُس کا خراج معاف کر دیا جائے، اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو محکمہ مالگزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اُسکی جگہ مقرر کیا۔ نیز اشحید کو اس کی مددگاری پر متعین کیا ابن ابی العمرطہ نے ابولصیادار سے کہا کہ اب مالگزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا لہذا آپ اب ہانی اور اشحید سے اس معاملہ میں گفت و شنید کریں، ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نو مسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھا بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انھوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں، ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے۔ سارے باشندے تو مسلمان ہو گئے۔

## نو مسلموں سے خراج کا مطالبہ

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا اُن سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ نو مسلموں پر پھر جزیہ عاید کیا گیا۔ انھوں نے دینے سے انکار کیا اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابوالصیداء ربیع بن عمران التمیمی، قاسم الشیبانی، ابوفاطمہ الازدی، بشر بن جرموز الصمی، خالد بن عبداللہ الخوی، بشر بن زہور الازدی، عامر بن قشیر یا بشیر الجندی۔ بیان العنبری اور اسمعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے اُن کے ساتھ جا شریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو فوج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ مجشر بن مزہم المسلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی کو اُس کا مددگار بنایا۔

## ابو صیدا کی گرفتاری

مجشر نے سمرقند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آکر ملیں اور اپنے ساتھ دوسرے ساتھیوں کو بھی لائیے، ابوالصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے مجشر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابوالصیداء نے کہا کہ تم نے بد عہدی کی اور جو قول کیا اُس سے پھر گئے۔ ہانی کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بد عہدی نہیں کہا جاسکتا۔ ہانی نے ابوالصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے پاس ہی قید رکھا۔ جب ابوالصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیئے گئے تو اُن کے ساتھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے ہانی سے لڑنے کے لئے ابوفاطمہ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا زرا ابھی ٹھہرے رہو، میں اشرس کو لکھتا ہوں، اُن کی رائے معلوم ہو جانے دو جیسا وہ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ ان لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا، جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے، سنتے ہی ابوالصیداء کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب اُن کی طاقت بہت کمزور ہو گئی، جتنے ان میں سربراہ آوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لئے گئے۔ اور انھیں مرو بھیج دیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔

## عجمی سرداروں کی توہین

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوفہ کے آذاذ غلام کو بھی شریک افسر مالگزاری

مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مالگزار کے عہدیداروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں، بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی۔ مجشتر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا، یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے اُن کے کپڑے پھاڑ دئے گئے اُن کے عمامے اُن کی گردنوں میں ڈالے گئے یہاں تک کہ نو مسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہو گئے اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

## نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک

ثابت اسی طرح عرصہ دراز تک قید میں پڑا رہا، جب نصر بن سیار مجشتر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اُس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیشی کی نگرانی میں اشرس کے بھیج دیا، اشرس نے اُسے اپنے پاس قید کر دیا چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا اس کے ساتھ ملاطفت عطاوت برتی تھی اس لئے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصید بھی کہا۔

## اشرس کی آمل میں آمد

اشرس جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ آمل آیا یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا اہل سغد اہل بخارا جن کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے کفار نے قطن کا اُس کی خندق میں ہی محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا ہے کہ زمینیں کھول کر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ انھوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانوروں کھلے بندوں چر رہے تھے انھیں لوٹ کر لے گئے، اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اس جماعت نے ترکوں کا تعاقب کیا آمل میں اُن سے جاڑے اور جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے اُسے چھڑا لائے۔ جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا کو عبور کر کے اُن پر آئے۔ اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کہ اس پار قطن بن قتیبہ سے آ ملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا، ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا یہ بھی اُن سے لڑ پڑے بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے۔ مسعود شکست کھا کر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

## اشرس اور ترکوں کی جنگ

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا مسلمانوں نے حملہ کیا ترکوں نے بھی معرکہ جدال و قتال گرم کر دیا، مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مگر انھوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی اور مردانگی سے لڑے کہ دشمن کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اُس نے شکست کھائی۔

## مجاہدین پر پیاس کی شدت اور ان کی ہلاکت

اشرس مسلمانوں کو لے کر بیکند پہنچا ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کر دیا، اُس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی، دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا پیاس نے بیتاب کر دیا۔ مجبوراً اُس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا، دشمن نے اُن کی مزاحمت کی۔ یہ اُن سے نبرد آزما ہو گئے، مگر پیاس کی اس قدر شدت بڑھی کہ اُس کی تاب نہ لاسکے سات سو جاں بحق ہو گئے اور اُن میں لڑنے کی سکت نہ رہی رہا ب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے، ضرار بن حصین تھک کر اس قدر چور ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سرتج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاس سے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقیبی بن باعث اجر عظیم ہے۔ یہ کہتے ہی حارث بن سرتج، قطن بن قتیبہ، اسحق بن محمد و کعب کا بھتیجا، بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹا دیا، تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے سب نے سیر ہو کر خود بھی پیاس اور جانوروں کو بھی پلایا۔

## ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ

ثابت قطنہ کا عبد الملک بن وثار الباہلی کے پاس گزر ہوا، ثابت نے اُس سے کہا کہ ابو عبد الملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبد الملک نے کہا کہ اتنی دیر ٹھرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگا لوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبد الملک ان کاموں سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے، ثابت نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول و طریق کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں، ثابت نے مسلمانوں کو مرنے مارنے کے لئے جوش دلایا، سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا، نہایت شدید جنگ ہوئی اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صحر بن مسلم بن النعمان العہدی، عبد الملک بن وثار الباہلی، وجیہہ النحر اسانی، عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا، مگر قطن بن قتیبہ اور اسحق بن محمد بن حسان نے بنی تمیم و قیس کے کچھ سواروں کو ایک جگہ جمع کیا، اُن سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا۔ اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، ترکوں نے بھی مقابلہ کیا، مگر مسلمانوں نے انھیں شکست دی اور اُن سے میدان کو صاف کر دیا، اور انھیں قتل کرتے ہوئے اُن پر چڑھ بیٹھے، پردہ شب نے آکر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا، دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آکر اُن کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

## وجیہہ البنانی کا بیان

وجیہہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقع بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا مسلمانوں میں بہت سے آدمی شہید ہو گئے میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا، جب میں پڑا ہوا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے، ترک میرے پاس بھی پہنچے اُن میں سے ایک



شخص نے کہا کہ اسے ابھی قتل مت کرو، کیونکہ ابھی اُسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے اور اس کی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا، اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کر لیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے۔

## وجیہہ البنانی کی شہادت

حج کے بعد یہ شخص پھر واپس خراسان چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا، دازع بن فائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گزرا میں نے اُن سے پوچھا ابو اسما آج آپ کی صبح کیسے ہوئی، اُس نے جواب دیا کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی اے اللہ تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے، یہ کہہ کر وجیہہ عام فوج میں جا ملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا اور اُن کی تلوار ایک چادر میں لپیٹی ہوئی تھی اس حالت میں جا کر شہید ہوا، بشیم بن المنخل العبدی بھی شہید ہوا۔

## ثابت قطنہ کی شہادت

جب اشرس اور ترکوں میں میں باقائدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی ”اے خداوند میں گزشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا، آج کی شب تو مجھے اپنا مہمان بنالے، بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی امیہ مجھے فولادنی بیڑیوں میں قید دیکھیں، اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اُس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اُس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا، ایک تیرا اُس کے گھوڑے کو لگا، گھوڑا اچھلا الف ہو گیا، ثابت نے اُسے مار کر آگے بڑھایا، اب خود ثابت پر تلوار کا وار پڑا اور وہ زخمی میدان جنگ سے اُٹھایا گیا، جب میدان میں پڑا ہوا تھا تو کہہ رہا تھا اے خداوند آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تا آج شام کو تیرہ مہمان ہوں تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجئے گا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کیے، چونکہ یہاں انھیں پانی دستیاب نہ ہوا اس لئے دوسری صبح وہاں سے کوچ کر دیا جب رئیس بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اُس کے سامنے آئے انھوں نے مسلمانوں کی رہائش گاہ کا احاطہ کر لیا، غبار کا ایک طوفان اُٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

## غوزک کی علیحدگی

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی روسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہو گئی تھی، اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہو گیا، حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر اسی واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اُس کے پاس ایک آدمی بھیجا اُس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آ رہا ہے غوزک ترکوں سے جا ملا۔

## غوزک کی علیحدگی کی وجہ

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اُس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا۔ اس لئے اُس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوا لیا۔ غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہیں کر سکوں اس لئے تم اُس کا مطالبہ نہ کرو، مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیج دو، اُس پر غوزک نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

## اشرس کا بوادرہ میں قیام

اُس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا، اور عمیرہ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمہ مال گزاری کا افسر تھا، اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے، عمیرہ اُن لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔ قریش بن ابی بنیمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے، اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا، اس وقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فردکش ہوا پھر اسی مقام سے ہٹ کے اُس گھاٹی کی طرف جسے بوادرہ کہا جاتا ہے چلا گیا سیابہ یا شبابہ قیس بن عبد اللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں کے ساتھ آ کر مل گیا۔ جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے۔

## سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں خصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے، سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گزرے گا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اُس کے سامنے آئیے، جب وہ آپ کی مستعدی اور ساز و سامان کو دیکھے گا۔ تو اُسے آپ پر فتح حاصل کرنے کی توقع جاتی رہے گے، اس پر کسی مسلمان نے کہا اس کی ضمانت لے لیجئے کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے ہم اس کی خیر خواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا صبح کو خاقان اُن کی طرف ف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اُس کا قصد بخارا جانے کا ہے بخارا جانے والا راستہ لے لیا، مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اتر پڑا، اور حملہ کے لئے تیار ہو گیا، مسلمانوں کو اُس کی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی۔ عین اس وقت جب کہ ترکوں نے بھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور حملہ کر نیکا ارادہ کر رہے تھے کہ مسلمان اس ٹیلے پر چڑھے وہاں جا کر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے جس میں اہل فرغانہ طار بند افشینہ، سف اور بخارا کے روسا شامل ہیں۔

## ترکوں کا مجاہدین پر حملہ

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو گیا، قلیب بن قتانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لے جاؤ یہ ظاہر کرنے کہ کے لئے گویا تم انھیں پانی پلانے لے جا رہے ہو جب وہاں پہنچ کر اُن کی جھولیں اتار دو تو شہر کے راستہ پر پڑ جانا یہ سنتے ہی یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اس طرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہو رہے ہیں مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گزار مواقع میں حملہ کر دیا مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے اس لئے وہ ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جالمایا اور مہلب نامی ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساقہ فوج میں تھا شہید کر ڈالا۔ ترک اُن سے لڑے اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے، اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی، ایک عرب نے ایک سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے اُن کے منہ پر پھینکا جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین اور مجروحین سے دور چلے گئے شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے، عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔

## خسرو بن یزدجرد کی پیش کش

خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، یہ میں ہوں جو خاقان کو اس لئے لایا ہوں کہ تاکہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمہارے لئے اُس سے وعدہ امان حاصل کر لوں۔ مگر عربوں نے اُسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

## بازغری کی سفارت

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا، یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا خاقان اُس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے اعزائیں سے بھی دو شخص تھے۔ اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجئے تاکہ میں قریب آ کر وہ پیام سناؤں جو خاقان نے میرے ذریعے بھیجا ہے، مسلمانوں نے اُسے امان دیدی بازغری شہر کے بالکل قریب آ گیا مسلمان شہر کی فسیل پر آئے دیکھا کہ اُس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تاکہ میں اُس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے مہرہ باشندہ ورنقن کے آزاد غلام کو اُس کے پاس بھیجا، ترکوں نے اُس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بازغری نے کہا کہ کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے، مسلمانوں نے سعید بن الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لئے بھیجا۔ بازغری نے کہا کہ یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور عمائدین عرب اُس کے پاس قید ہیں، مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ سو ہے میں ایک ہزار کردوں گا اور جس کے تین سو ہیں اُس کے میں چھ سو کردوں گا اور اس کے بعد بھی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات



کرنے کے لئے تیار ہے۔

## یزید بن سعید الباہلی کی تجویز

یزید نے کہا کہ اس طرح صلح نہیں ہو سکتی۔ عرب اُسے کیونکہ منظور کریں گے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑیے ہیں اور ترک بکریاں، ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی۔

بازغری کو یہ جواب سن کر بہت طیش آیا، دو ترک جو اُس کے ہمراہ تھے کہنے لگا ہم کیوں نہ اُس کی گردن مار دیں۔ بازغری نے کہا مگر وہ امان لے کر ہمارے پاس آیا ہے یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں! معنو بازغری تمہاری بات اس طرح مانی جاسکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو، ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اُس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہوگا جو دوسرے اہل سفد کے شہروں کا ہوگا۔

## یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت

اس تجویز کو بازغری اور اُن دونوں ترکوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جس پر ہمارا تمہارا سمجھوتہ ہوا ہے۔

یزید شہر کی طرف آیا، اُس نے رسی کا سراج تھام لیا، اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اُسے اوپر کھینچ لیا، فصیل شہر پر پہنچ کر یزید نے بلند آواز سے کہا اے کمرجہ کے باشندے متحد ہو جاؤ کیونکہ یہ لوگ تمہیں ایمان کے بعد کفر کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے، سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے، یزید نے کہا یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے لڑو تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے، یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر ظاہر کر دو۔

## مسلمان قیدیوں کے لئے رقم کی پیش کش

تمام باشندے ترکوں کے قاصد کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم اُن مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں بھیجتے ہو تو ہم اُن کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اُس کے ماننے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ بازغری نے کہا تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے کیونکہ ہم تمہیں اس طرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جس طرح کے ہمارے پاس کے قیدی ہیں ترکوں کے پاس حجاج بن حمید النضری بھی قید تھا اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کچھ نہیں بولتے حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

## بازغری کا خاتمہ

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں۔ مگر ساتھ ساتھ اہل کمرجہ خشک لکڑیاں ڈال دیتے یہاں تک کہ خندق پر ہو گئی تاکہ ترک اس پر سے گزر کر شہر پر حملہ کر سکیں مگر اہل

کمرجہ نے اُس لکڑی کے انبار پر آگ لگا دی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ ایسے وقت شدید ہوا چلنے لگی، لکڑیوں نے فوراً آگ پکڑ لی اور مشتعل ہو گئیں اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا تھا وہ ایک گھنٹے میں آگ کی نذر ہو گیا، علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقع پر خوب تیر برسائے انھیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا ایک تیر باز غری کے ناف میں آ کر لگا جس کا اُس سے پیشاب بند ہو گیا اور وہ اسی رات مر گیا۔ اُس کے ماتحت ترکوں نے اُس کی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لئے، صبح کے وقت ایک عجیب حالت اُن پر طاری ہوئی اپنے سروں کو نیچے کیے اُس کی موت پر رونے لگے، اور واقعی انھیں اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔

## مسلمان قیدیوں کی شہادت کا بیان

جب دن زیادہ چڑھ گیا، ترک اُن سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابو لعلو جالعنکی اور اُن کے ساتھی تھے اور اُن سب کو شہید کر ڈالا۔ اور حجاج بن حمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کی طرف پھینک دیا، مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دو سو آدمی تھے اُن کے پاس بطور یرغمال تھے مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں اُن سب کو تہ تیغ کر ڈالا، اور اب موت کے لئے تیار ہو گئے، جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی مسلمان خندق کے دروازہ پر آجئے۔

## جنگ کمرجہ

شہر پناہ پر پانچ سردار علیحدہ علیحدہ مقامات پر مقابلہ کے لئے متعین ہو گئے، ٹکلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو، ظہیر بن مقاتل الطقادی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا، اپنے نوجوان سے کہا تم میرے پیچھے آؤ، اُس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے۔ کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراء کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گزری کے میں کے میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا۔ باشندگان کمرجہ یہ حالت عرصہ تک قائم رہی پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آ کر انھوں نے پڑاؤ کیا، خاقان نے اہل سفد فرغانہ شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اس میں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اس سے پانچ دن میں فتح کر لوں گا حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گر چکے ہیں مگر ابھی تک شہر سر نہ ہو سکا اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو ایسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کل تشریف لائے پھر تماشہ دیکھئے۔

## ملک طار بند کا حملہ

دوسرے دن خاقان آیا اور ایک جگہ آ کر ٹھہر گیا ملک طار بند نے اس کے پاس جا کر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقع پر کامیابی سے لڑو گے خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا ملک طار بند نے کہا عرب لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے اور میں اس پر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے درخواست کو منظور کیا ملک طار بند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا اس

کے آٹھ آدمی کام آگئے کے شہر پناہ کے ایک شکاف پر آیا اس شکاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جس کا راستہ اسی شکاف کی طرف تھا مکان کے اندر ایک تسمبی عرب مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طار بند پر چمٹا پھینک کر مارا اور اس کی زرا ہی میں اٹک رہا، پھر اس نے عورتوں اور بچوں جو آواز دی مگر ترکوں نے کمند ڈالکر کھینچ لیا یہ منہ اور گھٹنے کے بل گرا کسی نے ایک پتھر اس کے رسید کیا جو اس کے کان کی جڑ میں آ کر لگا جس سے وہ گر پڑا ایک شخص نے نیزا مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرو نو جوان ترک نے آ کر اس کو بالکل ہی ختم کر ڈالا اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

## ملک طار بند کا قتل

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اس طرح شہید کئے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت و حمیت دلائی تاکہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروند بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جمادیا تھا اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھادیے تھے جن میں غالب بن المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔

ملک طار بند شہر کے قریب آ کر اترانا جی نے اس پر تیر مارا، جو اس کی ناک کی بانسہ پر لگا مگر چونکہ وہ تپتی نکاب دار خود پہنے تھا اس لئے تیر کا کچھ اسر نہ ہوا شیبانی نے بھی اس پر تیر مارا حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اس کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا جس کے صدمہ سے وہ الٹ گیا اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان نے مسلمانوں سے کہلا کر بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کئے بغیر چھوڑتے نہیں اس لئے ہم تو

## خاقان کی اہل کمرجہ کو پیش کش

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو اسے فتح کینے بغیر نہیں چھوڑتے اس لئے ہم تو یہاں سے جائیں گے نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اس کے جواب میں کلیب بن قتان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تا وقتیکہ مرنے جائیں دشمن کے حوالے کر دیں اس لئے تم جو کر سکتے ہو کر لو۔

اب ترکوں نے دیکھا کہ اس طرح ان کا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے۔ اس لئے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال و متاع اور اہل عیال کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے گی، تمہیں اختیار ہے چاہے تم سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ، مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کر لو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔



## غالب بن مہاجر الطائی کی سمرقند روانگی

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی ان تکالیف و شدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کر لیں، غالب بھی مہاجر الطائی اس کام کے لئے روانہ کیا گیا یہ دریا کہ ایک مناسب مقام پر اتر کر فرزانہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا۔ جس کا رئیس اس کا دوست تھا غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تم کو کوئی سواری مجھے دو اس رئیس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں غالب اور یہ دونوں اس باغ میں آئے، غالب نے ان میں سے ایک اچھا گھوڑا لیا۔ اس پر سوار ہوا اور ایک اور قتل اپنے ساتھ لے لیا۔ غرض کہ یہ اسی رات کو سمرقند پہنچا سارا ماجرہ انھیں سنایا اہل سمرقند نے اسے دبو سیہ کا مشورہ دیا اور کہا وہ تم سے زیادہ قریب واقع ہے غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

## کورصول کی بطور یرغمال طلبی

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لئے تاکہ ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لئے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو تمہارے حوالے کر دیں گے، مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزل مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

## محصورین کی کمرجہ روانگی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو، مگر مختار بن غوزک اور سفد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ سلامت آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انھیں امان دیدیتے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لئے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کے ہمراہ رہے اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اسے روک دے۔

## خاقان کی روانگی

غرض کے ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے، خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو آدمی یرغمال تھے ان میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو۔ مگر عربوں نے کہا ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادہ ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں، علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک

ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہی آتش جنگ و جدل مشتعل ہو جائے گی جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

## اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ

یہ تقریر سن کر کورصول خاموش ہو رہا، جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی تو کورصول نے اب انہیں کوچ کیلئے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا دہشت ہے، یہ صرف یہاں سے دو فرسخ تک ہے۔ اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔ غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب البکری یا نضری، سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے، روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لے کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔ غرض کہ اس طرح عرب ان یرغمال کو لے کر چلے، پھر عجیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگجو موجود ہیں اس لئے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ عربوں نے اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمہاری حمایت میں اُن سے لڑیں گے۔ چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا تو شہر والوں نے سواروں اور بیروقوں کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ معلوم ہوتا ہے کمرجہ مسخر ہو گیا ہے اور اب خاقان نے اُن پر چڑھائی کی ہے۔

## محصورین کا دبوسیہ میں استقبال

جب یہ جمات اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لئے بالکل تیار صرف بستہ ہیں کلیب بن قتان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لئے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن دراد الغدی دبوسیہ کا حاکم تھا جب ضحاک اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جا کر ساری کیفیت سنائی، اب کیا تھا اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کیلئے دوڑ پڑے جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا اسے انھوں نے سوار کر لیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور درہم کو بلایا، تاکہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع دیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

## یرغمالیوں کا تبادلہ

اب عربوں نے یرغمالیوں کو چھوڑنا شروع کیا، صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اُس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہ گیا اب فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا۔ مگر سباع نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو چنانچہ مسلمانوں نے اُسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہ گیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا، سباع نے کہا مجھے تمہاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کر ایسے موقع پر بدعہدی کرو، کورصول یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اُسے اپنا دوست بنالیا ہتھیار دیئے اور ایک گھو

ڑے پر سوار ہو کر کے سباع کو اُس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیج دیا۔

کمرچہ اٹھاؤں دن محصور رہا پینتیس ۳۵ دن تک مسلمانوں اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا، خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دیں تھیں اور کہہ دیا تھا کہ انکا گوشت کھاؤ، اور انکی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو بھردو، فوج نے حسب الحکم تعمیل کی مگر خدا نے بادل بھیجے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔ اہل کمرچہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جنھیں ابو شیح بن ناجیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

## اہل گردر کی بغاوت و سرکوبی

اسی سنہ میں اہل گردر نے بغاوت کر دی، مسلمانوں نے اُن سے جنگ کی اور اُن پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل گردر کی امداد بھی کی تھی۔ اشرس نے اُس فوج کی مدد کے لئے جو اُن کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی، ایک ہزار کی تعداد میں اُن مسلمانوں کو بھی جو گردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا۔ یہ جماعت بھی اسی مقام پر جا پہنچی، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دیکر بھگادیا تھا اور اب اہل گردر پر بھی فتح حاصل کر لی۔

## امیر حج ابراہیم بن ہشام

اس سنہ میں خالد بن عبد اللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوتوالی، محافظ دہستہ کی افسری اور رقتضا کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کر دیا تھا۔ گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اُس نے شامہ بن عبد اللہ بن انس کو منصف قضا سے معزول کر دیا تھا۔ اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل کی امارت میں حج ہوا، اور یہ ہی اس سال مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ بصرہ اور تمام عراق کا ناظم علی خالد بن عبد اللہ تھا اور اشرس بن عبد اللہ خراسان کا والی تھا

## ۱۱ھ ہجری کے واقعات

### عبد اللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ

اس سنہ میں معادیہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے داہنی جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبد اللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی، ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد المناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا، ترکوں نے آذر بائجان کی سمت پیش قدمی کی، حارث بن عمرو نے اُن کا مقابلہ کیا اور انھیں شکست فاش دی ہشام نے جراح بن عبد اللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا، اور اشرس بن عبد السلامی کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اُس کی جگہ جنید بن عبد اللہ المزنی کو والی مقرر کیا۔

### اشرس کی برطرفی اور جنید کے تقرر کے اسباب و واقعات کا بیان

شداو بن خالد الباہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی، ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید



بن عبدالرحمن کو اُس کی جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کے عہدہ پر سرفراز کئے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے اُم حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جو اہرات کی ایک مالا تحفہ نذر کی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفہ نذر دیا۔ اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنادیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اُس کی سواری کے لیے دیئے۔ اگرچہ جنید نے اُن سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

## جنید کی خراسان میں آمد

جنید پانچ سو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا مجھے کوئی شخص بتاؤں جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے، خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔ جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اُسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اُس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اُس کے آس پاس کے لوگوں کو حکم دے دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آجائیں مگر جنید نے اُس کی تجویز کو مسترد کر دیا اور کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجئے۔ نیز اُسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن اس کا راستہ روک دے۔

## عامر بن مالک الحماني کی روانگی

اشرس نے عامر بن مالک الحماني کو روانہ کیا، یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اس کے سامنے آ گئے تاکہ جنید کے پاس پہنچنے سے اُسے روک دیں، عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا۔ اور اُس دیوار کے شکاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم، اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا، دشمن کا ایک تیرا اُس کی آنکھ میں آ کر پیوست ہوا جو دوسری آنکھ تک سرایت کر گیا، عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اے ابو الزاہریتہ تم تو کڑک مرغی ہو معلوم ہوتے ہو۔

## خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ

اس شکاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اُس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمت گاروں کو لے کر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے، اور وہاں۔ لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انھیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اُس پر بیٹھ کر اس جو ہڑ کو اس طرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے اُن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمتگاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس جھڑپ میں واصل زیران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا، خاقان اور اُس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے، عامر بن مالک اس دیوار کی پناہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جسکے پاس اُس وقت ساتھ ہزار فوج تھی۔ اور اب اس کے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا۔ جنید کے مقدمہ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

## ترکوں کی شکست

جب یہ فوج بیکند سے دوفرسخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا، اور جنگ شروع ہو گئی اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ دیا۔ وہ بڑھ کر دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا جنید کو فتح ہوئی اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا اب خاقان نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے ساقیہ لشکر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا، اور اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتا تھا، ملک شاش کو زہر دے دیا گیا، جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ نیز اس جہاد میں اس نے مجشر بن مزاحم کو مرد پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا، سورہ بن الحرر کو راز قبیلہ بنی ابان بن دارم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

## جنید کے وفد کی دمشق روانگی

جنید نے ان واقعات کی جو اس کے اس سمت میں پیش آئے اس کی اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدی اور عبد ربیع بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آ کر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے، اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا، خاقان نے اس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس ناز و نعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دیدی۔ مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

## مصری عربوں کی تقرری

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے۔ مگر صرف مصری عربوں کو عہدے دیئے، قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن لائق العتاق العبدی کو ہرات کا عامل مقرر کیا جیب بن مرة العبدی کو اپنی فوج کا خاص کا سردار بنایا۔ اور مسلم بن عبد الرحمن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے، مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سو رہا تھا، لوگ اسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اس وقت وہ پہنے ہوئے تھا لے آئے، پانچ ماہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اسی قمیص ہی کو اپنے بدن پر سمیٹا جاتا تھا، مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا، اور لوگوں سے کہنے لگا، مصر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے، تم نے برا کیا، پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ یحییٰ بن ضبعیہ کو مقرر کیا۔ شراد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مالگزاری کا افسر مقرر کیا، سمہری بن قعنہ بھی جنید کے ساتھ تھا۔ اس سال ابراہیم بن ہشام کی عمارت میں حج ہوا، اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جس کا کہ گذشتہ سنہ میں تھا، خالد بن عبد اللہ عراق کا اور جنید بن عبد الرحمن خراسان کا صوبہ دار تھا،

## ۱۱۲ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

### فتح خرشنہ

اس سہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستہ سے پیش قدمی کر کے خرند یہ کو جلا ڈالا۔

### اردنیل پر ترکوں کا قبضہ

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے جراح بن عبد اللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا مگر چونکہ اسکے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچ سکی اس لئے جراح مع اپنے تمام ساتھیوں کے اردنیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردنیل کو فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبد اللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا، ترکوں نے جب مقام بلخبر پر جراح کو شہید کر ڈالا۔ اور ہشام کو اس واقع کی اطلاع ہوئی اس نے سعید بن عمرو و الحرشی کو بلایا اور سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا، حرشی نے عرض کیا، امیر المؤمنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈرا سقد تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے سے منہ موڑنے والا نہ تھا، بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہئے، حرشی نے کہا، جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرمادیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں، دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے افسروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آئیں ہشام نے اسکی درخواست کے مطابق عمل کیا۔

### جراح بن عبد اللہ کی شہادت کی وجہ

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے، مگر حرشی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا، اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید بن عبد الرحمن نے دوران جنگ میں کسی رات کو یہ بات کہی کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جراح کا ہوا۔ اس پر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جراح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جان باز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے۔ رات ہوتے ہی بیشتر لوگ پردہ شب کی وجہ سے اپنے آذربائیجان کے قصبات میں اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، صبح کے وقت جراح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی تھی اس وجہ سے جراح مارا گیا۔

### مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک کو ترکوں کے پیچھے تعاقب میں روانہ کیا۔ اثناء پیش قدمی میں شدید سردی، بارش اور برفباری کا مقابلہ کرنا پڑا مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں مقام باب سے بھی آگے نکل گیا



اور حارث بن عمرو الطائی کو مقام باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں مشہور جنگ ہوئی، نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

## جنید اور خاقان کی آپس میں جنگ کے واقعات و اسباب

۱۱۲ھ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اور دریاء بلخ پر آ کر ٹھہر گیا یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان روانہ کیا، اور ابراہیم بن بسام اللیشی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری طرف بھیجا۔ ترک بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاں سورہ بن الحر متعلقہ بنی ابان بن دارم متعین تھا پہنچے سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لیکر چڑھ آیا ہے، میں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اس کے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لئے آپ میری امداد کو پہنچئے۔

## جنید کی پیش قدمی

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاحم المسلمی، ابن بسطام الازدی، اور ابن صبح الحرقی نے اس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور وہ جیسا نہ سمجھیں، یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے، اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے، مسلم بن عبدالرحمن نیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے، عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ ذرا صبر سے کام لیجئے جلد بازی کے کام اچھے نہیں ہوتے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اسکے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کا کیا حال ہوگا، اگر صرف بنی مرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں سے آئے تھے صرف وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انہیں لے کر دریا کو عبور کر جاتا۔

## جنید کی کس میں آمد

بہر حال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اشہب بن عبید اللہ مظللی کو دشمن کی خبر لینے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس نے واپس آ کر جنید سے کہا کہ دشمن آ پہنچا ہے اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجئے۔

## مجشر بن مزاحم کا مشورہ

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی انہوں نے کس کے راستہ میں جس قدر کنویں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کونسا راستہ زیادہ مناسب اور آرام دہ ہوگا، بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ، مگر مجشر بن مزاحم المسلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کا مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے، جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھاس کثرت سے ہے، کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی، جسکی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں، اگر خاقان سے آمنا

سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دے گا اور ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسکو اختیار کیجئے کیونکہ اس راستہ میں جو مشقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لئے بھی ہیں۔

بہر حال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ بمشتر نے اسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک مالدار شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہوگی اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں جنید نے کہا کہ تم اپنے دل سے اس خوف کو نکال ڈالو بمشتر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جاسکتا۔

### جنید کی حرب سے گفتگو

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا اب اسی طرح ٹھہرتے ہوئے اور سفر کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا اس نے حربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

### جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی

چلتے چلتے جنید اس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ پر رہ جاتا ہے صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سفد شاش۔ فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر چڑھ آئے خاقان نے مسلمانوں کے مقدمہ الجھیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشجر کے سپرد تھی حملہ کیا یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی اور ترک برابر ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آ کر انہیں گھیر لیا۔ خرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لئے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجئے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ عبید اللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے ان پر پڑی مگر اس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اس لئے خبردار نہیں کیا کہ تا کہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں مگر ابوالذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اسے نظر آ گیا اس نے فوراً اپنے ساتھیوں کو دشمن کے آنے سے مطلع کر دیا۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو کر جنید کے پاس پہنچے۔

### مجاہدین کی صف بندی

بنی تمیم اور بنی ازد مہینہ پر ہو گئے اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے متصل تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اس رسالہ کے دستہ پر جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبید اللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں ان کی قیادت عمر یا عمرو بن جرقاش بن عبداللہ بن شقران المصقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمسانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا بنی ازد کا سردار عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا بنی ازد کے رسالہ کے ہر دوں کے دستے ایک جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جن پر یہ جھولیں نہ تھیں۔

فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوزان کے ماتحت تھے ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبداللہ بن حوزان انجھضی کے اس کا بھائی بشر بن حوزان رسالہ کا سردار تھا۔

## یوم الشعب

اب جنگ شروع ہوگئی چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے اس لئے ان پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس میں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ٹھہرے تھے جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حیان بن عبید اللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پاپیادہ ہو گیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نو جوان ہے۔ اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے حیان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا اس پر اس نے کہا حیان اگر تم اس وقت مارے گئے تو تم گنہگار مارے جاؤ گے یہ سنتے ہی حیان پھر اس جگہ واپس پلٹ آیا جہاں اس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ اس کا بھائی اصل فوج میں جا ملا ہے اور گھوڑا باندھ گیا ہے حیان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف بڑھا۔ اس اثناء میں دشمن نے اس جگہ کو گھیر لیا تھا جہاں اس نے اپنے باپ اور اسکے ساتھیوں کو چھوڑا تھا انہیں اس خطرہ میں دیکھ کر جنید نے نصر بن سيار کو سات آدمیوں کے ساتھ جن میں جمیل بن غزو ان العدوی بھی تھا ان کی مدد کے لئے بھیجا۔

## ترکوں کا جوابی حملہ

عبید اللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہو گیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے اس وقت عبید اللہ بن زہیر ابن حوزان۔ ابن جرقاش اور فضل بن ہناد یہاں مارے گئے اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہوگئی

## بنی ازد کی شجاعت

جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا یہ حالت دیکھ کر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا چونکہ اس نے ازادیوں پر ظلم کیا تھا اس لئے بنی ازد کا علم بردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ ہم سے محبت کرو یا ہماری عزت بڑھاؤ لیکن اس لئے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا اگر ہمیں فتح ہوئی تو اس کا سہرا تمہارے ہی سر بندھے گا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لئے دوا نہ نہیں بہائے گا اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو میں تو تم سے کبھی ایک بات بھی نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا۔ اب ابن صباع نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا مسلمانوں کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لئے اور اسی سے لڑنا شروع کیا آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معانقہ ہوا علیحدہ ہٹ گئے اور



لڑائی موقوف ہو گئی۔

## یزید بن مفضل کی شہادت

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن جاعثہ العنکی، محمد بن عبد اللہ بن حوذان الجعفی عبد اللہ بن بسطام المعنی، اسکا بھائی زینم۔ حسن بن شیخ، فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے۔ یزید بن المفضل نے حج کیا تھا اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کئے تھے اور اپنی ماں وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے، اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بے ہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آ کر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجہ شہادت ملا۔ اس کے ہمراہ اسکے دو غلام بھی دشمن سے لڑے، اگرچہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دیدیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور اس بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سوانٹ مسلمانوں کے لئے ستو سے لدوائے۔ اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے کہ تم کو دریافت کیا معلوم ہوا شہید ہو گئے۔ آخر کار خود آگے بڑھے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

## محمد بن عبد اللہ کی شجاعت و شہادت

محمد بن عبد اللہ بن حوذان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری جھول پڑی ہوئی تھیلو رہا تھا۔ اس نے سات حملے کئے اور ہر حملے میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آ جاتا تھا۔ جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کر دشمن کے ایک ترجمان نے محمد سے پکار کر کہا کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جس کی ہم پرستش کرتے ہیں تمہاری پرستش کریں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ میں تم سے اس لئے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے وحدہ کی عبادت کرو یہ کہہ کر محمد نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا اس جنگ میں بشم بن قریط الہلالی الحارثی کام آیا۔

## نصر بن راشد العبیدی کی شہادت

نصر بن راشد العبیدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت نوش کیا جبکہ فوج مصروف پیکار تھی۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی نمدے میں خون میں لتھڑا تمہارے پاس لایا جاؤں اس کی بوی نے گریبان چاک کر ڈالا اور آہ بکاری کی۔ نصر کہا کہ بس خاموش رہو۔ اگر تمام عورتیں اس طرح آہ بکا کریں تو محی حورین کے شوق میں ان کی گریہ وزاری کی پرواہ نہ کروں یہ کہہ کر یہ شخص پھر میدان جنگ میں واپس آیا اور شہید ہو گیا۔ خدا اس پر اپنا رحم کرے جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اٹھا اس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پایادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے بے نے اعلان کر دیا ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھودی اور اس کا کھڑے ہو گئے۔

جنید نے عبد الرحمن بن مکبہ کو دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سوئڈ کیا ہے کہا گیا کہ

یہ ابن مکہ ہے جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے۔ خدا ہی کے لئے اس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں فریق مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سونوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ مسلمانوں کا خاقان سے جمعے کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

## عبداللہ بن معمر کی شہادت

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیرا شکاری کو حکم بھیج دیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اس راستہ سے گزرے اسے روک لے سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کر لے۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اس کے پاس آئے۔ دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

## خاقان کی پسپائی

اب سنیچر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ جس مقام پر بکر بن وائل استادہ تھے۔ اس کے نقطہ نگاہ سے جنگ کے لئے وہ ہی سب سے زیادہ اسے آسان نظر آیا۔ زید بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا۔ خاقان نے انکار رخ کیا بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم ان پر حملہ کر دیں قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں۔ زیاد نے کہا مجھے ترکوں سے جنگ کرنے کا سترہ سال کا تجربہ ہے اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھا جاؤ گے بہتر یہ ہے کہ ابھی کچھ نہ بولو قریب آ جانے دو بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے جب ترک ان کے بالکل قریب آ گئے تب انہوں نے ان پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ جنید نے سجدہ شکر ادا کیا اور خاقان نے اس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی جنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان سے کچھ نہ بولا جائے تا وقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں کیونکہ تم لوگ ایسے موقعوں پر ان کے حملہ کی تاب نہیں لا سکتے۔

## عبید اللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں اس پر بعض شامیوں نے کہا خوب بے اہل خراسان تم کہاں چلیں اور جنید نے کہا یہ رات جراح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اس کے دن جیسا ہے اسی سنہ میں سورہ بن الحراۃ بھی مارا گیا۔

## سورہ بن الحراۃ کی موت کے واقعات

عبید اللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجئے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں عبید اللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بیجئے کہ وہ اہل سمرقند کو لے کر آپ کے پاس چلے آئیں۔ جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اسکی طرف پلٹ

پڑیں گے اور اس سے لڑیں گے، جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

## سورہ بن الحر کی طلبی

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو، عبادہ بن سلیل الحاربی ابوالحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا، دیکھو سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو اور اس میں سورہ ہو کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں (یعنی قتل کر دیئے جاؤ گے) جلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں، اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لے جائیں گے۔

## سورہ بن الحر کا عذر

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں، جنید نے جواب دیا اے حرام زادے نکل آ۔ ورنہ میں شراد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ (شراد سورہ کا جانی دشمن تھا) تم میرے پاس آ اور فلاں شخص کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ فرخناز میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا، پانی کو نہ چھوڑنا۔

## سورہ کی روانگی

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وہف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی مارے جاؤ گے اور عرب بھی مارے جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے۔ عبادہ اور جلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلئے، سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے، صبح کے وقت اس کے قریب پہنچ جاؤں گا اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لے گی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لوں گا۔ دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

## خاقان کی مزاحمت

موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن حنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا۔ اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اسے صبح ہوئی۔ کارقند نامی ایک اسی علاقہ کے باشندے نے اسے یہ راستہ بتایا تھا، صبح کے وقت خاقان اس کے سامنے آ گیا سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا اور اب اس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا، خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں جنگ شروع کر دی، خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اس کے مقابلہ پر جے



رہے یہاں تک کہ گرمی شدید ہو گئی۔

## غوزک کا خاقان کو مشورہ

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لئے تم مسلمانوں سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انہیں تپانہ دے، کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں جب گرمی بڑھ جائے گی، ان ہتھیاروں کا بوجھ ان پر دو بھر ہو جائے گا۔ چنانچہ خاقان ابھی ان سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا۔ خشک گھاس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا۔ سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہ اب کیا کیا جائے، عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہ ہو۔ اس لئے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالئے۔ جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالئے اور تلوار نیا م سے باہر کر لیجئے، ممکن ہے اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دیدیں گے۔

## عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز

پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو، عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا سورہ نے کہا بہر حال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کی جائے، عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہئے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں۔ ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں، سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے، سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے، لیکن میرے سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور ان لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لئے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں زندہ بچوں یا شہید ہو جاؤں۔

## سورہ بن الحر کا حملہ

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا، ترک پیچھے ہٹے، غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اس آگ میں گر پڑے، سورہ گھوڑے سے گر پڑا اس کی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی جب اندھیاری چھٹ گئی معلوم ہوا کہ لوگ ادھر اور ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے۔ اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا سب کے سب ترکوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ جو لوگ اس قتل عام سے بچے تھے ان میں عاصم بن عمیر السمرقندی بھی تھا۔ اسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دیدی تھی۔

## جلیس بن غالب الشیبانی

جلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اس خدا کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے جلیس کو شہید کیا۔ میں نے اسے حجاج کے دور اقتدار میں خانہ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔ اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب

وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندیہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیت محرم پر پھر بھی اسے شہادت نصیب ہوئی، مہلب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبد اللہ العبدی بھی تھا سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا، مہلب بن زیاد کام آ گیا اور اب وہف بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکند رئیس نصف رسالہ لیکر جس کے ساتھ غوزک بھی تھا ان پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وہف تمہیں امان دی جاتی ہے، قریش نے کہا ان پر ہرگز اعتماد نہ کرو جب رات ہوگی ہم ان میں سے ہو کر سمرقند پہنچ جائیں گے کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہوئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

## غوزک کی بد عہدی

مگر تمام فوج نے قریش کا کہا نہ مانا اور ٹھہر گئے، غوزک انہیں خاقان کے پاس لیکر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدہ امان دیا ہے میں اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وہف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں بالکل مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں۔ مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وہف اور اس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی باقی سب کے سب شہید ہو گئے۔

## سورہ بن الحر کا خاتمہ

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شکاف پر رکھ دیا۔ قریش بن عبد اللہ العبدی نے آ کر اس درخت کو ہٹا دیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اس مقام سے نکلا یہ سب ایک دھم سے آ کر چھپ رہے دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے، چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے، سورہ بھی مارا گیا۔

## جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھائی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبد اللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ ہاں چلے چلے۔ مجشر بن مزاحم نسلی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے، مجشر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا بخدا اب تم نہ جاؤ، تم کو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا، ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس بھری کے کہنے سے ہلاک کر ڈالو۔ ناچار جنید اتر پڑا۔ اس کے اترتے ہی تمام فوج اتر پڑی ابھی ساری فوج اتری نہ تھی کہ ترک سامنے آ گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہو گئی اس کی بناء پر تمام فوج میں بھگ وڑنچ گئی۔ جنید نے کہا اے لوگو تمہارا یہ فعل تمہیں دوزخ میں لیجانے والا ہے یہ سن کر لوگ پھر واپس پلٹے۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھ کر تعجب ہوا، ایک غلام نے یہ کیا کہ منڈے کو لیکر قطع کیا اور تعویذ کی طور پر اسے گلے میں ڈال لیا تھا مسلمانوں کو ان کے اس صبر و استقلال کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا، مگر مسلمانوں نے

ثابت قدمی سے اسے روکا۔ آخر کار دشمن شکست کھا کر بھاگا اور مسلمان اپنے راستے چلے۔  
 موسیٰ بن النضر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوئے، بخدا کسی دن آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

## جنید کی روانگی سمرقند

جنید سمرقند روانہ ہو گیا دشمن نے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اس کی مشکلیں باندھیں اور اس کے گلے میں بلعاعنبری بن مجاہد بن بلعاع کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس سر کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا، یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سعد میں چار ماہ قیام کیا، خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی عبدالرحمن بن صبح الخرنی اور عبید اللہ بن حبیب الجہری کے متعلق تھا۔ مجشر فوج کے مختلف دستوں کو ان کے جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی عبدالرحمن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے موقع پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبید اللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا، ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی وقع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا، ان میں فضل بن بسام۔ بنی لیث کے آزاد غلام، عبداللہ بن ابی عبداللہ بن سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## جنید کا ہشام کے نام خط

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن و صاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے بزدلی کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفیٰ دیدیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا اور نہار بن توسعہ، متعلقہ قبیلہ بنی تمیم آلات اور زیل بن سویدہ المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا، اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارے کو نہ چھوڑنا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی جماعت متفرق ہو گئی ایک گروہ کس آیا۔ یک نصف آیا اور ایک نے سمرقند کی راہ لی۔ اور اس طرح اپنی پچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ ہشام نے تہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے۔

لعمرك يا حابتي اذ ابعثني  
 و لكنما عرضتني للمتالف  
 دعوت لها قوماً فهاو ربو بها  
 و كنت امرأ ركابه للمخاوت  
 فايقنت ان لم يدفع الله اني  
 طعام سباع او لطير عوائف



قرین عراق و هو اسیر ہالک  
علیک وقد زملتہ بصحائف  
فانی و ان اثرت میتہ قرایبہ  
لا عظم حظاً فی صیاء الخلائف  
علی عہد عثمان وفدنا و قبلہ  
و کنا اولیٰ مجد تلید و طارف

ترجمہ: (۱) تیری جان کی قسم جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی، بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔ تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے، اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لئے سوار ہوتا ہے۔ اس نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خوار پرندوں کا لقمہ بن جاؤں گا۔ عراق کا قرین تھا اور اسکی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لئے زیادہ آسان تھا۔ اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کئے تھے۔ کیونکہ میں گو تو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی۔ خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔ ہم حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیک نامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئیں ہیں۔ اس وفد میں عراق بھی ان کے ساتھ تھا اور یہ جنید کا چچا زاد بھائی تھا۔

## ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہاری امداد کے لئے بھیج دی ہے، دس ہزار راہل بصرہ عمر بن مسلم کے زیر قیادت میں اور دس ہزار راہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کے زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھالیں بھی بھجوا دی ہیں، فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لئے بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوجی خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شکار کے لئے نکلا، ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا

خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحہ عظیم ہوئے ہیں۔

## نصر بن سیار کی شجاعت

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و دلیری کا اظہار کیا تھا جب اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لئے اور اسی سے لڑنے لگا ایک شخص کو اس انہیں تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ ہولہان ہو گیا۔ سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمن انصاری بھی اپنے گیارہ ہمراہوں کے ساتھ اس آگ میں گرا اور ہلاک ہوا، سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

## عبداللہ بن حاتم کا بیان

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان وزمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے، میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لئے، دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقع کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گذرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اس مقام کو مہکا ہوا پایا باوجود اس بات کے نصر نے جنگ میں خوب ہی دادرمانگی دی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

## جنید کی گھائی میں قیام گاہ

اس گھائی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھائی میں قائم کی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر سکے گا، ابن لشجیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا۔ ساتھ فوج بھی بنایا تھا مگر میمنہ و میسرہ قائم نہیں کئے تھے جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور ان لوگوں میں سے اکثر مارے گئے، خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیفو یہ میمنہ کی سمت سے بڑھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تہمی کام آئے، ترکوں نے جنید کے بعض شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لئے، شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور انکا کیا حال ہے، اس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آ کر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے، ترک اور سعد پہاڑوں کی بلند یوں سے اتر کر آ رہے تھے غلاموں نے انکا مقابلہ کیا اور گرزوں سے ان پر حملہ کیا۔ اور نو ترکوں کو واصل جہنم کیا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور ان کا اسلحہ غلاموں ہی کو دیدیئے۔

## خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کا طرف چلا، قطن بن قتیہ بخارا کا والی تھا، لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں، جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا، بعضوں نے کہا

کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں۔ امیر المومنین کو لکھئے تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں، دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چل کر ریجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نصف پہنچ جائیے وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائیئے، پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچ کر پڑاؤ کیجئے۔ اس طرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

### عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے، عبداللہ نے اس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دوں گا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اس کی مخالفت نہ کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ جنید نے کہا میں ایسا ہی کروں گا عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کرلو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا، عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا، تیسرے یہ کہ حضور و سفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ تمام باتیں تسلیم کر لیں عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور عام راستہ کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اس راستہ سے فوج کو لے کر چلے تو ان کے بازو کمزور ہو جائیں گے اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوگی، اگرچہ آج اس نے بخارا سے حوگی کا مطالبہ کیا مگر باشندوں نے شہر کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ فوج کو کسی اور راستہ سے لے گئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے، البتہ اگر آپ نے عام راستہ منتخب کیا تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائے گی۔ اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ کے ان ساتھیوں کے اہل و عیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں، انہیں ان کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لئے تقسیم کر دیں اور انہیں اپنے ساتھ لے چلیں اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن پر آپ کو فتح و کامیابی دے گا، اور ہر اس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

### عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت

جہید نے اسی رائے پر عمل کیا عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور ان سب کو ہتھیار دیئے ان لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کی جگہ ٹھہرا دیا ہے اس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوج متعین کی گئی ہے اس نے کہا سولہ سو۔ عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔



## جنید کی سمرقند سے روانگی

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل و عیال سوار کئے جائیں، اور اب وہ تمام فوج کو لیکر چلا، ولید بن القعقاع العبسی، اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گردآوری کرنے والی جاعتوں پر متعین تھے، جنید نے اشہب بن عبید اللہ الخطلی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ تو فوراً خیریت کی خبر دینے کے لئے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

## عطادبوسی کی جنید سے درخواست

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اس کے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا، جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو، اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے، اس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ، ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجئے، تلوار دیجئے، ترکش دیجئے، ڈھال اور نیزہ دیجئے، اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لیکر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں، ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

## خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع

جنید نے اسکی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی۔ اور طواغیس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کومینہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے۔ جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا، محمد بن الزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخررات میں آیا، چونکہ یہ کومینہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید کو اطلاع کی۔

## جنید اور خاقان کی جنگ

جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بیڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لئے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہو گئی۔ ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو!! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لئے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا کہ یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں، بس تمام تعریف اس خدائے برتر کے لئے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں ہیں اور آپ خندقوں کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے، وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے، تھوڑی دیر ترک مسلمانوں سے لڑے اور پھر واپس چلے گئے۔

## عبداللہ بن ابی عبداللہ کی جنگ

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لئے کہا، جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے، عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اس طرح وہ جس وقت بھی چاہے آپ کا محاصرہ کر لے۔ جنید نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب ٹھہر جائیے، جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کر دو یا در کھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

## عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب

جنید اتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونے کا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جنگی دو صفیں تھیں سیراب ہونے کے لئے چلے گئے، یہاں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا، عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصہ کو یہ نہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو برا کہے یا اسے کم سمجھے، کیونکہ ہر حصہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اسکے چارہ نہیں، مقدمۃ الخیس تو وہی قلب لشکر بھی ہے، میمنہ، میسرہ اور ساقہ، اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا کرنا چاہئے، اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا، اس لئے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کر دو۔

## ترکوں کی شکست اور پسپائی

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فولادی جھولوں والی سوار یوں کو عبداللہ کی امداد کے لئے بھیج دیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا، ترک آئے اور انہوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان طواولیس کے قریب پہنچ چکے تھے، جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کر لی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی دادرمانگی دی سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقع سے ترکوں نے شگون بد لیا، وہ طواولیس سے واپس لوٹ گئے۔ مسلمان چلتے چلتے عید مہر جان کے دن بخارا پہنچے، جنید نے ہر شخص کو دس دس نجاری درہم دئے۔

عبداللہ بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو ان کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا، عبداللہ نے کہا۔ بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اسکے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔ جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک اونٹنی کا پاؤں چیتھڑا ہے، ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے۔ اور ایک جرع ہے۔

## امدادی فوج کی خراسان میں آمد

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت۔ اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت

خراسان آئے، جنید اس وقت صفانیان میں تھا۔ جنید نے حواثرہ بن یزید العنبر ی کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کے ہمراہی میں ان کے ساتھ روانہ نہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل و عیال کو بھی سوار یوں پر لے آیا جائے، اور صرف سپاہی وہاں چھوڑ دئے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۳ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام الحزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہ ہی بیان ہے مگر یک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ھ ہجری میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

## ۱۱۳ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

### عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطل اللہ کے ساتھ تھارومیوں کے علاقہ میں مارا گیا، عبدالوہاب بطل ک ہمراہ ۱۱۳ھ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا، فوج بطل کو چھوڑ کر فرار ہو گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا، اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں اللہ مجھے اللہ ہلاک کر دے، اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انہیں مخاطب کر چلایا میں عبدالوہاب بن بخت ہوں۔ تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو، اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا، عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے، یہ کہہ کر دشمن سے گڈمڈ ہو گیا اور وہ اس کا گھوڑا دونوں کام آئے۔

### مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کئے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال کر خودکشی کر لی۔ کوہستان بلخ کے پیچھے جو قوتیں آباد تھیں وہ ان کی مطیع ہو گئیں، اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لئے مستعد کیے اور پھر واپس پلٹ آیا۔

### بنی عباس کے داعیوں کی خراسان آمد

اسی سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا



اور قتل کر دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اس کے لئے ان کا خون بہانا مباح ہے۔  
اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور  
بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام الحزومی امیر حج تھا۔  
اسی سال بھی وہی لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو گزشتہ سالوں میں تھے۔

## ۱۱۳ھ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

### قسطنطین کی گرفتاری

اس سنہ میں معاویہ بن ہام نے موسم گرما کی مہم لے کر بانیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام داہنی جانب  
سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہام نے ربیع الاخر کو مسخر کیا، عبد اللہ البطل سے قسطنطین کا  
مقابلہ ہوا جس کے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن  
ہشام قیساریہ پہنچا۔

### ابراہیم بن ہشام کی معزولی

اس سال ہشام بن عبد الملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن  
عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔  
واقعی کہتے ہیں کہ خالد بن عبد الملک ماہ ربیع الاول کے نصف میں مدینہ آیا اور ابراہیم ہشام آٹھ سال  
مدینہ کا والی رہا واقعی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام الحزومی مکہ کا والی بنایا گیا، مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان  
کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۱۳ھ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ  
پر برقرار رہا۔

اس سال واسط میں مرض طاعون پھیلا۔

مسلمہ بن عبد الملک خاقان کو شکست دینے کے بعد یاب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہریاب کی تعمیر کی اور  
اسے مستحکم کیا۔

ہشام نے مروان بن محمد کو ارمیان اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابو معشر کے بیان کے مطابق ۱۱۳ھ  
ہجری میں خالد بن عبد الملک والی مدینہ امیر حج تھا۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن  
ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا۔ اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقعی سے  
عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے، مگر واقعی کہتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے یہ بیان  
کیا ۱۱۳ھ ہجری میں خالد بن عبد الملک امیر حج تھا، اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا، اور یہی بیان واقعی کے نزدیک  
زیادہ معتبر ہے، اس سال میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماضی میں تھے۔ البتہ مدینہ کا عامل اس

سال خالد بن عبد الملک مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینا اور آذربایجان کا مروان بن محمد تھا۔

## ۱۱۵ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

### ۱۱۵ھ کے اہم واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔ محمد بن ہشام امیر مکہ و طائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ھ ہجری میں تھے البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبد الرحمن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ عمارہ بن حریم المری خراسان کا عامل تھا، جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا۔ اور اس نے عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنادیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

### خراسان میں قحط

یہ سال خراسان میں قحط لے کر آیا۔ جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة يأتيها رزقها رزق غدا من كل مكان فكفرت بانعم الله

(ترجمہ) (مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جسکے لئے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا۔

اس سال سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سن میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی۔ جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے، ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے، پھر جنید نے مرو کے لئے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی۔

”و ضرب الله مثلا قرية كانت آمنة مطمئنة

## ۱۱۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، اس سنہ میں عراق و شام میں شدید طاعون پھیلا اور اس کی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔ اسی سنہ میں جنید بن عبد الرحمن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبد اللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔

### جنید کی معزولی کی وجہ

چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا اور اس نے عاصم بن عبد اللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استعفا ہو گیا تھا ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور

اس میں تھوڑی سے جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید اس دنیا سے فانی سے کوچ کر چکا تھا۔

## خراسان کی حکومت پر عاصم بن عبد اللہ کا تقرر

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ بن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لئے گیا، جنید نے جبلہ سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا، آپ کی علالت کا سب کو صدمہ ہے، جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں، پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا، جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرھاوی خراسان آ رہا ہے، جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے، پھر جنید نے پوچھا اور کون؟، جبلہ نے کہا عصمہ، یا عصام۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو ہو تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے، مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

## جنید بن عبد الرحمن کا انتقال

جنید نے اسی مرض میں محرم ۱۱۶ھ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبد اللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر کے ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں، جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابو الجوریۃ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اس کا پہلا مصرع یہ تھا

هَلْكَ الْجَوْدُ وَالْجَنیدُ جَمِیعاً

(ترجمہ) سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے۔

## جنید کے عملے پر جبر و تشدد

یہی شاعر خالد بن عبد اللہ القسری کے پاس آیا اور انکی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا ہلک الجود و الجنید جمیعاً میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں ہے، ابو الجوریہ چلا آیا، اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچا زاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا، یہ عمارہ وہی شخص ہے جو ابو الہیذام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ واری تحریک کا سرغنہ تھا، عاصم بن عبد اللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

اس سنہ میں حارث بن سرتح نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبد الہل کے

درمیان جنگ ہوئی۔

## حارث بن سرتح اور عاصم بن عبد اللہ کی جنگ

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سرتح نخد سے چل کر فاریاب پہنچا۔ اس نے اپنے



آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا، عاصم نے خطاب بن محرز السلسی، منصور بن عمر بن ابی الحزفاء السلسی، ہلال بن علیم السلسی، اشہب الخطلی۔ جریر بن ہمیان السدوسی، اور مقاتل بن حیان البیطی مصقلہ کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اس کے پاس نہ جانا چاہئے، مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی، جب یہ سب لوگ اسکے پاس فاریاب پہنچے اس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور ایک شخص کو انکی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے ملکر محافظ کو باندھ دیا اور قید خانہ سے نکل آئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے ڈاک کے کھوڑے بھی اپنے ساتھ لے آئے، طالقان سے گذرے، سہر ب رئیس طالقان نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اور انہیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے حارث کی حالت بیان کریں، انہوں نے تقریر کی، حارث کی بد طبیعتی، اور غدر کو لوگوں کے سامنے بیان کا، حارث بلخ آیا۔ نصر بلخ کا عالم تھا، اہل بلخ نے اس کا مقابلہ کیا، انہیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

### حارث بن سرتح کا بلخ پر قبضہ

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی طرف پیش قدمی کی اس وقت تحجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے، جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دوفرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو آیا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی، حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ، اور سنت رسول اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی، اس پر قطن بن عبدالرحمن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہارے دہنی جانب جبریل اور بائیں جانب میکائیل بھی ہوں تو بھی ہم کبھی تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے، اس کے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر پیوست ہوا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا۔ نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر بھاگا۔ حارث نے حکم دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستے سے گزر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی۔ کہ اے میرے باپ، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون رو رہا ہے کہا گیا یہ قطن بن عبدالرحمن بن جزعی کی بیٹی ہے، اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا سبب میں ہی ہوں، میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے، اس نے کہا بے شک۔

### تحجیبی کا قتل

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تحجیبی بلخ کا عامل تھا، نصر نے اسے قید کر دیا، اور وہ اس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک حارث نے نصر کو شکست دیکر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تحجیبی نے

حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے، حارث نے اسے زم کے قلعہ باز کر میں منتقل کر دیا، بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تجھی ہرات پر تھا تو اس نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا، حارث نے اسے اس شخص کے حوالے کر دیا تجھی نے اس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں، مگر وہ نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا۔

## حارث کی جو جان میں آمد

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجھی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانہ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا، حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوز جان پہنچا تو وابستہ بن زرارة العبدی، وحاجۃ الحجی، وحش العجلی، بشر بن جرموز، اور ابوفاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے۔

ابوفاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے، ان کے پاس بہادروں کی کثرت ہے، اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے، بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھرو، اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں تو مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم ان کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

## حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے میں خود ان پر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں۔ غرض کہ اب حارث نے بلخ جوز جان، فاریاب، طالقان اور مرو الروز پر قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیش قدمی شروع کی۔ مرو کے اہل الرائے سے اس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائیگی اور اگر اس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اسے انتہائی بھیانک شکست دیں گے۔

## عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ

ادھر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں، اس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا، اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا اے خراسانیو! تم نے حارث بن سرتخ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، جس شہر کا اس نے رخ کیا تم نے اسے حارث کے لئے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں، اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لئے دس ہزار شامی فوج بھیج دیں۔

## طلاق کی شرط پر بیعت

بشر بن مزہم نے کہا کہ اگر یہ لوگ غلاموں کی آزادی، اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر ابرشہر، چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھا کہ وہ تمہاری امداد کے لئے اہل شام کو بھیج دیں۔

خالد بن ہریم (از قبیلہ بنی ثعلبہ بن یویغ) اور ابو محارب ہلال بن علیم نے ہام آپ کہ ہرگز یہاں سے

نہ جانے دیں گے، چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لئے اس کاروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی، اگر آپ روپیہ خرچ کریں تو آخری دم تک ہم آپ کا ساتھ دیں گے، عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آ کے ہمراہ نہ لڑوں تو عمرو بن قرۃ الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں۔ (یہ اس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں سب نے کہا ہم تیار ہیں سلمہ بن ابی عباد اللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سردار ان سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

## حارث بن سرتح کی جماعت

حارث بن سرتح ایک جماعت عظیم کے ساتھ جس کی تعداد ساٹھ ہزار بیان کی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اسکے ساتھ ازداور تمیم کے شہسوار بھی تھے جن میں محمد بن المثنیٰ، حماد بن عامر بن مالک الحممانی۔ داؤد الدائسر بشر بن انیف الریاحی، عطاء الدبوسی۔ اور مقامی روسا میں سے جوز جان، اور نرسل، فاریاب کا زمیندار سہرب طالقان کا بادشاہ قرباقس مرو کا زمیندار اور ان جیسے اور بھی بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

## پلوں کا انہدام

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلہ کے لئے بڑھا گرجے کے پاس مقام جیاسر میں اس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا، ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے علیحدہ ہو گئی، اب عاصم نے ہر شخص کو بلا۔ تخصیص تین تین دینار دئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دئے گئے۔

## محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر

حارث کے ساتھیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب و گیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو، ہمیں اجازت دو تا کہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں، مگر اہل مرو نے انکی درخواست رد کردی حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں مار کر بھگایا دیا۔ محمد بن المثنیٰ القراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آ ملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازد میں آ کر شریک ہو گیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک الحممانی بھی عاصم سے آ ملا۔ اور بنی تمیم میں آ کر شامل ہو گیا، حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تا کہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں، حارث بن سرتح اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا

## حارث بن سرتح کا مرو پر حملہ

جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آ ملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا۔ اور طرفین نے جنگ



شروع کر دی، سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارد سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی، حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے۔ مقامی رؤسا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے، اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارد کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

## محمد بن مسلم کی سفارت

عاصم بن عبد اللہ نے مومن بن خالد الحضی، علیاء بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان البظلی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ دریافت کریں کہ وہ اس کا کیا ارادہ ہے، حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں۔ اجازت دیجئے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں ہمارے آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے، اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فہماور نہ پھر تمہیں اختیار عمل حاصل ہوگا، عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے۔ ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی ہماری طاقت دشمن کے مقابلے میں مجمع تھی، تمہارے سردار نے جو کاروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں، ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہا اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اسکے جواب میں اس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تا کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دوں، اور جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

## حارث و عاصم کی جنگ

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا، نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اسکی خبر ہو گئی صبح کے وقت عاصم بھی اس کے مقابلے کے لئے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبد اللہ بن زرارۃ السعلی سردار تھا نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی دادرمانگی دی۔ یحییٰ بن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا، (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سرتح کر رہا تھا) اور بہت بری طرح اسکی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریاء مرو کو عبور کر کے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اسکا تعاقب نہیں کیا سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے۔ سعید بن سعد بن جزالہ زدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا، اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

## حارث بن سرتح کی شکست و فرار

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اس کا سختی سے تعاقب کرتا تو اسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیلا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے

اور تمہاری فوج کے لئے جس بات کی ضمانت کی تھی اسے پورا کر دوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبید اللہ بن حبیب اسکے پاس آیا اس وقت حارث کے تمام ساتھی اسکا ساتھ چھوڑنے کے لئے آمادہ ہو چکے اور یہ کہہ چکے تھے کہ تمہاری حمایت میں ایک علم بھی بلند نہ ہوگا۔ مگر خالد نے اگر انہیں سمجھایا۔

علاء الدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ، تاکہ میں اس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کھلاتا پھروں۔ یہ سوار ہو کر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی ایک طالقان کا رہنے والا اس کے مقابلہ کے لئے نکل آیا اور اپنی زبان میں اس سے کہا، اے کیر خر۔

اس سنہ میں ولید بن یزید بن عبد الملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گزشتہ سال تھے البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبد اللہ الہلالی تھا۔

## ع ۱۱۷ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### رومی علاقوں پر فوج کشی

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر بایں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبد الملک داہنے سمت سے علاقہ جزیرہ کی طرف سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرنے گئے، سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوجی دستے مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں، ایک نے لان کی تین قلعے فتح کئے اور دوسری فوج نے نوماشاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں اس کے باشندوں نے صلح کر کے ہتھیار رکھ دئے۔

### عاصم بن عبد اللہ کی معزولی

ہشام نے عاصم بن عبد اللہ کو خراسان کی ولایت کے عہدے سے معزول کر دیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبد اللہ ہی کے ماتحت کر دیا خالد نے اپنی بھائی اسد بن عبد اللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ مدائینی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے ۱۱۶ھ ہجری میں برطرف کر کے خراسان کو خالد بن عبد اللہ کے ماتحت کیا تھا۔

### عاصم کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عاصم بن عبد اللہ نے ہشام بن عبد الملک کو لکھا۔

’ایک رہبران لوگوں سے جس کی رہنمائی اس کے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیر المومنین نے جو ذمہ

داری میرے سپرد کی تھی اس کا اقتضایہ ہے کہ میں اس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں، خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کر دیا جائے تاکہ فوج و ضروریات یا محتاج کی بہم رسانی، اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اسکی امداد قریب سے ہو سکے، کیونکہ امیر المومنین خود خراسان سے کافی فاصلہ پر ہیں اور اس بنا پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے، جب یہ خط جا چکا تو عاصم اپنے دوسوں بھائی بن حصین، مجشیر بن مزاحم اور ان کے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔ مجشیر نے سن کر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور ادھر اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی اس طرح کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیج دیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کر لیا تھا۔ اور یہ مر جبہ فرقہ کے عقائد کا

ماننے والا تھا۔

## حارث بن سرتح اور عاصم میں مصالحت

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبد اللہ آ رہا ہے اور اس نے اپنے مقدمہ التحیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اس نے حارث سے صلح کر لی اور یہ عہد نامہ ان دونوں کے درمیان طے پا گیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کر لے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ اگر ہشام انکی دعوت پر لبیک کہدے تو فہماور نہ پھر وہ دونوں ملکر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مہریں ثبت کر دیں۔ مگر یحییٰ بن حصین نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے۔

## عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ

عاصم بن سلیمان بن عبد اللہ بن شراصل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا۔ یحییٰ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائیں گے، اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو، اور دستخط کر دو۔

## عاصم کے نقیب کا اعلان

عاصم بن عبد اللہ اعلیٰ مروین بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بن العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لیکر ایک دوسرے کے مقابل آئے، عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانسو شامیوں کے ساتھ تھا، اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اسکے ساتھ تھا، عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لایگا اسے تین سو درہم انعام دیا جائے گا اسکے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لے کر آیا۔ اور وہ اس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا، پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبد اللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص ایک اور سر لیکر آیا اس پر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائیں گے، عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ



ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جولائے گا اسے ہم کچھ نہ دیں گے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی۔ بہت سے قیدی گرفتار کئے گئے عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہل مرو الروذ کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا کل اسی قیدی تھے جن میں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے۔ دندائقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

### ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ

یعنی جماعت نے باہمی کشمکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نامی ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پان سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سرتح کا سر لیکر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی، حارث بن سرتح مقابلہ کے لئے نکلا، اس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اسکے ساتھیوں نے اسے آ کر بچا لیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو! حارث بن سرتح کی حالت دیکھو۔ حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیراگا، حارث نے اس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا، گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پسینے پسینے ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

### ایک شامی کا حارث پر حملہ

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا، اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اس کے لگنے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے دوڑا۔ اس شامی نے کہا کہ میں حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے، حارث نے کہا تو گھوڑے سے اتر چنانچہ وہ شخص اتر پڑا، اور حارث اس پر سوار ہو گیا، شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔ قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے

تولت قریش لذة العیش واتقت

بناكل فج من خراسان اغيرا

فليت قریشاً اصبحوا ذات ليلة

يعومون في لجج من البحر اخضرا

ترجمہ: قریش نے لذت عیش سے دوستی کر رکھی ہے اور ہماری

وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ

ہو گئے ہیں پس کاش قریش کوئی رات ایسی گذارتے

کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تبتے۔

## یحییٰ بن حصین

چونکہ یحییٰ بن حصین نے عاصم کے اس خط پر جو اس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کئے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہو گئی انہوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبری اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبد اللہ سے ملے اسد نے اسے کہا آپ لوگ واپس جائیے میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دوں گا۔ محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کر دیا گیا ہے اسد نے کہا میں اسے بنوادوں گا اور جو جو مظالم تم پر ہوئے میں ان کی طلافی کر دوں گا۔

## اسد بن عبد اللہ کا خط خالد کے نام

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا اعادہ کیا کہ میں نے ہی حارث کو شکست دی اس کے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھ دیا تھا خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کئے اور سو حلقے خلعت دیا عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

## عاصم بن عبد اللہ کی گرفتاری

اب اسد خراسان پہنچ گیا اس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا۔ اسد نے عاصم کو قید کر دیا۔ اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا ایک لاکھ درہم اس کے ذمہ واجب الادا نکلے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنہیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اس سے ملے اسد نے پوچھا کہ تو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم جیسا ان لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاؤ کیجئے اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

جب ہشام بن عبد الملک کو حارث بن سرتح کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے خالد بن عبد اللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجتا کہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اس کی خبر لے۔

## اسد بن عبد اللہ کی آمل پر فوج کشی

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان بھیجا جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابر شہر تھے حارث بن سرتح مرو الروذ میں تھا اور خالد بن عبد اللہ لہجری آمل میں تھا اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لئے مرو الروذ جاتا ہوں تو خالد بن عبد اللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مرو الروذ کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا اب طے یہ پایا کہ عبد الرحمن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لئے مرو الروذ روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لیکر آمل کے طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان اللہی کا آزاد غلام تھا اس فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ

ہو گیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہو کر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اس نے پھر جوابی حملہ کیا اسد بن عبد اللہ کے ایک غلام جبکہ نام کو جو اس کا علمبردار بھی تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جا کر اپنے تین قصبوں میں محصور ہو گئے۔

## اہل آمل کی اطاعت

اب اسد نے جا کر ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبد اللہ البجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا اسد نے منجیقین محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب۔ روید بن طارق القطعی ان کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ روید نے کہا یہ ہم تمہارے لئے منظور کرتے ہیں، محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بناء پر ان شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لئے منظور کئے لیتا ہوں اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی ثعلبہ بن شیبان مصلحہ بن ہبیرہ کے بھیجے کو عامل مقرر کر دیا۔

## اسد بن عبد اللہ کی ترند روانگی

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا۔ راستے میں اسے مسلم بن عبد الرحمن کا ایک آزاد غلام ملا۔ جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبد اللہ بن خازم کے لئے بیعت کر لی، اسد بلخ آیا۔ کشتیاں فراہم کیں اور ترند چلا گیا، دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے جس کے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیۃ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترند کے ہمراہ موجود ہیں اس کے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

## حارث کا محاصرہ ترند

اسد دریا کے اسی پار اتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترند نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی حارث پہلے تو ان کے سامنے سے خود پسپا ہو گیا۔ مگر پھر ان پر پلٹ پڑا اہل ترند پسپا ہوئے، یزید بن الہیثم بن امتحل، اور عاصم بن معول التجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے، بشر بن جرموز ابو فاطمۃ الایادی اور دوسرے قرا جو حارث کے ہمراہ تھے شہر ترند کے دروازہ پر آتے روتے، مروانیوں کے جو رستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی ان کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے، مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے۔

## سبل کی حارث سے علیحدگی

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترند کی بنا مزامیر اور طلبوں کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے یہ اس طرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہو سکتا، صرف تلوار سے فتح کر سکتی ہے، اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو، یہ کہہ کہ سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔



## اصغر بن عینا اور داؤد الاعسر کی جنگ

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اس نے قاسم الشیبانی سے جو زم کے ایک قلعہ باز کرنام میں مقیم تھا تعرض کیا، مگر پھر اسے چھوڑ کر یزید کا راستہ لیا، ترند پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اتر پڑا۔ اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے، شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کے کشتیوں میں اترتے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھ کر ان سے لڑتا تھا۔ آخر الامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈ بھیڑ ہو گئی ایک میں اسد کے ساتھی جن میں اصغر بن عینا انجمیری بھی تھا سوار تھے دوسری میں حارث کے طرفدار جن میں داؤد الاعسر بھی تھا سوار تھے اصغر نے کوئی چیز پھینکی جس کی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری، نو جوان ہوں اس پر داؤد الاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مرزوم نہیں ہے، داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملا دی اور دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ اس موقع پر اشکند بھی آ پہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا، اشکند نے کہا کہ میں آپ کی امداد کے لئے آیا ہوں، اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمیں گاہ میں چھپ رہا۔

## اہل ترند کی شکست و فرار

حارث اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اہل ترند اسکی طرف بڑھے۔ حارث نے ان کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی، اہل ترند نے اسکا تعاقب کیا۔ اس وقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا اس نے ایک دم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترند سے بری چال چلی۔ مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمیں گاہ سے اچانک نکل کر اہل ترند پر حملہ کر دیا۔ اہل ترند نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن ابیہثم بن امیہ الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا، اور اہل ترند حارث کے مقابلہ پر نکلے، انہوں نے حارث کو شکست دی ابوفاطمہ، عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

## اسد بن عبد اللہ کا ہیشم الشیبانی کو پیغام

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اس نے ہیشم الشیبانی کے پاس جو اس وقت باز کر میں تھا اور حارث کے طرفداروں میں تھا، اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہیشم سے جا کر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اسکے مخالف ہو گئے، مگر ان کی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلالات فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی۔ کہ مشرکین نے اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمہارے لئے کسی بری بات کی ابتداء نہ ہوگی، علاوہ ازیں میں تمہارے ساتھ دوستی۔ نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین

اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں میں تمہیں آگاہ کئے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اسکے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کئے ہوں مگر میں تمہیں ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا اور نہ اپنے وعدہ کو پورا کروں گا۔

### اسد بن عبد اللہ کی ہشیم کو امان

ہشیم اس وعدہ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ ہشیم اس کے ہمراہ سمرقند چلا اسد نے اس کی فوج کو دوہری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا ان پر انہیں سوار کرایا۔ نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لیکر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اس کے ساتھ تھیں جنہیں اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

### اسد کا بلخ میں قیام

اس انتظام کے بعد اسد درغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا اسد نے اس نالہ پر بند باندھ کر اس کا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

خالد بن عبد الملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال مدینہ مکہ اور طائف کا والی تھا خالد بن عبد اللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا مروان بن محمد آرمینا اور آذربائیجان کا والی تھا۔ نیز اسی سال فاطمہ بنت علی اور سکیمنہ بنت حسین بن علی نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

### بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری

اسد بن عبد اللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں گرفتار کیا۔ ان میں سے بعضوں کو قتل کر دیا بعضوں کے مثلہ (اعضاء قطع) کر دیئے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر مالک بن الہیثم موسیٰ بن کعب لاہر بن قرظہ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کئے گئے اسد نے کہا اے فاسقو کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔

عفا اللہ عما سلف و من عاد فینتقم اللہ منه واللہ عزیز ذو انتقام

ترجمہ: گزشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ

اس سے ضرور بدلہ لے گا۔ اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

### سلیمان بن کثیر کا عذر

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا کہ میں تو بولوں اور کہیئے تو خاموش رہوں اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کی مصداق ہے۔

لو بغیر الماء حلقى شرق

كنت كالغصان بالماء اعتصادي  
ترجمہ: اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں  
اسے حلق سے اسی طرح نیچے اتاروں گا جس  
طرح کہ پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے۔

آپ ہمارے قصہ کو بخوبی جانتے ہیں، سنئے خدا کی قسم چغلخوروں نے آپ سے آ کر چغلیاں کھائی ہیں، ہم  
آپ کے ہم قوم ہیں اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن  
مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں، اس پر ابن شریک بن الصامت الباہلی  
نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہئے کہ اس شخص  
کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں، پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا  
چاہتے ہو اس لئے کہ ہم ہی اسکے سب سے سخت دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا، پھر عبدالرحمن بن نعیم کو بلا کر  
اس معاملہ میں مشورہ کیا، عبدالرحمن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اس طرح آپ ان کے  
قبیلوں پر احسان کریں گے، اسد نے پوچھا کہ ان دو نمیمیوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔  
عبدالرحمن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجئے، اسد نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع  
ہو جائیں گے، عبدالرحمن نے پوچھا کہ آپ اس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں، اسد نے کہا بخدا میں اسے  
آزادی دینے والا ہوں۔

### موسیٰ بن کعب اور الازہر بن قریظہ کا انجام

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ گدھے کی لگام اسکے لگائی  
گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچا جائے۔ چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے، پھر حکم دیا کہ  
اس کے چہرہ کو مارو اس کی ناک پچی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا پھر اسد نے  
الازہر بن قریظہ کو سامنے بلایا، الازہر نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی  
اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو مگر حسن بن زید  
الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور  
دوسرے لوگ، حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

### ۱۱۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

### عمار خدش کی دعوت بیعت

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان کی جانب روانہ



کیا۔ عمار مرو میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا، محمد بن علی کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی لوگ آنا مانا اسکے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے، اسکی ہر بات کو غور سے سنتے اور اسکی اطاعت کرتے، مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا اب اس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اسکی دعوت دینے لگا۔ اور اپنے معتقدین کو اجازت دیدی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور کہا میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی ایماء پر کر رہا ہوں۔

## عمار خداش کا انجام

اسد بن عبد اللہ کو اس کی خبر ہوئی اس نے اپنے مخبر کو اس کی گرفتاری کے لئے لگا دیئے۔ آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا، اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا، اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اسکے ہاتھ کٹوا دیئے، زبان نکلوادی اور اسے اندھا کر دیا دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اسکے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اسکی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔ اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابو بکرؓ اور عمرؓ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دیدیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اسکے قتل کا حکم بھیج دیا یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

## قلعہ تبوشکان کی فتح

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضعی کا آزاد غلام آیا۔ اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی قیام پذیر ہوا اور جدلیع الکرمانی کو اس قلعہ کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جسمیں حارث اور اسکے ساتھیوں کا مال و اسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا۔ یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا، بنو برزی التغلی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہائش پذیر تھے، کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا، جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا۔ اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور اسکے تمام باشندوں کو جن میں عرب، موالی اور ان کے اہل و عیال شامل تھے لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لا کر ہراج کر دیا۔

## اسد بن عبد اللہ کی انتقامی کارروائی

علی بن یعلیٰ جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لئے اسد نے اسکے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھی، اس میں بشر بن انیف الخطلی، اور داؤد الاعرس الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کر دو کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا، اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دیگا، مگر ان لوگوں نے نہ

مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جائیے اور ہمیں اپنے حالت پر چھوڑ دیجئے۔

## بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ اسد نے ان دونوں کو امان دی انکی خاطر مدارات کی۔ ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والوں سے بیوفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور پانی۔ اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جن میں سالم بن منصور انجلی دو ہزار فوج پر از ہر بن جرموز النمیری اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جس کی مجموعی تعداد ہزار تھی سردار تھے اور پانچ سو شامیوں کے ہمراہ جن پر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا۔ کرمانی نے سالم بن منصور کو اس کی فوج کے ساتھ دشمن کی سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی، صبح ہوئی۔ فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی، اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے، کشتم پہنچا جو جغیونہ کے علاقہ میں واقع تھا، ایک ایسے احاطہ کے پاس پہنچا جس میں زراعت تھی اور اس کے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لئے اس کھیت میں چھوڑ دیئے، اب ان کے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آ کر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لئے آ گیا ہے اور مہاجرین میمون انکار سردار ہے، جب یہ جماعت کرمانی کے مقابل آئی کرمانی نے اس کا مقابلہ کیا اور نقصان سے دو چار کیا۔ دشمن پسپا ہو گیا اب پھر کرمانی نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آ کر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانچ سو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آ پہنچا اور از ہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آ کر شامل ہو گئی۔

## کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب

جب سب جمع ہو گئے تو کرمانی نے تقریر کی حمد ثنا کے بعد کہا، اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دی جاسکتی ہے کہ جس کی یہ حالت ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس پر قابو پالیتا ہے، حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا تم نے اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا، اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا۔ اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا، پھر تم اسکے ہمراہ بادل نا خواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی۔ اس کا ساتھ چھوڑ دیا، جب وہ شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اسکے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھ کر تیرے ذریعہ دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اسکے ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا اور سولی پر لٹکا دوں گا، البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرا خاص اعتبار کے لوگ ہیں کہ جنکے غدر کا مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔

## محصورین کا انجام

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے

۷ دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے اڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے اس وجہ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو، غرض کہ محصورین نے اسد کے حکم پر سرخم کرنے کے لئے ہتھیار ڈال دیئے، چند روز اسی طرح گزرے پھر مہلب بن عبدالعزیز انکی اسد کا خط لیکر پہنچا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جن میں مہاجر بن میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیج دو، ان سرداروں کو اسد کے پاس بھیج دیا گیا اسد نے انہیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہارے پاس باقی ہیں انہیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو، ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس کے حکم کو بجالایا۔ قلعہ سے ان کے اہل و عیال کو نکالا اور انہیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل کیا یا سولی پر لٹکایا تھا ان کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لئے گئے، چھاؤنی بنالی گئی پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جیغویہ کے علاقہ پر فوج کشی کی، کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور انکی جگہ محمد بن ہشام بن اسماعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا۔ اسی دن ابو بکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر ان کی امارت کا حکم پہنچا۔ ابو بکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

## علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال

اس سنہ میں علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد ان کی کنیت تھی اٹھتر یا ستتر سال کے سن میں مقام محمیہ واقعہ علاقہ شام میں ان کی وفات ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں کہ حضرت علی پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ ۴۰ھ کی کی سترھویں ماہ رمضان تھی۔ ان کے باپ نے ان کا نام علی رکھا اور کہا کہ میں نے اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، اور ابو الحسن ان کی کنیت مقرر کی، جب یہ عبدالملک بن مروان سے ملاقات کیلئے گئے تو اس نے انکی بڑی تعظیم و تکریم کی اپنے برابر تخت پر جگہ دی، انکی کنیت پوچھی۔ انہوں نے اپنی کنیت بتائی اس پر عبدالملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہو سکتی۔ پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے، اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انہوں نے اسکی اطلاع دی اس پر عبدالملک نے انکی کنیت ابو محمد مقرر کی۔

محمد بن ہشام امیر مکہ مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبدالملک تھا البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقعی کا ہے۔



خالد بن عبد اللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اس کا بھائی اسد بن عبد اللہ اسکی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عال اور کوتوال ہونے کے ساتھ ساتھ پیش امام بھی وہی تھے۔ مروان بن محمد بن مروان ارینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔

## ۱۱۹ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### ولید بن القعقاع کا جہاد

اس سنہ میں ولید بن القعقاع العبسی نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، نیز اس سال اسد بن عبد اللہ نے نخل پر جہاد کیا زغر زک کے قلعہ کو فتح کرنے کے بعد وہاں سے خد اش کی جانب بڑھا۔ بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں اس کے ہاتھ آئیں اور دشمن کی فوج چین کی طرف فرار ہو گئی۔ اسی سنہ میں اسد اور خاقان ترکوں کے سب سے بڑے شہنشاہ سے مقابلہ ہوا۔ خاقان اور اسکی فوج کے بہت سے آدمی میدان کارزار میں کام آئے۔ اسد اور مسلمان حج و سالم بہت سا مال غنیمت اور قیدی گرفتار کر کے واپس آ گئے۔

### اسد اور خاقان کا معرکہ عظیم

ابن الساجی نے خاقان ابن مزاحم کو (خاقان چونکہ عربوں سے لڑتا رہتا تھا اس لئے اس نے اپنی کنیت ابن مزاحم مقرر کی تھی حالانکہ یہ اکث کی اولاد میں سے تھا) باخبر کیا کہ اسد نخل کے علاقہ میں آیا ہے اسکی فوج تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے اور بری حالت میں ہے۔

### خاقان کی جنگ

خاقان نے اس خط کو پڑھتے ہی اپنے سرداروں کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ خاقان کی ایک پہاڑی شکار گاہ اور ایک مرغزار مخصوص تھی جس میں کسی شخص کو جانے یا شکار کھیلنے کی اجازت نہ تھی، البتہ جنگ کے لئے مہم جانے والی ہوتی تو اس مرغزار اور شکار گاہ میں تین دن تک گھوڑے چراتے اور شکار کھیل لیتے چنانچہ جب ترکوں نے اس جنگ کی تیاری شروع کی تو اپنے جانوروں کو شکم سیر چرایا۔ اور جو شکار کیا اسکی کھالیں دباغت دے کر تیار کر لیں۔ انہیں کھالوں سے انہوں نے خرجیاں کمانیں اور تیر بنائے۔ خاقان نے اپنی سواری کے لئے ایک گھوڑا منگوا یا جس پر زین کسی تھی لگام پڑی تھی پھر ایک بھیڑ کو ذبح کرا کر اس کے گوشت کو توبروں میں رکھ لیا۔ تھوڑا سا نمک ایک تھیلی میں رکھ کر اسے اپنے کمر بند میں رکھ لیا۔ تمام ترکوں کو حکم دیا کہ اسی طرح ہر شخص آذوقہ اپنے ساتھ رکھ لے اور کہا کہ جب تک نخل میں عربوں سے مقابلہ ہو یہی تمہاری خوراک ہے۔

### ابن الساجی کی اسد بن عبد اللہ سے درخواست

غرض کہ اس تیاری کے بعد خاقان نے کوچ کیا اور خثور اغ کے راستہ بڑھا۔ جب ابن الساجی کو معلوم ہوا

کہ خاقان آ رہا ہے اس نے اسد کو اطلاع دی کہ آپ قتل سے چلے جائے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارا تعاقب کر رہا ہے اسد نے اسکے پیامبر کو سب و شتم کیا اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس قتل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اس کے لئے یہ بہترین موقع ہے اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لے گا اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہیں گے دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لئے ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی میرے لئے ایک نہایت دشواریات ہوگی علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھے گا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا۔ اور تمہیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

## مال و متاع میں روانگی

اس پیام سے اسد کو اسکی صداقت کا یقین ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البتیری کی (جو بعد میں سجستان کا والی ہو گیا تھا نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے انہیں کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابوسلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد و القطعی تھے آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا تمام مال غنیمت کی نگرانی عثمان بن شباب الہمدنی (قاضی مرو کے دادا کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصغ بن ذوالثکلی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا۔ یہ لکھا کہ خاقان سامنے آ گیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لئے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

## اسد کی شہادت کی افواہ

داؤد اور اصغ کے پاس ایک دہوسی شخص نے آکر یہ خبر مشتہر کر دی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آگئے ہیں تو کیا ڈر ہے ہشام زندہ ہیں ہم سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہئے داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزہ نہیں رہا اصغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے۔ جب جراح اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ ضرر نہیں پہنچا۔ اسی طرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہو گئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ تو حی و قیوم ہے الحمد للہ امیر المومنین باحیات ہیں۔ مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے داؤد نے کہا اچھا چل کر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے تاکہ اصلی خبر تو لیتے چلیں۔

## داؤد اور اصغ

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ راستے میں انہیں ابراہیم کی فوج نظر آئی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے داؤد نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں۔ کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کئے جاتے ہیں اصغ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنگی میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینگ انہیں سنائی پڑی داؤد نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصغ نے کہا کل انہیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے مگر ایک یا دو دن میں کھانہ سکے ہوں گے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے انہوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جا کر تکبیر کہی ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت اور ابراہیم کے ہمراہ اہل صفانیاں اور اس کا رئیس صفان خدا بھی ہے خبر ہوتے ہی ابراہیم پیشوائی کے لئے جھپٹا۔

## اسد بن عبد اللہ کی بلخ روانگی

اسد بلخ سے جبل السلح کی سمت روانہ ہوا۔ اسکا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے، ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لیکر دریا پار پہنچ چکا تھا۔ اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا، اس سے پہلے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گزر چکی ہیں، ابو تمام بن زحر اور عبد الرحمن بن حنظلہ جو دونوں از دی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک تو فیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی جوانمردی دکھائی اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کر کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہاتھ دے کر باہر نکال دو، چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد وہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر وہاں سے کوچ کیا۔ دریا میں تیس مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے، اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کناروں کو چھوٹا تھا، اسی مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے، اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھائی۔

## عثمان بن عبد اللہ کا اسد کو مشورہ

اس پر عثمان بن عبد اللہ بن مطرف بن الشخیر نے اس سے کہا جس خطرہ کی بناء پر آپ یہ بھیڑوں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ، اسکے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے، ان کے دھیان کو بٹا دیا ہے۔ اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے، آپ ان بھیڑوں کو چھوڑے اور اس پر لعنت بھیجے۔ عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لئے تیار ہو جانیکا بھی حکم دیا۔ مگر اسد نے ایک نہ سنی اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لئے بغیر دریا عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کریگا میں اسکے ہاتھ کٹوا دوں گا، مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سم



دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ جسکی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے، یہ حالت دیکھ کر اس نے حکم دیا کہ بھیڑیوں دریا میں پھینک دی جائیں۔ ابھی پوری فوج نے دریا کو پار نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے انہیں دشمن نے قتل کر ڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

## خاقان کی آمد

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقہ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے، اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑے دئے گئے تھے اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں دریا کے پار لایا جائے تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں تو انہیں پر تمام مال غنیمت لاداجائے۔ اسی دوران میں قتل کی سمت سے ایک غبار اٹھا۔ معلوم ہوا کہ خاقان آ پہنچا خاقان کی فوج کا اگلا حصہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر بنی تمیم اور ازد پر حملہ آور ہو گیا۔ یہ جماعت پسپا ہو گئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاؤ میں پہنچ گیا۔ اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنہیں اس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہ اپنے گرد خندق کھود لیں۔

## استیخین کی تجویز

خاقان قریب آ گیا اسکے اور مسلمانوں کے درمیان صرف دریا حائل تھا مسلمانوں نے گمان کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اس زمانہ میں نسا کا اضبہذ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے اور بہادروں جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جاسکتا ہے؟ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ استیخین کے پاس جب یہ پہنچا تو اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے جب ہم ایک دم سب ملکر دریا میں کود پڑینگے تو ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اسکی روانی کی تیزی دور ہو جائیگی۔

## خاقان کی پیش قدمی اور مراجعت

اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری۔ اسد اور اسکی فوج نے گمان کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے مگر ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دئے جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ہل چل برپا ہو گئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا۔ اب وہ آگے بڑھے، غبار کا ایسا گھناٹو طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا تک نظر نہ آتا تھا اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا، مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرزلیکر ترکوں پر حملہ آور ہوئے انکے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ حتیٰ کہ ترک پلٹ گئے۔

## اسد بن عبد اللہ کی مجلس و مشاورت

اسد نے رات گزاری رات ہی سے اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صبحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لئے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتدا دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لئے بلوایا اور باہم مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجئے۔

اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا۔ اس نے ہم پر فتح حاصل کی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت وہ لے اڑا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اسکے ہاتھ آئے ہیں انہوں نے اسے ہمارے مال و متاع کے متعلق جو ہمارے آگے جارہا ہے اطلاع دی ہوگی، اور اسکے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے۔

## اسد بن عبد اللہ کو قیام کا مشورہ

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لئے ارد گرد جماعتیں روانہ کیں، ایک شخص نے آکر یہ خبر دی کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں کا ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے، مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا جانوروں پر بار بہت تھا سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجئے اور عافیت و سلامتی کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں، یہ تو ایک مصیبت اور محض جان و مال کا نقصان ہے۔

## نصیر بن سیار کی تجویز

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لئے قیام پذیر ہوا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا وہ کام کیجئے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائینگے اس گفتگو کے وقت نصیر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اس طرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصیر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ اسی طرح رواں دواں رہے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکیں گے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انہیں دشمن کے چنگل سے بچالینگے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی ان تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہوں گے تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لینگے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اسکے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

## اسد بن عبد اللہ کا ابراہیم کے نام خط

اسکے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو قتل کی سرزمین سے اچھی طرح متعارف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا تم جنگ کے لئے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی جانب بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم جہاں کہیں بھی ہورات سے پہلے یہ خط اسے پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان والوں کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرادوں گا۔

## اسد بن عبد اللہ کے قاصد کی روانگی

سعید نے کہا آپ اپنا کیمت گھوڑا ذنوب نام مجھے دے دیجئے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو مجھ سے بڑا بخیل کوئی نہیں ہوگا۔ اسد نے گھوڑا اس کے سپرد کر دیا، سعید اپنے ایک کوئل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اسکے ہمراہ اس کا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوئل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے انکا تعاقب کیا سعید نے فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، گھوڑے کو ایڑی دی۔ ترک اسے نہ پاسکے، یہ ابراہیم کے پاس خط لیکر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اب تک اس کا پیچھا کرتے رہے مگر جب انہوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا تو فوراً پلٹ گئے اور خاقان کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔

## خاقان کا ابراہیم پر حملہ

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ ابراہیم نے اہل سعد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے نزدیک پہنچ گئے تو اہل سعد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا، خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کونسی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

## خاقان کی حکمت عملی

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر ٹیلہ پر چڑھ جاتا جب مسلمان کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا تو فوراً اسی طرف سے اپنی فوج کو حملہ کر نیکا حکم دیتا فوج اسکے حکم کی تعمیل کرتی جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جسکے سامنے ایک جوہڑ تھا۔ اپنے بعض ترک سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ۔ اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ آور ہو جاؤ۔ پہلے عجمیوں اور اہل اضعانیاں پر حملہ کرنا علاوہ انکے جو عرب ہیں انہیں مت چھیڑنا۔ (خیموں کی شناخت اور جھنڈونکی وجہ سے انہیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا۔ نیز خاقان نے یہ بھی تاکید کی کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر تمہاری طرف بڑھے گا تو اس طرف سے ہم انکی خندقوں میں داخل ہو جائیں گے اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہیگا تو تم پیچھے سے انکی خندقوں میں گھس جانا۔



## ترکوں کا عقبی حملہ

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور جدھر عجمی فوج تھی اسکی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے انہوں نے صنعان کے رئیس اور اسکی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

## اسد بن عبد اللہ کی آمد

نیز ابراہیم کے پڑاؤ میں بھی گھس گئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے اللہ کی شان کہ اچانک غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لیکر آ پہنچا ترک اس فوج کو دیکھ کر مسلمانوں کو چھوڑ چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو انکی علیحدگی سے تعجب ہوا کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے، بہت سوں کو قتل کر چکے تھے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی توقع نہ تھی، دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی۔ وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھ کر پہاڑ کی سمت چل پڑا۔

## رئیس صنعان کی بیوی کا نوحہ

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے، ان میں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتھوں کام آ چکی تھی۔ برکتہ بن خوالی الراسی۔ کثیر ابوامیہ۔ اور بنی خزاعہ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے گئے۔

صنعان کے رئیس کی بیوی اپنے شوہر پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی اسد بھی اسے دیکھ کر اس کے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اس کی آواز دوسروں نے بھی سن لی۔ خاقان اپنے قیدیوں کو ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر اونٹوں کو جولدے ہوئے تھے اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لیکر چلتا بنا۔

## مصعب بن عمرو والنخزاعی کا تعاقب کا ارادہ

مصعب بن عمرو والنخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو روکیں مگر اسد نے انہیں اس سے منع کیا اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے۔ انکا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔ حارث بن سرح کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنزیہ فقرے کہے چنانچہ اس نے پکار کر کہا اے اسد کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لئے کافی نہیں؟ تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا خنسل کے علاوہ اور کہیں تیرے لئے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں! دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

## ایک ترک سردار کا بیان

کور مغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے اس مال غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی، لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت مال و متاع حاصل ہوا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اس قدر بد ہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا ان میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

## اسد بن عبد اللہ کی بلخ روانگی

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان نے مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف اقدام کیا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی، خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا، مسلمان مقابلہ کے لئے رک گئے، ترک مسلمانوں سے لڑے مسلمانوں نے بھی ڈٹ کر انکا مقابلہ کیا، ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر ان عجمی فوجوں کی طرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اور غروب آفتاب کے وقت اسد کے پڑاؤ کے سامنے آ پہنچے۔ اسد اپنی فوج لیکر روانہ ہوا اور پر اس نے مع تمام مال و متاع کے پڑاؤ ڈال دیا۔ دوسرے دن عید الفطر تھی، صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا۔ اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آ گیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لئے چلے گئے خود اسد بھی شہر میں آ گیا فارسی کے یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے۔

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی

ایار باز آمدی خشک نزار آمدی

ترجمہ: تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر لوٹ آیا۔

## اسد بن عبد اللہ کا اہل بلخ کو خطاب

اس وقت حارث بن سرتح طخارستان کے اطراف میں تھا یہ بھی خاقان سے جا ملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزہ میں آ کر پڑاؤ ڈالا ہے، اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے چنانچہ آگ روشن کی گئی اور اسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ کی طرف منتقل ہو گئے۔ صبح کو اسد نے دو گانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سرتح کفار کو اپنی مدد کے لئے بلا کر لایا ہے تاکہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے اور اسکے دین کو وہ بدل دے، انشاء اللہ خداوند عالم اسے ذلیل و رسوا کرے گا، تمہارا دشمن کتا ہے، تمہارے جو بھائی اس کے بچوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے، اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تمہیں تمہاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی، اللہ سے امداد طلب کرو، مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو، اپنے رب کے سامنے سر سجدہ ہو جاؤ اور خلوص دل سے دعا مانگو،

غرض کہ سب سے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جب انہوں نے اپنے سرسجدہ سے اٹھائے تو انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا۔

## اسد بن عبد اللہ کا عزم

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اتر آیا۔ قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لئے لوگوں سے مشورہ لینے لگا، بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باز نہیں رہتے۔ اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو بڑا خطر سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤں گا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت۔

## خلم کی گھاٹی پر خاقان کی فوج کا اجتماع

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے اسد کی طرف اقدام کیا تو اس نے دریا پار کا علاقہ، اہل طخارستان، اور جیغویہ الطخاری سے امداد حاصل کر لی تھی، اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے مل گئے۔ اب یہ تمام فوجیں خلم کی گھاٹی میں آ کر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی ابوالعوجا بن سعید العبدی اس کا افسر تھا، ترکوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز بخشیش علاقہ طخارستان کی راہ چلنے لگے، ابوالعوجا نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی سے آگاہ کر دیا۔

## مرو جانے کی تجویز

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجا اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحدی چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اس چوکی سے گزر جانے کے بعد اس کو اسکی اطلاع دیدی تھی) کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے، اور پوچھا کہ اب کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔ بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجئے، خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجئے، دوسروں نے کہا کہ زم کے راستے سے چلئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیں اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھئے اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجئے۔ چونکہ خود اسد ترکوں سے مقابلہ کے متعلق اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

## خاقان کی پیش قدمی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا، اور طخارستان کے علاقہ میں جیغویہ کے پاس فروکش ہو گیا، موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی۔ اور جزہ کے پاس سے گذر کر جوزجان کی طرف بڑھا اور اس نے قتل و غارت کرنے والی جماعتیں ادھر ادھر پھیلا دیں۔ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سرتج نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آئے گا۔



## بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لئے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو ادھر ادھر منتشر کر دیا ہے اب آپ جو زجان چل کر قیام کیجئے، چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہ میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لئے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم تقسیم کر دیئے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اسکی معیت میں تھی۔

## بلخ پر کرمانی بن علی کی قاسم مقامی

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا نائب مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آ کر کھٹ کھٹائیں، اس پر نصر بن سیار اللیشی، قاسم بن نجیت الراغی الازدی، سلیم بن سلیمان السلمی، عمرو بن مسلم بن عمرو، محمد بن عبدالعزیز العتکی عیسی الاعرج الحظلی بختری بن ابی ورہم البکری۔ سعید الاحمر۔ اور سعید الصغیر بنی بابلہ کے آزاد غلام نے اسد سے التجاء کی کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجئے اور ہماری اطاعت و فرمانبرداری پر ذرہ برابر شبہ نہ کیجئے۔ اسد نے انہیں اجازت دیدی۔

## اسد بن عبداللہ کی دعا

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا، بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اس کے لئے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے نصب کئے گئے۔ اسد نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر بہت طویل طویل نماز پڑھی قبلہ رو ہو کر دعا کے لئے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں، اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا دعا میں فتح کی درخواست کی، تمام لوگ اسکی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے اسد نے کہا رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی، پھر قبلہ کی سمت سے رخ پھیر کر اس نے لوگوں سے، تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے انشاء اللہ تمہیں ضرور فتح و سر بلندی حاصل ہوگی۔

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ لے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

## اسد بن عبداللہ کی روانگی

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا اور اس لئے اس نے ام بکر اپنی ام ولد کو اور اپنے لڑکے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ تفتیش کی جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے، ایک سوار پہنچا اور تمام صورت حال معلوم کر کے واپس آیا، اور عرض کیا کہ یہ لونڈی

زیاد بن الحارث البکری کی ہے زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جسکی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اسے آگے پیچھے سے خوب ماروں زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے یہ شخص میرا دشمن ہے میرا حاسد ہے اب اسد وہاں سے روانہ ہوا۔ جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے درکار ہیں۔ تاکہ میں انہیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دربار کے اس پر چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اس کے قتل کا حکم بھی دیدیا گیا مگر کئی شخصوں نے اسکی سفارش کی چنانچہ اسد نے اسے معاف کر دیا۔

## سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اتر ا وہاں اس نے رات گزاری اور خود اسکا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام پذیر رہے مگر خدا فر بن زید نے جب آکر اسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرما رہیں تو مناسب ہے کہ تمام لوگ یہاں آکر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے فوراً کوچ کا حکم دیدیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پروا نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔

اسد نے یہاں سے کوچ کیا اسکے مقدمۃ الجیش میں تین سو سپاہی سالم بن منصور البجلی کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ سوترکوں سے ہوا جو خاقان کا مقدمۃ الجیش تھے سالم نے ترکوں کے سردار اور اسکے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کر لیا۔ باقی ترک فرار ہو گئے جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ رونے لگا اسد نے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنے لئے نہیں روتا ملکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں اسد نے پوچھا یہ کیسے۔ اس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلا دی ہے۔

## ریحان بن زیاد کی معزولی

اسد اور آگے بڑھ کر بلخ کے ایک سردار نامی قریہ پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبیدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا اب اسد نے اسے معزول کر کے اسکی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کر دیا۔

## اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد

اسد سدہ سے چل کر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہانے کی آواز اس نے سنی پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے کہا گیا عقار بن زغیر کا اس کے اور اس کے باپ کے نام سے اس نے براشگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے واپس ٹا دو۔ اس شخص نے کہا کہ کل جب میں ترکوں پر حملہ آور ہوں گا تو مجھے درجہ شہادت ملے گا اسد نے کہا اللہ تجھے ہلاک ی کرے اس اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زرین یا

زرین بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا ”خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اسے زرین تمہارے پیچھے کیا ہے؟ زرین نے کہا اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن غالب ہو جائیں گے، اسد نے کہا مقدم بن عبدالرحمن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوزجان سے دوفرسخ کے فاصلہ پر پہنچ کر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ حارث نے کہا یہ محمد بن ثنیٰ اور اسکا نشان ہے۔

## خاقان کی حارث سے جواب طلبی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گردآوری کرنے والی جماعتوں نے آکر اسے یہ خبر دی تھی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ خاقان نے حارث کو بلا کر اس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے نہیں آئے گا جبکہ یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اٹھا ہے، حارث نے کہا۔ نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرفداروں میں سے ہے خاقان نے حالات کی تفتیش کے لئے طلّاع روانہ کئے اور انہیں حکم دیا کہ دیکھ کر آنا کہ آیا اونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں۔

طلّاع نے آکر اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

## سالم بن جناح کی مخبری

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا بجالایا۔ اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے ان کی تعداد چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ انشاء اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا۔ امیر یہاں آپ اپنی پیدل سپاہ کو اتار دیجئے۔ اسد نے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے، تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر و اتر پڑو۔ آنا فنا سب لوگ اتر پڑے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیا اور تیرو کمان سنبھال لئے، خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا، جوزجان سے گذرا جسے خاقان پہلے ہی لوٹ چکا تھا، اسکا رسالہ شیورقان تک پہنچ گیا تھا، جوزجان کے تمام قصر اس وقت بری حالت میں تھے۔

## اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب

مقدم بن عبدالرحمن بن نعیم الغامدی عامل جوزجان اپنی سپاہ اور اہل جوزجان کے ہمراہ اسد کے پاس آ اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جا کر قیام کریں، اسد نے جو



جان بن جوز جان کو حکم دیا کہ تم میرے ساتھ چلو، قاسم بن نجبت المرائی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کوثر ماسٹر) اسد نے بنی ازد بنی تمیم، جوز جان بن جوز جان اور اسکے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر مقرر کیا نیز اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جس پر صفراء بن احمر سردار تھا شامل کر دیا، بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جس کا افسر اعلیٰ یحییٰ بن حصین تھا، نیز ان کے ساتھ اس نے اہل حمص کے دستہ کو جس کا سردار جعفر بن حظلہ البهرانی تھا اور اہل ازد کو جن پر سلیمان بن عمرو المقمری الحمری سردار تھا شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم الجبلی مقدمۃ الجیش میں شامل تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکھمی کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا چونکہ اہل پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی طلیعہ میں شامل تھے دوسری جانب خاقان نے حارث بن سرتح اور اسکی جماعت، بادشاہ سفدر رئیس شاش، خرافبرہ (خاقان خرہ کا باپ اور کاوس کا دادا) رئیس ختل، جیغویہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر مقرر کر دیا۔

## جنگ خریستان

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو حارث اور اسکے ہمراہ اہل سفد، یانابہ اور دوسری جو فوجیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستہ تھے حملہ کیا حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا، کوئی چیز اس کے لئے رکاوٹ نہ تھی صرف اسد کے خیموں نے اسے روک کر واپس کیا۔ مگر درآں حال اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد، تمیم اور جوز جان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے۔ اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوند! انہوں نے میری نافرمانی کی مگر تو انکی مدد و نصرت کر۔

## خاقان کی شکست

اب ترکوں نے گریز کے لئے میدان سنبھالا، تتر بتر ہو کر جس کا جدھر منہ اٹھا چلتا بنا ایسے سرپٹ دوڑتے چلے گئے کہ مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک انکا تعاقب کرتے چلے گئے، جس پر دسترس ہوتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے، یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکا لائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا حارث بن سرتح اسے بچاتا جاتا تھا، ظہر کے قریب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آ کر ٹھہرا تو ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی، اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا، اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کر دیتے ہو، اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا، اب جنگ کی باد تند جسے ہفافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی، مسلمان قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

## خاقان کا فرار

خاقان تقریباً چار سو شہسواروں (جن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نام سے اس نے کہا آج سے تم جوز جان کے رئیس ہو، اگر عرب صلح کر لیں تو اہل جوز جان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہو اسے قتل کر دینا، دوسری جانب جوز جان نے عثمان بن عبداللہ بن اشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمہاری شہرت باقی رہے، عثمان نے کہا کہ وہ کیا۔ جوز جان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ عثمان نے کہا بہتر ہے، غرض کہ عثمان وراوک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے، ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسائی کے لئے چوپ پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے، دوسری چوب پڑی، پھر بھی نہ بھاگ سکے، تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے، ابن اشخیر اور جوز جان نے خاقان پر حملہ کیا، خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی، مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکتا ہوا چھوڑ گئے، کچھ عرب عورتیں، کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں چھوڑ کر چلتے بنے، خاقان کا گھوڑا دل میں پھنس گیا مگر حارث بن سرتخ نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے، ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شے ملی۔ چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔

خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھالے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا، مگر اس نے اس عورت کو خنجر گھونپ دیا، مسلمانوں نے اسے آکر دیکھا تو اس میں جان تھی، انہوں نے اس کا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

## اسد بن عبداللہ کی بلخ روانگی

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے عوض جو مسلمان عورتیں ان کے پاس تھیں انہیں واپس طلب کر لیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا، اس اثناء میں ترکوں کے وہ سوار جو ادھر ادھر منتشر کر دیئے گئے تھے جب اسد کے سامنے آئے اسد انہیں قتل کر ڈالتا، آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

## خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ

کوچ کے دوسرے دن اسد جزء الجوز جان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا، اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لئے فوج میں منادی کر دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے، اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لئے تیار ہوئی۔ چلتے چلتے علاقہ جزہ کے وردنام ایک قصبہ میں آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گری تھی، بہر حال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

## مروالروز میں مقیم ترکوں کا قتل

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جیغوبہ الطخاری کے پاس جا کر مقیم ہوا بہرانی اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا، واپسی میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مروالروز میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لئے ٹھہرا ہوا تھا۔ جس پر بس چلا مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا ترک مروالروز گر جاتک پہنچ گئے تھے، اس روز اسد کو چار ہزار زرہیں مال غنیمت میں ملیں جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

## خراہرہ کا خاقان سے حسن سلوک

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی ہیں۔ خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جیغوبہ الخرائجی کی عزت افزائی کے لئے اسکے پاس مہمان رہا، خاقان نے نقاروں کے بنانے کے حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا جب شروسنہ پہنچا تو خراہرہ خانہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اسکی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لئے تحائف اسکے اور اسکی فوج کے لئے گھوڑے نذر دیے۔ اگرچہ یہ اظہار عقیدت مندی ان تعلقان کے منافی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے۔ مگر جب خراہرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کر دے اسی بناء پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

## خاقان کا قتل

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کیلئے پھر جنگ کی تیاری شروع کی حارث بن سرتج اور اسکے فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لئے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے۔، ایک روز خاقان کو رصول کے ساتھ ایک تیر کی شرط پر نزد کھیلنے لگا۔ کو رصول الرقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں گا دوسرے نے کہا نردوں گا اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کو رصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کو رصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا کو رصول کو اس دھمکی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر ڈالا، صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

## ترکوں میں خانہ جنگی

زریق بن طفیل الکشانی اور حمکین کے خاندانی کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے، خاقان کو اٹھالئے گئے اور اسے اسکے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سفد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔



جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لئے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زرا بن الکسی کے کوئی نہ بچا یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

## ہشام بن عبد الملک کو فتح کی نوید

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن و صاف العلجی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا یہ شورتان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام سرحدی چوکی کا افسر تھا اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا یہ خالد بن عبد اللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے یہ ہشام کے پاس آیا) اور اسے تمام کیفیت سنائی، ہشام یہ حالت سکر بہت پریشان ہوا بلکہ اس نے اسکی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا ربیع افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لیکر آیا ہے، مگر میں اسے سچا نہیں سمجھا۔ اچھا تم جاؤ، اسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ کہے اس سے مجھے اطلاع دو، ربیع نے احکام کی تعمیل کی، قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام نے بیان کیا تھا اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہو گئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن نجیث، خراسان کی فوج میں کیا ہے قاصد نے کہا وہ تو میرے عسکر ہے، ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے، سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی، واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے ہشام کے پاس بھیج دیا۔ قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۃ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوں قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثنا میں اسکی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین کو فتح کی خوشخبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علماء اسلام کے نزدیک سجدہ شکر ایک سجدہ ہے۔

## مقاتل بن حیان کی طلبی

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبد اللہ کو لکھئے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کہ مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے، ہشام نے خالد کو لکھ دیا، خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کر دو، جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا کیونکہ تم انشاء اللہ تعالیٰ سچ ہی کہو گے، جو ضرورت ہو وہ لے لو اس پر لوگوں نے اسد سے کہا کہ اس طرح اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لینگے، اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو، غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لئے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اس وقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے، ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو، مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی ہمیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی، اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آلیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اسے انہوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکر گاہ کے بعض حصہ پر انہوں نے کامیابی سے غارت گری کی، پھر ہم نے خلم کے قریب انہیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اسکے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لئے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوز جان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کئے ہوئے ابھی تھوڑا

ہی زمانہ گذرا تھا مگر اسد ہم سب کو لیکر دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ مجوز جان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا، ہم نے ان پر حملہ کیا، اس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے، ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا اسکے بعد ہمارے میمنہ نے ان پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی، اسے لوٹ لیا اور خاقان کو وہاں سے نکال دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جب قاصد نے خود خاقان کے لشکر گاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا، مقاتل نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک قتل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے، مقاتل نے کہا امیر المؤمنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجئے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اسکے امکان سے باہر تھا، اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو، مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلا وجہ لے لئے تھے ہشام نے کہا میں اس معاملہ تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھاؤ مقاتل نے قسم کھائی، ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ سے مقاتل کو دلا دی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دیدو، خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسب الحکم تعمیل کر دی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر انکا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دیدے۔

## اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے سرفرازی

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبد الحظلی کے ذریعہ پہنچی، جنگ سناں میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لئے اسد نے ایک وفد خالد بن عبد اللہ کے پاس روانہ کیا اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے، خالد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ، انہوں نے قسم کھالی، ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

## شاہ سبل کیا بن السانجی کو نصیحت

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السانجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے تین نصیحتیں کیں پہلی یہ کہ تم اہل قتل کے ساتھ اس طرح تکبر و غرور سے پیش نہ آنا جس طرح کہ میں کرتا رہا ہوں اس لئے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو، بلکہ تم بھی انہیں جیسے ایک عام باشندے ہو، اس لئے وہ تمہارے طرز عمل کو اس خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے جس طرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دیکر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا، بادشاہ رعایا کے لئے بمنزلہ اس لڑی کے ہوتے ہیں جسمیں دانے پرو دیے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کنجروں کی طرح رہتی ہے، عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں

تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں ان سے بچانا۔

## سبل کی ابن سائبی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت

یہ باتیں نکر ابن السائبی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل قتل سے تکبر و غرور سے پیش نہ آؤں، اسکے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح، البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمہاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے ان کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اٹھا کر واپس ہونا پڑا اور اگر تم ان سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمہاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جسکا ذکر اوپر آچکا ہے) چین بھاگ گیا تھا، اور ابن السائبی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبد اللہ کو خاقان کی اسکی طرف پیش قدمی کی اطلاع دی تھی، کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا۔ خالد نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کرادیا۔

## مغیرہ بن سعید اور بیان کے خروج اور قتل کا بیان

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد۔ ثمود، اور بہت سے دوسرے ان کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں یہ شخص مقابر میں جا کر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے مٹیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

## مغیرہ بن سعید کی ساحری

محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لئے ہمارے پاس آئے وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لیجا اور اسکی مچھلی خرید لایہ حکم دیکر میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے، مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری خادمہ کس کام کے لئے گئی ہے میں نے کہا نہیں، پھر اس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا ہے، میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لئے بھیجا ہے یہ سنتے ہی ہم دونوں اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی، خالد نے اسے گرفتار کر کے قتل کرادیا اور پھر سولی

پر لٹکا دیا۔



## مغیرہ اور بیان کا قتل

عمر بن حریش کا آزاد غلام سعید بن مروانہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اس کا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے گٹھے اور نفظ منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے مغیرہ رکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اسکے سر پر کوڑے پڑنے لگے اب مغیرہ نے گٹھا اٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا، اس پر اور گٹھے پر نفظ ڈالا گیا اور انہیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اسکے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا سب نے اس حکم کی تعمیل کی سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا، اس پر خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو، کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا، پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

## مالک بن اعین کو معافی

ابوزید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کر دینے کے بعد مالک بن اعین الجحفی کو بلوایا اور اس سے پوچھا، اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا، خالد نے اسے چھوڑ دیا جب یہ شخص ان لوگوں جالما جن کی مدد سے وہ اپنے کو لے جاسکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا تو اس نے یہ اشعار کہے۔

ضربت له بين الطريقين لا حسبا  
وطنت عليه الشمس فمن يطئنها  
والقينه في شبهة حين سألني  
كما اشتبهها في الخط سين و شنيها  
(ترجمہ) میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا  
اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتا کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ  
برداشت کر لیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہہ  
میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین  
ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

## علی بن محمد کا بیان

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، یہ لوگ (خدام) کہلائے جاتے تھے انہوں نے کوفہ کے عقبی حصہ میں خروج کیا تھا، جس وقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا یہ سنتے ہی اس نے پانی مانگا۔ اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزولی کا

بھی اظہار تھا۔ اس سن میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا۔ اس نے بغاوت کی اور مارا گیا۔

## بہلول بن بشر خارجی کی بغاوت اور اسکے قتل کا واقعہ

بہلول ایک عابد زاہد کم خور اک شخص تھا، اسکی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبد الملک بھی واقف تھا یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لیکر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جا کر واپس کر دے اور درہم لے آئے غلام کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی، عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔ بہلول حج کرنے چلا گیا، حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا، اسکے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے۔ ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کر لیا چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا، اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلا دے۔

## خالد بن عبد اللہ کو قتل کرنے کا مشورہ

غرض کے جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہی کہتے، اس ترکیب سے انہوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لئے، جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے، جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہئے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے اس پر اسکے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم نے اس عامل سے ابتدا کر دی تو ہماری شہرت ہو جائیگی خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لینگے۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائیگا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے، گرجاؤں اور آتشکدوں کو تعمیر کراتا ہے، مجوسیوں کو مسلمان پروالی مقرر کرتا ہے، مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے، شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔

## بہلول بن بشر کی روانگی

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضرورت ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کر کے جس نے مجھ سے اس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی چالوں کا اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا، اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائے گی اور یہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ

ترجمہ: ”ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو اور چاہئے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں۔“

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجئے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں، سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے، ڈاک لیجانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اسکی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے، اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے، خالد واسطہ سے روانہ ہو کر حیرہ آیا اس وقت اس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

## خوارج کے خلاف قینی کی روانگی

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا، یہ فوج اس عامل کی امداد کے لئے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا۔ خالد نے اس فوج کے سردار کو بلایا اور اس نے کہا کہ تم ان خارجیوں سے لڑو، تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کرے گا میں اسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اسے شام میں مل چکی ہے اور بھی انعام دوں گا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دوں گا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے، اس وجہ سے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔

قینی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اس کے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے ان کے ساتھ کر دیئے، دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا قینی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو، اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اسی کی فوج دشمن سے نیٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صرف انہیں کے سر رہے، اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

## بہلول خارجی کا قینی پر حملہ

اب بہلول مقابلہ کے لئے اس فوج کی طرف بڑھا اس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کر لیا، تھوڑی دیر اس کے لئے رکا اس کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا بہلول قینی پر حملہ آور ہوا۔ اسکی زرہ میں ایک فرجہ تھا بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا، نیزہ اس کے جسم کے آر پار ہو گیا قینی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا۔ بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لیجائے، سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی اس کے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے، بہلول اور اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے لگے، چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لئے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آ سکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آ لیا کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں، بہلول ان کے سروں پر نیزہ کا بانس بارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

## بہلول خارجی کی انتقامی کارروائی

بہلول نے دیکھا کہ قینی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اس نے اسے اٹھا لیا، اسی زمانہ میں خود کوفہ میں



چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے، یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے کوفہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دیے گئے اب بہلول اس تھیلی کو لیکر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کہ کس کس نے انہیں قتل کیا ہے تاکہ میں اسے یہ رقم انعام میں دوں یہ سنتے ہی ایک نے کہا۔ میں نے، دوسرے نے کہا میں نے، اس ترکیب سے بہلول نے انہیں شناخت کر لیا یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انہیں انعام دینے آیا ہے بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں، بہلول نے یہ تصدیق اس لئے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا اعادع کیا ہو، بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے اسکے ساتھیوں نے اسکے اس فعل پر اسے برا کہا، بہلول نے اپنے فعل کو دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اس کے فعل کے جواز کو مان گئے۔

## عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی

اس فوج کی شکست اور اہل صریفین سے جو لوگ مارے گئے تھے ان کی اطلاع خالد کو پہنچی خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن ردیم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا، اس نے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا، یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھ کر جو اس کے پاس امنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عامل موصل کو اسکی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا آپ ان کے مقابلہ کے لئے فوج بھیج دیجئے، ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لئے بھیج دو، ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا، اس پر عامل نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

## کھیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے بیٹے (یعنی خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے، ہم نے صرف اللہ کے لئے خروج کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور مویدین خالد پر حکومت کرتا ہے، چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا، اس پر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گذر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس لئے خالد نے عراقیوں کا اور عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کیلئے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا، جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کھیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

## شامی افواج پر بہلول کا حملہ

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اتر پڑا۔ حریف نے اس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تا کہ سامنے آ کر مقابلہ کریں، بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں، جب اس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جس میں صرف ستر آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیا اور مقابلہ کے لئے سامنے آ گیا، اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمہارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کر کے صحیح و سالم اپنے شہر اور اہل و عیال میں جا ملے گا، سب نے کہا ہاں انشاء اللہ، ہمیں ایسی ہی امید ہے، اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے۔ ان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے، بھاگ کر اس دیر میں آئے، بہلول نے انکا محاصرہ کر لیا، آخر کار بیس ہزار فوج ان کی امداد کے لئے آئی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کر دیں مگر بہلول نے کہا کہ ایسا نہ کرو تا کہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اس روز شام ہونے تک لڑے انہوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا پھر بہلول اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا، پیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔

## بہلول خارجی کا خاتمہ

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے، خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جذیلہ قیس کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پھر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک وار سے اسے زمین پر گرادیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اسکے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جائیے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو، بہلول نے کہا اگر میں مرجاؤں تو دعامة الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں، ابوالموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا، جب صبح ہوئی تو دعامة اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ان کے ایک شاعر نے اسکی ہجو میں ایک شعر کہا ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اس میں اس کے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

## عمر و الیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج

بہلول کے قتل کے بعد عمر و الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا اس کے بعد عنزی صاحب الاشہب نے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا خالد نے سمط بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اس کی انگلیوں کے درمیان ماری، سمط کی تلوار گر پڑی اور اسکا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا، خارجیوں کو شکست ہوئی، دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفیلے لوگوں نے ان خارجیوں

کو آ لیا اور پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔

## وزیر السختیانی کا خروج

اس کے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا جس گاؤں میں اس کا گزر ہوتا اسے جلادیتا اور جو شخص اسے ملتا اسے قتل کر ڈالتا۔ حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجا، وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا، آخر دم تک لڑتا رہا۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے، یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا خالد کے سامنے لایا گیا، جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا، اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں، خالد یہ سن کر بہت خوش اور متاثر ہوا، اس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا۔ اور مختلف باتیں پوچھتا ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی۔ کسی نے اس سے کہہ دیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا، آگ لگائی، لوٹ مچائی، گرفتار کر کے جان بخشی کی اور پھر اس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے۔ ہشام کو یہ سن کر غصہ آیا اس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے برا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جاں بخشی نہ کرو۔

## وزیر خارجی کا قتل

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا، خالد نے اس کے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجئے یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادۂ تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچارہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اسے فرمان لکھا جس میں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلاڈالو، اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اسکی تعمیل میں تاخیر کرتا۔ اس نے وزیر اور اس کے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کئے گئے تھے بلایا ان کے قتل کا حکم دیدیا، یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سر کندے گٹھے بھی لائے گئے، ان سب کو ان گٹھوں میں باندھ کر ان پر نفظ چھڑک دیا گیا، پھر انہیں چوک میں لا کر ٹکلیوں سے باندھ کر ان میں آگ لگا دی۔ سوائے وزیر کے سب نے آہ و واہیلا مچایا البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔ اسی سنہ میں اسد بن عبد اللہ نے قتل پر جہاد کیا اور بدر طرخان بادشاہ قتل کو قتل کیا۔



## اسد کی قتل پر فوج کشی اور بدرطرخان کا قتل

جب اسد بن عبد اللہ نے قتل پر جہاد کیا (غزوہ بدرطرخان یہی ہے) تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا، چلتے چلتے یہ بدرطرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اس کی خدمت میں حاضر ہوگا، مصعب نے اسکی درخواست منظور کر لی، اب خود اسد جہاد کے لئے روانہ ہوا، اسد نے بدرطرخان سے کچھ مالی مطالبات کئے جس کے دینے سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرما لیجئے۔ اس نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے۔ تجھے قتل سے کیا تعلق تو جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا اس پر بدرطرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تو خراسان میں صرف دس دم بریہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانچ سواونٹ بھی تمہارے لئے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اس نے اسد سے کیں، اور کہا میں قتل میں کچھ لے کر آیا تھا۔ جو میں لایا تھا وہ مجھے دید کو میں جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جاؤں گا۔

اسد نے پوچھا کیا لے کر آئے تھے بدرطرخان نے کہا میں قتل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا، میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی، تم مجھے میری جوانی واپس دیدو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں میں ان کے بعد کس طرح زندگی گزار سکتا ہوں، اسد اس تقریر کو سن کر برہم ہو گیا، مگر بدرطرخان کو وعدہ امان پر بھروسہ تھا، اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگا لے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے بدرطرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا، میں بجائے اپنی گردن کے داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پاؤں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچا دیں۔ مگر اب اسد نے اسکو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا وقتیکہ اسکی گردن میں داغ نہ دیدیا جائے چنانچہ اسکی گردن میں داغ دیکر اسد نے اسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالہ کر دیا۔ ابوالاسد اسے لیکر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

## سلمہ اور ابوالاسد کی بدرطرخان کے متعلق گفتگو

سلمہ بن ابی عبد اللہ بھی مولیوں میں مصعب کے ہمارہ تھا ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اس وقت منجیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدرطرخان کے معاملہ میں کیا کیا، ابوالاسد نے سارا ماجرا سنا دیا کہ اس طرح بدرطرخان نے جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت نہ دی اب میرے ساتھ اسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اسے قلعہ میں پہنچا دیا جائے تمام واقعہ سن کر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اسکا برا نتیجہ دیکھ لے گا اور اپنے کئے پر نادم ہوگا۔ اسے یہ کرنا چاہئے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اس نے آمادگی ظاہر کی تھی اسے لے لیتا یا اسے قید کر دیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہو سکتا۔ ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بتایا ہے، پل قائم کئے؟ تنگ ناؤں کو درست کیا، اور اس نے ہم سے اس لئے تعارض نہیں کیا کہ اسے صلح ہو جانے کی امید تھی، اب جب کہ اسے صلح سے مایوسی ہو گئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھانہ رکھے گا، تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو۔ مصعب کے پاس نہ لیجاؤ، کیونکہ اس وقت مصعب اسکا انتظار کر رہا ہوگا

کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

## اسد بن عبد اللہ کی پیش قدمی

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمے میں ٹھہر گئے، دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اس نے پیش قدمی کے لئے ایک جنگ گھائی اختیار کی، جسکی وجہ سے فوج اس سے علیحدہ ہو گئی، بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا اسے پیاس معلوم ہو رہی تھی، اس کے خدمت گاروں میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ نہ تھا، اسد نے پانی مانگا، سعدی بن عبد الرحمن ابوحمزہ البطری اپنے ایک خدمتگار کے وہاں موجود تھا، اسکے خدمتگار کے پاس ایک تبتی چھاگل تھی سعدی نے اس چھاگل میں ستو ڈالا، پھر ندی سے پانی لیکر اس میں ڈالکر ہلایا، اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اسے نوش کیا۔

## اسد بن عبد اللہ کی پر مجشر کی تنقید

اسد ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑا فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سراسکی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا۔ اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا، اسد نے اس سے پوچھا اے ابو العدیس کیسے ہو، مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا، اسد نے کہا کیسے، مجشر نے کہا بدرطرخان ہمارے قبضہ میں تھا، اس نے اتنی رقم پیش کی نہ امیر نے اسکے پیشکش کو قبول کیا اور نہ اسکی مشکیں بندھوائیں بلکہ اسے جانے دیا، خود اس کے وعدہ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اسے قلعہ میں جانے کی اجازت دیدی۔

## اسد بن عبد اللہ کی پشیمانی

اس تقریر کو سنکر اسد اپنے کئے پر نادم ہوا اس نے اہل نخل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی ناقد نام کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا۔ اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدرطرخان کو قبل اسکے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دوں گا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیج دیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے، شامی نے پکار کر پوچھا کہ اس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے، راستہ بتانے والے نے واپس آ کر اسد کو اسکی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدرطرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہو گیا۔

## بدرطرخان کا قتل

اسد نے بدرطرخان کو پھر اپنے پاس بلوایا۔ جب وہ سامنے آیا، اسے گالیاں دیں، اب بدرطرخان تاز گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اس نے چند کنکریاں اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے، پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا کہ یہ محمد ﷺ کا عہد ہے، اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المؤمنین کا عہد ہے اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے، اس پر اسد نے اسکے ہاتھ قطع کر دینے کا حکم دے دیا اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابووندیک کے وارثوں میں سے موجود ہے جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا، ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اسکی گردن مار دو، اس نے اسکی تعمیل کردی، اسد نے بڑے قلعہ

پرتو قبضہ کر لیا البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدر طرخان کے اہل و عیال اور مال و متاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے، اسد نے اپنے سواروں کو قتل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔ اسد مرو آیا۔ ایوب بن ابی حسان المہمکی مرو کا عامل تھا، اسد نے اسے معزول کر کے اسکی جگہ اپنے عمزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کر دیا۔

### فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق

جب اسد بلخ چلا آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے شادی کر لی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہہ دو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دیے دے اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دی جائے، خالد نے اسے بلایا۔ اس وقت خالد کے پاس عذا فر بن زید المہمکی بیٹھا ہوا تھا، خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارہ نے کچھ انکار کے بعد طلاق دیدی، اس پر عذا فر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور انکار سردار ہے، یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جس کی بنا پر وہ اس سے اشرف سمجھی جائے، اس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر النجلی کو اس نے اپنا جانشین چھوڑا۔ اسی سنہ میں صحاری بن شیبہ نے اپنے تئیں خدا کے لئے بیچ ڈالا (یعنی خارجی ہو گیا) اور مقام جبل میں اس نے خارجیوں کا شعار بلند کر دیا۔

### صحاری بن شیبہ کے خروج کا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شیبہ ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوائے خالد نے کہا بھلا شیبہ کا سپوت بیت المال سے حق لیکر کیا کرے گا، صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا آیا، مگر اسکے جانے کے بعد خالد اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اسے یہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کر دے، لوگوں کو بھیجا کہ اسے بلالو صحاری نے ان سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس ہو کر آیا ہوں مگر ان لوگوں نے اسکی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمہیں لیکر جائینگے صحاری نے تلوار سے ان پر حملہ کیا، تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا، صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا، جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اسے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا پھر وہ بنی تمیم الملات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے، تلوار جمائل کئے اسکے پاس پہنچا سارا ماجرا جو اسکے اور خالد کے درمیان گزرا تھا ان سے بیان کیا، ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ، بھلا طلب فریضہ سے تمہاری کیا توقع تھی تمہارے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ و خالد بن عبد اللہ کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر ڈالتے۔

### صحاری بن شیبہ خارجی کا عزم

صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اسے تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا تا کہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اسے دھوکہ سے قتل کر ڈالوں گا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصغر یہی کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا)، اسکے بعد صحاری نے انہیں دعوت



دی کے میرے ساتھ چل کر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو، بعض نے اسکی دعوت کو قبول کر لیا، بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے، بعضوں نے بالکل ہی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جن میں اس نے اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ چاہے دوسرے حیل حجت کریں میں خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو برسرِ اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شے لگا دوں گا۔

بہر حال تیس آدمیوں نے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی، جبل ہی میں انہوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی آخری دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے۔ خالد کو اسکی اطلاع ہوئی، اس نے سکر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا، پھر اس نے ایک فوج انکے مقابلے پر بھیجی، مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا، بے جگری سے لڑے، مگر پھر فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں ابو شامہ بن مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا امام ابن شہاب الزہری نے بھی اسکے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینے اور طائف کا عامل تھا، عراق اور مشرقی صوبجات کا خالد بن عبد اللہ القسری صوبہ دار تھا، خالد کی جانب سے اسکا بھائی اسد بن عبد اللہ خراسان کا عامل تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اس نے جعفر بن حظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا، ایک اور روایت ہے کہ خالد بن عبد اللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ھ ہجری میں انتقال کیا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربایجان کا والی تھا۔

## ۱۲۰ھ کے اہم واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور ندرہ فتح کیا، نیز اسحق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا۔ تو مانشاہ کے کئی قلعے فتح کر لئے، اور اسکے علاقہ کو برباد کر دیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا، مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبد اللہ نے انتقال کیا۔

### اسد بن عبد اللہ کی موت کا واقعہ

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا، جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہر جان واقع ہوئی، امر اور روساء تحائف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان لوگوں میں ابراہیم بن عبد الرحمن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہراۃ کا عامل تھا اور خراسان و ہرات کا رئیس بھی تھا، یہ دونوں جو تحائف لیکر آئے تھے ان کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی، ان تحائف میں دو محل تھے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں۔ جس وقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا، خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا اور ان کے پیچھے، دوسرے ظروف مروی۔ توہی اور ہروی دیبا کے تھان اور دوسری اشیاء رکھ دیں جن سے سارا فرش بھر گیا، ہرات کا رئیس اسد کے لئے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا، ان سب چیزوں کے رکھ دینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا ”اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، ہم تجھی ہیں ہم چار سو

سال سے دنیا کے فوائد سے حلم عقل اور روقا کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے ایک وہ اقبال مند شخص کہ جدھر اس کا رخ ہوا اللہ نے اسے فتح دی، پھر اسکے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا۔ اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اس کا خیر مقدم کیا گیا، اس پر سلامتی بھیجی گئی، اس کی تعظیم کی گئی، اسے سردار بنایا گیا اور آگے رکھا گیا، اسکے بعد وہ شخص ہے جس کا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لئے آمال گاہ بن گیا، اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ صفات جو ان تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جنگی وجہ سے ہم چار سو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں وہ تمہاری اکیلی ذات میں جمع کر دی ہیں، ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو، آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور مولیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے، یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے، پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ ان میں کوئی عیب نہ پایگا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے، اور یہ آپ کی اقبال مہندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا حالانکہ اسکے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارس بن سرتج بھی اسکے ہمراہ تھا مگر آپ نے اسے شکست دی، اسے بھگا دیا۔ اسکی فوج کو قتل کر ڈالا اور اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپ کی اولوالعزمی اور سخاوت کہ یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کونسا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے، آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے، بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

اس تقریر کو سنکر اسد ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو، اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

## عمید مہر جان کے تحائف کی تقسیم

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا وہ اس نے اس رئیس کو دیا، رئیس نے اسکو سجدہ کیا، اسد نظر نیچے کئے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ دہنی جانب دیکھا اور کہا اے عذا فر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھا لیجائے، پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے، صرف دو تشریاں بچیں، ابو اصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو انہوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر اسکے وزن کا اندازہ کیا، پھر اسے رکھ کر دوسری کو اٹھا کر دیکھا، اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابو الصید انے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اسے لوں، اسد نے کہا تم دونوں لیجاؤ، اسی طرح اس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں دے ڈالیں ابو یعفرور جنگی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو، اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو، اسی طرح میمون العذاب نے کہا، مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو، غرض کہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر

اشیاء رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کر دیں، اسیر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا۔

تَقْلُونِ اَنْ ذَادِیْ لَہٗ وَعِ مَتَوْبِ

وَ اَنْتُمْ غَدَاةُ الْمَہْرِ جَانِ کَثِیْرِ

”اگر جہاد کے لئے تمہیں بلایا جائے تو تم

کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے،

## اسد بن عبد اللہ کا انتقال

پھر اسد بیمار پڑ گیا، مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا، ناشپاتیاں پیش کی گئیں جو فصل میں پہلی ہی مرتبہ آئی تھیں، اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی۔ اس جھٹکے سے اسکا پھوڑا پھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا، جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن حظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ھ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتہ بن تیم بن مرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تا کہ وہ انکی اور انکی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

## سلیمان بن کثیر کا محمد بن علی بن عباس کے پاس وکیل بن کر آنا

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروہوں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خدائش کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی، جب عرصہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے، اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اسکے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دیں۔

## محمد بن علی کی اظہار ناراضگی

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے، سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی، محمد بن علی نے خدائش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کر نیکی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر و توبیخ کی، اور کہا اللہ تعالیٰ خدائش اور اسکے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے، سلیمان خراسان واپس ہو گیا، محمد بن علی نے اسکے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا، سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سر بہر خط کو لیکر آیا خط کھولا گیا مگر اس میں سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خدائش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں



## بکیر بن ماہان کی خراسان روانگی

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دیکر بھیجا جس میں انہیں بتایا تھا کہ، خدائے تعالیٰ نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا، جب بکیر اس خط کو لیکر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اسکے بیان کو غلط سمجھا اور اسکی محمد بن علی نے اسکے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جن میں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی، بکیر انہیں لیکر خراسان آیا، اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ اب تک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو اسکے عہدہ سے برطرف کر دیا اور تمام وہ علاقے جو اسکے ماتحت تھے اسکی امارت سے نکال لئے۔

## خالد بن عبد اللہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے کئی بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں ایک بیان یہ ہے کہ فروخ ابوالکشمی ہشام بن عبد الملک کی ذاتی جاگیر کا تعہد دارز ستاق الزمان یا نہر الزمان نام ایک موضع میں قیام پذیر تھا اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے، خالد کو اسکا اس عہدہ پر ہنا سخت گراں گزر رہا تھا ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اس پر اضافہ کر دو، حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا انہوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروخ سے لے لیا، مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لئے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا، اس نے حسان کو ستانا شروع کیا، حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بناؤ میں تو تمہاری ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں مگر خالد نے اسکی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

## حسان نبطی کی خالد کے خلاف شکایت

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آبپاشی کی نہروں کے مہرے توڑ دئے جن سے تمام مقطع برباد ہو گیا، پھر حسان نے ہشام سے آکر کہا کہ خالد نے نہروں کے مہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دئے، ہشام نے ایک شخص کو اسکی تصدیق کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کر دیا حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اس طرح کہہ دو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجئے پھر جو آپ نے چاہیں میں کہہ دوں گا چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دیدی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہو، کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا۔ جب اسکے بعد حسان اسکے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی، حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ، ہشام نے کہا تم نے مجھے اسکی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ بات ہشام کی پور طور پر دل نشین ہو گئی اور اس نے

خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا، میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دئے دریا ئے دجلہ کا بندھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

## ابن عمرو کی اہانت

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے، خالد نے انکی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انہیں کہے، انہوں نے ہشام کو اسکی شکایت لکھی اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد، اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جنگی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اور جن کا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دیدی ہے کہ انہیں تو قہر تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دے گا اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسہ تھا، مگر اسکے معنی یہ نہ تھے کہ انہوں نے خاندان والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کے لئے بچھا دی ہیں بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو عراق میں ان کی عزت پر حملہ کرے۔ اور کیوں زبرد تو بیخ کے الفاظ انہیں کہے کیا اس سے اس کی تذلیل و تحقیر مقصود تھی، کیا تو اپنے تئیں اس کا ہمسر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر دربار عام میں اسے سخت ست الفاظ کہنے کی تجھے جرات ہوئی اور کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لئے نہیں اٹھا، حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں اور انہیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے، مگر تو اسے مرتبہ پر پہنچا کہ جسکے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھ کو تیری خاص کر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کر دیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڑھے سرداروں کے برابر کر دیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو ان پر فخر کرتا ہے اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے، پس اے ذلیل عورت کے بیٹے تو اپنی اصل نسل پر غور کر جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے ان کے قدم چومے ہوتے انہیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا اپنی صدر مسند سے ان کی تعظیم کے لئے ہٹ جاتا اور پھر بڑھ کر امیر المومنین کے لحاظ سے خندہ روئی سے ان کا استقبال کرتا۔ اور جب تو انہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا تو تجھے چاہئے تھا کہ ان کی قرابت اور حق کا لحاظ کر کے تو انہیں خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی دعا دیتا اس لئے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برانہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اس حال میں کر دیتے کہ جس کی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحت میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سوار یوں کا ہجوم رہتا

ہے اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے ان لوگوں کا دست نگر بنادوں۔ جواب تک تیرے دست نگر رہے ہیں اس لئے جب امیر المومنین کا قصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ پیدل چل کر ابن عمرو کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو پھر نہایت عاجزی سے ان سے ملنے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جا اگر تو نے ان کے جذبات رحم و کرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آ جانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اس وجہ سے انہیں حمیت وغیرت آگئی تو پھر تو پورے ایک سال ان کے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اس کے بعد بھی تیرے عزل و نصب کا پورا اختیار انہیں رہے گا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے جو اس معاملہ میں ان پر اعتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ ذہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں تیری یہ اہانت آمیز گفتگو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل اور حقدار ہیں امیر المومنین نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو انہوں نے تجھے لکھی ہے اطلاع دیدی ہے کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہیں اور انہیں لکھ دیا ہے کہ انہیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اسی پر کار بند ہوں گے۔ اور اسکی تعمیل کرائیں گے انشاء اللہ ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا۔

”حمد و ثنا کے بعد۔ امیر المومنین کو آپ کا خط ملا دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قربت اور ان کے آپ سے جو مر بیانہ تعلقات ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس پر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور ان کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسہ تھا آپ نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا حالانکہ اس کی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود امیر المومنین نے اس کی زبان کو آزادی دی ہے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے اسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے اسکی گمنامی کو شہرت دی ہے اس کے پاس سے چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفروں کی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمہارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور ان کے دبدبہ سلطنت کی جیسی توقیر کی اسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اس کے وہ شکر گزار ہیں۔ انہوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دیدیا ہے چاہے آپ اسے معزول کر دیں یا برقرار رکھیں۔ اگر آپ اسے معزول کر دیں گے تو امیر المومنین فوراً اسکی تعمیل کرائیں گے اور اگر آپ اسے بحال رکھیں گے تو یہ احسان آپ کا اس پر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپ کے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اسے ملے گا تو اسکا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا امیر المومنین نے اسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور



انکا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چل کر آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہوا اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روک دیں۔ اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں، امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دیدیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اسکے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اس کے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے، بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اسکی ضرورتیں قریب کریں گے کیونکہ انہیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے وہ آپ کی ذاتی عزت، قرابت اور رشتہ داری کا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سرانجام دیں۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھتے چاہے اس میں آپ کی طرف سے ابتداء ہو یا آپ جواب لکھ رہے ہوں۔ یا محض یوں ہی گپ شپ کے لئے ہو یا کسی ضرورت کے لئے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپ کو یا آپ کے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ یا ان ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجئے۔ اور مکرر یہ کرر یاد دہانی سے نہ گھبرائیے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے وہ اسکی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے، آپ ان کے لئے روپیہ مانگ سکتے ہیں ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کر سکتے ہیں یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پارہے ہیں ان کی ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں، ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور ان کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں، اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں اور اللہ ہی ان کا مالک اور آقا ہے والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو ابانت آمیز الفاظ و القاب سے یاد کرتا تھا، ابن الحمقا کہا کرتا تھا کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی ہم اس سے پہلے اسکا قصہ بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھ کر ہشام کو سخت غصہ آیا۔ اور ہشام نے اسے لکھا ”اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لئے باعث عزت و شرف نہیں، حرامزادے۔ بھلا عراق کی حکومت تیرے لئے باعث شرف کیوں نہیں، بتا کیا تو بنی بحیلہ سے نہیں ہے جن کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کم سن بھی آ کر تیری مشکلیں کس دے گا۔“

## خالد بن عبد اللہ کے خلاف ہشام سے شکایات

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبد اللہ بن یزید بن عبد اللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں

تجھے ایسا ذلیل کر دوں گا کہ تو پھر اپنا خچر اور فیروزی پگڑی سنبھال لے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے، جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا، اسکے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا، ہشام نے کہا کیا اس نے لاجول کہا، انہوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے، ہشام نے کہا وہ کیا، انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا، غرض کہ اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں آخر کار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بگڑ گئے۔

### خالد بن عبد اللہ کی برطرفی کا فیصلہ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلق دار خالد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادے کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اسکی اطلاع ہوگی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں خالد نے کہا کہ اسد بن عبد اللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا، اس تعلق دار نے اس بات کا اقرار کیا، خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اسے نہیں ملتا۔

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اس نے اس کو برطرف کر دینے کا ارادہ کر لیا مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

### خالد کو معزول کرنے میں ہشام کی تدبیر و کارروائی

ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی، خالد کے افسر مالکذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی، اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار آزاد غلام۔ ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکر یاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں، رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے، یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو، انہوں نے کہا راہ گیر ہیں، گشت والوں نے پوچھا کہا جاتے ہو، انہوں نے کہا بعض مواضعات۔ میں گشت والے طارق اور اسکے مضاحمین کے پاس آئے یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے ہمارا خیال ہے کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لئے آئے ہوں گے تو آپ کو اسکا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لئے وہ آئے ہوں گے۔ اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے ان کے

قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

## یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو

جب صبح کو یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے اٹھ کر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گزر ہوا ان میں سے ایک نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے جواب دیا راہ گیر ہیں سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے انہوں نے کہا بعض دیہات میں یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں مگر سب لوگوں نے انہیں منع کر دیا۔

## خالد بن عبد اللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری

ادھر یوسف نے ایک ثقیفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موزن کو اقامت کا حکم دیا موزن نے کہا کہ امام کو آ جانے دیجئے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ پلائی۔ موزن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا اس نے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعة اور دوسرے میں وسال سائل تلاوت کی پھر خالد۔ طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کر لیا۔ اور ادھر دعوت کے لئے دیکیں پک رہی تھیں۔

## ربیع بن ساہور کا بیان

ربیع بن ساہور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جنبد یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط لیکر ہشام کے پاس آیا تھا ہشام نے اس خط کو پڑھا اور پھر سالم عتبہ بن عبد الملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنے ہی طرف سے اس کا جواب دیدو مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا مجھ سے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میرنشی تھے) میں اس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر مہر لگا دوں میں نے مہر لگا دی پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کر گیا ہے اور ایسی شے کی درخواست کرتا ہے جو اس کے مرتبہ سے ارفع ہے ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالو اپنے حکم سے اس کے کوڑے لگوائے اور کہا اسے میرے پاس سے نکال دو اور یوسف کا یہ خط اسے دیدو میں نے وہ خط جنبد کو دیدیا اور کہا جا تیری جان بچی۔

## بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط

بشیر بن ابی ثلجہ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کر دیا۔ اس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمہیں یمنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اسے پہن لو (یعنی قتل کر ڈالو) اور اللہ کا



شکر کرو طارق کو بھی اس کی اطلاع کر دو عیاض نے وہ خط طارق بن ابی زیاد کے پاس بھیج دیا، مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا نہیں بھیجیں گے۔ لہذا اب تم اس پر بھروسہ رکھو عیاض اس دوسرے خط کو لیکر طارق کے پاس آیا طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دیکر نادم ہوا اور اسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے اس لئے اس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

## طارق بن ابی زیاد کی واسطہ روانگی

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسطہ میں تھا ایک دن اور رات چل کر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا۔ داؤد البریری نے جو خالد کا میرنشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا، خالد سے جا کر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برا فروختہ ہوا مگر جب طارق سامنے آیا تو اس سے آنے کی وجہ دریافت کی، طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے اس کی تلافی کے لئے حاضر ہوا ہوں خالد نے پوچھا کیا۔ طارق نے کہا اسد کی وفات۔ اگرچہ میں جناب والا کو تعزیت کا خط لکھ دیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چل کر آپ کی خدمت میں پر سے کے لئے حاضر ہوتا خالد کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جائے طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے، خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے، داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اٹھ کر چلا گیا، طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپ کی ان سے کی گئی ہے تو اسکی معافی چاہیے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت ان کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہوں گا، طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجئے، خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جائے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لئے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائے گی خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں، طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اس کی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لئے فرمان استقلال لے آتا ہوں خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کروڑ، خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملے گی میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کروڑ دیں گے۔ زینی اور آبان بن الولید دو کروڑ دیں گے بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجئے۔ خالد نے کہا اگر میں کسی کو دیکر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہوں گا۔ میں یہ بھی نہیں کر سکتا، طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دیکر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں، اور اس طرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہے گی، یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آ کر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اس وقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے جو اس وقت سینے کا لے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائیں، خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کر دیا، طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

## طارق بن ابی زیاد کی مراجعت

طارق چلا آیا، اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا، داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے اس لئے اس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دیکر خود شام جائے اور پھر وہ اور اسکا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمراں ہو کر آئیں طارق کوفہ واپس چلا گیا اور خالد حمصہ کی طرف روانہ ہوا۔

## یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اسکا قاصد آیا تو اس نے قاصد سے پوچھا کہو خبر ہے، قاصد نے کہا خبر نہیں ہے امیر المؤمنین ناراض ہیں۔ انہوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میرنشی سالم کا خط ہے، یوسف نے خط چاک کیا اسے پڑھا۔ جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اسکی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اس کے عمال کو گرفتار کر کے مجھے ان کی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو، چند آدمی پیش کئے گئے، یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اسی روز روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا، صلت باپ کی مشایعت کے لئے کچھ دور آیا جب واپس جانے لگا تو یوسف نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ یوسف نے سو کوڑے اسکے مارے اور کہا اے حرام زادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھوں گا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہے گی چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دور استے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا، کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے یوسف نے کہا عراق ہی کو لے چل۔ غرض کہ اسی طرح یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

## حسان نبطی کا بیان

حسان النبیطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لئے حلو تیار کیا تھا، میں اس کے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا اتنے میں اس نے مجھ سے کہا حسان یمن سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ہشام نے یہ شعر پڑھا۔

امرتک امر حاز فعصتینی

فاصحت مسلوب الامارۃ نازما

ترجمہ: میں نے ایک دور اندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی

مگر تو نے نہ مانی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی

اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الثانی ۱۲۰ھ کا ہے۔

## طارق بن ابی زیاد کی طلبی

سالم زنبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ، میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کس طرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسرِ اقتدار ہے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں کوفہ آ کر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو، انہوں نے مجھے پیٹا، میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہو کر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود ان کے پاس آتا ہوں۔

## طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ خود آ رہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آ رہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ، کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا، یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسان نے اس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے اور انہوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکلیں باندھ کر اسکی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر طارق کی قیام گاہ پہنچا، طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اسکے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے اس غلام نے طارق سے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں، پھر آپ کو موقع مل جائے گا جدھر چاہیں چلے جائے گا۔

بہر حال طارق نے کیسان کو اندر بلا لیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے ہیں کیسان نے کہا ہاں، طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے، اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا یہیں ان کی ملاقات ہوئی یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا، کہا جاتا ہے کہ پانچ سو کوڑے لگوائے، یوسف کوفہ میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو اس نے خالد کے پاس حمسہ بھیجا۔

## عطار بن مقدم کی روانگی حمسہ

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا میں نے اس سے کہا میرے لئے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ، دربان منہ بنا کر اندر چلا گیا، خالد نے پوچھا کیا ہے۔ دربان نے کہا خیریت ہے، خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آ کر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں خالد نے کہا انہیں آنے دو، میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اسکی ماں سخطہ کا برا ہو، میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم لصلیلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہو گا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

## یوسف بن عمرو کا اہل کوفہ سے خطاب

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عالموں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کر دوں، میں اس حکم کی پوری تعمیل



کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو۔ جو تم میں منافق ہیں انہیں تلوار سے قتل کروں گا اور تمہارے فاسقوں اور بد معاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کروں گا۔ اتنا کہہ کر یوسف منبر سے اتر آیا۔ اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اس کے دوستوں نے نوے لاکھ درہم پر اسکی جانب سے صلح کر لی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کئے پر نادم ہوا۔

اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا میں اقرار کر چکا ہوں خالد کے دوستوں نے خالد کو اسکی اطلاع دی۔ خالد نے کہا کہ تم نے برا کیا کہ پہلے ہی وہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لئے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے گا۔ اور مزید رقم کا مطالبہ کرے گا۔ تم لوگ اسکے پاس پھر جاؤ۔

### ابان بن ولید کی ضمانت سے دست برداری

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں انہوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو انہوں نے کہا جی ہاں یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقص عہد کی ابتداء تم نے کی ہے اس لئے اب میں نہ یہ رقم قبول کروں گا اسکی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اس سے کہیں زیادہ رقم اس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لئے۔

### خالد بن عبد اللہ کی دولت و جائیداد

ابن عباس راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ خالد نے عراق میں بڑی جائیداد پیدا کر لی تھی نہریں کھدوائی تھیں۔ جن کی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی اسی طرح باجوی۔ بارمانا۔ مبارک جامع، کورہ مابور اور خلیج کی نہریں تھیں مگر باوجود اس کے خالد اکثر کہا کرتا تھا بخدا میں مظلوم ہوں یہ جس قدر زمین ہے از روئے حق میری ہے اسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیاہ کو دیدیا تھا۔

### عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا کہ اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہوں گی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں یہ قریشی ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی ناتایا قرابت بھی نہیں ہے انہیں آپ کی

پروا نہیں مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائداد و املاک کی مفصل اطلاع دیدیتے اور جو چیز ان کے پسند آئے اسے کیوں نذر نہیں کردیتے کیونکہ اس طرح سے آپ کو پھر یہ موقع مل جاتا ہے کہ اس ہی جیسی آپ اور جائداد حاصل کر لیں کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا چاہے وہ اسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اس کے بیان کو سچ سمجھ لے گا، تم اگر اپنی خوشی سے یہ دیدو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

### خالد بن عبد اللہ کی ضد

خالد نے سن کر کہا میں تم پر بد نیتی کا الزام نہیں رکھتا مگر یہ کبھی نہیں ہوگا، اس پر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجئے مجھے اپنا وکیل بنا کر ہشام کے پاس متعین کر دیجئے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اسی مضبوطی سے کس دوں گا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اسے کھول دوں گا خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد و املاک اسی کی سلطنت میں ہیں کیا اگر وہ انہیں لے لے تو آپ اسے روک سکتے ہیں، خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا، میں نے کہا ہاں تو پھر بہتر یہ ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دے دے گا اور اس وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔ اور اگر چہ آپ پر سوائے اس کے کہ جس سے وہ آپ ابتدا کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائداد کو سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔

تب میں نے اس سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں برطرف کر دے اور تمہاری تمام جاگیر و جائداد کو ضبط کر لے تو تم کیا کرو گے، بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتدا کرو اور یہ سب کچھ اس کے نذر کر دو، است لئے کہ اس کے بھائی بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بہت کچھ شکایت کر دی ہے اور پھر تمہیں یہ موقع ملے گا کہ تم اپنی چالوں سے ان کی سازش کو انہیں پرالٹ دو اور پھر ہشام سے تم جس طرح چاہنا اپنی منہ مانگی مرادیں حاصل کر لینا۔ خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے، اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے، اس پر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔

### بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبد اللہ سے درخواست

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ ایک ایسا معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہوں گے ایک دن میں آپ کے پاس رہوں گا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کر کے اپنے مستقر پر آ جاؤں گا، خالد نے لکھ دیا کہ جب چاہو آ جاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا ایک دن اور ایک رات چل کر مغرب کی نماز کوفہ میں آ کر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسی فرسخ تھا، خالد کو اس کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی خود

خالد اس کے پاس آیا مگر ذرا اس سے برا فروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا کہ ابو عمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں۔ خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیئے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی، بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور انہوں نے اسکا اظہار بھی کیا ہے ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی ان سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود ان کے پاس جائیے ہمارا کچھ روپیہ انہیں دینے کا وعدہ کیجئے اس کے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجئے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال و متاع ان کے سامنے پیش کر دیجئے اس میں سے جتنا وہ لیں گے اسکے عوض میں اتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دیدیں گے۔

### بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا مگر مجھے غور کرنے دو بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہیں گے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائے گی خالد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دوں گا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول درجہ رکھتا ہے وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اس وقت کچھ نہ تھا، مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان البنطی اسے ایسے سبز باغ دکھائے گا کہ آپ اس کا ادراک بھی نہیں کر سکتے اس لئے اس مہلت کو غنیمت سمجھئے خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے جو تند خو بد طینت بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اس کے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا اس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بن گیا۔ خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں جو ایسا کرتا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو اصل بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھ دیا تھا جب تک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلچہ غلہ ایک درہم میں ملنے لگا۔ غلہ کا ایک پیانہ جو ۱۵ من کے برابر ہوتا ہے۔۔۔ شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کی والی مقرر ہوا اور جمادی الاول ۱۲۰ھ میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

### جعفر بن حنظلہ کی برطرفی

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا اس کے آنے کا واقعہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کو خراسان کا والی مقرر کیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کرنا چاہا، ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اس تقریر کی اجازت چاہی



ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اسکا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اسکا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

## کرمانی کا خراسان کی حکومت پر تقرر اور اس کی معزولی

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت خراسان کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا۔ کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی حمد و ثنا کے بعد اس نے اسد اور اس کے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور لڑائیاں ہوئیں انہیں اور جو فلاح و بہبودی کے کام اہل خراسان کے لئے اسد کے ہاتھوں سرانجام پذیر ہوئے انہیں بیان کیا، پھر اس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا، اور اسکی تعریف کی پھر یوسف کے عراق کا والی مقرر ہونے کی خبر لوگوں کو بتائی، حکومت کی فرماں برداری اور یکجہتی اور اتحاد کی تاکید کی اسد کے لئے دعاء مغفرت مانگی، معزول شدہ کے لئے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارکباد دی اور پھر منبر سے اتر آیا۔ اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مراع بن ربیعہ بن حری بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبدمناة بن کنناہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ ان کی ماں زینب بنت حسان التغلمی تھیں۔

## نصر بن سیر کی ولایت خراسان

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کو بوجہ احسن چلا سکے۔ ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کئے اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیئے گئے، جن اصحاب کی اس عہدہ کے لئے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے عثمان بن عبد اللہ بن الشخیر، یحییٰ بن حصین بن منذر الرقاشی، نصر بن سیار اللیشی، قطن بن قتیبہ بن مسلم، مجشر بن المزاحم التلمی (از قبیلہ بنی حرام) عثمان بن عبد اللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں، مجشر کے لئے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں ابن حصین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں اپنی بڑائی کا خیال اور نخوت ہے، قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لئے یہ انتقام جو ہیں۔ نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں، غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا، عبد الکریم بن سلیط بن عقبہ الہفانی (ہفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمان تقرر دیکر روانہ کیا۔ عبد الکریم اسے لیکر خراسان روانہ ہوا اس کے ہمراہ اسکا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا، حفص بن عمر بن عباد المیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبد الکریم بن سلیط بھی مرو آ گیا۔ ابوالمہند نے کرمانی کو بھی اسکی اطلاع دیدی کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا، اور اسی نے سب سے پہلے امیر کہہ کر نصر کو سلام کیا۔ نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے، پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا، منصور بن عمرو کو ابرشہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا

## نصر بن سیار اور نختری

جعفر بن حظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمان تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے نختری بن مجاہد سے مشورہ کیا نختری نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو، نصر نے وجہ پوچھی، نختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنادیئے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اسے مل گیا تو اس نے نختری کو بلا بھیجا۔ نختری نے اسکے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گیا۔ نختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا، نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی، نختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

## ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لئے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو، عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط تدابیر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے میں نے کہا جلدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے براشگون لیا اور کہا کہ میں اسے نہیں کرنا چاہتا کسی اور کا نام بتاؤ میں نے کہا۔ چرب زبان آزمودہ کاریجی بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی ابوالمسیلا ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنی جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو میں نے ناپسند کیا ہے آؤ مضر میں سے کسی کا نام لیکر دیکھوں۔ خ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیشی بھی ہیں، اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے، میں نے کہا وہ عقیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقا السلمی اگر آپ ان کی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ انکی صورت منحوس ہے ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ، میں نے کہا مجشر بن مزاحم السلمی۔ عاقل و شجاع ہیں، مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے، ہشام نے کہا جھوٹ میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا یحییٰ بن حصین ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ غرض کہ اسی طرح جس کسی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادنا نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع، دانا اور تجربہ کار سیاست تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیشی، ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے، میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اسکا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے، اگرچہ وہ عقیف و تجربہ کار اور فرزانه ہیں ہشام نے کاہ آ کر کہو وہ کیا کمی ہے میں نے کہا خراسان میں انکا خاندان و قبیلہ بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا ڈر ہے، کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزو مند

ہے۔ میں اسکا خاندان اور حامی ہوں۔

## یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں، لوگوں نے اسے مسلمہ بن سلیمان بن عبد اللہ بن خازم، قدید بن منیع المنقری نصر بن سیار، عمرو بن مسلم، مسلم بن عبد الرحمن بن سلم، منصور بن ابی الخرقا، سلم بن قتیبہ یونس بن عبد ربہ اور زیاد بن عبد الرحمن القشیری کے نام بتائے، یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیج دیئے قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا، ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا تھا، یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے، ہشام نے اسکے جواب میں یوسف کو لکھا، تمہارے خط کے مضمون سے میں آگاہ ہوا، تم نے قیسی سرداروں کی جواتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اس کے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جاسکتا ہے کہ جس کا میں خود حامی ہوں، تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ دوں گا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کر دو، اسکے حامی کم نہیں ہیں جس کے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اسکی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اس نے اسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اس نے شریک بن عبد ربہ النہسی کو ہشام کے پاس بھیجا اور اسکی بھی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجئے مگر ہشام نے اسے بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

## حفص کا نصر بن سیار کے نام خط

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اسکی سفارش کی، یوسف نے اسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا، ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبد الکرم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا ان کے ہمراہ انکا میسر نشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی یہ وہیں ٹھہر گئے حفص بن عمرو بن عبادا سکیمی کے پاس مہمان رہے حفص بن عمر سے کہا کہ میں نصر کا فرمان تقرر لے کر آیا ہوں یہ ان دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا، اسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوئے چلے جاؤ، چاہے گھوڑا مر ہی کیوں نہ جائے، جب یہ بیکار ہو جائے تو اور خرید لینا غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

## نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الحنظلی کی گفتگو

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اس وقت بازار میں تھا، غلام نے خط اسکے حوالہ کیا، نصر نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ اس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا، نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبایا۔ گھر آیا، مگر ابھی سے یہ خبر عام



ہو گئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آ گیا ہے نصر کے بعض خاص دوست آئے، انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اس روز نصر ٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابو حفص بن علی الحنفلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولت مند تھا، اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمہارے خراسان کا والی مقرر ہونے کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کیا واقعی تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف انکار کر دیا۔ یہ اٹھ کر جانے لگا، نصر نے کہا ذرا ٹھہریے، اور پھر وہ خط پڑھ کر اسے سنایا۔ ابو حفص نے کہا حفص تمہیں کبھی جھوٹ نہیں لکھے گا، ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبدالکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی، اور فرمان تقرر ان کے حوالے کیا، نصر نے اسے دس ہزار درہم دیئے پھر نصر نے مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا، وشاح بن بکیر بن وشاح کو مرو و الروذ کا حارث بن عبداللہ بن الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ابرشہر کا ابو حفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا، ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھ کر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا، غرض کہ نصر نے اسکے بعد آئندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس کے پہلے ایسا گتھی نہیں ہوا تھا، مالکذاری میں بھی کمی کر دی، اسکی حکومت اور مالکذاری کی وصولیابی نہایت کامیاب رہی سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

## نصر بن سیار کی تقریر

رجب ۱۳۰ھ میں نصر کو فرمان تقرر ملا۔ بختری نے اس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمان تقرر پڑھ کر سنا دیجئے اور کچھ تقریر بھی کیجئے چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھئے کیونکہ ہم آپ کی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے۔ اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا، عراق اور مشرق کا ناظم اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبداللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے۔ مروان بن محمد ارمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔ ابن شبرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

## ۱۲۱ھ کے اہم واقعات

### فتح مطامیر

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مطامیر فتح کیا، مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے سرکئے علاقہ کو برباد کر ڈالا، اسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار اس سالانہ جزیہ ٹھہرا باقاعدہ ادائیگی کی ضمانت کیلئے یرغمال لے لئے اور مروان نے اسے اسی کے علاقہ کا

رئیس بنادیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قتل کئے گئے۔ البتہ ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ میں پیش آیا۔

## زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے خروج اور قتل کا واقعہ

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس خالد بن عبد اللہ کے پاس جو اس وقت عراق کا والی تھا آئے خالد نے ان کو بہت سا روپیہ دیدیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھ دی جو خالد نے انہیں دی تھی، نیز اپنے خط میں اسکا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انہیں واپس دے دی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو، جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا، ان لوگوں نے اس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ، کے خالد نے انہیں دیا تھا، باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا، ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا۔ زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا ہشام نے ان کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

## یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علی کا پہلا قصہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کا کہ ہمارا روپیہ زید بن علی محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب، داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب، ابراہیم بن سعد بن عبد الرحمن بن عوف الزہری اور ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن ابولید بن المغیرہ المخزومی کے پاس جمع ہے، یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا، زید بن علی اس وقت صافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف کے متعلق مقدمہ لڑے رہے تھے، محمد بن عمرو بن علی اس وقت زید بن علی کے ہمراہ تھے، جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ ان کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا، ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرادے۔

یزید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں، انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کریگا، ہشام نے کہا وہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

## ہشام بن عبد الملک کی یوسف بن عمر کو ہدایت

ہشام نے اپنے میرنشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم

ان کا زید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا، اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے ثبوت طلب کرنا اگر وہ ثبوت نہ پیش نہ کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ زید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انہیں چھوڑے دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائیگا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کئے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپ کو اس قضیہ سے فراغت مل جائے۔

سب نے انکا شکریہ ادا کیا دعادی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

## زید بن علی کی براءت

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبد الملک کی والدہ ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں سے تھی اور یہ ہشام کے مامووں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس دعویٰ میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی نرم و تواضع کے لہجہ میں ان سے سوال کیا پھر سب سے روپہ کے متعلق دریافت کیا سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کچھ واجب الادا ہے خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے زید بن خالد کو ان کے سامنے بلایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں جنکے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ زید نے کہا ”ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے،“ یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے، چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اسے ہلاک ہی کر دیا گیا مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لئے، سب نے قسمیں کھالیں زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا، یوسف نے ہشام کو اسکی اطلاع دی ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لیکر چھوڑ دو، یوسف نے انہیں چھوڑ دیا یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

## زید بن علی کا عراق جانے سے گریز

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے، اس خواب نے انہیں خوف زدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا اسکے بعد ہشام کا خط انکی طلبی کیلئے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جائیے، انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اسکے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اسکے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے، مگر ہشام نے کہا جیسا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اسکی تعمیل کیجئے، چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔



## زید بن علی کی طلبی

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی داؤد بن علی، بن عبداللہ بن عباس اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا عجمی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے، اسکے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو، ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے، انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں، مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اسکی تعمیل ضروری ہے۔

## زید بن علی کی الزامات سے تردید

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا وہاں جا کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا کہ میں عراق میں اسکے پاس گیا تھا اور اس نے ہدیہ مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے۔ ہشام نے کہا میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں آپ یوسف کے پاس جائیے تاکہ وہ آپ کا اس سے موازنہ کرادے اور آپ اس کے منہ پر اسے جھٹلا دیں۔

## زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن کی مقدمہ بازی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے خلاف دعویٰ کرنے کے لئے ہشام کے پاس آئے تھے جو یریتہ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی کے اوقات کے متعلق تھی دیکھی ہے، زید بن الحسین کی جانب سے اور جعفر بن الحسن کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے، جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی ہوتی تھی اس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے، جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب ان کی جگہ کام کروں گا، عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں اور اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے، عبداللہ نے کہا حجت کی تو میں تکمیل کو پہنچا دوں گا! اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی، ابراہیم بن ہشام اس وقت عامل مدینہ تھا۔

## زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈھی کے لطن سے ہو، زید نے کہا حضرت اسمعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے لطن سے تھے اسی بنا پر انہیں زیادہ وراثت نبوت ملی، عبداللہ سے یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے، غرض کے اس روز ایک نے دوسرے کو برا کہنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، دوسرے دن والی نے پھر

انہیں بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب و سوال شروع ہوئے، ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی زید نے اس سے کہا کہ تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو، اس انصاری نے کہا بخدا میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سن کر چپ ہو گئے مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا تو جھوٹ بولا، زید باعتبار اپنی ذات باپ و ماں کے اول و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل و اعلیٰ ہیں، والی نے کہا تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قریشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا، اب عبد اللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے، عبد اللہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے التجا کی اور وہ چپ رہے پھر زید نے والی سے کہا بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لئے اپنا سامنے بلایا ہے کہ ابو بکر اور عمر بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبد اللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤنگا پھر زید نے عبد اللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی اب یہاں سے اٹھ چلو، دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

### زید بن علی اور خالد بن عبد الملک میں نوک جھونک

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے، جعفر کے بعد عبد اللہ سے مقابلہ رہا جب ہشام نے، خالد بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے سامنے رجوع ہوئے عبد اللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہند کیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا، زید ہنسے اور کہا کہ اے ابو محمد آپ نے اس سخت کلامی کی ابتدا کی، پھر زید نے بھی انکے ماں کے متعلق بعض ناملائم الفاظ کہے۔

### زید بن علی کی ندامت اور پشیمانی

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا، جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں برخلاف دوسروں کے کہ ان سے صبر نہ ہو سکا مگر پھر زید کو اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا پر وہ اپنی پھوپھی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک ان کے سامنے نہیں گئے، مگر پھر خود انہوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبد اللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبد اللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی انکی ماں کو برا کہو، انہوں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے، عبد اللہ نے کہا جی ہاں۔ فاطمہ نے کہا بخدا تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

### زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری

پھر خالد بن عبد الملک نے ان دونوں سے کہا کل صبح ہی آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرادوں تو میں عبد الملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی جتنے منہ اتنی باتیں، کوئی کہتا تھا زید نے ایسا

کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا تمام لوگ جمع ہوئے، ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین، خالد نے دونوں صاحبوں کو سامنے بلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی جگہ ہنسائی ہو عبداللہ گفتگو شروع کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابو محمد آپ جلدی نہ کیجئے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخالفت کرے تو اسکے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ کی اولاد کو ایسی بات کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے جسکے لئے ابو بکر اور عمر بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے، خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن خرم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب اور حسین احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا ان کی اطاعت تیرے لئے ضروری نہیں ہے، زید نے کہا اے فحطانی تو خاموش رہ میں تجھ سے ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا، اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہتے ہیں بخدا میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے، زید ہنسے اور کہنے لگے اے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت ہو گیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر ان کے حسب چلے نہیں جاتے، عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے کہا اے فحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل و نسب کے اعتبار سے افضل ہیں، اسی طرح کی اور بھی بہت سے باتیں انہوں نے کہیں اس فحطانی نے ان سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو، ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے، افسوس بخدا ہم اسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے، ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا، زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤنگا، میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لئے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں، آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو باریابی کا موقع دیا

## زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات -

محمد بن عبدالعزیز النہری بیان کرتے ہیں جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند شہ نشین پر چڑھ گیا، پھر انہیں آنے کی اجازت دی، ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ یہ تمہیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں سنتے جاؤ، یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھوں پر میں ان کے پیچھے ہولیا۔ زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لئے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرائیں اور کوفہ چلے گئے ہشام اس بات کو اپنے خادم سے پوچھنا ہی بھول گیا، اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اس کی طرف دیکھا، ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔



## زید بن علی کی ہشام بن عبد الملک کو دھمکی

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی، ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا، میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرأت ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے لطن سے ہو کر ایسی توقع کیوں کر کر سکتے ہو، میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو، میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع و اعلیٰ نہیں، حضرت اسمعیل علی السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کے پوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بہترین نبی ہیں، حالانکہ حضرت اسمعیل لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی، بیوی کے لطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور انکی اولاد میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی، سالم نے ان سے کہا اے ابوالحسین آپ کو یہ بات ہرگز ظاہر نہ کرنا چاہئے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

## زید بن علی کا کوفہ میں قیام

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے انہیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور کا میاب ہونگے اور یہ ہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جسمیں بنو امیہ ہلاک ہو جائیں گے، زید کو کوفہ میں مقیم رہے، یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے، ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا۔ معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لئے کہلوایا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیار کر رہا ہوں۔

## زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح انکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چل کر قادسیہ آ گئے، بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا تا کہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ انکے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جوان مرد تلوار لئے موجود ہیں جو آپ کیلئے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور آپ کے مقابلہ شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مدحج۔ ہمدان۔ تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا انکا مقابلہ

کرے تو اللہ کے حکم سے وہ انکے لئے بالکل کافی ہے ہم آپکو اس لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

## یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپکے پاس امانت رکھوائی تھی، زید نے کہا بھلا وہ کیونکہ میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا، یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا، یوسف نے اس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جنکے متعلق تو نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ یہ اس بات سے انکار کرتے ہیں، خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ میں جو گناہ اپنے سر لیا ہے اسکے ساتھ اس مابہ الجثث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے میں انہیں اور انکے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب و شتم کرتا رہا ہوں میں کیونکر کوئی رقم انکے پاس امانت رکھواتا۔ یوسف نے یہ جواب سن کر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لیجاؤ۔

## ابو عبیدہ کا بیان

مگر ابو عبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اسکے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کر لیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبوں نے میرے سامنے حلف اٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کر لیا ہے اور میں نے انہیں ادائے رقم سے بری کر دیا۔ مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا ان سے مواجہہ کرادو تا کہ یہ اسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے ان صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی۔

## یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اس نے انہیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم و تکریم کی، اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اس سے کہا کہ ان سب صاحبوں نے حلف اٹھالیا ہے، اور اس بارے میں امیر المومنین کا یہ حکم انکی برأت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو، مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا اس پر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں یہ جھوٹا دعویٰ کیا، خالد نے کہا چونکہ مجھ پر شدید سختیاں کی جا رہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ، اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے۔

یوسف نے ان سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دیکر جانے کی اجازت دیدی دونوں قرشی نجی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

## زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار یا پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا کہ زید کوفہ سے خارج کر دو۔ زید اس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائداد کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں اس کا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں، عامل یہ بات یوسف کو لکھ دیتا یوسف نے چندے توقف کیا اور جب اسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کر دو اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور ان کی طرف سے کوئی مختار وکالت کرے۔

## زید بن علی کی قادیسیہ میں آمد

اسی اثناء میں ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس میں سلمہ بن کھیل مصر بن خزیمہ العیسیٰ، معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری، حجتہ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا، بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالئے آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور ان لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لئے درس عبرت ہے مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں ان کے قلب سخت ہو گئے ہیں داؤد ہمیشہ انہیں سمجھاتے رہے آخر کار انہوں نے روانگی کی ٹھان لی اور یہ دونوں کوفہ سے چل کر قادیسیہ پہنچے۔ مگر کوفہ والوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا، ثعلبہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا، علاوہ بریں انہوں نے عہود اور میثاق ان سے کئے اور سخت قسمیں کھائیں، زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔ داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ کے مقابلہ میں ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے آپ کے دادا حضرت علی کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے ان کے بعد حضرت امام حسن ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہیں پر یہ چڑھ دوڑے، ان کی ردا ان کے دوش سے اتار لی ان کے خیمہ و خزاہ کو لوٹ لیا۔ انہیں مجروح کر دیا، کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین کو مدینہ سے بلوایا اور ان کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لئے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کریں اور ان کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور ان کا خاندان خلافت کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہے اسی بناء پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔



## زید بن علی کی کوفہ روانگی

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ حضرت علی سے اپنے مکرو فریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے اور یزید بن معاویہ حسین سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کی جا رہی ہے۔ مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا۔ اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کو کوفہ واپس گئے۔

## سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو؛ کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائیں گے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دیں گے وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا، جب یہ ثعلبہ یا قادیسیہ پہنچے تو بد بخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انہیں واپس لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی، سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا جب ملاقات کی اجازت لیکر اندر آیا۔ تو زید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت اور ان کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا، زید نے بھی اس کے جواب میں عمدہ تقریر کی، سلمہ نے امان طلب کی، زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے؟ (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انہیں امان دیدی، سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے، زید نے کہا چالیس ہزار نے سلمہ نے کہا آپ کے دادا کے ہاتھ پر کتنوں نے بیعت کی تھی؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے سلمہ نے پوچھا اور ان میں سے کتنے ان کے وفادار رہے؟ زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا۔ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جس میں آپ نے خروج کیا ہے بہتر ہے یا وہ زمانہ جس میں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانے میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کیا آپ کو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہوں گے زید نے کہا انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور ان کے لئے اس پر کار بند ہونا ضروری ہے، سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ زید نے اس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف دہ بات پیدا ہو جائے اور اس وقت میں بالکل بے بس ہوں، زید نے اسے اجازت دی، یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا، قتل کئے گئے اور سولی پر لٹکا دیئے گئے، ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف ان کی موجودگی ان رسالوں کے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

## عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے زید بن علی کو لکھا تھا کہ اے میرے چچا کے بیٹے اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بنا رہے ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں حالت اطمینان میں

اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں مگر جنگ میں جزع و فزع کرنے لگتے ہیں، ان کے دل ان کی زبانوں کی پیروی نہیں کرتے، حوادث کے لئے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولت شہادت کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میرے پاس ان کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی، ان کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے ان کی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں ان سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھنا چاہتا ان کی مثال بعینہ وہی ہے جیسا کہ حضرت علی سے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا ”اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتے ہو، اگر تمہیں لڑایا جائے تو بزدلی دکھاتے ہو، اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کر لیں تب بھی تم اس کی مخالفت کرتے ہو اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکلے ثابت ہوتے ہو۔“

ہشام بن عبد الملک نے زید بن علی کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا ”اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اس سے تم واقف ہو وہ انہیں انکی اہل بیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بناء پر انہوں نے ان کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اور انہیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور انکی خاطر انہوں نے آئندہ کے واقعات کے متعلق پیشگوئیاں بھی کیں یہاں تک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر ان کے دماغوں میں خروج کی سوچھی، زید بن علی عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان، تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلہ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنی حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جبری بنانے کی اہل بیت رکھتے ہیں، اسی طرح وہ مقدمات و نزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں اس لئے تم انہیں فوراً حجاز بھیج دو اور اپنے پاس مت رہنے دو، کیونکہ اگر لوگوں نے ان کی باتیں سننا شروع کر دیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت، زبان کی شیرینی اور اس کے ساتھ پر رسول اللہ کے ساتھ ان کی قرابت کا اظہار یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ ان کی طرف جھک پڑیں گے نہ ان کے ٹھکانے رہیں گے نہ عقلیں اور نہ ان کے اخلاق اور انکا دین، زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل و تساہل ان کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوگا، انکا اخراج اور ان کو اس طرح چھوڑ دینا کہ جس میں سب کی سلامتی ہو، خون نہ بہے انکا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ انکا خون ہے انکا نام باقی نہ رہے اور ان کی نسل منقطع ہو جائے جماعت اللہ کی مضبوطی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا اور ان کا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے۔ صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجت مند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی ان کی حمایت میں کھڑے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتا ہے اس لئے پہلے انہیں محض دھمکاؤ، پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا۔ متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف و اعیان کو ڈرانا۔ اور ادنیٰ رذیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو، امیر المؤمنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو اتحاد و جماعت کے لئے ترغیب و تحریض دے رہے ہو، اور دین الہی کے لئے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو، ایسی صورت میں تم ان کی کثرت تعداد سے پریشان نہ ہو جانا، خدا کی ذات پر بھروسہ اپنے دین کی حمایت کا جوش، شیرازہ، اتحاد جماعت کی

صیانت کا خیال اور اس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جس میں اللہ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لئے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے اس لئے اب کسی شخص کے لئے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے جو خود اس کے نفس نے اس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جس کی وجہ سے یا باغی نہایت ہی بد بخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل ان کو سخت تلخ معلوم ہوگا، البتہ امیر المومنین کے لئے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اس کو فرو کرنا آسان ہوگا، اس لئے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بری حالت دیکھیں جو ان کے لئے عذاب اور تباہ کن ہو اس لئے وہ ہمیشہ واقعات کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انہیں بچانے کے لئے آگاہ کرتے ہیں سیدھے راستوں پر لیجاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل اس شفیق والد جیسا ہے جو اپنی اولاد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے، یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔

جب تمہاری ان سے مڈ بھٹڑ ہو جائے تو تم اسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم انکی خواہشات کو پورا کرو ان کی آل و اولاد کو ان کے سپرد کر دو، اپنی فوج کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں میں اور ان کے زناں خانوں میں نہ گھسے، اس لئے اب تم فوراً کارروائی شروع کر دو، چونکہ اللہ کے لئے یہ کارروائی کی جا رہی ہے اس لئے اسکی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے، باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو، کیونکہ شیطان نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہے، اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے، امیر المومنین ان باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کی حالت بگڑ چکی ہے اسے درست کر دے اور انہیں کامیابی و نجات کی طرف جلد لے آئے بے شک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے۔)

## زید بن علی کی بیعت

زید کو فہ آ کر چھپے رہے، جب انہوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے انہیں خدا کا واسطہ دلا کر اپنے وطن واپس چلنے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں اس لئے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہیں گے، مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے۔ کوفہ آنے کے بعد شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے، انکے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے، زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے، البتہ اس میں سے دو ماہ انہوں نے بصرہ میں بسر کئے، اور پھر کوفہ آ گئے اور یہاں سے انہوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لئے قاصدوں روانہ کیا۔

زید نے کوفہ آ کر یعقوب بن عبد اللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبد اللہ بن ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اسکی ماں ام عمر بھطکت یعقوبی تھی جب اس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ اس کے اسلام کے لئے حاضر ہوئی، یہ ایک حسین و جمیل وجیہ و گداز بدن عورت تھی، اس کی عمر اگرچہ زیادہ ہو چکی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی



معلوم نہ ہوتی تھی، جب اس نے زید کو آکر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے، جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے، زید نے اس کا نسب پوچھا اس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا، زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی اس نے کہا اگر اب میں نکاح کر سکتی تو میں شوق سے آپ سے کر لیتی، زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے، اس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے، زید نے کہا میں تمہارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو، اس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں، اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کر دیا ہے اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی۔ مگر میری ایک بیٹی ہے جس کا باپ میرا چچرا بھائی تھا وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دے دوں گی، زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی ایسی ہو، اس نے کہا اسکے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اسے مجھ ہی ایسا بناتا اسے مجھ سے زیادہ گورا۔ زادہ خوبصورت زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل وناز و انداز والا پیدا کیا، زید بنے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیان اور طاقت لسان تمہیں بخشی ہے ایسی اسے کہاں نصیب ہوگی، اس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ مری نشو و نما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو، زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آئے۔

زید نے اس سے وعدہ لے لیا، وہ اس وعدہ پر ان کے پاس آئی، اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ یہ اسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے، ایک لڑکی اسکے لپٹن سے ہوئی جو بعد میں مرگئی، زید اس پر عاشق تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں آکر رہتے تھے کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھرتے، کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے پاس قیام کرتے، کبھی بنی عنبس میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے، کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے، پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے پاس جہانہ سالم السلوی میں منتقل ہو گئے یہ بنی نہد اور بنی ثعلب میں بھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

## زید بن علی کی بیعت کی شرائط

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ظالموں سے جہاد، کمزوروں کی مدافعت، محرومین کو عطاء حق، سرکاری مالگزاری کی علی المسویہ تقسیم، مظالم کا رو، کروڑ گیری کی موقوفی، اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو، اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق، اور رسول اللہ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے، میرے دشمن سے لڑو گے، ظاہر و باطن میرے خیر خواہ رہو گے، اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑا دیتے اور پھر کہتے اے خداوند اتو گواہ رہ۔

چند ماہی یہی ہوتا رہا۔ جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کی حکم دیا ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اس سے

انکی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اس سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

## نصر بن سیار کی مہموں کا ذکر

نصر نے بلخ سے بڑھ کر اور ماوراء النہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا۔ تقریر کی اور کہا بھرا مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کو اپنی عطا و جود سے بہرہ انداز کرتا تھا انکی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور انکی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا، اشبداد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا، عقیقہ الیہودی یہود کا سردار تھا، میں مسلمانوں کا سردار ہوں، اون کو عطا یا دونگا، انکی حفاظت و مدافعت کرونگا، ان کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈال دوں گا۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اسکے کہ پورا پورا اخراج جس طرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آجائے اور کسی بات کو قبول نہیں کرونگا میں منصور بن عمر بن ابی النخراق کو تمہارا افسر مالگزاری مقرر کیا ہے، انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا شخص مالگزاری میں اس پر سختی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمع بندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے، یہ اس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈال دیں گے۔

## اہل مرو کا ادائیگی خراج

دوسرا جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشکریں جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا منصور بن عمر کے پاس آئے۔ منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈال دی، پھر اس نے مالگزاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انہیں اسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اور وہی رقم، جس پر صلح ہوئی تھی عائد کی، چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کئے جاتے تھے۔

## نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی

نصر نے دوسری مرتبہ واغراور سمرقند پر جہاد کیا، واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا، مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریائے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی، یہ فوج اجرت دیکر اکٹھا کر لی گئی تھی، ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقر حریر جسکی قیمت اس وقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا، دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی، مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

## کورصول کا شب خون

حارث بن سرتح اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لئے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابل کھڑا ہوا تھا اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اس خدمتگار کے جو اسے وضو کر رہا تھا جڑے میں آ کر لگا، نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا، نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا، فوج والوں

پر شب خون مارا اہل بخارا کی جو ساقہ لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگایا۔ اس وقت نصر ہمراہ اہل بخارا، سمرقند، کس اور شروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

## عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالے پر حملہ

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا، کورصول کا رسالہ اس وقت وہاں سے گزر چکا تھا، ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گزرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا، معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے، لوگ اسے نصر کے سامنے لائے، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے، اسکی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹی تھی۔ دیباچ کے موزے پہنے تھے جن میں حلقے تھے، فرند کی قبائلی جس میں دیباچ کی کور لگی تھی۔

## کورصول کی گرفتاری

نصر نے اس سے نام پوچھا، اس نے کہا کورصول، نصر نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرایا، کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتا ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو، نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو، سب نے کہا اسے چھوڑ دیجئے، نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی، کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اس جنگ میں شریک تھے جس میں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی کورصول نے کہا ہاں۔ یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمہارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دیدو تو بھی اب تم میرے ہاتھ سے نکل کر نہیں جاسکتے۔

## کورصول کا قتل

نصر نے عاصم بن عمیر العدی کو حکم دیا کہ اسکا سارا لباس وغیرہ اتار کر، تم لیلو، جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا، نصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قرآن الحفظلی نے، اور ہاتھ سے اسکی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو چوڑ دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار کر سکتا۔ سچ سچ بتائیے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے، عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا، کورصول نے کہا میں تو اسے قتل کرنے کا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا، نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

یہ عاصم بن عمیر وہی ہے جس کا لقب ہزار مرد تھا یہ قحطیہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔ کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ ان پر اضمحلال و اداسی طاری ہو گئی۔ انہوں نے کورصول کے خیموں کو آ کر جلا ڈالا۔ اپنے



کان کاٹ لئے۔ اپنے چہرے ننگے کر لئے اور اسکی موت پر آہ و بکا کرنے لگے رات کو جب نصر نے اس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفظ کا ایک شیشہ کو رسول کی لاش پر ڈالوا کر آگ لگوا دی تاکہ ترک اسکی ہڈیوں کو بھی نہ لیجا سکیں۔ اس واقعہ کا ترکوں پر اس کے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اس نے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے۔

یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے مقابلہ کے لئے جاؤ جس نے شاش کو اپنا ما من بنا رکھا ہے۔ یعنی حارث بن سرتج کے مقابلہ کے لئے اگر اس پر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے تو تم ان کے شہروں کو ویران کر دینا ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالینا۔ مگر خبردار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا۔

### یحییٰ بن حسین کا نصر کو مشورہ

نصر نے سردران فوج کو بلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ یحییٰ بن حصین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ نصر نے ان سے کہا اے یحییٰ آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا جس کی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ ان کے انعام و اکرام سے مستفید ہوئے آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھر والوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہ میں بھی وہی کہنے والا تھا اس مہم پر چلے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحییٰ کو آ کر برا بھلا کہا۔

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں نصر شاش کی طرف بڑھا۔ حارث اس کے مقابلہ کے لئے آیا اس نے دو عرادے (لکڑی کا کھروندا جس میں بیٹھ کر تیر اندازی کی جاتی ہے) بنی تمیم کے مقابل نصب کئے جب اس نے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اس نے انہیں وہاں سے ہٹا کر بنی آزد کے مقابل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا، اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنيق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے۔

نصر واپس پلٹا اس نے دریاعبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزاحمت کی گئی۔ جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سرتج سے ہوا۔ اسی سال نصر سمرقند میں آ کر ٹھہرا، یہاں بخارا، خزاہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اسکی جمعیت کے متعلق تھی ان کے ساتھ بخارا کے دوز میں دار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے انہوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخارا خذاہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا یہ دونوں بخاری خذاہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ بخارا خذاہ کا نام طوق سیادہ تھا اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں نصر نے ان سے کہا واقعی تمہارا یہ کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو انہوں نے کہا ہمارے اور بخارا خذاہ کے درمیان عداوت ہے اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے نصر نے ہارون بن سیاوش بنی سلیم کے

آزاد غلام کو جو رابطہ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ یہ خنجران سے لے لو ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچ کر توڑ ڈالا، بخارا اخذہ اٹھ کر نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا، انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے، ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا، اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی، واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسہ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا، دوسرا بخارا اخذہ کی طرف لپکا، جماعت نماز کھڑی ہو چکی تھی اس وقت بخارا اخذہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قناتوں میں جھپٹ کر جا چھپا بخارا اخذہ بھی بھاگا، مگر قناتوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھا کر گر پڑا، اس زمیندار نے اس کے نیزہ مارا مگر جوز جان بن الجوز جان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اسے قتل کر دیا، بخارا اخذہ اٹھا کر نصر کے خیمہ میں لایا گیا، نصر نے اس کے لئے تکیہ منگوایا بخارا اخذہ نے تکیہ پر ٹیکہ دیدیا۔ قرعہ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا، بخارا اخذہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی گھڑی مر گیا، واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا نصر نے اسکی نماز جنازہ پڑھی، البتہ طوق سیادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اور اسکی ہڈیاں بخارالے گئے۔

## نصر بن سیار کی شاش روانگی

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ایاراخرہ نے اسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا، محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اسے فرغانہ روانہ کیا، اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور ختل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اس کے ہمراہ تھے واپس بلا لیا۔ یہ بہت سی مورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنہیں اس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

## شاہ شاش کی نصر کی اطاعت

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا، خود صلح کی درخواست کی، تحائف پیش کئے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اس سے یہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ قدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا، یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبائیں آ کر پڑاؤ کیا، باشندوں کو اسکی پیش قدمی کا غم ہو چکا تھا، انہوں نے گھاس جلادی اور سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔

## محمد بن ثنی کی کارگزاری

۱۲۱ھ کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی، مسلمانوں نے ترکوں کو ان کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا، محاصرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوئی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے انہیں ہنکا لے گئے اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کر لے گئے۔ نصر نے ان کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ محمد بن الہثمی مشہور بہادر بھی تھے مسلمانوں نے ان سے ایک چال چلی۔ اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمیں گاہ میں بیٹھ گئے، ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہنکا لے گئے۔ مسلمانوں نے کمیں گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا، انہیں شکست دیکر بھگا دیا۔ ان کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کئے اس

مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمد بن المنشیٰ پر حملہ کیا، محمد نے ہوشیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ ایک امر ولڑکا تھا محمد اسے نصر کے پاس لائے نصر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

## سلیمان بن صول کی سفارت

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کے کرنے کے لئے خط دیکر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میرمنشی کا مددگار ہوں رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرائع کیا ہیں، مجھے حکم دیا گیا کہ چلے۔ میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ انکی سواری کے لئے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اسے سلیمان اسرائیل اور بشر بن ابی تمہاری اس ناکامی پر بغلیں بجائیں گے، یہ خزانہ مجھے اس لئے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑے گا۔

## سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو

میں خزانہ دیکھ کر رئیس کے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں نے کہا بہت سہل ہے پانی و چارہ کی افراط ہے اس جواب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو میں نے کہا میں غر شستان، غور ختل اور طبرستان کی مہموں میں لڑ چکا ہوں مجھے کیسے علم نہ ہوگا، اس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور ساز و سامان کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے اس نے پوچھا وہ کیا ہیں میں نے کہا کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز، محبوب، اور سب سے بڑھ کر معتمد علیہ اس پر اس لئے جھپٹ پڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ خود حاصل کر لے اور اس طرح وہ فاح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اند وختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح سالم بچالے۔ یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ پڑ مردہ ہو گیا اور میرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا۔ دو روز ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کر دے گا، بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعویٰ خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا، مگر میں نے اسے حکم دیدیا کہ جب میرا قلم خط مانگئے آئے تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتاتا اور مجھ سے کہہ دینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

## شاہ فرغانہ سے مصالحت

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔ میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں، بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو بھیج کر منگواؤ پھر اس نے صلح کر لی، مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو نقیقت میں منصر مہمات امور مملکت تھی۔ میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لئے یہ مصرعہ کسی نے پہلے سے کہہ دیا ہے۔ فارسل حکیم اولاً تو صہ



عقلمند آدمی کو بھیج دے اور اسے نصیحت مت کرو۔

میں نے سارا واقعہ سنایا۔ نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی، بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا۔ یہ اس کے سامنے آئی نصر ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا۔ نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتی ہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے اس نے کہا بخدا اس میں میں نہ چھوٹوں کی حلاوت پائی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

## بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں وہ بادشاہ نہیں ہے، ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے، اس سے مشورہ لے اور اس کے مشورہ پر اعتماد کرے، دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لئے تیار کرے کہ اسے اسکی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اسکی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کی ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اسے ان کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو، چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لیجائے اسکی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے، اکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے، اس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت، اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں، کہا گیا کہ حجاج بن قتیبہ ہیں، یہ سنتے ہی اس نے حجاج کو سلام کیا اسکی مزاج پر سی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفا نہیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو، قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمہیں تمہاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا، اور یہ اسکا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے، اے نصر تمہارا فرض تھا کہ تم اسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اسکی جگہ بیٹھتے۔

اس سال محمد بن ہشام بن اسماعیل الحمری کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے۔ سارے عراق پر یوسف بن عمروالی تھا، آرمینا اور آذربائیجان کا والی مروان بن محمد تھا، نصر بن سیار خراسان کا والی تھا، عامر بن عبیدہ بصرہ کے اور ابن شبرمہ کوفے کے قاضی تھے۔

## ۱۲۲ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### زید بن علی کا خروج

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے۔ اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے انہوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سراقیہ البارقی نے یوسف بن عمر سے

آکر زید کی ساری کیفیت سنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص باریق کے بھانجے طبعہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ انہیں کے پاس مقیم ہیں۔ یوسف نے ان لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کئے گئے۔ یوسف کو ان سے باتیں کرنے سے زید کی ساری کیفیت اور ان کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا، دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اس وقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لئے ان کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا خروج کر دیا۔ اس وقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبد الرحمن کوفہ کا کوتوال تھا یہ شخص بنی القارہ سے تھا بنی ثقف اس کے ماموں تھے یہ بنی ثقف میں رہتا تھا اس کے ہمراہ عبید اللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا، یوسف بن عمر اس وقت حیرہ میں مقیم تھا۔

جب زید کے ان طرفداروں کو جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے ادہ کا علم یوسف بن عمرو کو ہو گیا ہے اس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دیئے ہیں اور وہ ان کے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو ان کے سربراہ اورہ لوگوں کی ایک جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابو بکر اور عمر کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے زید نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم کرے اور انہیں مغفرت دے میں نے اپنی کسی خاندان والے کو ان سے اپنی برات کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص ان کے متعلق کبھی برے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اسی لئے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کود پڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اسے نکال لیا۔

زید نے کہا اس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بناء پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیر المؤمنین ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں انصاف کیا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر کار بند رہے۔

ان لوگوں نے کہا جب ان حضرات نے آپ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا، پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے۔

## کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی

زید نے کہا۔ نہیں یہ بات نہیں ہے یہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لئے بلکہ آپ لوگوں کے لئے اور خود اپنے لئے میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اس کا فائدہ پہنچے گا اور اگر انکار کر دیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں۔

یہ سن کر یہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے آئے اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں یہ لوگ مدعی تھے کہ ابو جعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے ان لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق

ہیں، ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بناء پر زید نے انکا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

## جعفر بن محمد بن علی

ان میں سے بعض لوگ زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور ان سے کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آ کر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے ہم ان کی بیعت کریں یا نہ کریں جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو کیونکہ بخدا وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں اس کے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انہوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔

اب زید بن علی کا خروج ان وجوہات سے ضروری ہو گیا۔ انہوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کی رات جو صفر ۱۲۲ھ کی پہلی شب تھی خروج کے لئے مقرر کی یوسف بن عمرو کو اسکا علم ہوا اس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں اکٹھا کر کے محصور کر لو۔ حکم نے تمام سرداروں، باقاعدہ فوج والوں، عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

## قاسم النعمی کا قتل

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا، ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں، ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے ”اے منصور ارادہ فرمائیے“، جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بسر کی صبح کے وقت زید نے قاسم النعمی الحضرمی اور اپنے طرفداروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں جب یہ لوگ عبدالقیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور ان سے مڈبھیڑ ہو گئی، انہوں نے جعفر اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کیا، قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم النعمی زخمی میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا، حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا حکم نے اسے قتل کا حکم دیدیا، یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا، زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اسکا ساتھی مقتول ہوئے۔

## کوفہ کی ناکہ بندی

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھادیئے بازار کے راستے بند کر دیئے گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تاکہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے، کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن حریر البجلي سردار تھا بنی مذحج اور اسد کے دستے پر عمرو بن ابی بدر العبدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیش الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستے پر محمد بن مالک الہمدانی النخوی سردار تھا۔



حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کرو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے آ کر اسکی اطلاع دے، جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں، چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جہانہ سالم السلولی تک آیا، زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر انکی خبر دی صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا، قریش اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے، عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا، یوسف نے ریان بن مسلمہ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو قیقانی تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔ دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے جو اس رات میں ان کے پاس آئے تھے، زید نے پوچھا۔ خدا کی شان، اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں بند ہیں، زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کے لئے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

## زید کا شامیوں پر حملہ اور فتح

نصر بن خزیمہ آواز سن کر زید کی طرف چلا مگر راستہ ہی میں عمرو بن عبد الرحمن، حکم بن الصلتکی فوج خاصہ کا سردار اپنے جینی سواروں کے دستہ کے ساتھ، زبیر بن ابی حکیمہ کے اس مکان کے قریب سامنے آیا اس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے۔ نصر بن خزیمہ نے کہا ”اے منصور قصد فرمائیے، مگر اسکا کوئی جواب اسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ساتھیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا، عمرو بن عبد الرحمن مارا گیا اسکے ساتھی پسپا ہو گئے۔ زید بن علی جہانہ سالم سے جہانہ صائدین تک آگے بڑھ آئے، یہاں پانچ سو شامی تھے، زید نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی۔ اس روز زید ایک سپاہ ٹو پر سوار تھے جسے انہوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان بخاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا، زید کے قتل کے بعد اس ٹوک کو حکم اہلیت نے لے لیا۔

## ازدی کا گھر سے نہ نکلنا

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازے پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسے بلایا گیا، اگرچہ وہ گھر میں تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا انس بن عمرو اس کا نام تھا، پھر زید نے خود اسے آواز دی اور کہا، اے انس میرے پاس آؤ، اللہ تم پر رحم کرے گا، اسلئے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کیلئے ہے، مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر وعدہ خلافی کی اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

## زید کوفہ میں

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی، پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان پر نمودار ہوئے، یوسف بن عمر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا اس کے سامنے خرام بن مرة المزنی اور زمزم بن سلیم العلوی زرہ بند پیدل فوج کو اپنی قیادت میں لئے ہوئے کھڑے تھے، اسکے ساتھ کل دو سو آدمی تھے اور بخدا اگر زید اسکا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے، ریان

بن سلمہ شامیوں کو لئے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید دائیں جانب خالد بن عبد اللہ کے مصلے کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے۔

## شامیوں کا زید کی ایک جماعت سے مقابلہ

جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف بھٹک کر چلا گیا یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کندہ کے قبرستان کی طرف کیوں نہ چلیں۔ یہ الفاظ اسکی زبان سے ہی نکلے ہوں گے کہ شامی آگئے یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص ان میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی شامیوں کے مقابلہ کے لئے باہر آیا تھوڑی دیر تک مقابلہ کرتا رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے اس پر ان کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اسکے سر سے خود اتار لو اور پھر فولادی گرز اسکے سر پر زور سے مارو، شامیوں ایسا ہی کیا جس کے نتیجہ میں یہ شخص قتل ہو گیا۔ مگر پھر اسکے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے ہٹا دیا مگر اب یہ قتل ہو چکا تھا شامی پلٹ گئے۔ مگر انہوں نے کوفیوں کے ایک شخص کو اسکی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے یہ شخص عبد اللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اس کے پیچھے اس مکان میں داخل ہو گئے، اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمرو کے پاس لائے اور پھر یوسف نے اسے قتل کر دیا۔

## زید اور عبید اللہ کی فوج کا باہمی مقابلہ

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیدہ سے کہا گیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حسین کے ساتھ کیا تھا، نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں بند ہیں آپ ہمیں لیکرو ہاں چلئے زید اپنے ساتھیوں کو لیکر مسجد کی طرف روانہ ہوئے خالد بن عرفطہ کے مکان سے گزرے، دوسری طرف عبید اللہ بن العباس الکندی کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوا وہ بھی شامیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑھا عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا، عبید اللہ کا علمبردار سلیمان اسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر ٹھہر گیا جب عبید اللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اس نے اسے ڈانٹا کہ اے خبیثہ کے لڑکے حملہ کر، اس نے بھی حمہ کیا اور آگے ہی بڑھتا گیا یہاں تک اسکا جھنڈا خون سے رنگین ہو گیا، عبید اللہ تنہا جنگ کے لئے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اسکے مقابلہ کے لئے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے پھر واصل نے احوال سے کہا تم اسکا مقابلہ کرو میں تو ایک نو عمر غلہ فروش ہوں عبید اللہ نے اس پر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کر دے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں، عبید اللہ نے پھر اس پر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبید اللہ اور اسکے ساتھی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے زید اور ان کے سپاہی باب الفیل تک بڑھ آئے یہاں زیدی دروازوں کے اوپر سے اپنے جھنڈے مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والو ہمارے پاس آ جاؤ نصر بن خزیمہ نے بھی انہیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو۔ ذلت سے نکل عزت میں آ جاؤ۔ ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمہیں فائدہ ہے اور نہ دین کا، یہ سکر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور

مسجد پر سے زید کی طرفداروں پر پتھر پھینکنے لگے۔

## کوفیوں سے شدید جنگ

اس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف واپس آیا زید بن علی بھی اپنے طرفداروں اور اپنے ساتھ ملنے والے کوفیوں میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ پلٹ کر سرکاری بھنڈار خانہ پر آجے، ریان بن سلمہ نے یہاں آ کر انکا مقابلہ کا اور اس مقام پر نہایت شدید جگ ہوئی بہت سے شامی مقتول اور زخمی ہوئی، زید کے ساتھیوں نے اس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا، شامی بدھ کے دن شام کو مایوسانہ خیالات لئے ہوئے واپس ہوئے، دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بلوایا مگر معلوم ہوا کہ وہ اس وقت حاضر نہیں ہے۔

## عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اسکے پاس آیا چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اسلئے یوسف نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تم رسالدار ہو کر ایسی حالت میں آئے ہو، بیٹھ جاؤ، پھر یوسف نے عباس بن سعید الحمزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلایا اور اسے شامیوں کے ساتھ زید کے مقابلہ پر بھیجا، اس نے بھنڈار خانہ پہنچ کر زید کا مقابلہ کیا، وہاں ایک بخار کی بہت سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں جنکی وجہ سے رستمہ بہت تنگ ہو گیا تھا، زید اپنے ساتیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے آیا۔ اسکے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العبسی اور معاویہ بن اسحق الانصاری تھے جب عباس نے انہیں دیکھا تو چونکہ اہلکے ساتھ پیدل فوج نہ تھی اسلئے اس نے اپنے دستہ فوج کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ اسکے ساتھیوں میں سے اکثر گھوڑوں سے اتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا۔

## نصر اور نائل کا قتل

اہل شام میں بنی عباس کا نائل بن فردہ نامی ایک شخص تھا اس نے یوسف بن عمر سے کہا تھا کہ اگر میں نے نصر بن خزیمہ کو دیکھ لیا تو یا میں اسے قتل کر دوں گا یہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا، یوسف نے اسے ایک تلوار دی، یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اسے قطع کر دیتی۔ جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تو نائل بن فردہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا، یہ اسکی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا، اسکی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اسکا کام تمام کر دیا۔ مگر نصر بھی فوراً مر گیا۔

## شامیوں کی شدید پسپائی

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دیکر بھاگ دیا۔ ان کے ستر آدمی قتل کئے، شامی جب پسپا ہوئے تو ان کی حالت بری ہو چکی تھی اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس نے اپنی فوج کو پیدل اس لئے کیا تھا کہ تنگ مقام میں سوار فوج پیدل فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی، سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے شام ہوتے ہی یوسف بن عمر نے پھر انہیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجا، جب دونوں دشمن ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے تو زید نے اپنی فوج کو لیکر حملہ کیا نہیں پسپا کر دیا، انکا تعاقب کیا، اور سب کی طرف بھاگ دیا مگر پھر سب میں آ کر ان



پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف انہیں نکال دیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے سوار اور پیدل فوج کے ساتھ انکا تعاقب جاری رکھا، شامی مسنات کی راہ ہوئے مگر زید بارق اور رواس کے درمیان ان کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔

## زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی

اس روز زید کا علمبردار عبدالصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباس بن عبدالمطلب کے حلیف) تھا مسروح العدی کی شادی حضرت عباس کی صاحبزادی صفیہ سے ہوئی تھی شامی رسالہ زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا، عباس نے اس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور یہ پیغام بھیجا کہ تیر انداز بھیج دے جائیں۔ یوسف نے سلیمان بن کیسان الکلسی کو قیقانی اور بخاری تیر اندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ان لوگوں نے زید اور انکی فوج پر تیر اندازی شروع کی سچ پہنچ کر زید نے سوچا کہ اپنی فوج کو زیادہ خطرے میں نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود ان کے ساتھیوں نے انکی بات نہ مانی۔

## زید کا زخمی ہونا

معاویہ بن اہلق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی و شجاعت کا اظہار کیا۔ خوب ہی دادرمانگی دی اور وہیں قتل ہو گیا زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر میدان کارزار میں جمے رہے البتہ جب رات اچھی طرح طاریک ہو گئی تو ایک تیرانکی پیشانی پر بائیں جانب آ کر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا، زید واپس ہوئے انکی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور انکے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے واپس پلٹ گئے ہیں۔

## زید کا انتقال

سلمہ بن ثابت اللیشی جو خود اس جنگ میں زید کے ساتھ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن اہلق کا ایک غلام سب سے آخر میں میدان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے، ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتر کر داک نامی سڑک پر راحب اور شکر کے مکانات میں سے کسی ایک مکان جو کہ حران بن کریمہ کا تھا، اس میں لا کر اترے گئے ہیں، میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر قربان کر دے، اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اسکا نام شقیر تھا اور یہ بنی رواس کا آزاد غلام تھا، اور اس نے تیرانکی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا، تیر کھینچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی انکا انتقال ہو گیا، اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں، بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دیں۔ دوسروں نے کہا کہ انکا سر کاٹ کر مقتولیں میں رکھ دیں۔ ان کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کروں گا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں، اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

## تدفین

راوی کہتا ہے، مگر میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لیجاتی ہے۔ لیجا کر انہیں دفن کر دینا چاہئے، اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی، اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو انہیں وہاں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہا دیا، ہمارے ساتھ انکا ایک سندھی غلام بھی تھا۔

## زید کا بیٹا سابق کے پاس

وہاں سے پلٹ کر ہم جہانۃ البسیع آئے، ہمارے ساتھ زید کے صاحبزادے بھی تھے، ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا، میں نے ان کے صاحبزادہ سے کہا کہ اب صبح ہونے والی ہے آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے ہمراہ ابوالصیار العبدی بھی تھا۔ زید کے صاحبزادہ نے کہا میں نہرین جانا چاہتا ہوں نہرین سے میں سے یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑا چاہتے ہیں اس خیال سے میں نے ان سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹے اور یہیں دشمن کا آخر دم تک مقابلہ کیجئے یا پھر جو اللہ کرے۔ اسکے جواب میں انہوں نے مجھ کہا کہ میں کربلا کے دریاؤں کی طرف جانا چاہتا ہوں، یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جائیے۔

## یحییٰ بن زید کی نینوار وانگی

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے، میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابوالصیار بھی تھا اور بھی مختصر سی جماعت تھی، جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی، سنہ میں نماز صبح پڑھی اور پھر ہم نے نینوی کی طرف جلدی جلدی چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبد الملک بن بشر کے آزاد کردہ غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں انہوں رفتار میں اور بھی تیزی کر دی۔ راستے میں جب مجھے اور لوگ ملتے میں ان سے یحییٰ کیلئے کھانا طلب کرتا وہ لوگ روٹیاں دیتے، میں انہیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی ان کے ہمراہ کھاتے، نینوی پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا، سابق کے مکان پہنچے۔ میں نے دروازہ پر آواز دی۔ سابق نکل کر آیا میں نے یحییٰ سے کہا کہ لیجئے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا جب آپ مناسب سمجھیں بلا لیجئے گا۔ چنانچہ میں انہیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

## سر لانے پر انعام

ادھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکان میں زخمیوں کو تلاش کریں۔ یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخمیوں کی تلاش میں سارے گھر کو چھان ڈالتے، جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مقبرہ بتا دیا۔ حکم بھلت نے عباس بن سعید المزنی، اور ابن الحکم بھلت کو لاش نکالنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بھلت لاش پر قبضہ کرے اس لئے اس نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور

جمعہ ہی کے دن صبح کو یوسف بن عمر، کے پاس ایک قاصد کو یہ خوشخبر دینے کے لئے زید بن علی کا سردیکر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیق کے ساتھ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس قاصد یہ پیام لیکر پہنچا اس نے حکم دیا کہ زید بن علی، نصر بن خزیمہ، معاویہ بن اسحق بن حارثہ الانصاری اور زیادہ انہدی کی لاشوں کو کنار میں سولی پر لٹکا دیا جائے یوسف نے یہ بھی منادی کر دی تھی کہ جو کوئی ایک سر لیکر آئیگا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائیگا، محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لیکر آیا یوسف نے اسے ایک ہزار درہم دلوائے، احوال شعر میں کا آزاد غلام معاویہ بن اسحق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تم نے ہی اسے قتل کیا ہے، اس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اسے دیکھا اور پہچان لیا تھا، یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیئے جائیں۔ چونکہ خود وہ اسکے قتل کا مدعی نہ تھا اس وجہ سے اسے پورے ہزار درہم نہیں دیئے۔

## زید کی گرفتاری کا واقعہ

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آ گئے ہیں بلکہ ہشام بن عبد الملک نے اسے اس بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اسے جاہل بنایا۔ اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں، لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں، جس طرح سے بھی ہوا نہیں تلاش کرو اگر مل جائیں تو وعدہ امان پیش کرو، قبول کر لیں تو بہت بہتر ورنہ اسے قتل کر ڈالو یوسف نے حکم بھلت کو جو خاندان ابی عقیق سے تھا اور اسکی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو کے دوران اٹکتا تھا پانچ ہزار درہم دئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور اسکے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لئے بہت سی رقم لیکر آیا ہوں تاکہ انہیں تقویت حاصل ہو، یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور انہیں بتاتا رہا کہ میرے پاس رقم بھی ہے، آخر کار شیعہ اسے زید کے پاس لے گئے، یہ ان سے ملکر چلا آیا اور اس نے یوسف کو آ کر انکی قیام گاہ بتادی، یوسف نے انکی گرفتاری کے لئے لشکر بھیجا۔ اسے دیکھتے ہی زید کے طرفداروں نے اپنا شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے یہ دیکھ کر زید کہنے لگے اے کوفہ والو۔ معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے خوب اچھی طرح واقف تھے انہوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے انکی بات نہ مانی۔

## زید کی لاش سولی پر

بیان کا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے انکے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کئے گئے تھے، ان کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اسکے درمیان میں قبر کھودی اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جو انہوں نے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد نہر کا پانی اس پر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا۔ سرکاری عہدیداروں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لئے کچھ رقم دی اس نے بتا دیا۔ ان لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علیحدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا۔ اور لاش کے پاس اس ڈر سے پہرہ مقرر کیا کہ کوئی اسے اتار نہ لے اور یہ پہرہ ایک عرصہ تک قائم رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ زید بن معاویہ ابوخیثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔



زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا ہشام نے اسے دمشق کے دروازے پر نصب کرادیا اور پھر اس سر کو مدینہ بھجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اسکے انتقال کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

## عبدالملک کا یحییٰ کو چھپانا

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔ یحییٰ بن زید کے متعلق ابو عبیدہ معمر بن امثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کردے جانے کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جائے گا اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے، عبدالملک نے کہا ہاں۔ اور اگر انہیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوگی اس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر ان کا یہ نوجوان بیٹا ہے اور وہ بے قصور ہے اگر یوسف بن عمر کو ان کا پتہ چل گیا تو وہ انہیں بھی قتل کر دیگا، آپ انکی حفاظت کیجئے اور اپنے پاس چھپا لیجئے۔ عبدالملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اسکے لئے تیار ہوں اور اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

## یحییٰ کی تلاش

وہ شخص یحییٰ کو عبدالملک کے پاس لے آیا۔ عبدالملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اسکی اطلاع ہو گئی اس نے عبدالملک کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اسے میرے حوالے نہ کریں گے تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا، عبدالملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دوں گا جو ہم سے ہمارے حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور ان میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو، اس کے علاوہ مجھے کبھی خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انہیں سنیں گے بھی۔ یوسف نے جواب سن کر کہا بے شک عبدالملک نے سچ کہا ان سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

اب یوسف نے یحییٰ کو تلاش کرنا چھوڑ دیا اور جب ان کی تلاش ختم ہو گئی تو یحییٰ چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے، زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یحییٰ بن زید تمہاری عورتوں کے کمرہ عروسی میں رہتا پھرتا ہے جس طرح سے اس کا باپ کرتا تھا، بخدا اگر مجھے اس کا چہرہ نظر آ گیا تو میں اسے بھی اسکے باپ کی طرح قتل کر دوں گا۔

## زید کی لاش پر اشعار

بیان کیا گیا ہے کہ ۱۲۳ھ ہجری میں زید کا سر مدینہ لا کر سولی پر لٹکایا گیا، ایک انصاری نے اسکے سامنے آ کر

چند شعر پڑھے جس میں زید کی طرز عمل کی مذمت کی تھی، اس پر لوگوں نے اسے لعنت ملامت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے، اس نے کہا امیر مجھ سے ناراض ہیں انکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے میں نے شعر کہدئے تھے، پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن خوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکال کر سولی پر لٹکایا تھا۔

## یوسف کی تقریر

جب یوسف نے زید کو قتل کر دیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی، کہنے لگا، اے اس ناپاک شہر کے باشندو۔ یاد رکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پرواہ کرتا ہوں، اور نہ میں کسی بھیڑے سے ڈرایا جاتا ہوں اللہ نے مجھے ایک قوی باز دیا ہے، اے اہل کوفہ میں تمہیں تمہاری توہین و تذلیل کی خوشخبری دیتا ہوں اب تمہیں مناصب اور وظیفے نہیں دیئے گئے، میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہارے شہروں اور مکانات کو برباد کر دوں تمہارے مال و متاع کو لوٹ لوں۔ بخدا جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمہیں ایسی ہی باتیں سناتا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو، مگر اسکے تم ہی ذمہ دار ہو، اس لئے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو، میں نے امیر المؤمنین سے تمہارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہارے تمام جنگجو مردوں کو قتل کر ڈالوں گا اور تمہاری بیوی بچوں باندیاں اور غلام بنالوں گا۔

## دیگر اہم واقعات

اس سال کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سال عبداللہ البطل مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے، یوسف بن عمر نے ابن شیرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ ابن شیرمہ نے ابن ابی لیلیٰ کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال محمد بن ہشام الحزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ ناظم اور عامل تھے جو سنہ ما سبق میں تھے البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تھے۔

## ۱۲۳ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### اہل سغد اور نصر بن سیار کی صلح

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا تو ترکوں میں طوائف الملو کی پھیل گئی۔ ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے، یہ حالت دیکھ کر اہل سغد کے دل بھی للچائے اور انہوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف واپس آنا چاہا، بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا گورنر مقرر ہوا اس نے

قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آنے کی دعوت دی اور انکی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔ ان میں بعض شرائط ایسی بھی تھیں جنکو خراسان کے امراء ناپسند کرتے تھے۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دی جائے، چاہے کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہوا سکے لئے ان پر ظلم نہ کیا جائے بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کی جائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے بغیر فیصلے اور سچے گواہوں کی شہادت لئے ان سے طلب نہ کئے جائیں۔

## نصر پر عوام کی ناراضگی

چونکہ نصر نے شرائط کو مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا، اور اس سے اسکی جا کر شکایت کی، نصر نے کہا، آپ لوگوں کا خیال غلط ہے اگر آپ نے وہ نقصانات اور تکلیفیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچتی رہی ہیں اور جنہیں میں خود کچھ چکا ہوں تو آپ لوگ کبھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے، نصر نے اس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا ہشام نے ان شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا اس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں تجربہ کر چکے ہیں اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمائیں، ہشام یہ جواب سن کر غصہ میں آ گیا، مگر ابرس الکلمی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمائیں کیونکہ انکے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں، ہشام نے اسکی درخواست منظور کر لی۔

## حکم کو نصر کی جگہ گورنر بنانے کا مشورہ

اس ال یوسف بن عمر نے حکم لصلحت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے جب نصر بن سيار کو خراسان گورنر بنے ایک طویل مدت ہو چکی اور تمام خراسان اسکا مطیع و فرمان بردار ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کھیت ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق سے شامل کر دیں اور میں حکم لصلحت کو اسکا گورنر بنا کر بھیج دوں گا، یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اور ہم عہدوں پر مامور رہے ہیں، ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے، میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں یہ ایک قابل عقلمند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور ان کے خاندان کے دوست ہیں۔

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا اس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لئے نقیب بھیجا مقاتل بن علی العدی بہمان خانہ میں مقیم تھا، یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا، امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے بنے والے ہو اس نے کہا جی ہاں اور میں ترکوں کے ساتھ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا، ہشام نے پوچھا تم حکم لصلحت کو جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں، ہشام نے پوچھا یہ خراسان میں کیسے مقامات کا حاکم رہا ہے، مقاتل نے کہا یہ فاریاب نامی ایک جگہ کا عامل تھا جسکی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سرتج نے سے گرفتار کر لیا تھا، ہشام نے کہا تو پھر اس نے کس طرح اسکے پنچے سے چھٹکارا پایا، اس نے کہا حارث نے اسکی گوشالی



کی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر چھوڑ دیا، اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لیکر آیا۔ ہشام نے اسکی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا، جیسے تم نے اسکی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اسے پایا مگر خود تمہارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں، نصر کو اسکی حالت پر چھوڑ دو۔

اس سال نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا، پھر اس نے معز ابن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں پہنچا۔

## مغراء کی سفارت

جب فرغانہ پر دوسری دفعہ جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغراء ابن احمر کو عراق بھیجا، عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ مغراء نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لئے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اسکی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

## ہشام اور مغراء کی گفتگو

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی مغراء نے گفتگو شروع کی، حمد و ثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہشام نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے ذرا خراسان کے احوال بیان کرو، مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین، سوار ہاتھویں کی طرح ہیں، ساز و سامان بھی بہت اچھا ہے اور ان کی تعداد بھی زبردست ہے، مگر قائد اچھا نہیں۔

ہشام نے کہا کیوں۔ نصر نے کیا کیا، مغراء نے کہا اسکے بیٹے تکبر و نخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے مگر ہشام نے اسکی بات پر یقین نہیں کیا مہمان خانے قاصد بھیجا شبیل بن عبد الرحمن المازنی پیش کیا گیا، ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو، بڑا ہی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے گورنر بننے سے پہلے ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

## ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر

یوسف کو یہ باتیں لکھ دیں گئیں، اس نے اپنے خبر رکھنے والے نگہبان متعین کر رکھے تھے، جب وہ وفد موصل پہنچا تو اس نے ڈاک کا راستہ ترک کر دیا اس وجہ سے راستے میں انہیں بیہق پہنچنے تک پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ نصر کو بھی شبیل کے بیان کی اطلاع دی گئی۔

## ابراہیم بن بسام کے ساتھ دھوکہ دہی

ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا، یوسف نے اسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہو گیا اور میں نے حکم بن

لصلحت بن ابی عقیل کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا ہے، ابراہیم نے قسم کھا کر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے، مگر جب نصر کا قاصد ابراہیم بن زیاد اسکے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اسے دھوکہ دیا کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کر دیا۔

## نصر کے متعلق ہشام سے گفتگو

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے حملۃ بن نعیم الکلسی کو بھی ساتھ بھیجا تھا، جب یہ یوسف کے پاس آئے تو اس نے مغراء کو لالچ دے کر کہا تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو اور میں تمہیں سندھ کا گورنر مقرر کر دوں گا جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت، بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی چوڑی تعریف کرنے کے بعد کہا کاش کہ خداوند عالم ان کے علاوہ اور خوبیاں بھی اسے دیتا کہ ہم ان سے مستفید ہو سکتے۔ یہ سنکر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا کہ اس بیان سے تمہارا کیا مقصد ہے، اس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے، اور جب تک کوئی شخص بالکل اس کے قریب نہ ہوا سکے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتا۔ ضعف پیری کی وجہ سے اسکی آواز سمجھ میں نہیں آتی یہ سنتے ہی حملۃ الکلسی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، امیر المومنین بخدا اس نے بالکل جھوٹ کہا، نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے یہ بالکل غلط ہے، وہ ہرگز ایسا نہیں ہے، پھر خود ہشام نے کہا کہ نصر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اسکا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے از رہ حسد نصر کے خلاف شہ کارروائی کی ہے، یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا۔ اور اس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

## مغراء کا عراق میں قیام

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اس نے اس کے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہے اب میرے لئے اسکے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دے دیجئے۔ یوسف نے نصر کو لکھ دیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کر دیا ہے اس لئے آپ اس کے اہل و عیال کو میرے پاس بھیج دیجئے۔

## نصر پر پیرانہ سالی کا الزام

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے مغراء کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کیساتھ بہت احسان کئے ہیں میں کس طرح کر سکتا ہوں اسکے خلاف کوئی بات۔ مگر یوسف ہمیشہ اس سے کہتا رہا، مغراء نے کہا آخر مجھے بتائیے کہ میں اس کے خلاف کیا بات کہوں اسکا تجربہ اسکی وفا شعار سعاد بخت یا سیاست کس چیز کی برائی کروں، یوسف نے کہا اسکے بوڑھا ہو جانے کی۔

## حملۃ بن نعیم کی تردید

جب مغراء ہشام کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا ”اگر یہ بات نہ ہوتی،، ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا کیا کہا کیا بات نہ ہوتی،، اس نے کہا اگر زمانہ کی طوالت نے اس پر اپنا تسلط نہ کر لیا ہوتا۔ ہشام نے پوچھا اسکا کیا مطلب ہے، اس نے کہا نصر بالکل قریب سے اور وہ بھی اپنی

آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، بوڑھا ہونے کی وہ سے جہاد میں بھی شرکت نہیں کر سکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے، ہشام کو یہ باتیں بہت ناگوار معلوم ہوئیں، اس کے بعد حملہ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کر دی۔

## نصر کا رد عمل

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغرا نے امیر المومنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اس وقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا، ہارون بن سیاوش نے اسکی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کی چٹائی سے گھیٹ لیا اس کے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ اسکی چٹائی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا دھوکہ دینے والوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے، خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے مغرا بن احمر بن مالک بن ساریہ النمیری، حکم بن نمیلہ بن مالک اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا، مغرا بن احمر النمیری اہل قنسرین کا سردار تھا نصر نے اسے اپنا خاص مشیر بنایا، اس کو ترقی دی۔ اسکی ضروریات پوری کیں اس کے چچا زاد بھائی حکم بن نمیلہ کو جو زجان کا عامل بنا دیا۔ پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا۔ اسکا باپ بصرہ میں ال العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد عکابہ بن نمیلہ انکا سردار مقرر ہوا۔

## بنی قیس کی اہانت

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا وفد مغرا کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اس میں حملہ بن نعیم الکھسی بھی تھا۔ مغرا کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہو گیا۔ ابو نمیلہ صالح الدیار بنی عبس کے آزاد کردہ غلام یحییٰ بن زید بن علی بن حسین کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جو زجان میں ان کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ رہا۔ اسی بنا پر نصر اس سے ناراض تھا۔ مگر عبید اللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آ کر قصیدہ پڑھا اور پھر ابو نمیلہ کو اس کے سامنے پیش کیا ابو نمیلہ نے کہا میں بوڑھا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں، اسے اجازت دی گئی اس نے اپنے اشعار میں مغرا کے طرز عمل کی برائی کی اور معذرت چاہی، اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی۔

مغرا کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انہیں اپنے سے دور کر دیا ایک قیسی شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

## حج اور انتظامی عہدے

اس سال یزید بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف علاقوں پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور رہے جو گزشتہ سال تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔



## ۱۲۴ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### ابو مسلم کے بکنے کا واقعہ

س سال شیعیان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ آئی، اور بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اس سال بکیر بن ماہان نے ابو مسلم بنی العباس کی تحریک کے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل العجلی سے خریدا، اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان جو سندھ میں کسی عامل کا میرنشی تھا، عراق آیا یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی یہ سب گرفتار ہوئے، بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے، جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل العجلی بھی تھے، عیسیٰ کے ساتھ ابو مسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا، بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی، یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے بکیر نے عیسیٰ سے ابو مسلم کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے، عیسیٰ بن معقل نے کہا یہ میرا غلام ہے، بکیر نے کہا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں عیسیٰ نے کہا یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں، عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اسکی قیمت دیدیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دیدیئے، جب یہ لوگ قید سے آزاد کئے گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا، ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظہ ہو گیا، پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، لاہر بن قریظ، اور قحطبہ بن شیبہ مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے، اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید تھا، عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ ابو مسلم تھا، جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے، دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں سے کسی ایک کا غلام ہے، اور ہمارے ساتھ ہے، خود ابو مسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا۔ جب ان لوگوں کو اسکی یہ بات معلوم ہوئی انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

### رومیوں سے مقابلہ

اس سال سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ ایون ملک الروم سے اسکا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح و سالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس لوٹ آیا۔

## ج

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے انتقال کیا، محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال امیر حج تھا نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی اسم سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

## محمد بن ہشام کا ہدیہ

محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کرایا بہت سے پھل بطور تحفہ دینے کیلئے لایا، اور معذرت کرنے لگا، انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، محمد بن ہشام کو مایوسی ہو گئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انہوں نے ان کے لئے لینے کا حکم دیدیا۔  
اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۲ھ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

## ۱۲۵ھ کے اہم واقعات

## نعمان بن یزید کا جہاد

نعمان بن یزید بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا، اسی سال ہشام بن عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا، ابو معشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام کا انتقال ہوا، دوسرے ارباب سیر نے بھی یہی بیان کیا ہے البتہ اور لوگوں نے بیان کیا کہ ہشام کا انتقال بدھ کے روز ہوا، تمام ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدت خلافت انیس سال ماہ اکیس دن ہوئی (مدائنی اور ابن الکلبی) ابو معشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ اور واقدی نے انیس سال سات ماہ دس دن بیان کی ہے، ہشام کی عمر میں اختلاف ہے، ابن الکلبی نے پچپن سال، دوسروں نے باون سال، اور محمد بن عمر نے چون سال بتائی ہے، رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا، وہیں اس کی قبر ہے، ابوالولید اسکی کنیت تھی۔

## ہشام کے مرض الموت کا بیان

ابوالعلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لئے باہر نکلا، اس کے چہرے پر کمزوری کے آثار نمایاں تھے، کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا، اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کئے۔ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں تھامی، ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ ابرش حاضر ہوا، ہشام میرے اور ابرش کے درمیان چلتا رہا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے پوچھا کیا بات ہے، ابرش نے کہا آپ سواری کے لئے اس طرح باہر تشریف لائے

جسے دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا۔ ہاں ابرش ٹھیک ہے۔ میں تمکین کیوں نہ ہوں۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ میں تینتیس روز میں مر جاؤں گا۔

سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آ کر کاغذ پر یہ بات بطور یادداشت لکھ لی کہ فلاں دن امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے، جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس دن پورے ہو جاتے تھے یکا یک ایک خادم نے دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر باد کی دوا اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انہیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افاقہ ہو گیا تھا، میں دوا لیکر حاضر خدمت ہوا انہوں نے اس دوا سے غرارہ کیا، اس سے درد میں اور شدت ہو گئی مگر پھر سکون ہو گیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر جاؤ اور دوا میرے پاس چھوڑ دو میں واپس چلا آیا تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی کہ امیر المومنین کی موت پر آہ و بکا شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا۔

مرنے کے بعد توشہ خانہ کے نگران نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے، ان کے غسل کے لئے پانی گرم کرنے کے لئے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا ایک ہمسایہ سے عاریہ لیا گیا اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لئے عبرت کا مقام ہے، زہر باد کی وجہ سے انکا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے انکی نماز جنازہ پڑھائی۔

## ہشام کے شمائل و خصائل

### لباس میں سادگی

عقال بن شبہ کہتے ہیں کہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک سبز رنگ کی اود بلاؤ کی پوشتین کی قبا پہنے ہوئے تھے۔ مجھے انہوں نے نماز میں جانے کا حکم دیا، اور کچھ ہدایتیں کرنے لگے، میں اب تک انکی قبا ہی دیکھتا رہا۔ ہشام سمجھ گیا اور اس نے پوچھا کیا ہے یہ۔ میں نے کہا کہ خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوشتین کی قبا پہنے دیکھا تھا اب میں یہی غور کر رہا ہوں کہ آیا یہ یہی ہے کہ یا کوئی دوسری ہے۔ ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں میرے پاس سوائے اس قبا کے کوئی دوسرا قبا نہیں یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں دولت جمع کرتا ہوں اور اسکی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

### خواجه سرا کے غلط فعل پر سزا دینا

یہ عقال ہشام کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ ابو عقال عبد الملک کے ساتھ تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ مروان بن الحکم کا آزاد کردہ غلام مروان بن شجاع کا بیان ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا، ایک روز اس نے مجھے بلایا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت غصے اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے، اس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا یہ کہہ کر اس نے اس نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں، میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے، اس نے کاہ تو پھر میں کیا کروں۔ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجئے، اس نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے میں نے کہا نہیں، اس کے ایک خواجه سرانے کہا میں اسے سمجھ لوں گا، یہ گیا اور اس نے اس نصرانی کو



مارا، ہشام کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے خواجہ سرا کو طلب کیا مگر اس نے محمد کی پناہ لی، محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا تو حکم نہیں دیا تھا۔ اس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا، ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زجر و توبخ کی۔

## سالم کا ڈانٹنا

مسلمہ بن عبد الملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی، ہشام نے ایک دن سالم کو سواری کے ساتھ دیکھا، ہشام نے اسے ڈانٹا اور کہا، بتاؤ کب سے تم اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھ کر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اس سے اسکی ضرورت دریافت کرتا۔ اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روک دیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیر المومنین بنایا ہے۔

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ حاصل کرنے والا شخص ایسا نہ تھا جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو۔ بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیج دیتے تھے۔

## داؤد اور عیسیٰ کا دفتری مددگار بننا

ہشام کا آزاد کردہ غلام یعقوب دو سو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اس کے ہر دینار کے عوض میں ایک دینار علیحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اس کے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھوا دیتے جس کی وجہ سے انہیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں چنانچہ داؤد اور عیسیٰ علی بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹے (یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے) عراق میں خالد بن عبد اللہ کے پاس مشرقی ممالک کے سب سے بڑے دفتر کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے، یہ دونوں خالد بن عبد اللہ کے پاس مقیم رہے اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انہیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا اسی خیال سے اس نے ان لوگوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کر دیا پھر یہ دونوں خالد بن عبد اللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسری مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

## ناظم کی تنخواہ میں اضافہ نہ کرنا

ہشام نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام کو اپنی کسی زمین کا ناظم مقرر کیا، اس نے اسے آباد کیا، بویا جاتا اور خوب پیداوار ہوئی۔ اس نے پھر دوبارہ اسے آباد کیا، اس مرتبہ پیداوار کی مقدار گزشتہ سے دو چند ہو گئی۔ اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیج دی، اس نے ہشام سے اس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی، ہشام نے اسکا خوب صلہ دیا، جب اس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے اس نے عرض کی کہ امیر المومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں، ہشام نے کہا کیا اس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دینار کا اضافہ کر دیا جائے، ہشام نے کہا تم یہ سمجھتے ہو کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے، مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

## ہشام کا دفتر

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفتر کو جمع کیا صحیح اور عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رعایا اور حکومت دونوں کے لئے مفید ہونے کے اعتبار سے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غسان بن عبد الحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدہ داروں کے شمار اور دفاتر کے انتظام کا خیال نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ کسی اور کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

## غیلان کے ہاتھ پاؤں کاٹنا

ہشام نے غیلان سے کہا تمہارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے، بہتر یہ ہے کہ تمہارے طرز عمل کے متعلق ہماری تمہاری بحث ہو جائے اگر تم حق پر ثابت ہو جاؤ گے تو ہم تمہاری اتباع کریں گے اور اگر تمہارا طرز عمل غلط ہوگا تو تم اسے چھوڑ دینا، غیلان نے اس پر اپنا رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنے کے لئے بلوایا میمون نے اس سے کہا جو بڑی سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اسکی نافرمانی کی جائے میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کئے جانے پر مجبور تھا، غیلان چپ ہو گیا، ہشام نے اس سے کہا جواب دو مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کر دوں ہشام نے پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیدیا۔

بشر ہشام کا آزاد کردہ غلام، بشر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس کے ساتھ گانے والی لڑکیاں، شراب اور بربط تھا، ہشام نے حکم دیا کہ ظنبرہ اس کے سر پر توڑ دو اور اسے مارا، وہ بوڑھا روئے لگا، میں نے اسے صبر کی تلقین کی اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں، میں اس لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے برط کو ظنبرہ کہہ کر بربط کی حقارت کی۔

## بیٹے کی اصلاح

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی۔ ہشام نے اسے سے کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے، ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اسکی وجہ پوچھی اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا، ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آسکتے تھے؟ اور اس لئے نماز جمعہ ترک کر دی، اسے ایک سال تک کیلئے سواری کرنے سے روک دیا۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے محراب میری سواری کے کام کے نہیں رہے۔ مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے، تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے، امیر المومنین کا خیال ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم اسکے چارہ کا انتظام نہیں کرتے، اور اسکا چارہ ضائع ہوتا ہے۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اسکے چارہ کی نگرانی کرو، تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

## ہدایا قبول کرنا

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا۔ امیر المومنین مجھے ملنے کی اطلاع دیں، ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے، بہت پسند آئے اور بھیجوانکی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو کمر موتے امیر المومنین کو بھیجے تھے وہ وصول ہوئے، یہ چالیس ہیں، ان میں سے بعض بگڑے گئے ہیں انہیں وہی آئے جنہیں گھانس میں رکھا گیا تھا، اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انہیں کسی بیان میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جمادینا تا کہ وہ بلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

## پرندے لینے کا واقعہ

ہشام کا ایک آزاد کردہ غلام بیان کرتا ہے کہ اسکے ایک آزاد کردہ غلام نے جو اسکی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرندے ہشام کی طرف بھیجے، میں حاضر خدمت ہوا، ہشام اس وقت حمل کے صحن میں تخت پر بیٹھا تھا۔ مجھ سے کہا کہ انہیں صحن میں چھوڑ دو، میں نے انہیں چھوڑ دیا، ہشام انہیں دیکھنے لگا، میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیجئے امیر المومنین پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا میں نے کہا جو کچھ ہو، مجھے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو میں تمام محل میں انکے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو، میں نے کہا جوان میں اچھا ہے اسے لونگا، ہشام نے کہا واہ۔ اچھا خود لے لو گے اور برا میرے لئے چھوڑنا چاہتے ہو، ان کا پیچھا چھوڑو، ہم تمہیں چالیس یا پچاس درہم دے دیتے ہیں۔

## زوید سے علاقہ واپس لینا

ولی عہد ہی کے زمانہ میں دورین نامی علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا، ہشام نے کسی کو اس پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بنجر ہے۔ ہشام نے شام کے کاتب زوید سے کہا کہ اسکا کیا کیا جائے، زوید نے جواب دیا کتنے میں میرے نام اسکا پٹہ دیتے ہو، ہشام نے کہا چار سو دینار میں، ہشام نے دورین اور متعلقہ علاقے اسکے نام لکھدئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اسکے مطابق داخل خارج کرادیا زوید نے اس جائداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہشام کے خلیفہ ہونے کے بعد زوید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا دورین اور اسکے تمام متعلقہ علاقے میرے حوالے کرو، بخدا اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا۔ ہشام نے زوید کو شام سے نکال دیا۔

## طخاوی ٹوڈ دیکھنے پر رد عمل

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹوڈ پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹوڈ کہاں سے ملا۔ میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا، ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب طخاری ٹوڈ بہت ہو گئے ہیں، عبد الملک جب مرے تو اسکے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبد الملک کا ہر بیٹا اسکا دعویٰ کرتا تھا کہ یہ ٹوڈ اسکا ہے اور ہر



ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اسے عبدالملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

## خلافت کی خواہش کیوں

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم بخیل و بزدل ہونے کے باوجود کس طرح خلافت کی خواہش کرتے ہو، ہشام نے کہا اس لئے کہ میں حلیم و حقیف ہوں۔

## ہشام کا ابرش کے ہاں جانا

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیے، ابرش نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑوں نے تو اب تک بچے نہیں دیئے۔ تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لے چلو تا کہ ان کا دودھ پیئیں، ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دئے جائیں، ہشام نے کہا اسکی ضرورت نہیں، ابرش نے کہا خیمہ تو بھیج دوں تا کہ ہمارے لئے پہلے نصب کر دیا جائے، ہشام نے اسکی اجازت دیدی، ابرش نے دو آدمی بھیج دئے جنہوں نے خیمہ نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام۔ ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے، ہشام اور ابرش دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا، اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لئے چکارا بھی نہیں، پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گونداجائے، راکھ گوندی گئی، ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی، پھر اسے کرید کر اس میں وہ راکھ کا حصہ ڈال دیا اور چمٹے سے اسے الٹ پلٹ کرنے لگا، ابرش سے کہتا جاتا تھا ابرش کہو تم نے میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو جب راکھ خشک ہوگئی، اسے آگ سے نکال لیا اسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جب تک اپنی پیشانی بچاؤ اپنی پیشانی بچاؤ، ابرش جواب میں کہتا تھا لبیک لبیک، (ہاں ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے۔

## علیا کی تنخواہ میں اضافہ

علیا بن منظور اللیشی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا۔

انا اناس میت دیوانا

ومتی بعد ندی الخليفة ينشر

(ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جنکے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں

(یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہوگئی ہیں اور دفتر

میں ہمارا نام نہیں رہا۔) جب خلیفہ کی سخاوت اسے چھو جائیگی

وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے

ہشام نے یہ شعر سن کر کہا آپ یہ چاہتے ہیں! آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے، اسے پانچ سوورہم دیئے

اور اسکی تنخواہ میں اتنا اضافہ کر دیا جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کر سکے۔

## محمد بن زید کے تعاون سے انکار

محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہشام کے پاس آیا، ہشام نے کہا آپکو میں کچھ نہ دوں گا، اور اس خیال کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں لوگ آپ سے یہ نہ کہیں کہ شاید امیر المومنین نے تمہیں پہچانا نہیں میں لوگوں کے سامنے کہتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں، آپ یہاں قیام کر کے اپنی رقم ختم نہ کریں کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا۔ اپنے گھر چلے جائیے۔

## زیتون کے نام پیغام

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب کھڑا ہوا تھا جن میں اس کے زیتون کے درخت تھے۔ عثمان بن حیان المرسی اس کے ساتھ تھا، عثمان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے برابر ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی، ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتون سے جا کر کہہ دو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹپکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ انکی آنکھیں پھوٹ جائیں گی اور ان کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔

## ہیجڑوں کی گرفتاری

ہشام حج کرنے گیا، ابرش نے دوا سے ہیجڑوں کو گرفتار کر لیا جن کے پاس بربط تھے ہشام نے حکم دیا کہ انہیں قید کر دیا جائے اور ان کے مال کو جسکی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اسکی قیمت بیت المال میں جمع کرادی جائے، جب یہ اپنی حالت درست کر لیں یہ قیمت انہیں واپس دیدی جائے۔

## رصافہ میں قیام کرنے کی وجہ

ہشام رصافہ میں آکر قیام کرتا تھا، یہ مقام قسریں کے علاقہ میں واقع ہے، یہاں آکر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور ان کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے، جب ہشام نے بھی طاعون پھیلنے کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آج تک طاعون نہیں ہوا، ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو ہشام رصافہ آکر ٹھہر گیا۔ یہ مقام بالکل بیابان تھا، ہشام نے اس میں دو محل بنوائے، یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اسے بنایا تھا۔

ہشام بھینگا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ایک حدی خوان کو ہشام کے پاس بھیجا۔ اس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ بھینگے کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سنکر ناراض ہوا اور اس حدی خوان کو نکلوا دیا۔

## معاویہ کے متعلق اظہار خیال

ابو عاصم الضحیٰ ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابو شریک کے رجبہ میں میرے پاس سے گذرا (یہ ابو شریک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جو زیر کاشت تھا اسکی طرف منسوب ہے) میں اسکی طرف دیکھنے لگا اور اس وقت میں

روٹی پکا رہا تھا معاویہ میرے پاس آ کر ٹھہر گیا، میں نے کہا کھانا حاضر ہے، معاویہ گھوڑے سے اتر آیا، میں نے روٹی آگے سے نکال کر دودھ میں بھگو دی، اس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آگئے میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں معاویہ نے مجھے انعام دلویا۔ اور پھر سوار ہو گیا، اس کے سامنے ہی سے ایک لومڑی اٹھی، اس نے اسکے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ ابھی اس کا تعاقب نہ کیا ہوگا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور معاویہ گرتے ہی مر گیا لاش کو اٹھا کر لے گئے، ہشام نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اسے خلافت کے لئے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا۔

## معاویہ کی بیویوں کو ترکہ کا حصہ دینا

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی، ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لیکر آدھا آدھا دونوں کو دے دیا۔ جسکی مقدار چالیس ہزار ہوئی۔

## یوسف بن عمر کا ہدیہ

قحذم کا تب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ذریعے ہشام کی طرف بطور ہدیہ بھیجنے کیلئے ایک سرخ یا قوت کہ جسکے کنارے میری ہتھیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا بھیجے، میں حاضر دربار ہوا ہشام کے قریب پہنچا مگر تخت اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا، بہر حال یا قوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لئے اور مجھ سے پوچھا کیا انکا وزن لکھ کر تمہیں دیا گیا ہے، میں نے کہا امیر المومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جنکے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں، ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔

یہ یا قوت خالد بن عبد اللہ کی باندی رائقہ کا تھا جو اس نے تہتر ہزار دینار میں خریدا تھا۔

## ہشام کے عہد حکومت پر لوگوں کا تبصرہ

عمر بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو حمام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا، میں نے اس سے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا، بیس سال کے قریب ہو گئے، لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حاصل ہوئی جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اسکے یہ معنی ہیں کہ بیس سال تک حکمران رہوں، محمد بن علی نے کہا میں ان کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علی کے ذریعہ، یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو اس کے نبی سے زیادہ عمر عطا نہیں کریگا۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اس نبی کی ہو چکی ہے۔

## ہشام کب خلیفہ بنا

ہشام بن محمد الکسبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان بروز



اتوار ربیع الآخر ۱۳۵ ہجری میں خلیفہ بنا، مگر محمد بن عمر لکھے ہیں کہ بروز بدھ ۶ ربیع الآخر ۱۳۵ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا، علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔

## خلافت ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان

### ولید کی بد عملی

اس بات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ یزید بن عبد الملک اسکے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبد الملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا، جس روز ولید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی گئی اسکی عمر گیارہ برس کی تھی، یزید مزید زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا اور اپنے بیٹے کو دیکھ کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا یزید کا انتقال ہو گیا، اس وقت اسکے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

### ولید بن یزید کی شراب نوشی

ہشام خلیفہ ہوا ولید کی بڑی عزت و تکریم کرتا تھا، عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے، پھر ولید نے شراب نوشی شروع کی اور بے ہودہ باتیں کرنے لگا، ان چیزوں کی عادت اسکے اتالیق عبد الصمد بن عبد الاعلیٰ الشیبانی نے ڈالی جو عبد اللہ بن عبد الاعلیٰ کا بھائی تھا، ولید نے اپنے شرابی ہم نوا جمع کر لئے ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا، یہ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا، ایک صندوق جس میں کتا تھا الٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اونٹ والے کو کوڑوں سے سخت مارا، ولید اپنے ساتھ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا، شراب بھی اسکے ساتھ تھی اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس گرم ہو، مگر اس ارادہ سے اسکے ساتھیوں نے ڈرا کر اسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے اس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

### ولید کو ولی عہدی سے ہٹانے کی کوشش

جب یہ بات عام ہو گئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اسکا مذاق اڑاتا ہے اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی اس نے ارادہ کیا کہ اسے دلی عہدی سے ہٹا دے اور اسکے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لئے بیعت لے لے ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لئے بیعت کر لے ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، ہشام نے کہا کہ اچھا اپنے بعد مسلمہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دو ولید نے اس سے بھی انکار کر دیا، اسکے بعد ہی ہشام کا سابقہ رویہ بدل گیا جو ولید کو تکلیف پہنچانے لگا، اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لئے بیعت لینے کے لئے کارروائی شروع کر دی بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کر لیا ان لوگوں میں اسکے ماموں محمد اور ابراہیم ہام بن اسمعیل المحزومی کے بیٹے، بن القعقاع بن خلیل العبسی وغیرہ اسکے دربار کے خاص امرا شریک تھے۔

## ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز

ولید کی اب تک وہی حالت رہی، شراب و نشاط میں مست رہتا تھا، ہشام نے اس حالت کو دیکھ کر ایک دن ولید سے کہا میں نہیں جانتا کہ کیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں۔ کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے اعلانیہ نہ کرتے ہو، ولید نے اس کے جواب میں یہ دو شعر بھیجے۔

یا ایہا المسائل عن دیننا  
نحن علی دین ابی شاکر  
نشر به صر فاً ومم زوجة  
بالسخر احیاناً وبالفسا  
(ترجمہ) جو شخص ہمارے مذہب کے بارے میں پوچھتا ہوا ہے معلوم ہو  
ناچاہیکہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی  
اس میں گرم نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں۔

ابو شاکر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی، ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طنز کیا حالانکہ میں تجھے خلافت کے لئے تیار کر رہا ہوں اپنی عادات درست کرو، ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو۔

## مسلمہ کے رویے میں تبدیلی

ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا، اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کئے۔ اپنے اپنے موقع پر رد باری اور نرمی کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت سی دولت مستحقین میں تقسیم کی۔ اس پر خوش ہو کر اہل مدینہ کے ایک آزاد کردہ غلام نے یہ شعر کہے۔

یا ایہا السائل عن دیننا  
نحن علی دین ابی شاکر  
الوہب الجرد بارساتھا  
لیس زندق ولا کافر  
(ترجمہ) ”جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے  
کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے ان کی باگوں  
سمیت عطا کرتا ہے“ وہ نہ زندق ہے اور نہ کافر ہے۔“

ن شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا، مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی، اسی پر کیت نے یہ  
عمر کہا۔

ترجمہ: ”خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی۔“

## مسلمہ کی خالد پر ناراضگی

ایک مرتبہ خالد بن عبد اللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اس خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی کنیت ابو شاکر ہو، یہ سن کر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابو شاکر نے خالد کو وہ شعر لکھ کر بھیجا جو نوفل نے اسد کی موت پر خالد کے پاس بھیجا خالد نے یہ سوچا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہوگی، جب مہر کھولی تو خط میں سوائے ہجو کے اور کچھ نہ تھا، خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی۔

## ولید کی اپنی بعض غلطیوں پر معذرت

ہشام ولید کی برائی اور اسکی توہین کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اس کی اور اسکے دوستوں کی اہانت کرنے لگا اور اس کے منصب میں بھی کمی کردی۔ جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور غلاموں کے ساتھ دار الخلافہ کو چھوڑ کر مقام ارزق میں بلقیں اور قزارہ کے درمیان اغذف نام چشمہ پر مقیم ہو گیا، اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبد الملک بن مروان کے آزاد کردہ غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تا کہ جوئی بات پیش آئے اس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے، ولید کے ساتھ عبد الصمد بن عبد الاعلیٰ بھی تھا، ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا ان پر پورا اثر ہو گیا تو ولید نے عبد الصمد سے کہا، اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ عبد الصمد نے کچھ اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبد الصمد کو اپنا مصاحب خاص، دوست اور ندیم بنایا ہے، تمہارے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اسکی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اسکے ذمہ دار ہو تم فوراً عبد الصمد کو ذلت و خواری کے ساتھ نکال دو، ولید نے عبد الصمد کو نکلوا دیا اور ہشام کو اسکی اطلاع دی، اپنی غلط قسم کی مجالس پر معذرت بھی چاہی، اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

## ہشام کا ولید کے ساتھیوں کے ساتھ طرز عمل

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا، ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا گورنر رہ چکا تھا، اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا، ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکلوا دیا، عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کا تمام خبریں لکھتا رہتا ہے، ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا، اور کبل کا لباس پہنایا۔

## ولید کا رد عمل

ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ اب کون ہوگا جو لوگوں پر اعتماد کرے گا یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا، یہ بد بخت بھینگا وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں، جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ تعلقات ہیں اس کی توہین و تذلیل کرتا ہے، مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبد الصمد کو نکال دوں میں نے نکال دیا جب میں نے اسے لکھا کہ اب



سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجئے اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور شہر سے نکال دیا، حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا، اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے میں اسکی خاص طور پر وقعت و عظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا ان تمام کارروائیوں سے صرف اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے۔ اے اللہ تو مجھے اسکی زیادتیوں کا اجر دے ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کر دیا ہے، اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اسکی اطلاع مجھے مل گئی ہے۔ مجھے کبھی اس کا ڈر نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پروا ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے، میرے جو تعلقات ابن سہیل سے ہیں یا جو خط اس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ اگر امیر المومنین کے دل میں کوئی اور بات میرے خلاف بیٹھ چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لئے ایک عمر مقرر کر دی ہے اور روزی تقسیم کر دی ہے جسے اس کے علاوہ نہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے، خداوند عالم نے جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں، اگر کوئی چیز جلد واقع ہونے والی ہے تو کوئی اسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے، دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے لئے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق ہوں اس لئے امیر المومنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیئے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو وفق دینے والا ہے۔

## ولید کے متعلق ہشام کا خیال

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے فسطاس اگر مجھ پر کوئی حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ لوگ ولید کو پسند کریں گے، ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں اضافہ فرمائے، ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی ہیں ہے یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اسکی ولی عہدی کے لئے بیعت لگئی ہے، تسلیم کرنا ہی پڑے گا، اس پر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ یہ ریث بالکل غلط ہے کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

## ہشام کا ولید کے نام خط

ہشام نے ولید کو لکھا کہ اپنے منصب کے بند کئے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا میں اس سے گاہ ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں، کیونکہ اس کے اجرا سے میں گناہوں سے ہونے سے ڈرتا ہوں منصب کی ضبطی اور تمہارے دوستوں کی علیحدگی دو وجہوں سے عمل میں لائی گئی ہے، پہلی بات کی یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے اسے بند کر دیا، دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمہارے دوستوں کو وہ تکالیف و مصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سالوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں بلکہ وہ مزے سے تمہارے ساتھ لہو و لعب میں اپنا وقت ضائع کرتے

رہتے ہیں، بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اسی کا خیال دامن گیر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمہارے منصب کو بند کر دوں تا کہ اس وقت تک اس کے اجراء سے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس کا یہ فعل کفارہ ہو سکے، ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمہارے نزدیک تھی اور تم اسکے رنج و خوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اس کے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم اور ناچنے والا شخص تھا جو اپنی گھٹیا حرکتوں میں حد سے بڑھا ہوا تھا پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برانہ تھا بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں تمہارے ساتھ شریک تھے کہ جن کا ذکر کرنا بھی میں اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں اور جنگی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے مستحق تھے، اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں، تو تمہارے پاس کوئی ایسی سند بھی نہیں ہے جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے، تم نے اس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے مقدم کیا ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے، اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسکی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک دیہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ انکی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو، اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لئے مقدر کی ہوگی جسے وہ اسکا اہل سمجھتا ہو جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو۔ مجھ پر اللہ کے اتنے احسانات ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اسکا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں، اور اگر میری موت جلد لکھ دی گئی ہے تو اسکی عنایت سے انشاء اللہ مجھے اسکا خوف نہیں وہ آئے، تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ لکھا وہ تمہاری بے وقوفی اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ عجیب بات نہ تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان حد سے بڑھ جانے والی عادتوں سے بچو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قہر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کر لیتا ہے اور جس کے لئے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ میں اللہ سے ایسے امور کے لئے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا طالب ہوں۔

## ولید کا جواب

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اسکے جواب میں لکھ بھیجے۔

رائیک تبنی جاہدا فی قطیعی  
فلو کنتم ذارب لہدمت ماتینی  
ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف  
بڑی تیزی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔  
اگر تو عقلمند ہوتا تو اپنی بنائی اس عمارت کو خود ہی گرا دیتا۔  
تثیر علی الباقین مجنی ضغنیۃ  
فویل لہم ان مت منشر ماتجنی  
(ترجمہ) جو لوگ باقی رہینگے تو انہیں اپنی ان حرکات

سے ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر رہا ہے۔  
اگر تو مر جائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کس طرح  
بچ سکیں گے۔

کاتی بہم والیت افضل قولہم  
الایتنا والیت اذاک لا یغنی  
(ترجمہ) مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب  
سے بڑھ کر وہ یہی کہیں گے کاش ایسا ہوتا،  
کاش وہ وقت ہم دیکھیں جبکہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

کفرت یدامن منع ملوشکرتھا  
جزاک بہا الرحمان ذو الفضل والمن  
(ترجمہ) تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی  
اگر تو اسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان  
والا ہے وہ تجھے اسکی جزائے خیر دیتا۔

### ہشام کا انتقال اور ولید کا خلیفہ بننا

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام کا انتقال ہو گیا، جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے  
ابو الزبیر الممذر بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ  
پر نہیں گزری جیسی کہ یہ گزشتہ رات تھی، غم و اندوں کا ہجوم تھا میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے  
میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلے ذرا ہوا خوری کر آئیں۔

دونوں سوار ہو کر سیر کے لئے چلے۔ دو میل چل کر ولید ایک ریت کے ٹیلے پر جا کر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا  
اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی، ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے، خدا خیر کرے، دو شخص ڈاک کے  
گھوڑوں پر سوار سامنے آئے، ان میں سے ایک ابو محمد السفیانی کا آزاد کردہ غلام اور دوسرا جردیہ تھا، جب ولید کے قریب  
پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کو آ کر خلیفہ کہہ کر سلام کہا، ولید نے آنکھیں نیچے کر لیں اور خاموش  
کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ اسے سلام کیا، ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مر گیا؟ جردیہ نے کہا جی ہاں، ولید نے کہا  
خط کس نے لکھا ہے، جردیہ نے کہا آپ کے آزاد کردہ غلام سالم بن عبد الرحمن میری فحشی، دفتر مراسلات نے ولید نے خط  
پڑھا اور وہ پلٹ آئے، ولید نے پھر ابو محمد السفیانی کے آزاد کردہ غلام کو بلا کر اپنے معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت  
کی، اس نے کہا عیاض جیل میں تھا۔ جب ہشام بیمار ہوا اور زندگی سے مایوسی ہو گئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا  
کہ جو کچھ تمہارے سپرد ہے اس پر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے اس کے بعد ہشام کو ذرا  
افاقہ ہوا اس نے خزانہ سے کچھ منگوا یا، خزانہ داروں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ  
ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لئے جمع کیا تھا، یہ کہتے ہی اسکی روح جسد عنصری سے پرواز کی کر گئی، عیاض جیل



خانہ سے نکل آیا۔ تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازوں کو تالے لگا دیئے گئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے اس کے لئے ایک برتن تک دستیاب نہ ہو سکا جس میں اس کے غسل کے لئے پانی گرم کیا جاتا کسی سے مستعار لیا گیا، سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اسے نہیں دیا گیا ابلہ ہشام کے آزاد کردہ غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

## ولید کا اہل رصافہ کیلئے حکم

ولید نے عباس بن الولید بن عبد الملک بن مروان کو حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کرو ہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد و عہدیدار اور ملازمین کو گرفتار کر لو، البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اس کے محل سرا میں گھسنا اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اسکے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لئے اصرار کرتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اسکی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا۔

لیت ہشام کان حیا یری

محلبہ الا وفراق قد ازعا

(ترجمہ) کاش ہشام اسوقت زندہ ہوتا تا کہ دیکھتا کہ اس بڑی دہاؤنی بھر کر چھلک گئی ہے۔

## مروان بن محمد کا ولید کے نام خط

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لئے ملک کے مختلف علاقوں سے اسکے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔ گورنروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپ کے سپرد فرمائی ہے میں اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، یہ حکومت کے نشہ کی بد مستی تھی جسکی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی توہین کا ارادہ کیا جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جسکی تائید اگرچہ منافقوں اور خود غرضوں نے کی مگر تقدیر نے ان کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا یہاں تک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا، اور ایسا عہدہ دیا جسکا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لئے جنگی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لئے مخصوص کر دیا تھا، اس لئے اس نے خلافت کی باگ ڈور اپنے بندوں کی خبر گیری و انتظام کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی، اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو خلافت کیلئے چنا اور اپنے دین کی مضبوطی آپ کے سپرد کی، اور ظالموں نے جو مکرو فریب کیا تھا اسے باطل کر دیا، انہیں ذلیل اور آپ کو سرفراز کیا پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا، البتہ جنہیں توبہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ قبول کرنے والا اور رحیم پائینگے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوش خبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔

دو تلواریں میرے کندھے پر تھیں تاکہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبر لوں، پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انہیں اطلاع دی وہ اسے سکر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جسکی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی انکی ذات سے ہیں جسکی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو، پھر میں نے بیعت لینے کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور ان سے دوبارہ، سہ بارہ پختہ قسموں کے ساتھ اطاعت کا حلف لیا انہوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا اور بیعت کی آپ اسکے عوض میں اس مال سے انہیں انعام صلہ عطا کیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اس لئے کہ آپ سخی اور کھلے ہاتھوں والے ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے انہیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجئے تاکہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و سخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی حفاظت کی مہم درپیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ ملک کے دوسرے انتظامات سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتی اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے بہرہ ور ہوتا جس کی کوئی نعمت بدل نہیں ہو سکتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرورت مجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا حاضر ہو کر زبانی عرض کر سکوں۔

## وظائف تنخواہوں اور مناصب میں اضافہ

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپنا ہج اور نابینا تھے ان کے وظائف مقرر کر دیئے اور انہیں لباس بھی دیا اور ہر معذور کے لئے ایک ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لئے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اس سے زیادہ دیئے جتنے کہ ہشام دیا کرتا تھا، ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا، اسکے خاندان والوں میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے ان کے مناصب میں بھی دگنا اضافہ کر دیا۔

## حاجیوں اور مجاہدوں کے ساتھ معاملہ

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اسکایہ معمول تھا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اس کے پاس آتے تو ان کی دعوت کرتا، اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جس کا نام زیزا تھا، تین روز تک ان کی دعوت کرتا اور ان کی سواریوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اس سے مانگی گئی اس نے کبھی اس کے دینے سے انکار نہیں کیا، ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جس کی بناء پر طلب گار قیام کرتا ہے ولید نے کہا میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا عادی نہیں کرتا کہ جس کا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کر لیا ہو۔

## ولید کا اپنے دو بیٹوں حکم و عثمان کو ولی عہد مقرر کرنا

اسی سال ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ایک دوسرے کے بعد مقرر کیا، حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے

بعد اس کے لئے بڑے سرداروں و اکابر سے حلف اطاعت لیا، اور دوسرے صوبوں کو بھی اسکی اطلاع بھی بھیج دی، جن لوگوں کو اس نے اس معاملہ میں لکھا تھا ان میں عراق کا گورنر یوسف بن عمر ولید بھی تھا یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں خط لکھا جو کہ درج ذیل ہے۔

## یوسف کا نصر کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد و ثنا کے بعد، میں تمہیں امیر المومنین کا وہ خط عقال بن شتراسی اور عبد الملک القینی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انہوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے، میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں لہذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب لوگوں کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لئے جمع کرنا، جب مجلس جمع ہو جائے پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیغام سنانا اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا۔ اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر اللہ کا نام اور اسی برکت طلب کر کے لوگوں سے اسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھ دی ہے امیر المومنین کے دونوں بیٹوں کیلئے اطاعت کا حلف لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے، اسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو، ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور انکی رعیت کے لئے اس معاملہ میں برکت دے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ان کی زبان سے کہلوا یا ہے۔ اور وہ حکم اور عثمان کو نیک و فقیہ دے اور انہیں ہمارے لئے مبارک کرے۔ والسلام علیک

## نصر کا جواب

نصر نے بروز جمعرات پندرہ شعبان ۱۲۵ھ کو اسکا جواب لکھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، ہم عبد اللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ ان کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے بیعت کرتے ہیں، اگر ان دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آ جائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں با اختیار ہیں جیسے چاہیں مقدم کریں جسے چاہیں موخر کر دیں، ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔ ولید کا درج ذیل خط عقال بن شبہ اور عبد الملک بن نعیم نصر کے پاس لے کر آئے۔

## ولید کا نصر کے نام خط

”اما بعد اللہ نے جس کے تمام نام مبارک، جسکی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا۔ اور اسی کو اپنی مخلوق کے لئے سب سے بہتر سمجھا، پھر فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے پیغمبر مقرر کئے، اس دین کا حامل بنا کر انہیں بھیجا اسی کی تلقین کا انہیں حکم دیا یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں مبعوث ہوتے رہے جو طریقہ سب سے بہتر تھا اسکی طرف بلا تے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد الرسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ ایسے وقت میں جب کہ علم پامال تھا، لوگ اندھے تھے، خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی۔ اور ان کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے، حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں، مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا۔ اندھیرے کو دور کر دیا۔ گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا، ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی۔ انہیں تمام کائنات کے لئے مجسم رحمت بنایا، ان پر وحی کو ختم کر دیا اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات ہی کو عطا فرمائی آپ کو ان سب کے آخر میں اس لئے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اسکی توثیق کر دیں، اسی کی دعوت دیں اور اسی کی تعلیم چنانچہ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے، حالانکہ ان کے ہم قوم انہیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انہیں روکتے تھے یہ اسی کی انہیں تعلیم دیتے تھے انبیاء علیہم السلام کی عزتوں کے وہی لوگ محافظ بن گئے جو اسکی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعظیم کرنے لگے، جس کی توہین کرتے تھے، حضور محمد رسول اللہ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں حجت نکالتا ہو۔ یا انہیں بے وقوف سمجھ کر انہیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہوں حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا، ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جس کا خون اس وجہ سے حلال نہ ہو گیا ہو، ان کے آپس کی رشتہ داریاں ختم ہو گئیں، چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے، وحی کے ختم ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصول کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کئے تاکہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں اسکی شریعت کو نافذ کریں آپ کی سنتوں پر عمل کرائیں، گناہوں سے روکیں زکوٰۃ و صدقہ وصول کریں اہل حقوق کو حقوق دلائیں ان کی وجہ سے اسلام کی مدد ہو، اس کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو، اس کے حریم کی حفاظت ہو، اس کے بندوں میں عدل و انصاف کیا جائے اور اس کے شہروں کی اصلاح ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن اللہ ذو فضل علی العالمین ترجمہ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لئے ہوئے، جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھا یا اللہ نے جو منصب انہیں عطا کیا ہے اس میں ان پر تہمت لگائی اللہ نے انہیں اپنے خلفاء کے قبضہ اور تسلط میں دیدیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لئے موجب عبرت ہو، یہ بھی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں علیحدہ ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”ثم استوى الى السماء وهى دخان فقال لها وللارض اتيا طوعاً او كرهاً قالتا اتينا طائعين  
ترجمہ: پھر وہ آسمان پر جابر جا اور وہ دھواں ہے پھر اس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے  
مجبوراً ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے۔“

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ و اذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة قالوا  
اتجعل فيها من يفسد فيها و يفسد الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انى اعلم ما  
لا تعلمون

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا  
کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری تعریف اور تقدیس کرتے  
رہتے ہیں اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقا خلافت کے ذریعہ قائم رکھی اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی  
اطاعت سے وہ شخص جس نے اسے تسلیم کیا اور اسکی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی  
شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اس شخص کی اطاعت کے بغیر ہو نہیں سکتی جسے اس نے اپنے حق کا محافظ اپنے احکام کا نافذ  
کرانے والا گناہوں سے روکنے والا متبرک مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے۔ جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست  
ہوا اس کے حکم کا ماننے والا ان کی ہدایت سے حصہ پانے والا اور دین و دنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا اور جس نے  
اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی وہ محروم ہوا اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین و  
دنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جمالیا ہو اور ایسی گمراہ کن باتوں نے ان پر غلبہ کر لیا ہو  
جو انہوں کو نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اتارتی ہیں اور سخت مہلک مقامات کی طرف لیجاتی ہیں اللہ دنیا میں بھی انہیں سخت  
ذلت و رسوائی اور مصیبت میں ڈال دیتا ہے اور آخرت میں انہیں عذاب الہی اور حسرت و افسوس اٹھانا پڑے گا۔

اطاعت ہی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے اسکی چوٹی ہے اسکا کوہان ہے اس کی نکیل ہے اسکا  
قبضہ ہے اسکا بچاؤ اور سہارا ہے اس کلمہ خلوص (بیعت) کے بعد جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے  
اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں بلند مرتبوں پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور جو  
لوگ نافرمانی کرتے ہیں یعنی بیعت نہیں کرتے انہیں اللہ ذلیل و خوار کرتا ہے مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے وہ اس کے  
غضب اور عذاب کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ ہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں اس سے نکل  
جاتے ہیں یا اسے بدل دیتے ہیں اللہ ہلاک کرے اس شخص کو جو گمراہ ہو سرکش بنا۔ اندھا ہوا باغی ہو گیا یا جس نے نیکی  
اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا اس لئے اگر کوئی واقعہ تمہیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اس میں اللہ کی اطاعت کو  
مضبوط پکڑے رہنا اس کے ساتھ وفادار رہنا اس پر اجتماع کرنا اسی طرف دوڑ کر آنا اور اسے پاک و صاف رکھنا اور اللہ  
سے قربت کا اسے وسیلہ بنانا۔ کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں اسی نے ان کو اس  
درجہ پر سرفراز کیا اور ان کے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے ان سے جھگڑا کیا ان کا دشمن بنایا ہمسر بننا چاہا۔ یا اس نے  
اللہ کی اس تجلی کو بجھانا چاہا جس کا ان پر سایہ ہے اللہ نے اس کے جھوٹ کو باطل کر دیا۔ اور تم اس سزا سے بھی واقف ہو جو  
ان کے باغیوں یا ان کے حق میں کوتاہی کرنے والوں کو ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اس

سے دانشمندوں کے لئے تنبیہ و عبرت ہے اس کے ظاہر ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں اسی کو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جو تعریض کا مستحق ہے اور جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے اس نے امت کو بہترین شے امن و عافیت کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ ان کی جانیں محفوظ رہیں ان میں اتحاد رہے ان کی ایک آواز ہو ان کا معاملہ درست ہو اس کی فوج کی اصلاح ہو اور دنیا میں وہ اس کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

یہ تمام باتیں اس خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے ان کا ناظم اور ان کی حکومت کا سنبھالنے والا بنایا ہے اور یہی وہ عہد ہے جس کے پورا کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے اہم امور کے ذمہ دار ہو سکیں۔ اور اس طرح جب انہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے خلفاء پر پورا اعتماد کر سکیں، مصیبت کے وقت ان کی پناہ لے سکیں، اختلاف اور انتشار کے وقت خلیفہ کی ذات ان کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے، اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم رہیں اور وہ ان شیطانی وسوسوں کو دفع کریں جنہیں شیطان کے پیروکار اختیار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جنہوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے انہیں مبتلا کر دیتا ہے ان کے اتحاد میں رخنہ ڈال دیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کیا ہے اس میں اختلاف ڈال دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو ان کو برا لگتا ہے ان کی امیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو ان کا حاکم مقرر فرمایا ہے اس کے لئے پہلے ہی فیصلہ فرما چکا ہے اور اللہ ان لوگوں کو الٹا سے دور کر دیتا ہے جو ان کی حکومت میں کسی قسم کا دخل چاہتے ہیں اور کمزوری کے بجائے اللہ اسے اور مضبوط کر دیتا ہے اور جو حکومت ان کے حوالہ کی ہے اس میں ان پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے پورا بھروسہ کیا ہے ان لوگوں کا حسن طاعت، جنہیں اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے اس کا گروہ ہے ان کی اطاعت ان چیزوں میں بہترین ہے جس کی انہیں تعلیم دی ہے ان کے لئے اس کے اعزاز، اکرام بزرگی و تمکین کو مقرر کر دیا ہے۔

اس لئے اس عہد پر بیعت کرنے سے اسلام کی تعمیل ہے اور ان احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کئے ہیں اس کا اختیار کرنا واجب ہے، کیونکہ اس نے اپنی حکومت کے لئے ان کو سربراہ بنایا ہے جن کے ہاتھوں وہ ان کو جاری کرتا ہے اور ان کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے جن لوگوں کو اس نے اس حکومت دی ہے اس نے ان کے لئے اپنے پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں ان کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعہ انہیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے۔

اور وہ اس کے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ان کے لئے جائے پناہ بنایا ہے، جس کے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت مصیبت کے وقت انہیں پہنچاتا ہے ان میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے، منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے تم اپنے اس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمہارا حکمران ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے جس نے یہ عہد و وفاداری تمہارے لئے تیار کیا۔ یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے جائے بازگشت و سکون بنایا ہے، جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو جس کی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی معاملات میں تمہاری گردنیں اسی کی طرف مڑتی ہیں تمہارے چہروں اور پیشانی کا وہی روبرو ہو اور یہ بہت بڑا احسان اور اس کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جس کے فوائد سے عقلمند اور دور اندیش اور ہدایت یافتہ لوگ خوب واقف ہیں اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے دین کی حفاظت کی اور تمہاری



جماعت کا انتظام کیا، اس لئے تم پر ضروری ہے کہ تم اس کا حق پہچانو اور جو اس نے تمہارے لئے کہا ہے اس کی وجہ سے اسکی تعریف کرو، اور انشاء للہ ولا قوۃ الا باللہ جیسا تمہیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمہیں اس کا شکر کرنا چاہئے اور احسان ماننا چاہئے۔

خليفة بننے کے بعد امیر المومنین کو سب سے زیادہ فکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اسے کس قدر اہم تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا ہے کہ اس سے انہیں وہ فوائد حاصل ہونگے جنکی انہیں خواہش ہے اور امیر المومنین ان کے لئے جو فیصلہ کریں گے اس سے انکی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور ان کے لئے پوری کوشش اور محنت کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ ہم سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے۔ جسکے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجالانے میں انکی مدد کرے جو اس نے انہیں خاص طور پر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر عطا کی ہے، اس لئے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لئے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے سے پہلے لوگوں کی طرح اطمینان سے رہیں تو قوعات کو اپنے پھیلاؤ کی زحمت نہ رہے یکجہتی و اتفاق میں خلل واقع نہ ہو، اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لئے حفاظت۔ بچاؤ بھلائی اور زندگی بنایا اور اپنے منافق فاسق کے لئے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا، اس لئے امیر المومنین نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور ان کے متعلق امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انہیں اسی منصب کے لئے پیدا کیا ہے، اور انہیں وہ تمام صفات پختگی رائے حجت دین۔ انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں، اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور و فکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے، پس تم اللہ کا نام اور اسکی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لئے اور اسکے بعد اسکے بھائی کے لئے وفادار اور جاں نثار رہنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو، اور نیک گمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے اور بتائے گا اور جتنا دے گا، کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمہیں اسی طرح کثیر منافع، خوش حالی اور آرام ہوگا جو اب امیر المومنین کے دور میں امن عام، عافیت، لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے انتظام اور عنایت و سخاوت کی وجہ سے حاصل ہے یہ وہ کارروائی ہے جس میں دیر ہونے پر تم شاک تھے اور تم نے اس پر عمل درآمد کرنے میں جلدی کی اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اسکی اجرائی اور فیصلہ پر اللہ کی حمد کرو گے اور اسکا شکر بجالاؤ گے اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھو گے جسے بخوشی قبول کرنے کے لئے تم آگے بڑھو گے، اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں ہمہ تن کوشش کرو گے کیونکہ تم خود جانتے ہو کہ اس کے ادا کرین میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز و اکرام تم کو ملے ہیں تمہیں چاہیے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل و احسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرو اور اس پر قائم رہو۔

اگر ان ولی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثہ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسکی جگہ جس کسی کو چاہیں اپنے رشتہ داروں یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کر دیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کر دیں یا اسے موخر کر دیں، اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو، ہم اس اللہ سے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمن و رحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمہیں یہ کارروائی مبارک کرے جو اللہ نے انکی زبان اور ان کے ہاتھوں

وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اس کا انجام بھی اچھا باعث فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

## نصر کا گورنر بننا

بروز ۱۲۵ھ ہجری کے اختتام سے آٹھ روز قبل اس منشور کو سال نے تحریر کیا اسی سال ولید نے نصر کو تمام خراسان کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے عراق کے گورنر کی ماتحتی سے علیحدہ کر دیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور دولت دیکر نصر اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرا لیا۔ اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اسی کو سپرد کر دی نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلوایا اور حکم دیا کہ جس قدر رقم اور تحائف وہ لاسکے لائے، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

## نصر کے تحائف

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آؤ، جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کر دیا خراسان میں کوئی لونڈی غلام اور عمدہ قسم کا تیز یا بونہ بچا جسے اس نے مہیا نہ کر لیا ہو، اس کے ہزار غلام خریدے انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے ان کی سواری میں دیئے، بعض راویں کا کہنا ہے کہ اس نے ڈیڑھ سو خدمتگار زرق برق لباس سے آراستہ کئے، اور سونے چاندی کے پیالے ہرن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں جب ان انتظامات کو وہ مکمل کر چکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اسے روانگی پر ابھارا تھا، نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصہ بیہق پہنچ گیا تب ولید نے اسے لکھا کہ بربط اور طنبورے مجھے بھیج دو۔

## ارزق بن قرۃ المسمعی کا خواب

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولید کو خواب میں دیکھا جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہیا اور میں نے اسے تخت پر متمکن دیکھا اس نے شہد پیا اور مجھے بھی اس میں سے کچھ دیا کہ نصر نے اسپچار ہزار دینار دیئے اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ولید کو لکھا۔ ارزق نے ولید کو جا کر وہ رقم اور لباس دے دیا۔ ولید اس بات سے بہت خوش ہوا اور ارزق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو عادی۔ ارزق اس سفارت سے واپس پلٹا۔ قبل اس کے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ارزق نے کس طرح اس خدمت کو انجام دیا ہے جب یہ اس کے پاس آیا تو اس نے ساری کیفیت سنائی۔ ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ارزق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ارزق کو جا کر اس کا خط دینا۔ قاصد شب میں اس کے پاس پہنچا اور دونوں خط جو اس کے اور نصر کے نام تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا۔ ولید نے کو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ میرے لئے بربط، طنبور یا ورسونے چاندی کے ظروف بنواؤ اور خراسان میں

جس قدر جنگ بجانے والے مل سکیں۔ انہیں میرے لئے جمع کر دو۔ اسی طرح باز اور تیز رفتار یا بوجع کر کے خرسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

### نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار

ایک باہلی روای ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہو نے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن فرتاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا اور پھر یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگا تا رہا۔ اس پر نصر نے یوسف کے پاس ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ تم ہر وقت اس کے ساتھ رہنا اور اسے آنے کے لئے اصرار کرتے رہنا اگر وہ نہ آنا پسند کرے تو مجمع عام میں مجھ سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دے یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اسے منالیا۔ پھر نصر اس محل میں جو ان دنوں دارالامارۃ میں تھا چلا گیا۔ اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہو گیا۔

### نصر بن سیار کی عملہ کو ہدایت

اس نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا، مہلب بن ایاس العدوی کا افسر مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا، حسان کو جو صغانیان کے اسدیوں میں سے تھا، سمرقند کا اور مقاتل بن علی العدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا، ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دینا اور ماورالانہر پر غارت گری کرنا تاکہ اس بہانے سے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس پلٹ آؤں۔

### نصر کا سفر عراق ملتوی کرنا

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا بنی لیث کا آزاد کردہ غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا صبح کو نصر نے دربار مرتب کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا آپ خوب جانتے ہیں کہ میں عراق چار ہا ہوں اور یہ تحائف بھی لیجا رہا ہوں مگر رات کے وقت فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا منصور بن جمہور عراق آ گیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم ایسے علاقہ میں ہیں جسکی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اس کے بیان کے سچے ہونے پر اس سے حلف لیا اس نے قسم کھائی یہ دیکھ کر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہوں گا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری وفاداری میں خرابی پیدا کریں مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلے اور ہمیں برباد نہ کیجئے، نصر نے کہا مسلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اسکے ساتھ سنی امیہ کے بھی تم سچے خیر خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی، اسکے بعد نصر نے یہ بھی کہا، ابن خزم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا پیش نہیں



آیا جس میں میری رائے سب سے سبقت نہ لے گئی ہو لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لئے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجئے۔

### ابراہیم اور محمد ہشام کے بیٹوں کو سزا

ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف اشقی کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کا گورنر مقرر کر کے بھیجا، اور ابراہیم اور محمد ہشام بن اسماعیل الخزومی کے دونوں بیٹوں کو دو اونچی چادروں میں باندھ کر اسکے حوالے کیا، یوسف ان دونوں کے ساتھ ہفتہ کے روز ۱۲۰ ہجری میں شعبان کے اختتام سے بارہ روز قبل مدینہ منورہ آیا۔ اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی، پھر ولید نے اسے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو اس وقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیج دو جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار انہیں مار ڈالا، ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انہوں نے بہت ساسرکاری دولت میں فراڈ کر لیا ہے۔

اس سال یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینے کی قضاء سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

### عمر کا امیر البحر بننا

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبد الملک کو جہاد پر روانہ کیا، اور اسود بن بلال المحاری کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آجائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں، ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انہیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

### ابو مسلم کی آزادی کا واقعہ

اسی سال سلیمان بن کثیر مالک بن الہیثم، لاہظ بن قریظ اور قطیبہ بن شیبہ نے مکہ مکرمہ آ کر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ اور اس کے آنکھوں دیکھے حالات بیان کئے، محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے، مگر خود وہ اپنے بارے میں آزاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اسے خرید کر آزاد کر دو، ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دے، محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے، اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آجائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں، مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انہیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے، یہ لوگ ان سے مل کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذی قعدہ کی چاند رات میں ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا اس سال یوسف بن محمد بن یوسف اشقی امیر حج تھا جیسا کہ ابوالمعشر کے

بیان سے ثابت ہے اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کئے گئے۔

## یحییٰ بن زید کا قتل

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے اب ہم ان کے قتل کے واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی سال پیش آیا تھا۔

## حریش کی گرفتاری اور اس پر تشدد

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ میں مقیم رہے جب ولید بن یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے اطلاع دی آہستہ آہستہ اسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہیں اور یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو بھیج کر حریش کو گرفتار کرالو اور سخت قید میں ڈالو نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اسکی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

عقیل نے اسے اپنے پاس بلوایا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا، حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے، حریش کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔

## یحییٰ کی گرفتاری

جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اس نے حریش سے آ کر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہے، عقیل نے کسی جاسوس کو اسکے ساتھ بھیج دیا۔ اس نے لیجا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا، عقیل نے اسے گرفتار کر لیا، اس کے ساتھ یزید بن عمر اور فضل بن عبد القیس کا ذرا کردہ غلام بھی تھا یہ ان کے ساتھ کوفہ سے آیا تھا عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع کی، یوسف نے ولید بن یزید کو اسکی اطلاع بھیجی۔ ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو اور انہیں اور اسکے ساتھیوں کو چھوڑ دو، نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جائیے دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خچر سواری کے لئے دیئے یہ اپنے طرفداروں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔ عبد اللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو نیز اس نے حسن بن زید اسمیٰ کو جو تمام بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انہیں طوس میں نہ ٹھہرنے دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور ان دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمر بن زراہ کے حوالے نہ کر دو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا، چنانچہ پھر سرخس سے عبد اللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا اور سر جان بن فروخ بن مجاہد بن بلعا العنبری ابو الفضل کے حوالے کر دیا جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا۔

## ابو الفضل اور یحییٰ کی گفتگو

ابو فضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اس نے دی ہے مگر اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکی نگاہ نصر کی میں کوئی وقعت نہیں ہے پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی بعد ازاں انہوں نے اپنے اپنے طرفداروں کے ساتھ خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ کہیں کوئی انہیں زہر نہ دیدے یا اچانک پکڑ نہ لے یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں میں آپ کے لئے جاسوس نہیں ہوں آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود ان نگہبانوں پر پھر انہوں نے پر زور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کرالیتا میں نے کہا آپ کے لئے ایسا کرنا زیانہ تھا بلکہ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جا رہا ہے پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے ان کا ہم سفر ہو گیا جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلوائے اور اپنے علاقہ سے روانہ کر دیا۔

## یحییٰ کے قتل کا حکم

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے انہیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لئے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ساتھیوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے راستے میں تاجر ملے انہوں نے انکی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور انکی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں عمر بن زرارہ نے نصر بن سیار کو اس کی اطلاع دی نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کئے جاتے ہیں سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

## جنگی مقابلہ میں یحییٰ کی فتح

یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی یحییٰ بن زید نے اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ ملکر اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ انہیں شکست دی عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور ان کے ہاتھ آئے یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے مجلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا اس لئے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلنے بنے۔

## یحییٰ کا تعاقب

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا یہ ہرات اس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے



جا چکے تھے مگر اس نے انکا تعاقب جاری رکھا اور جوز جان کے ایک گاؤں میں انہیں پکڑ لیا جسکا عامل حماد بن عمر السعدی تھا۔

یحییٰ بن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابوالعجلان نامی بھی شریک ہو گیا تھا یہ اسی روز مارا گیا اور حسماس الازدی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا نصر نے اس کے بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے تھے۔

## یحییٰ اور اس کے ساتھیوں کا قتل

مسلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے میمنہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی، یہاں ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسی غزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان الغزی کا آزاد کردہ غلام تھا یحییٰ کے ایک تیر مارا جو ان کی پیشانی میں لگا، محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا مسلم نے اسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا اس لئے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہو گئی یحییٰ کے تمام ساتھی اس جنگ میں قتل ہو گئے سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے انکا سر کاٹ لیا ان کا لباس اور اسلحہ غزی نے لے لئے اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

## خراسان کو جلا کر دریا میں پھینکنا

ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ملی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تو فوراً عراق کے پھڑے کو گرفتار کر کے جلادینا اور پھر اسکی راکھ دریا میں بہا دینا، چنانچہ یوسف نے خراسان بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا، پھر آگ میں جلایا پھر اسکی راکھ ایک ٹوکڑے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اسکی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کے نذر کر دی۔

اس سال مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو گذشتہ سال تھے اور انکا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

## ۱۲۶ھ کے اہم واقعات

### ولید بن یزید کا قتل

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پہلے خلیفہ سے سرکشی کی، اس کی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا۔ جب خلیفہ ہوا تو اسکے لہو و لعب، سیر و شکار، شراب نوشی اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہی ہو گیا (اسکی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اسکے اس طرز عمل سے اسکی حکومت رعایا اور فوج پر دو بھر ہو گئی اور وہ اسکی حکومت سے بیزار ہو گئے، سب سے بڑی غلطی جو اس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے چچا زاد بھائیوں ہشام بن عبد الملک اور ولید بن عبد الملک کی اولاد سے تعلقات خراب

کئے اور اس کے علاوہ اس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد میں تھے اپنے خلاف کر لیا۔

## ہشام کی اولاد پر سختی

منہال بن عبد الملک نقل کرتا ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی بسر کرتا تھا جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا، یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا، وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا، آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دو بھر ہو گیا، اس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی سلیمان بن ہشام کو سودرے لگوائے، اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی جلا وطن کر کے عمان بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

## ولید کی باندی پر قبضہ

خلیفہ ولید نے ولید کے بیٹوں کی ایک لونڈی پر قبضہ کر لیا، عمر بن ولید نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی مگر ولید نے اس کے واپس دینے سے انکار کر دیا، اس پر عمر نے کہا تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

## سعید بن بہیس کی گرفتاری

ولید نے اہم یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لئے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بہیس بن مہیب سے مشورہ لیا، اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عتیق بن عبد العزیز بن الولید بن عبد الملک کے لئے بیعت کر لو، ولید یہ سن کر بہت ناراض ہوا اور سعید کو قید کر دیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا، اس نے خالد بن عبد اللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لئے بیعت لینا چاہی، اس نے انکار کر دیا اس کے بعض قرابت داروں نے اس انکار پر اعتراض کیا اس نے کہا کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہوں جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اسکی شہادت مقبول ہے، انہوں نے کہا کہ فسق و فجور و اہیات اور خرافات بکنے کے باوجود ولید کی شہادت بھی تو قبول کی جاتی ہے اس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے میں اسے صحیح طور پہ نہیں جانتا یہ محض لوگوں کا بیان ہے، ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

## یوسف کی ولید کے بارے میں رائے

عمر بن سعید اشقی کا بیان ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا فاسق سے اس کی مراد ولید تھی، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا میں نے کہا کہ میری بیوی حبیبہ بنت عبد الرحمن بن حبر مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سنے، اس پر یوسف ہنس پڑا۔

## لوگوں کے دلوں میں ولید کی مخالفت

غرضیکہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی، ہشام اور ولید کی اولاد نے اس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کے امہات ولد سے مباشرت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تاکہ وہ پہنا کر اسے قتل کرے، اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا یزید بن الولید بن عبد الملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لئے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کر سکتے، اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

## عمرو بن شراحیل کا بیان

عمرو بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبد الملک نے دھلک میں نظر بند کر دیا تھا ہم اسی میں قید تھے کہ ہشام نے وفات پائی، ولید انکا جانشین ہوا، ہمارے معاملہ میں اس سے سفارش کی گئی مگر اس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے اس کی بخشش ہو سوائے اس کے کہ اس نے قدریہ فرقہ کے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو دھلک بھیج دیا۔ حجاج بن بشر بن فیروز الدیلمی ہمارا محافظ تھا یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ مہینے زندہ رہے گا، پھر قتل کر دیا جائے گا اور اسکا قتل اس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہوگا۔

## ولید کے قتل کی تیاری

بنی قضاہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے ان کی ایک جماعت اس کے قتل کے لئے تیار ہوئی اور حرث، شبیب بن ابی مالک الغسانی، منصور بن جمہور، یعقوب بن عبد الرحمن، حبال بن عمرو منصور کا چچا زاد بھائی حمید بن نصر النخعی، اصح بن ذواتہ، طفیل بن حارثہ اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبد اللہ کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی، خالد نے اسے قبول نہیں کیا، ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں، اس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لوں گا، اسی دوران ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خوف پیدا ہوا کہ شاید وہ راستے پر اسے قتل کر ڈالیں اس لئے اس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں، ولید نے اس کی وجہ دریافت کی، اس نے کوئی بات بیان نہیں کی، ولید نے اسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری خزانہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ وصول کیا جائے۔

## ولید کا یوسف کو طلب کرنا

ولید نے یوسف کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا اور اسکی جگہ عبد الملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا، اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النصرانیہ نے تمام علاقوں کو برباد کر دیا ہے اور اسکے باوجود بھی تم ہشام کو بھیجتے رہے، حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اسے گزشتہ حالت پر لے آتے اب تک میرے



پاس آؤ۔ اور جس قدر رقم لاسکو لے کر آؤ تا کہ اس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمہاری فضیلت کا علم ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے لائق ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لئے لاؤ کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنے اعزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے۔

## یوسف کی تدبیر اور اپنے عہدے پر بحالی

یوسف عراق سے روانہ ہوا اس نے یوسف بن محمد اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر دولت سامان اور برتن اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا، یوسف شام آیا، خالد بن عبد اللہ اس وقت قید تھا، حسان البطحی ایک رات اس سے آکر ملا اور اسے اطلاع دی کہ ولید عبد الملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لئے تمہارے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو ملاؤ، یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے، حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا، یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں رسوخ حاصل کر چکے ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں اس لئے آپ اس رقم کو ان کے مراتب کے مطابق انہیں دید دیجئے۔

## یوسف بن عمر کی بحالی

حسان نے یہ کارروائی کر دی، اب یوسف آیا، تمام اکابر سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے، حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھ دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا۔ ”میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں صرف اپنے محل کا مالک ہوں، اس خط کو سر بہر لیکر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا اس کے علاوہ ابان بن عبد الرحمن النمیری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ، ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجئے میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں، ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے، اس نے کہا یوسف، ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اسکی ضمانت کرتے ہو، یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجئے، میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا، چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا، یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محمل پر بٹھا کر اپنے ساتھ عراق لے آیا۔

## خالد کا قتل

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور اس نے اس کے لئے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور

تیزی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اسکی محمل میں پھینک دیا، خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے اسکا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سامال بھیجا تھا میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ حالت ہوگئی ہے مگر پر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النضرانیہ سے تم نے کیا کہا۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی، یوسف نے کہا واہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ توقیدی ہے، اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اسکی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اسکے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اس نے خالد کو تکالیف دے دے کر قتل کرا دیا۔

## ولید کے خلاف اشعار

یشم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی نصرت چھوڑنے پر لعنت ملامت کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے۔

اس کا جواب عمیران بن ہلیا الکلسی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور ابن بیض نے اس کے خلاف دو شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔

## قعقاع کے بیٹوں پر ظلم

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبد الملک بن القعقاع کو حمض کا گورنر مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سو کوڑے مارے تھے، ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اس سے ڈر کر بھاگے اور انہوں نے یزید بن عبد الملک کے مقبرہ میں جا کر پناہ لی، ولید نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان سب کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے حوالے کر دیا، جو اس وقت قنسرین کا گورنر تھا، اس نے ان لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں، ولید بن قعقاع، عبد الملک بن القعقاع اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید، ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اس بدسلوکی کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبد اللہ کے ساتھ کی۔

## یزید کے لئے بیعت کے مشورے

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں، اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے شورہ کیا، اس نے کہا کہ اس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے پہلے تو اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں، تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا اور اگر انہوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر انکا ساتھ دیں گے، اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ طریقہ اختیار کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر

بیعت کر لی ہے۔

## یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی، سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا، عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ غرضیکہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا، تمام واقعہ کی اسے اطلاع دی مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی عباس نے اس سے کہا زار آدم لو غور کرو، ہم نے اس کی بیعت کی ہے اور اسکی ذمہ داری اللہ کے سامنے ہم پر عائد ہے، اگر ہم اس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

## یزید کی خفیہ بیعت

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے احنف الکلسی، یزید بن عنبثہ السکسکی اور اعیان و عمائدین میں سے جو اس کے خاص با اعتماد لوگ تھے ان سب کو اپنی تحریک میں ملا لیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اسکی بیعت کے لئے دعوت دینا شروع کی۔

## عباس کی مخالفت

اس کے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا، اس وقت اس کے ساتھ ان کے خاندان کا غلام قطن بھی ساتھ تھا، یزید نے اس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے، عباس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی تو میں تمہیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے جاؤں گا۔

یزید اور قطن اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے، عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے، قطن نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میرا خیال اسکے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا برابر تاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے اس کے دل پر گہرا اثر پڑا جو اس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین اور استخفاف کے متعلق سنیں، جسے وہ برداشت نہیں کر سکا، عباس نے کہا ہاں یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا میں خود اسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ وہ ہمارے ساتھ حلم و مروت سے پیش آتا ہے مگر اسکے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اسکے سامنے پیش کر دیتا چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لئے تم اسے اس ارادے سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگزشت بیان کی، یزید نے کہا بخدا اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔



## معاویہ ولید کے دربار میں

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آ کر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے اپنی محبت کی بناء پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں، میں وہ سن رہا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میں آپ کو بالکل بے خطر پاتا ہوں، اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے خیال سے عرض کروں ورنہ طاعت کے جذبے میں خاموش رہوں، ولید نے کہا تمہیں دونوں باتوں کا اختیار ہے بخدا مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس آگ کو وہ گرم پتھروں پر روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے گھروں میں دیکھیں گے، خداوند اہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

## ولید کا سعید کے نام خط

مروان بن محمد کو آرمینا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لئے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لئے مروان نے اسے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں، مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شاخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ کی بیعت توڑنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لئے مصائب کا ایسا دروازہ کھول دیں گے جسے اللہ، اُس وقت تک بند نہیں کریگا جب تک تم میں سے بہت سے لوگوں کے خون نہ بہ جائیں۔ میں اس وقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لئے خود نہیں آ سکتا اگر میں اور وہ ایک جگہ جمع ہو جائے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے انھیں اس غلط راستے سے روک دیتا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا کیونکہ، میں اس فتنہ کے برے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اس وقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ ان کی بات نہ بگڑ گئی اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اسکے دشمن اس پر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں، آپ ان لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں اس لئے آپ اپنی ان کے ساتھ شرکت کا وعدہ کر کے اصل راز دریافت کر لیجئے، اور ب آپ کو پورا علم ہو جائے آپ انہیں دھمکائیں کہ میں راز فاش کر دوں گا، پھر آپ انہیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں، اس کے نتائج سے انہیں آگاہ کریں شاید اس طریقہ سے اللہ ان کے دین اور کھوئی عقل دوبارہ انہیں دیدے کیونکہ وہ جس بات کی کوشش کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائے گی، آپ فوراً یہ کارروائی کیجئے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع و اتحاد کی رسی مضبوط رہے گی، سب لوگ سکون اور عیش میں رہیں گے اور سرحدیں محفوظ رہیں گی کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے، اور فرصت فقر کو دور رکھتی ہے، اور تعداد بھی گھٹتی ہے، زمانہ کا الٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس رد و بدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے، چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مرکز رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں اور

حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں، ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے، ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دے۔ ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ان کی خوشحالی کو بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بچائے، آپ مجھے انکی پوری حالت سے مطلع فرمائے خدا آپ کے دین کو سلامت رکھے، اور اس بات سے نکالے جس میں اس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

## عباس بن ولید کی یزید بن ولید کی دھمکی

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا، اس نے یہ خط عباس کے پاس بھیج دیا عباس نے یزید کو بلوایا، اور اس سے کہا کہ آج سے مجھے تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، پھر اسے ڈرایا دھمکایا، یزید اس سے ڈر گیا اور اس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان دشمنی پیدا کرنے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے، اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا، عباس نے اسکی قسم پر اعتبار کیا۔

## عباس اور بشر کی گفتگو

ابن بشر بن الولید بن عبد الملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبد الملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان کے سے ولید کی علیحدگی اور یزید کی خلافت کے لئے گفتگو شروع کی، عباس انہیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر اصرار کر رہے تھے میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو بھی یہ جرات ہو گئی ہے کہ وہ میرے چچا کے آگے سامنے گفتگو کر رہے ہیں اور انکی بات کو رد ہی کر دیتے ہیں، اس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا، عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہارے ہلاکت کی اجازت دیدی ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں پڑھے۔

انی اعیزکم باللہ من فتن

مثل الجبال تسامی ثم تندفع

ترجمہ: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر ان فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرائیں گے۔

ان البریہ قد ملت سیاستکم فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعو

ترجمہ: اللہ کی مخلوق تمہاری طرز جہاں بانی سے پریشان ہو گئی ہے اس لئے اب تم، دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑو اور علیحدہ رہو۔

لا تلحمن ذیاب الناس انفسکم

ان الذناب اذا مہالحمتم رتعو

ترجمہ: اپنے ہاں ان بھیڑیا صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ

بھیڑیوں کو جب گوشت کھلادیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں  
 لا تبقرن بایدیم یطونکم  
 فثم لاحسرة تغنی ولا جزع  
 ترجمہ: اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو ورنہ پھر نہ افسوس کام دے گا  
 اور نہ آہ وبکا

## یزید دمشق میں

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے سمجھوتہ کر لیا جبکہ وہ اس وقت صحرا میں تھا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا اس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اس نے اپنی ہیئت بدل لی تھی اس کے ساتھ سات آدمی تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا یہ ساری جماعت مقام جرود پر آ کر ٹھہری یہ مقام دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے یزید لیٹ گیا اور سو گیا۔

اسکے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد کردہ غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں اس نے کہا بیچنے کے لئے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس بطور مہمان کھانا بھی کھا سکتے ہیں اور ٹھہر بھی سکتے ہیں یہ شخص ان کے لئے مرغ مرغی کے چوزے، شہد، گھی اور پنیر لے آیا ان لوگوں نے کھالیا۔

## یزید بن ولید کی دمشق میں آمد

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اس کے لئے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزہ میں سے ان کے معاویہ بن مصاد الکلمی کے علاوہ سب نے اس کے لئے بیعت کر لی تھی یزید اسی رات اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لئے پیدل گیا۔ مزہ اور دمشق میں ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ راستہ میں بارش ہو گئی جب یہ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا وہ کھلا یہ مکان میں گئے معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لائے اس نے کہا کہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارا فرش خراب کروں معاویہ نے کہا کہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے یزید نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو کی معاویہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی) یزید دمشق کی طرف واپس ہوا اس نے قناتہ کے راستے پر چلنا شروع کیا وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعد انکشی کے مکان میں آ کر اترے۔

## ولید بن روح کی دمشق میں آمد

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگا کر دمشق میں داخل ہوں گا چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اس نے ایک اور عبا پہن لی جس نے سب کو ڈھانک لیا اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار یثرب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ان دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطننا میں



مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا، اور ابوالحجاج کثیر بن عبد اللہ المسلمی کو قوال تھا جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کر لیا تو حاکم دمشق کو اسکی اطلاع ہوئی مگر اسے یقین نہیں آیا۔

## یزید کے حامی دمشق کی مسجد میں

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا یہ باب الفردیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے نماز پڑھی، مسجد میں حکومت کی طرف سے نگہبان مقرر تھے۔ جن کو حکم تھا کہ وہ رات کے وقت تمام لوگوں کو مسجد سے نکال دیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لئے کہا، یزید کے طرفدار دیر کرتے رہے اور اسکے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آ جاتے یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہ گئے یا یزید کے طرفدار، انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا یزید بن عنبسہ نے جا کر یزید ابن الولید کو اسکی اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیر المومنین آپ کھڑے ہوں اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوش خبری ہو، یزید نے کھڑے ہو کر کہا اے خداوند اگر یہ بات تجھے پسند ہے تو میری اس کے مقابلہ میں مدد کر اور مجھے تقویٰ دے، اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دیدے، تاکہ میں اس کے نتائج سے بے خبر ہی رہوں۔

## یزید کا متعدد لوگوں کو گرفتار کرنا

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اس کے ساتھ آٹھ غلہ کی منڈی میں پہنچا تو اس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اس کے پاس آ گئی، یہ سب لوگ مسجد میں آئے محل کے باب المقصورہ کی طرف چلے اسے جا کر کھٹ کھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے قاصد ہیں کسی خادم نے دروازہ کھول دیا، انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ابوالعاج کو بھی جو نشہ میں بدست تھا گرفتار کر لیا اسی طرح انہوں نے بیت المال کے تمام خزانوں اور افسر پہ کو گرفتار کر لیا، یزید نے ہر ایسے شخص کو اپنے آدمی کے ذریعے گرفتار کر لیا جس سے اسے خطرہ تھا، اسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر محمد بن عبیدہ سعید بن العاس کے آزاد کردہ غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کر لیا نیز اسی رات عبد الملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کر لیا۔ اس کے اپنے جو طرفدار گھائی میں بستے انہیں بلوایا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کے علاوہ جو ہمارا شعار تمہیں بتادیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا انہوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا۔

## یزید کی بیعت

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی جنہیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے انہیں اسلحہ خانہ میں نہیں رکھا تھا اس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے، صبح کو اہل مزہ اور ابن عصام آیا ابھی نصف دن نہیں گزرا تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی، یزید اس وقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

اذا استزلوا عنهن للطعن ادقلاوا

الی الموت ارقال الجمال للصاغب  
ترجمہ: جب انہیں نیزہ بازی کے لئے باپردہ عورتوں کی حفاظت کے لئے  
میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اس طرح دوڑتے  
ہوئے جاتے ہیں جس طرح کہ مست نر اونٹ دوڑتا ہے۔

یہ سنکر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور  
اب مزے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

## مختلف لوگوں کا مسجد میں آنا

ازین بن ماجد کا بیان ہے کہ ہم صبح سویرے عبدالرحمن بن مصاد کے ساتھ دمشق کی طرف چلے ہماری تعداد  
تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا اس نے کہا اس  
ساز و سامان و تیاری کا کیا مطلب اللہ کی قسم میں امیر المومنین کو جا کر اسکی اطلاع دوں گا اہل مزہ کے ایک شخص نے اسے  
قتل کر ڈالا ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلہبیین کے بازار سے چلنے لگے تمام راستہ ہم سے بھر گیا اس لئے  
ہم میں سے بعض لوگوں نے غلہ منڈی کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہو گئے یزید کے  
پاس آئے۔ ہمارا بھی آخری آدمی اس کے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً تین سو کا سک آ پہنچے یہ لوگ مشرقی  
دروازے سے شہر میں داخل ہوئے مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے پھر یعقوب بن عمیر بن ہانی  
العجسی اہل داریا کو لیکر چھوٹے دمشق کے دروازہ سے آیا عیسیٰ بن شبیب النعلمی اہل دومتہ اور حرستا کے ساتھ باب تو ما  
سے شہر میں آیا حمید بن حبیب النخعی اہل ویرالمران ارزہ اور سطر کے ساتھ باب الفردیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشی اہل  
جرش اہل الحدیثہ اور دریزکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا ربیع بن ہاشم الحارثی بنی غدرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے  
ساتھ باب تو ما سے شہر میں داخل ہوا اور بنی جہنیہ اور ان کے متعلقین طلحہ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

## تیس ہزار دینار کی وصولی

قسیم بن یعقوب اور ازین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً دو سو سواروں کو عبدالرحمان  
بن مصاد کی قیادت میں قطن بھیجا تا کہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ لائیں یہ اپنے محل میں چھپ گیا تھا  
عبدالرحمن نے اسے امان دی وہ عبدالرحمن کے پاس چلا آیا اب ہم محل میں داخل ہوئے اس میں ہمیں دو بورے ملے ہر  
بورے میں تیس ہزار دینار تھے رزین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمن بن مصاد سے کہا کہ ان  
میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تمہیں اتنا نہیں ملے گا عبدالرحمن نے کہا اگر میں  
ایسا کروں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی۔ بخدا میں ایسا نہیں کروں گا تا کہ عرب بعد میں یہ نہ  
کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمن نے وہ تمام رقم یزید تک پہنچا دی۔

## تنخواہوں کی تقسیم

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کی طرف پیغام بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر ٹھہرے رہو اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے تنخواہ مقرر ہے وہ اپنی تنخواہ آکر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اسے بطور مدد تنخواہ ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبدالملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے ان سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جا کر گشت لگائے تاکہ وہ آپ کو دیکھ لیں اور انہیں میری بیعت کے لئے آمادہ کیجئے، ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راہب جا کر قیام کرو۔ ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

## حیرہ میں چھاؤنی بنانا

دکین بن شامخ الکھمی اور ابو علاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرادی کہ جو شخص فاسق یعنی ولید کے مقابلہ کے لئے جائے اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے، اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے، یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لئے جانا چاہتا ہے اسے پندرہ سو درہم دیئے جائیں گے اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے، یزید نے منصور بن جہور کو ایک جماعت کا یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم الکھمی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبداللہ بن وحیہ کو تیسری کا اور کھد بن حبیب النخعی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا، کھد العزیز نے حیرہ میں آکر چھاؤنی ڈالی۔

## ولید کو اطلاع دینے والی گرفتاری

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد محکوم اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اسی روز ولید کے پاس آیا، جب یہ وہاں پہنچا اسکا گھوڑا مر گیا، اس نے کھد کو تمام واقعہ سنایا، ولید نے اس کو سودرے لگوائے اور قید کر دیا، پھر اس نے ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا، اسے انعام و اکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابو محمد وہاں سے واپس ہوا اور جب ذنبہ پہنچا تو وہاں ٹھہر گیا، یزید بن الولید نے عبدالرحمن بن مصاد کو اس کے پاس بھیجا۔ ابو محمد نے اس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لئے بیعت کر لی، یزید کو اسکی اطلاع ملی، وہ اس وقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے۔

## ولید قلعہ نجران میں

بہیس بن زمیل الکلابی نے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ خمس چل کر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مضبوط مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لئے فوجیں روانہ کیجئے تاکہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اس پر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لئے لڑنے اور اپنا حق



ادا کرنے سے پہلے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے، اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کرے گا، یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لئے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبد الملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچا زاد بھائی ہے، یہ جواب سن کر ولید نے ابن عتبہ کی رائے اختیار کی اس پر ابرش سعید بن ولید الکھمی نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لے جائیں کیونکہ وہ زیادہ مضبوط مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے، ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انہیں نے میرے خلاف خروج کیا ہے، تم کوئی بہت مضبوط مقام بتاؤ، اس نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں، ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، اس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے، ولید نے کہا اس کا نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے، اس نے کہا تو یہ نجر، نعمان بن بشیر کا محل موجود ہے اس میں چلے ولید نے کہا تمہاری وادیوں کے نام کس قدر برے ہیں۔

اب وہ سادہ کے راستے پر چل پڑا اور ریف کو چھوڑ دیا۔ کل دو سو آدمی اس کے ساتھ تھے، ضحاک بن قیس الفہری کے مقام شبکہ آیا یہاں اس کے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے، یہ سب اس کے ساتھ ہوئے، انہوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ہتھیار دیجئے مگر ولید نے نہ انہیں تلوار دیں اور نہ نیزہ دیا۔ اباس سے پھر سمحیس نے کہا کہ اگرچہ آپ نے حمص اور تدمر چلنے سے انکار کر دیا تو یہ قلعہ نجر، سامنے ہے اسے عجمیوں نے بنایا ہے اور بہت مضبوط ہے یہاں آپ ٹھہر جائیں، ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے، اس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کئے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے، آخر کار ولید قلعہ نجر، میں اتر پڑا۔

## ولید سے مقابلہ کی تیاریاں

دوسری جانب یزید نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عبدالعزیز کے ساتھ ولید کے مقابلہ کے لئے جائیں نقیب نے اس کی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائے گا اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے، ایک ہزار تیار ہوئے، یزید نے انہیں دو دو ہزار درہم دیدیئے اور کہا کہ سب ذنبہ جا کر جمع ہوں چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے، پھر ان سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گھڑی ہے اب وہاں سب جمع ہوں، یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچے ان سب کو لیکر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا۔ یہاں انہیں ولید کا اسباب و سامان جاتا ہوا ملا اس پر انہوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جا کر ٹھہر گئے۔

عباس بن الولید کا قاصد ولید کے پاس پیغام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں، ولید نے تخت باہر نکلوایا۔ اس پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہوں گے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں ناگ سانپوں کو چٹکی سے پکڑ لیتا ہوں۔

## جنگ

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے ان سے جنگ شروع کر دی، عمرو بن حوی السکسی اسکے مینہ کا افسر تھا، مقدمۃ الجیش پر منصور بن جمہور تھا پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کلثم الازدی تھا، عبدالعزیز نے اپنا سیاہ

خیر منگوایا اس پر سوار ہو گیا، زیاد بن حصین الکلمی کو اس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تا کہ وہ انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت دے ولید کے آزاد کردہ غلام قطری نے اسے قتل کر ڈالا اور یزید کے فوجی پسپا ہوئے عبدالعزیز پیدل ہو گیا اسکی جماعت نے جوابی حملہ کیا، اب تک اس کے کچھ لوگ قتل ہو چکے تھے اس کے سرداروں نے ولید کی طرف حملہ کیا جو قلعہ نجران کے دروازہ پر موجود تھا اور اس وقت اس نے مروان بن الحکم کا وہ جھنڈا نکلا رکھا تھا جو اس نے جابیہ پر باندھا تھا ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان الخبشی مارا گیا، اسے جناح بن نعیم الکلمی نے قتل کیا یہ ان حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے۔

## عباس کا یزید کی بیعت کرنا

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آ رہا ہے اس نے منصور بن جہمہ کو ایک دستہ کے ساتھ اسے روکنے کے لئے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھائی میں اسے پکڑ لو اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انہیں گرفتار کر لینا، منصور دستہ لیکر اس سمت چلا جب گھائی میں پہنچا تو وہاں انہیں عباس اپنے تئیں بیٹوں پوتوں کے ساتھ ملا، منصور نے اس سے کہا کہ آپ عبدالعزیز کے پاس چلے، عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا بخدا اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم الکلمی عباس بن الولید کے مقابلہ کے لئے گیا تھا اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ جائے گا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گا، عباس نے ہرم بن عبداللہ بن جبہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم ہے عباس نے کہا اللہ اکبر اسکی یہ جرات میرے ساتھ اسکی یہ گستاخی اس کے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی۔ پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا چونکہ اس کے ساتھ اسکی جماعت نہ تھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی، اس لئے اس نے انا اللہ کہا، یہ لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے، عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن الولید کے لئے بیعت کیجئے، اس نے بیعت کر لی اور وہیں کھڑا ہو گیا یزید کے طرفداروں نے ایک جھنڈا نصب کیا اور کہا کہ یہ جھنڈا عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لی ہے، اس پر عباس نے کہا انا اللہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے، چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

## ولید کا محل میں چھپنا

ولید دہری زرہ میں پہنے سامنے آیا۔ اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زرائد اس کے پاس لائے گئے اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا خوب شجاعت اور بہادری سے لڑتا رہا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو لکارا ”دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوط ہلاک کی گئی اسے سنگسار کر دو۔“ یہ سنتے ہی ولید محل میں گھس گیا، اور دروازہ بند کر لیا، عبدالعزیز اور اس کی فوج نے محل کا محاصرہ کر لیا، ولید نے دروازہ کے قریب آ کر کہا کیا تم میں کوئی یا شریف اور حسب و

نسب والا آدمی نہیں ہے جس سے میں گفتگو کرو۔ یزید بن عنبہ اسسکسی نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو ولید نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں یزید بن حبسہ ہوں ولید نے کہا اے سسکسی، کیا میں نے تمہاری تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا، کیا میں نے تمہاری تکلیف دور نہیں کی، کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کئے، کیا میں نے تمہارے ابا جوں کے لئے خادم مقرر نہیں کئے؟ یزید بن عنبہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لئے تمہارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اسکی پروا نہیں کی شراب نوشی کی اپنے باپ کی امہات ولد سے مباشرت کی اور اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی یہ وجوہات ہیں جنہوں نے ہمیں تمہارا مخالف بنایا ہے۔

## ولید کا قتل

ولید نے کہا اے سسکسی بس کر میری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا، تو نے حد سے زیادہ شراب نوشی کی اور جس قدر عورتیں میرے لئے حلال کی گئی ہیں ان کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔

ولید یہ کہہ کر محل کے اندر واپس چلا گیا، کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہوا تھا، پھر کلام پاک کھول کر اسکی تلاوت کرنے لگا، لوگ دیواروں پر چڑھ گئے، سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا یزید بن عنبہ اسسکسی تھا، یہ اتر کر اسکے پاس پہنچا۔ یزید کی تلوار اسکے پہلو میں رکھی ہوئی تھی، یزید بن عنبہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو، ولید نے کہا اگر میں تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمہاری اس وقت یہ حالت نہ ہوتی یزید بن عنبہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے اس کے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جن میں منصور بن جہور، حبال بن عمرو، الکلی، عبدالرحمن بن عجلان (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام، حمید بن نصر، انحنی، سری بن زیاد بن ابی کبشہ اور عبدالسلام انحنی تھے) عبدالسلام نے اس کے سر پر تلوار ماری اور سری نے اس کے منہ پر تلوار ماری اور اسکی انگلیاں پکڑ کر کھینچتا کہ اسے مکان سے باہر لیجا میں مگر ایک عورت جو اس کے ساتھ اس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی اس پر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا، ابو علاقہ القصاعی نے اسکا سر کاٹ لیا، اسکی گدی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اس ضرب سے مل گئی جو اسکے چہرہ پر لگی تھی،..... بن مقبل ولید کا سر لیکر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں، اس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے، یزید اور اسکے تمام ساتھیوں نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا یزید بن عنبہ اسسکسی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو، یزید نے اپنا ہاتھ اسکی ہتھیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوند اگر میری یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اسے میرے لئے درست فرما دے۔

یزید نے یزید بن عنبہ سے پوچھا کہ ولید نے تم سے کچھ کہا تھا اس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اس نے مجھ سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں، میں نے اس سے بات چیت کی اور اسے لعنت ملامت کی اس پر اس نے کہا بس کر میری عمر کی قسم تو نے بہت شراب نوشی کی ہے اور گناہوں کا اکثر ارتکاب کیا ہے اللہ کی قسم اب تمہارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہو گا نہ تم میں کبھی یک جہتی ہوگی اور نہ تمہاری ایک بات ہوگی۔



نوح بن عمرو بن حوی السکسی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اس قدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگریزے کو اٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکھی کا بھتیجا بنی امر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا ان کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے میمنہ پر بنی عامر تھے اسی وجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے میمنہ سے نہیں لڑا اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آئے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے اس کے خدام اور چوہداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اسے دکھانے لیجاتے تھے۔

## جنگ سے پہلے ولید کی کیا حالت تھی؟

ثنی بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لولؤہ میں آ کر مقیم ہوا اپنے بیٹے حکم اور مول بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اسے بطور معاش ساٹھ دینا ردینا۔ چنانچہ میں اور میرا اچھا زاد بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ یزید کے عسکر میں آئے مول نے مجھے اپنے بالکل پاس بلا لیا اور کہا کہ میں تمہیں امیر المومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمہیں سودینا ملیں۔

ولید لولؤہ سے چل کر ملکہ آیا یہاں عمرو بن قیس کا قاصد اسکی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانچ سو شہسوار عبدالرحمن بن ابی جنوب البهرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لئے روانہ کئے ہیں ولید نے ضحاک بن ایمن العونی الکھی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمن کے پاس جاؤ (وہ اس وقت مقام غوریہ میں تھا) ،، اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس پہنچ جاؤ صبح کو اس نے کوچ کا حکم دیا اور خود ایک کیت گھوڑے پر سوار ہوا ریشم کی قبا زیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر رکھ کر دوبار یک لمل کے پٹکے سے گات باندھ رکھی تھی دونوں شانوں پر تلوار کے اوپر زرد پٹکے تھا اب سیم بن کیسان کے سولہ شہسوار اس کے پاس آ گئے پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اس کے پاس آئے پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اسکی خدمت میں حاضر ہوا ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا پہلے تو ولید راستے پر چلنے لگا پھر وہ مشہ نامی ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہو لیا یہاں ابن ابی الجحوب اہل حمص کے ساتھ اس سے آ کر مل گیا پھر وہ نجرا آیا فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لئے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے ولید نے منادی کرادی کہ امیر المومنین نے اس گاؤں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے۔ فوج نے کہا ہم سبز چارہ لیکر کیا کریں گے اس سے ہمارے جانور موتے اور بھدے ہو جائیں گے اصل میں وہ نقد رقم چاہتے تھے۔

ثنی کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا تو ام کلثوم بنت عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کا قاصد عمر بن مرہ نام اس کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبدالعزیز بن الحجاج لولؤہ پہنچ چکا ہے۔ مگر ولید نے اس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی پھر اس کے اعلیٰ پولیس افسر خالد بن عثمان الخراش نے بنی حارثہ بن خباب کے ایک شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبدالعزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لئے ہیں پھر اس نے ہمیانی اپنی کمر سے کھول کر اسے بتائی اب وہ لولؤہ میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا مگر ولید نے اسکا بھی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور اس سے کچھ باتیں کیں جسے میں نے

نہیں سنا، میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المؤمنین نے کیا کہا اس نے کہا کہ اس نہر کے متعلق جو اس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے عبدالعزیز لولؤہ سے ملکہ آیا اس پر قبضہ کر لیا، منصور بن جمہور کو بھیجا، اور اس نے شرقی القریٰ پر قبضہ کر لیا، یہ ایک بلند ٹیلہ ہے جو علاقہ ملساء میں اس راستہ پر واقع ہے جو نہیا سے نجران واقع ہے۔

## عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی

عباس بن الولید نے اپنے موالیٰ اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس نے بنی ناجیہ کے حبش نامی ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ کو اختیار ہے کہیں تو میں آپ کے پاس آؤں ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں ولید عباس پر ناراض ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔

یہ قاصد منصور بن جمہور کو مل گیا، اس نے پوچھا کیا بات ہے اس نے ساری بات بیان کر دی منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے حرکت کی تو بخدا میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا، البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا، اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی تکبیر سنی کہ وہ نجران کی طرف پیش قدمی کرتے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان الخراش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی، مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوا حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔

## جنگ کی کیفیت کا تفصیلی بیان

یزید بن الولید کے حامیوں کے پاس ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر لٹکی ہوئی تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں تاکہ حکومت، باہمی مشورہ سے قائم کی جائے، اب جنگ شروع ہوئی۔ عثمان انجشی مارا گیا، ولید کے طرفداروں میں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے، منصور بن جمہور نہیا کے راستے چل پڑا، اور پھر ولید کے پڑاؤ پر اس کے عقب سے آدھ کا، اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا، اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا، یہ دیکھ کر میں اور عاصم بن ہبیرہ المعاقریٰ خراش کا نائب دونوں مقابلہ کے لئے نکلے، اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پسپا ہوئی اور اسکی وجہ سے منصور کا دستہ بھی پسپا ہو گیا، سخی بن المغیرہ قتل کر دیا گیا اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا، ابرش اس وقت اپنے ادیم نامی گھوڑے پر سوار تھا اس نے دوکانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اسے اپنی ڈاڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے بچے اپنا جھنڈا آگے بڑھا اس نے کہا میرے لئے آگے بڑھنا مشکل ہے کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں، عباس بن الولید آگے بڑھا تو اسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روک دیا۔

لیمان بن عبد اللہ بن دحیہ کے ترکی نامی آزاد کردہ غلام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے اچھال دیا اس کے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج پر گھوڑے سے گرا دیا گیا، اور اس سے حریف سہم گیا، ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس

ہزار دینار نقد تمہیں دوں گا اور تم کو تمہاری عمر بھر کے لئے حمص کا والی مقرر کر دوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو، عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا، اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ولید بن خالد واپس جانے لگا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابشر کو بھی اتنے ہی دیں اور مرتبہ کے اعتبار سے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں، تو میں آپ کی طرف آیا جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا، عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کر دو، ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبے کی منظوری

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کر دو، چنانچہ اس نے حملہ کیا، ولید کی فوج نے شکست کھائی ولید کھڑا ہوا اور قلعہ نجر میں چلا گیا، عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہر گیا۔ دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا، عبدالسلام بن بکیر بن شامخ انخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ فیصلہ کریں، عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے، نکل آئے، جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے آپ خاموش رہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں انہیں کرنے دیجئے، عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست منظور کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے۔

## ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ

میں نے ایک لمبے قد والے نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو محل کی دیوار کے قریب پہنچا، اور اس پر چڑھ کر محل کے اندر اتر گیا میں بھی محل کے اندر گیا، دیکھا کہ ولید مصر لٹل کا کرتہ قلم کار کا پانچامہ پہنے کھڑا ہے، تلوار بھی ہے مگر نیام میں لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اتنے میں بشر بن شیبان کنانہ بن عمیر کا آزاد کردہ غلام اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر محل میں آیا تھا اسکی جانب بڑھا۔ یزید محل کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے واسطے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کی بانیں جانب تھا، بشر بن شیبان نے اس کے سر پر تلوار کا وار کیا پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا، ولید مارا گیا، عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لئے اس پر گر پڑا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لئے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد کردہ غلام ابوالاسد نے آ کر اسکی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا، لوگوں نے اس کے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العلیمی ابوالبطریق بن یزید جس کی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے اس مال و متاع کی حفاظت کیجئے جو میری بیٹی کا



ہے۔ چنانچہ کسی شخص کی دسترس ان اشیاء تک نہ ہو سکی جن کے لئے اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ اسکی ہیں۔

## ولید کے سر کی تشہیر

عمر بن مروان الکفی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اسکی بائیں ہتھیلی کاٹ لی اور اسے یزید کے پاس بھیج دیا گیا، اس طرح اس کے سر سے پہلے میں نے یہ ہتھیلی اس کے پاس شب جمعہ کو پہنچا دی اسکا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا، نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لئے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے، اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بن مروان کے آزاد کردہ غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کئے جاتے ہیں یہ تو تمہارا چچا زاد بھائی اور خلیفہ ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کر دیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہوگی، اور اس کے خاندان والوں کو اسکا بدلہ لینے کے لئے جوش آ جائے گا یزید نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور نصب کروں گا، چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا پھر اس سے کہا کہ اسے لیجاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لیجانا۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھروالے شور و اویلا کرنے لگے، وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ تم اسے اپنے مکان لیجاؤ، تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا۔

## ولید کا سر لیمان کے پاس

پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لیجا کر دیدو، یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا، جو اس کے مخالف تھے، ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اس ایک ٹوکڑے میں رکھ کر سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا، اسے دور کرو، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شرابی دیوانہ اور فاسق تھا اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا، ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد کردہ لونڈی اسے ملی اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے تھا اس آزاد کردہ لونڈی نے کہا بخدا اس خبیث نے بالکل جھوٹ کہا اگر وہ اسکی زندگی کے درپے ہوتا تو اسے کرگزرتا اسے اس ارادہ سے کون روک سکتا تھا؟

## عبدالرحمن بن مصاد کی روایت

عبدالرحمن بن مصاد کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمد السفیانی کے مقابلہ کے لئے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے بھیجا۔ میں اس سے جا کر ملا اس سے صلح کر لی اور یزید کے لئے بیعت لے لی، ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا، ہمیں دکھائی دیا میں نے ایک شخص کو اسکی طرف دوڑایا وہ اسے میرے پاس لے آیا، سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابوالکامل مشہور گویا تھا، یہ ولید کی نامی خجری پر سوار تھا اس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا میں یزید

کے پاس فوراً پلٹ آیا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اسکی اطلاع اسے پہنچ چکی ہے، وکین بن شامخ الکھمی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن ملباء العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے محل نجران کے دروازہ کو مار رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

سنبکی خالدا بمہندات

ولا تذهب ضائعہ ضلّالا

ترجمہ: ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فواد دی تلواروں سے روئیں گے اور اس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائیں گے۔

## ولید کے قاتلوں کیلئے انعام

ابو عاصم الزیادی کا بیان ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلّس کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا اس کے بعد ایک اور شخص نے آ کر اسکا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا، وجہ الفلّس کا نام عبدالرحمن تھا حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لیکر یزید کے پاس آیا تھا، ان دس میں روح بن مقبل بھی تھا، روح نے کہا امیر المومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو، جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمن وجہ الفلّس اور بشر کنانہ الکھمی کا آزاد غلام بھی تھا، یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔

## ولید کے انعام مقرر کرنے کا واقعہ

جس روز ولید مارا گیا اس نے دشمن سے لڑتے وقت اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی کا ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے، چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے، ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھ لئے جائیں اس پر اس کے سوا لیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لانے والوں میں تھا کہا امیر المومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

## مالک اور عمرو کا بھاگنا

ولید کے ساتھ مالک بن ابی اسحٰح گویا، اور عمرو الوادی بھی تھے، جب ولید کے ساتھی اسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے قید کر لیا گیا تو مالک نے عمرو سے کہا تم مجھے نکال کر لے جاؤ، عمرو نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کرے گا کیونکہ ہم تو جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں، مالک نے کہا تم پاگل ہو اگر انہوں نے ہم پر قابو پا لیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے، پھر اسکا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا، اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے، اور اس پر سب سے سخت الزام ہم پر لگایا جائے گا، اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

## ولید کی عمر اور مدتِ خلافت

اکثر ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ولید جمادی الثانی ۱۲۶ھ کے اختتام پر دو روز قبل بروز جمعرات قتل کیا گیا۔ البتہ اسکی مدتِ خلافت میں اختلاف ہے ابوالمعتشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اسکی مدتِ خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی، اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اسکی عمر اڑتیس سال تھی محمد بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے۔

## ولید بن یزید کی عمر

بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے، دوسروں نے اکتالیس، اوروں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے، ابوالعباس ولید کی کنیت تھی، اسکی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الشقی تھی، نہایت غصہ ور آدمی تھا، پیروں کی انگلیاں دراز تھیں اس قدر قوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی۔ اس میں ڈوری باندھتے اور وہ ڈوری اسکے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی، ہاتھ لگائے بغیر گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا۔

## ولید اور ابوالزناد کی باہمی گفتگو کا واقعہ

ابوالزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اس کے پاس تھے یہ دونوں ولید کی مذمت کرتے رہے اور اس پر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے، مگر میں نے اس گفتگو میں بالکل حصہ نہیں لیا، اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لیکر دربار میں آیا تو میں نے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں دیکھے، ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا، ہشام کے انتقال کے بعد اس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا میں اس کے پاس بھیج دیا گیا، اس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا، اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو، پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا پھر کہنے لگا۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب بھینگا (ہشام) اور فاسق (زہری) بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا، ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو، کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سر اٹھنے کھڑا تھا میں نے کہا جی ہاں، ولید نے کہا اسی نے مجھے اس روز کی ساری گفتگو بیان کی۔ اللہ کی قسم اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اسے قتل کر ڈالتا میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرہ سے تاڑ لیا تھا، پھر اس نے کہا اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا، پھر اس نے شام کا خاصہ طلب کیا، ہم دونوں نے کھانا کھایا مغرب کا وقت آ گیا دونوں نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی، خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے، تین لونڈیاں آئیں اس کے سامنے میرے اور اسکے درمیان آ کر تالیاں بجانے لگیں، ولید نے شراب پی لی۔ وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے، پھر اس نے شراب طلب کی اور ان



باندیوں نے آ کر پھر اسی طرح کیا جیسا کہ وہ پہلے کر چکی تھیں غرضیکہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے تالیاں بجاتی تھیں۔ میں نے شمار کیا کہ اس نے رات بھر میں ستر پیالے شراب پی۔ اس سال خالد بن عبد اللہ القسری قتل کیا گیا۔

## خالد کی گرفتاری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی گورنری سے معزول کر دیا تھا اور انکی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا گورنر مقرر کیا تھا اس طرح وہ تقریباً پندرہ سال عراق کا گورنر بنا رہا کیونکہ ۱۰۵ھ میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا گورنر بنا اور ماہ جمادی الاول ۱۲۰ھ میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا جب ہشام نے اسے معزول کر دیا اور واسطہ میں یوسف اس کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسطہ ہی میں قید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد اپنے بھائی اسماعیل بن عبد اللہ اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبد اللہ کے ساتھ مکمل اٹھارہ مہینے حیرہ میں قید رہا یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں اور اسے تکالیف دوں مگر ہشام نے اس درخواست کو منظور نہیں کیا یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اسکے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مالگذاری کو برباد کر دیا اور بہت سے سرکاری خزانے میں فراڈ کیا ہے ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہوا اسکے علاوہ اس نے یوسف کو بتلادیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے دوران اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

## رہائی اور مال و متاع کا لٹنا

یوسف نے خالد کو اپنے پاس بلوایا خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا تمام لوگ جمع ہو گئے یوسف نے اس سے سوالات شروع کئے مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لیکر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ شراب بیچا کرتا تھا اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔ شوال ۱۲۱ھ میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے کوفہ کے قتل کے عقب میں اسماعیل بن عبد اللہ کے محل میں سکونت اختیار کی اور اسکا بیٹا یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقہ سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا اب خالد اسماعیل اور ولید کے ساتھ روانہ ہوا عبد الرحمن بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لئے رخت سفر مہیا کیا اور اس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے محل بھیج دیا تھا یوسف نے دستہ بھیجا اور اس نے خالد کا تمام زادراہ سامان اونٹ اور موالی جو اس محل میں تھے گرفتار کر لئے یوسف نے انہیں زد و کوب کیا انہیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس محل میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اسکا سب کچھ جا چکا ہے اس لئے وہ سیدھا ہیبت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازہ کے مقابل واقع ہے یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم و صفر گزارے کیونکہ ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا ابرش خالد سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا اب یزید بن علی

نے خروج کیا اور وہ قتل کئے گئے۔

## یوسف کا ہشام کے نام خط

یثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل و عیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو خوب رقم دی جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

## ہشام کا رد عمل

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا پھر اس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کا حکم دیا تھا اس معاملہ کو دریافت کیا۔ حکم نے اسکی تصدیق کی، ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں، ہم خالد پر چاہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اسکی اطاعت اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی، پھر ہشام نے حکم کو اسکی گردن پکڑوا کر دربار سے نکال دیا، اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اس مقام سے چل کر دمشق آ کر قیام پذیر ہو گیا، جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرما کی مہم جہاد کے ساتھ چلا کلثوم بن عیاض القسری ان دنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ نخل سے پیش آتا تھا۔

## خالد کے اہل و عیال اور موالیوں کی گرفتاری

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے، تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی، ایک عراقی، ابو العمیر س نام اور اسکے ساتھی ہر رات خالد سے ملنے آتے تھے اس کے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو ان لوگوں نے چوریاں شروع کیں اس وقت اسماعیل بن عبداللہ، منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے سمندر کے کنارے پر تھے، کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ کبھی پہلے نہیں لگی یہ خالد کے غلاموں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تاکہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

## خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم

ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے، موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں چنانچہ اسماعیل، منذر محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے، جو موالی ان کے ہمراہ تھے انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ام جریر خالد کی بیٹی رایتہ اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے، کلثوم نے ابو العمیر س پر چھاپہ مارا اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابو العمیر س اور اس کے جھتے کی گرفتاری کی اطلاع دی ہر شخص کا نام اور اسکی سکونت اور اسکا قبیلہ لکھ دیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں

میں ہے اس پر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجے اس میں سے بہت ڈانٹا زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً رہا کر دے، کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس کے موالیوں کو اس غرض سے قید رکھا کہ خود خالد آ کر اس سے ان کی رہائی کی درخواست کرے۔

## خالد کا رد عمل

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کر کے اپنے علاقہ میں پہنچے تو اسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا مگر اسے ان کی رہائی کی خبر نہیں ملی، یزید بن خالد ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حمص پہنچا۔ اور خالد دمشق آ کر اپنے مکان میں ٹھہر گیا، صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اس نے اپنی دو بیٹیوں زینب اور عاتکہ کو بلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں تم دونوں ہر وقت میری خدمت کے لئے موجود رہو اس بات سے وہ خوش ہوئیں، اب اسماعیل اس کا بھائی اور یزید اور سعید اس کے دونوں بیٹے اس سے ملنے آئے خالد نے انہیں اپنے پاس بلایا، اسکی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لئے اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں اس نے کہا یہ کیوں ہنتی ہیں۔ ہشام تو انہیں روزانہ جیل خانہ گھسیٹ کر لیجاتا تھا۔ جب اور لوگ اندر آئے تو اسماعیل اور اس کے دونوں بیٹے اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لئے کھڑے ہو گئے خالد نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے خلیفہ کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی میری اور میرے خاندان کی مستورات گرفتار کر کے مجرمین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کر دی گئیں، اور تم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرمانبردار عقیدت مند کی عورتیں کیوں قیود کی جا رہی ہیں، تم نے قتل کئے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمہیں ڈراتا ہوں اب میرے اور ہشام کے تعلقات صرف اسی صورت میں باقی رہ سکتے ہیں کہ وہ مجھے تکلیف پہنچانے سے باز آئے ورنہ میں اس شخص کے لئے تحریک شروع کروں گا جو عراقی مزاج، شام کا ساکن، اور جس کا حجاز وطن ہے، یعنی محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے لئے، اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اسکی اطلاع کر دو جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابوالہشیم سٹھیا گیا ہے۔

## ہشام کی خالد پر ناراضگی

ابوالخطاب کا بیان ہے کہ خالد نے کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنی ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اسے بنائیں گے جو شامی، حجازی اور عراقی ہے چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جس کی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے، جب ہشام کو اسکی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کے نام خط لکھا تو ایک یہودہ لغو گو، کمینہ ذلیل آدمی ہے تو اور مجھے دھمکی دے، ایک عبسی کے ہاتھ یا زبان کے علاوہ کسی شخص نے خالد کا ساتھ نہیں دیا۔ البتہ ایک عبسی نے دو شعر اسکی تعریف میں کہے دیئے۔



## کلثوم کا خالد کو گرفتار کرنا

خالد یزید اور اسکے اور خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے اس دوران یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجئے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیج دے، کلثوم نے ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لئے بھیجا یزید اس وقت اپنے مکان ہی میں تھا، یزید نے اس دستہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر انگی گرفت سے نکل گیا، دستہ نے جا کر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کیلئے سپاہی بھیجے، خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پہنے، عورتیں رونے چلانے لگیں، ان سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انہیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائیں گی خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں، بخدا اگر عہد و اطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا، تم میری یہ بات اس سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی اصل نسل مجھ سے پوچھے۔

خالد ان لوگوں کے ساتھ چلا گیا، اسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا، اسماعیل اسی دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا اور ابوالزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ابوالزبیر نے ہشام سے جا کر کہا۔

## ہشام کی ناراضگی پر خالد کی رہائی

ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا جس میں اسے ڈانٹا اور لکھا کہ جسکی قید کا میں نے حکم دیا اسے تو نے چھوڑ دیا اور جس کے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اسے تو نے قید کر دیا تو فوراً خالد کو رہا کر دے، کلثوم نے اسے رہا کر دیا۔

## ہشام کا خالد کے نام خط

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا، امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبدالرحمن بن ثویب الضنی (ضہ سعد جو عذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد میں تمہیں دس عادتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو، اللہ بخشنے والا ہے تم بھی بخشنے والا ہو، اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو۔ اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو اسی طرح اس نے دس صفات بیان کیں۔ امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہوگئی تو میں تمہارا خون حلال کروں گا اس لئے تم مجھے اس واقعہ کی حقیقت لکھ کر بھیجو تا کہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

## خالد کا جواب

خالد نے لکھا جس مجلس کا یہ واقعہ ہے اس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد فاجر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے، اصل واقعہ یہ ہے کہ عبدالرحمن بن ثویب میرے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ میں

دس عادتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لئے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اسی طرح اس نے دس صفات گنائیں، مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الحمری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا، امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کریں وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول، امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ ابن شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد اس کے رسول تھے، بخدا بنی بجلہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا نقصان نہیں ہوگا جتنا کہا میرا امیر المومنین کی ضلالت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابوالہیثم سٹھایا گیا ہے۔

## خالد اور ولید کے تعلقات میں کشیدگی

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا اسکے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ بنا تو فوجی جمعیتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے ان میں خالد بھی تھا، ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی، خالد نے اسکی شکایت کی اور اجازت طلب کی ولید نے سے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دیدی یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا، اور کئی ماہ اسکے وہاں قیام کو گزر گئے، پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے، تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھ سے ملنے آؤ البتہ میں نے اسے حکم دیدیا ہے کہ وہ تمہارے سفر کی تیاری میں جلدی نہ کرے۔

خالد نے اپنے با اعتماد دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا ولید کا خط سنایا، اور مشورہ لیا انہوں نے کہا ولید آپ کے لئے مامون نہیں ہے اس لئے آپ دمشق میں داخل ہو کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے، انہوں نے کہا تو صرف یہ کیجئے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے اور وہیں رہ کر اپنی جان کی حفاظت کا حتمی وعدہ لے لیجئے، خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہو سکتا ہے انہوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لئے جسے میں چاہوں دعوت دوں اس لئے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو، حفاظت جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لئے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لئے خطرے سے خالی نہیں ہے حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا، روپوشی، بخدا آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جب کہ میرا تنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں میں جاتا ہوں اور اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں۔

## خالد ولید کے دربار میں

خالد ولید کے پاس آیا نہ اس نے اسے بلایا اور نہ بات چیت کی، وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادموں کے ساتھ مقیم رہا جب یحییٰ بن زید کا سرخرا سان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے،

ولید نے دربار منعقد کیا، حاجب آ کر اپنی جگہ کھڑا ہوا، خالد نے اس سے کہا میرا جو حال ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں میں چلنے سے معذور ہوں کرسی پر سوار ہوتا ہوں حاجب نے کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جاسکتا۔ اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا حاجب نے خالد سے کہا اٹھو، خالد نے کہا معذورم ہوں چل نہیں سکتا، پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور اس مرتبہ حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لئے کہا خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی، حاجب نے کہا خالد اٹھو اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا، خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا، ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا، دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے، شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا، اور یحییٰ بن زید کا سر اٹکا ہوا تھا، خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا، جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی ولید دربار سے اٹھ گیا۔

## خالد سے تفتیش

تمام درباری بھی چلے گئے، خالد بھی اپنے گھر آ گیا، اس نے درباری لباس اتارا ہی تھا کہ ولید کا قاصد اسے پھر بلا کر لے گیا، ولید کے قاصد نے اس سے آ کر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ یزید بن خالد کہاں ہے اس نے کہا جب ہشام نے اس پر قابو پا لیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لئے وہ بھاگ گیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب ان کی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے، قاصد نے پھر آ کر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں تم جھوٹ بولتے ہو تم اسے فتنہ برپا کرنے کے لئے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہا ہے، میں میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار تھے۔

## گرفتاری

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنے قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے، قاصد نے پھر آ کر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جان لوں گا، خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا فیصلہ کر لیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہو تو میں انہیں تمہاری خاطر اس سے قدم نہیں اٹھاؤں۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسی سخت سزا دو کہ میں اس کے چیخنے کی آواز سنوں غیلان اسے اپنی قیامگاہ میں لے آیا۔ زنجیروں سے اسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا۔ غیلان نے ولید سے آ کر کہا اس شخص کے علاوہ اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے میں نے پیٹا ہو اور وہ کراہا یا چلایا نہ ہو، ولید نے کہا اب اسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس قید رکھو خالد قید کر دیا گیا۔

## یوسف نے خالد کو خرید لیا

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سارا خزانہ لیکر آیا تو خالد کے معاملہ پر درباریوں میں گفتگو ہوئی۔ ولید نے



دربار منعقد کیا، یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا، ابان بن عبد الرحمن النمیری نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی، یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم میں اسے خریدتا ہوں، ولید نے خالد کی طرف پیغام بھیجا کہ یوسف تمہیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے یا تو تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو ورنہ میں تمہیں اس کے حوالے کئے دیتا ہوں۔ خالد نے سن کر کہا بخدا عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے، اور زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر کہا اگر وہ اسکو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے، تو میں ہرگز نہ دوں، جو اسکے جی میں آئے کرے۔

ولید نے اسے یوسف کے حوالے کر دیا یوسف نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چغہ اسے پہنایا اور ایک اور اسکے اوپر سے لپیٹ دیا کسی گدے یا بستر کے بغیر اسے کجاوہ پر سوار کیا، اور اس کے ساتھ اسی کجاوہ میں سوار ہوا جو موصل کے گورنر ابو قحافہ المری ولید بن تلید کے بھیجے کا تھا۔

### خالد پر تشدد اور اس کا انتقال

یوسف خالد کو اس طرح لیکر چلا، محدثہ جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا آ کر قیام کیا، خالد کو سامنے بلا کر اسکی ماں کا بری طرح ذکر کرنے لگا، خالد نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ، میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے کبھی نہ بولوں گا، یوسف نے اسے خوب مارا اور سخت تکلیف دایا مگر اس نے ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہا، اب پھر اسے لیکر کوچ کیا، دوران سفر زید بن تمیم القینی نے دانہ انار کے ستوکا ثربت اپنے آزاد کردہ غلام سالم انصاط نام کے ہاتھ اسے بھیجا، یوسف کو اسکی خبر پہنچ گئی اس نے زید کو پانچ سو اور سالم کو ایک ہزار کوڑے لگوائے، حیرہ آ کر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا، اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا، ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا، خالد پر تمام دن اسی تکلیف میں کٹارات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اسکے سینے پر رکھ دیا گیا جس سے اسی رات اسکا انتقال ہو گیا، اور اسے اس کے بدن پر موجود چغے میں اسی زمین کے سپرد کر دیا گیا۔

### خالد بن عبد اللہ کا صبر و استقلال

یشم بن عدی کے بیان کے مطابق اسکی موت محرم ۱۲۶ھ میں واقع ہوئی، عامر بن سہلہ الاشعری نے اسکی قبر پر آ کر اپنا گھوڑا ذبح کیا اس جرم میں یوسف نے اسے سات سو کوڑے لگوائے۔ ایک شخص کا کہنا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اس وقت موجود تھا، یوسف نے ایک لکڑی منگوائی وہ اس کے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اس پر کھڑے ہوئے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے مگر بخدا نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منہ بنایا پھر لکڑی اسکی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئی پھر اسکی دونوں رانوں پر رکھی گئی پھر اس کے دونوں کولہوں پر پتھر اسکے سینے پر یہاں تک کہ اسی طرح وہ مر گیا مگر نہ ایک لفظ اسے زبان سے نکالا اور نہ اسکی ابرو پر بل آیا۔

### یزید بن ولید کو ناقص کہنے کی وجہ

اسی سال یزید بن الولید بن عبد الملک کے لئے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی، ناقص اس لئے کہا

جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی تنخواہوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے زیادتی کو کم کر کے تنخواہوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبد الملک کے دور میں تھی، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا، علی بن محمد لکھتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب و شتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے، اس کا نام ہی ناقص رکھ دیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔ اسی سال بنی مروان کی یکجہتی متزلزل ہو گئی اور فتنہ برپا ہو گیا۔

## اس سال کے مختلف فتنوں کا ذکر

### سلیمان کا قید سے بھاگنا

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا، علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا جیل سے نکل آیا، عمان میں جس قدر سرکاری خزانہ وغیرہ تھا سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا، ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

### ولید کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری

اسی سال اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا اس کا مکان گرا دیا، اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

علی راوی ہے کہ مروان بن عبد اللہ بن عبد الملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا یہ اپنی شرافت، بزرگی، فراست اور وجاہت کے اعتبار سے بنی مروان کے اکابر میں سے شمار ہوتا تھا، ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اور ولید کا ماتم برپا کیا، اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے، ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پہلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبد العزیز بن الحجاج سے جا ملا یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا، انہوں نے عباس کے مکان کو گرا دیا، اسے لوٹ لیا، اس کی حرم کو بھی لوٹا، اس کی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور خود اس کی تلاش کرنے لگے، مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا، انہوں نے تمام چھاؤنیوں سے خط و کتابت شروع کی، اور انہیں ولید کے خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی، سب نے اس بات کو منظور کر لیا، نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لئے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی تنخواہ گزشتہ محرم سے اس محرم تک دے گا، اور ان کی اولاد کے لئے بھی تنخواہ مقرر کرے گا، نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنالیا اور مروان بن عبد اللہ بن عبد الملک کو جو حمص کے دارالامارہ میں تھا اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

مروان نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا، یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا، جب یزید بن ولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصدان کے پاس بھیجے ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا، اور اس نے انہیں یہ لکھا کہ میں اپنے لئے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے

خلیفہ کا انتخاب کیا جائے عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ ہم اپنے ولی عہد یعنی ولید بن یزید کے بیٹے کے لئے راضی ہیں، یعقوب بن عمیر نے اسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی، پاگل ہو گیا ہے تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری حفاظت میں رہے تو کبھی خود اسکا مال اسے نہ دیگا چہ جائیکہ تمام قوم کی باگ ڈور اسکے سپرد کرے۔

حمص والے یزید بن الولید کے قاصدوں پر جھپٹے اور انہیں نکال باہر کیا، اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبد اللہ کو ان کے معاملہ سے کوئی سروکار نہ رہا تھا، اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اسکے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا اس نے کہا اگر میں دمشق جا کر وہاں لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا یہ حواریں آ کر ٹھہرے ان کے ساتھ اکثر بنی عامر الکلسی تھے سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا، یزید نے اسکی عزت و توقیر کی اور اسکی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبد الملک سے نکاح کر لیا، اور اسکا وہ تمام مال و جائداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تعمیل کریں۔

## مروان اور اسکے بیٹوں کا قتل

ان کے مقابلہ کے لئے اہل حمص بھی آگے بڑھ کر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے۔ اور مروان بن عبد اللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے نکلے ہو یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اسکا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا، ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو سینگ اور گردن کی طرح ہیں اگر تم نے انہیں کاٹ دیا تو جوان کے پیچھے آ رہا ہے اسکا خود میں پیچھا کروں گا۔ اسکے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہوگا، اور ان کا مقابلہ تمہارے لئے آسان ہو جائے گا، میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں، سمط نے کہا بخدا یہ ہمارا دشمن ہے اسکا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبد اللہ پر حملہ کیا اسے اور اسکے بیٹوں کو قتل کر ڈالا، اور ان کے سر سب کو دکھانے کے لئے بلند کئے حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھی۔

## نیا امیر اور مقابلے کی تیاری

مروان بن عبد اللہ کے قتل کے بعد انہوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو ہم خود تمہارے مقابلہ کے لئے آتے ہیں مگر انہوں نے یہ کیا کہ سلیمان کی فوج کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا، جب سلیمان کو اسکی خبر ہوئی وہ بڑی تیزی سے ان کے مقابلہ کے لئے بڑھا، اور سلیمانہ میں سلیمان بن عبد الملک کے ایک میدانی علاقہ میں انہیں پکڑ لیا جو عذراء کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اسے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھائی پر ٹھہرے نیز اس نے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا



کہ سلامتہ گھائی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

## جنگ کا آغاز

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ہم نے ملا لیا انہوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا، حباب اس کے پیچھے تھا اور اس طرح صرف ایک ہی سمت سے ان پر حملہ کیا جاسکتا تھا، اس کے علاوہ چونکہ وہ پہلی ہی رات قیام پذیر ہو چکے تھے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دے کرتازہ دم کر لیا تھا اس کے برعکس ہم ساری رات سفر کر کے ان تک پہنچے تھے، جب دن چڑھ گیا، گرمی شدید ہوئی، ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پو بوجھل ہو گئے تھے میں نے مسرور بن الولید کے پاس جا کر اس سے کہا اے ابوسعید میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ امیر اس حالت میں اس وقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں سلیمان میری بات سن رہا تھا اس نے میرے آکر کہا اے نوجوان صبر کر جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے ان کے درمیان جو فیصلہ کرنے والا ہو فیصلہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا، آگے بڑھو، اس کے میمنہ پر طفیل بن حارثہ الکھمی اور میسرہ پر طفیل بن زرارہ الحبشی تھا، اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا میمنہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا خود سلیمان قلب میں تھا، وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا، اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا، اور انہیں اسی جگہ تک پیچھے دھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا کہ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر۔ ان کے دو سو کے قریب آدمی مارے گئے جن میں حرب بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا، اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

## عبد العزیز بن الحجاج کا حملہ

ابو العلیا البہرائی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مقابلہ کے لئے اسکے مقابلہ پر حیتہ بن سلامہ الکھمی نکلا اور نیزہ کا اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابو جعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا، اب ثبیت بن یزید البہرائی نے دعوت دی، اس کے مقابلہ کے لئے ایراک السغدی جو سغد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا، شیب پستہ قد تھا ایراک گرانڈیل تھا، جب شیب نے اسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ مگر ایراک میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ شیب نے اسکے تیر مارا جس نے اسکے عضلہ ساق کو اسکے گھوڑے کے منہ سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبد العزیز عقاب گھائی سے بڑھ کر اہل حمص پر حملہ آور ہوا ان کے عسکر میں در آیا، بہت سے جوانوں کو قتل کیا اور ہمارے ساتھ آ ملا۔

## اہل حمص کی شکست

سلیمان بن زیاد الغسانی کا کہنا ہے کہ میں عبد العزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا، اہل حمص کی فوج کو دیکھ کر اس نے اپنی فوج سے کہا تمہیں اس ٹیلے پر پہنچنا ہے، جوان میں درمیان میں واقع ہے، اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو اللہ کی قسم میں اسے قتل کر دوں گا، اور اپنے علم بردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اور ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کیا۔ جس

نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا، ہم اسی ٹیلہ پر جا پہنچے، ان کی فوج میں شکاف پڑ گیا، اور انہیں شکست ہوئی، یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو، یہ سن کر لوگ رک گئے، اور اس نے سلیمان اور عبد العزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا، اس وجہ سے ذکوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلہ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رہ گئی مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

سلیمان بن ہشام نے عبد العزیز کو بھیج کر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کر لیا یہ انہیں لے کر طفیل بن حارثہ کے پاس سے گزرا۔ ان دونوں نے ان سے چلا کر کہا اے مامون ہم تمہیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں عبد العزیز انہیں سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے انہیں قید کر دیا بنو عامر کو ان کے قتل کئے جانے کا خوف ہوا اس لئے انکی ایک جماعت آئی اور ان کے ساتھ ہی خیمہ میں رہی، پھر سلیمان نے انہیں یزید بن الولید کے پاس بھیج دیا یزید نے انہیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا، نیز ان کے ساتھ اس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کر دیا۔

## جنگ کے بعد

سلیمان اور عبد العزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں ٹھہرے اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور سب نے یزید بن ولید کے لئے بیعت کر لی، کچھ دمشق آ گئے اور کچھ حمص چلے گئے یزید نے ان کی تنخواہیں انہیں دیں، انکے اشراف جن میں معاویہ بن یزید بن الحصین، سمط بن ثابت عمرو بن قیس، ابن حوی اور صفر بن صفوان تھے ان سب کو انعام و اکرام دیا نیز اس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا، باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے، پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے اس جنگ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

اسی سال اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی، اپنے عامل کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## اہل اردن و فلسطین کا ہنگامہ

### یزید کی بیعت پر آمادگی

سعید بن عبد الملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا، یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا سردار تھا اور سلیمان بن عبد الملک کے بیٹے فلسطین آ کر رہا کرتے تھے اس لئے وہاں کے باشندے ان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے، انہیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی اس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے۔ اب آپ یہاں آئیے تاکہ ہم آپ کو اپنا حکمران بنالیں اس بات کے لئے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کر لیا۔ نیز اس نے سعید بن عبد الملک کو جو اس وقت سبع میں ٹھہرا ہوا تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ ہو گئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمران بنالیا ہے جس کی حکومت سے ہم راضی ہیں چنانچہ سعید بن عبد الملک یزید بن الولید کے پاس چلا گیا،

یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کے لئے دعوت دی، جب اہل اردن کو ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے محمد بن عبد الملک کو اپنا حاکم بنا لیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی، یزید کو ان کی شورش کا علم ہوا اس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور ان اہل حمص کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جو سفیانی کے ساتھ تھے۔ محمد بن راشد راوی ہے کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے، سلیمان ان کے پاس آ گیا یہ مجھے خطوط اور پیغام کے لئے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے اور حکم اور راشد جرہ بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا، میں انہیں یزید کی بیعت کرنے کے لئے سبز باغ دکھاتا اور امیدیں دلاتا تھا آخر کار وہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے۔

## یزید کا قاصد فلسطین میں

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمد بن عبد الملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اس لئے بھیجا کہ انہیں اس کی اطاعت کی دعوت دوں، حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں، میرے ساتھ حذیفہ بن سعید بھی تھا، ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمد بن عبد الملک سے یہ کارروائی شروع کی، اردن کے کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے میں نے اس سے گفتگو شروع کی، انہوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، یہ شخص نماز قائم کرنے کے وقت آیا ہے اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے میں نے علیحدگی میں اس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمہارے پاس آیا ہوں واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کئے گئے وہ سب تمہاری قوم کے تھے اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ انہیں کے ہاتھوں میں گیا ہے اور یزید آپ کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہے، محمد نے کہا کیا تم اسکی ضمانت کرتے ہو، میں نے کہا جی ہاں اس کے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہہ آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لئے تمہیں فلسطین کا عامل مقرر کر دے گا، اس نے میری دعوت پر لبیک کہا، میں واپس چلا آیا صبح اٹھ کر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے۔

## اردن میں لوٹ مار

محمد بن سعید بن حسان الارذنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا، جب سب لوگوں نے اسکی بیعت کر لی تو اس نے مجھے اردن کا افسر مال مقرر کر دیا۔ جب لوگ اس کے مخالف ہو گئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی مجھے دستہ دو تا کہ میں طبریہ پر غارت گری کروں، اس نے اس سے صاف انکار کر دیا، میں نے یزید بن الولید کو سارا واقعہ سنایا اس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر دستہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے، میں نے اس حکم کو سلیمان کے حوالہ کر دیا سلیمان نے مسلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا، میں رات ہی کے وقت اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا، بطیجہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے علاقے میں پھیل گئے میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کر کے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے اہل طبریہ نے کہا ہم کس لئے یہاں ٹھہرے رہیں کہ جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل و عیال پر تحکم کرتے ہیں۔ یہ لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبد الملک کے احاطوں میں گئے، انہیں لوٹ لیا



ان کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے۔

## اہل اردن کا یزید کی بیعت کرنا

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان صبرہ آیا۔ اہل اردن اس کے پاس آئے اور انہوں نے یزید کے لئے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے انہیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے یزید کے لئے بیعت لیکر پھر اپنے پڑاؤ واپس آ گیا۔

سلیمان بن داؤد راوی ہے صبرہ پر ٹھہر کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی وہ زیادتی بیان کرو جس کا خود تمہیں علم ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے معاملہ سے فراغت دیدی ہے۔ اور اب میرا مستقل ارادہ ہے کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال الحاربی کو اردن کا حاکم مقرر کروں میں نے یزید سے آکر وہ باتیں بیان کر دیں جن کا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضیعان بن روح سے کیا کہا میں نے ساری کیفیت سنائی یزید نے پوچھا پھر اس نے کیا کیا میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لیکر اور ابن جروام اردن کو لیکر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے یزید نے کہا تو ایسی حالت میں سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا وفا کے تقاضوں کے سراسر منافی ہے تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ جب تک وہ رملہ جا کر اسکے باشندوں سے میرے لئے بیعت نہ لے واپس نہ آئے اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا ضبعان بن روح کو فلسطین کا مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کرتا ہوں۔

## یزید کی تقریر

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی خدا کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد اس نے کہا اے لوگوں میں نے کسی بدعتی دنیا کی حرص یا حکومت کے لئے خروج نہیں کیا نہ میں نفس پرور ہوں اللہ مجھے پر اپنا رحم کرے میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اسکے رسول اور اس کے دین کی حمایت و حمیت میں خروج کیا ہے۔ اور اس لئے کہ میں اللہ۔ اسکی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کی طرف دعوت دوں کیونکہ ہدایت کے بلند مینار گرا دیئے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی شمع گل کر دی گئی تھی ایسے سرکش متمرکد اور دورہ ہو گیا تھا جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا۔ ہر بدعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچا زاد بھائی تھا اور شرافت نسب میں میرے برابر تھا مگر جب میں نے اسکی یہ روشن دیکھی تو اللہ سے اسکے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوند اتو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر دینا پھر میں نے اس کا ردوائی میں شرکت کے لئے صرف اپنے ماتحت اور متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے اس پر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے ملک اور بندوں کو اسکی جانب سے راحت دلا دی۔ نصرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی محل تعمیر کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ دولت جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا نہ دولت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کروں

گا جب تک میں اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کر لوں اور اسکے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انہیں تقویٰ حاصل ہو، اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس دولت کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور اسے سب سے زیادہ دولت کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لئے منتقل کروں گا، تمہاری سرحدوں پر میں جنگی وصول نہیں کروں گا، جس سے تمہیں یا تمہارے اہل و عیال کو تکلیف اٹھانا پڑے نہ میں اپنے دروازے کو تمہارے لئے کبھی بند کر دوں گا تا کہ تمہارا تو ی تم میں جو کمزور ہو اسے ستانہ سکے نہ میں تمہارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جس کی وجہ سے وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور انکی نسل منقطع ہو جائے۔

میں تمہیں سالانہ تنخواہ دوں گا اور ماہوار ماہانہ تاکہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جائے کہ تم میں سے جو مجھے سب سے زیادہ دور ہے اسکی حیثیت اس جیسی ہو جو تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو، اگر میں اپنے ان وعدوں کو پورا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرمانبرداری و اطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں آپ میری کسی کوتاہی کا سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو آپ اسے قبول فرمائیں، اور اگر آپ کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لئے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لئے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی اطاعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔

حضرات اگر کوئی شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسکی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے، اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے، اس لئے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تم اس کی اطاعت کرو، اگر وہ نافرمانی کی طرف بلائے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے اور اسے قتل کر دیا جائے، میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

## تجدید بیعت

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لئے بلایا سب سے پہلے اہم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی، قیس بن ہانی العنسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المؤمنین اللہ سے ڈرتے رہنے اور جو وعدے آپ نے کئے ہیں ان پر جے رہنے کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہے انہیں لوگ عمر بن عبدالعزیز کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا، مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے برے طریقہ سے حاصل کیا تھا جب مروان بن محمد نے اسکی اس بات کو سنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کر دے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

## قیس کا قتل

جب مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جا کر قیس بن ہانی کو نظر میں

رکھنا، کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اسے قتل کر دینا، اس شخص نے حکم کے مطابق دمشق کی مسجد میں آکر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔

اسی سال یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی گورنری سے برطرف کر دیا اور اسکی جگہ منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

## یوسف کی ولایت عراق سے برطرفی

### منصور بن جمہور کا تقرر

جب تمام شام نے یزید بن ولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تو ولید نے عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن وحیہ بن خلیفہ الکھی کو عراق کا گورنر بنانے کے متعلق گفتگو کے لئے اپنے پاس بلایا عبدالعزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا، یزید نے اسے چھوڑ دیا اور منصور بن جمہور کو عراق کا گورنر مقرر کر دیا۔ مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبدالملک جمادی الثانی ۱۲۶ھ کے اختتام سے دو روز قبل بروز بدھ قتل کر دیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن ولید بن عبدالملک کے لئے بیعت کر لی۔ جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جمہور نجران سے عراق روانہ ہو گیا، اس سمیت کل سات آدمی اسکے ہمراہ تھے، یوسف بن عمر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی، وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا، منصور بن جمہور رجب کی ابتداء میں حیرہ پہنچا۔ سرکاری خزانوں پر قابض ہو گیا، اہل معاش کو تنخواہیں دے دیں۔ حریت بن ابی جہم کو اس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا منصور بن جمہور نے ایک شب اس پر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈال دیں، جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیئے، اور یزید بن ولید کے لئے عراق اور تمام اضلاع میں بیعت لے لی، رجب کا بقیہ حصہ شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے آخر میں شام واپس چلا آیا۔

### منصور کے گورنر پر اعتراضات

ابو مخنف کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ منصور بن جمہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا، یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی بناء پر وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا، جب یزید نے اسے عراق کا گورنر مقرر کیا تو اس سے کہا میں نے تمہیں عراق کا گورنر مقرر کیا ہے، تم عراق جاؤ، اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا، یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اس کے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمہارے لئے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی برا طرز عمل اختیار کرو، جس کی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا، یزید بن حجرۃ الغسانی جو ایک نہایت دیندار فاضل شخص تھا، اور جس کی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنے دینداری کی وجہ سے ولید کے خلاف لڑا تھا، یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا گورنر مقرر فرمایا ہے، یزید نے کہا ہاں اسکی عمدہ کارگذاری اور اعانت کے صلہ میں اس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اس میں وحشی پن اور بددینی کی وجہ سے اس میں نہیں ہو سکتیں۔ یزید نے کہا اگر میں منصور کو اسکی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دوں، اس نے کہا



ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجئے، جو مشتبہ حالات و واقعات میں استقلال سے کام کرے، اور جو احکام و حدود دین سے واقف ہو، اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں، یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا۔ بخدا ان کی وجہ سے اسلام کو عزت کے بجائے ذلت نصیب ہوئی۔

## یوسف حیرہ میں رہا

جب یوسف کو ولید کے قتل ہونے کا علم ہوا تو اس نے ان یمنی سرداروں سے آمدورفت شروع کی اور قید میں ان سے آکر ملنے لگا پھر اس نے مضر بن سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جس کی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑبڑ پڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے، وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جس کی وہ بیعت کریں گے میں بھی کر لوں گا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔

یوسف کو معلوم ہو گیا کہ ان مضر بنوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا، اس لئے اس نے سب یمنی قیدی رہا کر دیئے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر جو اسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے کی طرف حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو، نیز اس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھادیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر ہوا۔

## منصور عراق میں

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب جب عین التمر پہنچا تو اس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا۔ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں، اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا، ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا بہت سے خون بہائے اللہ نے اس کا خون بہایا اور جلدی سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا والی وہ شخص ہوا ہے جو اس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جس کے لئے سب نے بیعت کر لی ہے اس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا گورنر مقرر کیا ہے، اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اسکے عاملوں کو گرفتار کر لوں، وہ خود مجھ سے دو منزل پیچھے مقام ایض پر مقیم ہے، لہذا تم یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کر لو، ان میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے، اور انہیں اپنے پاس قید رکھو یا درکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جس کی تم نے نظیر نہیں دیکھی اب چاہے تم اسے اختیار کرو یا ترک کر دو۔

## یوسف کی پریشانی

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اس نے ان شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے متعدد خطوط لکھے جن میں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کر لو، یہ تمام خط اس نے سلیمان بن سلیم بن کیسان کو بھیج دیئے، اور حکم دیا کہ ان خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچا دے، مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آکر منصور کا وہ خط سنایا جو کہ اس نے سلیمان کو لکھا تھا۔ اس کے سنتے ہی یوسف کے

## اہل واسط کا یزید کیلئے بیعت کرنا

حریث بن ابی الجہم کا بیان ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکا یک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا۔ میں واسط میں یوسف کا مصاحب تھا میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا حریث بن ابی جہم۔ انہوں نے کہا بخدا ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا اس نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لئے تمام لوگوں سے بیعت لے لی۔

## عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا گورنر تھا اس نے محمد بن غزان یا عزان الکھمی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اسکی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے اس پٹائی کی وجہ سے اسکا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں بیکار ہو گئیں جب منصور بن جمہور عراق کا گورنر بنا تو اس نے اسی کو سندھ اور بھجستان کا گورنر مقرر کیا، بھجستان آ کر اس نے یزید کے لئے بیعت لی پھر سندھ آیا عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا عمرو بن محمد نے پہرہ والے کی تلوار چھین کر اسے نیام سے باہر کیا اسکی نوک پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیا تلوار پیٹھ پر اتر گئی۔ لوگوں نے شور مچایا۔ ابن غزان نے باہر آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا عمرو بن محمد نے کہا میں عذاب سے ڈرا اس نے کہا میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر فوت ہو گیا ابن غزان نے یزید کے لئے بیعت لے لی۔

## یوسف کی سلیمان کی طرف روانگی

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکھمی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو، اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑیں گی اور منصور بن جمہور تمہارے پاس آیا تو اس سے تمہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس مشورہ میں کیا ہرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر کیا طریقہ اختیار کیا جائے سلیمان نے کہا اسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے اپنی تقریروں میں اس کے لئے بیعت کی دعوت دو جب منصور قریب پہنچ جائے گا اس وقت میں اپنے کسی بھروسہ کے آدمی کو تمہارے ساتھ کر دوں گا چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ صبح سویرے شہر میں داخل ہو سکتا تھا تو یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا۔ تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا وہ اسے سادے کے

راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقا پہنچ گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپے رہو اور عراق کو منصور کے لئے چھوڑ دو جو وہ چاہے یہاں کرے یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمہیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا چنانچہ سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آ کر سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں بکر بن وائل ہیں اس لئے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیدیں، عمرو نے اسے اپنے پاس پناہ دیدی۔

## یوسف پر خوف اور جوش انتقام

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ اس قدر تکبر اور غرور کے باوجود وہ اس قدر مرعوب و خوف زدہ ہو گیا تھا کہ میں نے ایک حسین و شائستہ لونڈی اسکے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اسے خوش کرو مگر وہ نہ اسکے قریب گیا اور نہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا، یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے میری ایک تمنا باقی ہے، میں نے کہا بیان کرو اس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچا دو میں نے کہا اچھا، صبح کو منصور بن جمہور کوفہ آ گیا،

اس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اسکی مذمت کی پھر یزید کا نام لیا اور اسکی تعریف کی پھر یوسف اور اسکے مظالم کا ذکر کیا، بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا۔ میں نے یوسف سے آ کر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اس نے تمہاری برائی کی ہے اس نے کہا اللہ کی قسم اب مجھ پر فرض ہو گیا کہ میں سود و سوا اور تین سو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس طرح لوگوں کو دھمکاتا ہے سلیمان بن سلیم نے اسکی حفاظت کے عہد سے اپنی برات کا اظہار کر دیا اور پھر اسے شام بھیج دیا شام میں یہ چھپا رہا پھر بلقا چلا گیا۔

## منصور کا یوسف کی فوج کو پکڑنا

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانچ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا مگر جب منصور بن جمہور صرف تیس شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اسکی کوئی مزاحمت نہ کی منصور نے ان کے ہتھیار اتار لئے اور اپنے ساتھ انہیں بھی کوفہ لے آیا۔

## یوسف کے بلقاء پہنچنے کی ولید کو اطلاع

جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا اس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامہ بن سلیم بن کیسان اور غسان بن قحاس العذری تھے اور خود اس کے صلبی سات بیٹے اور بیٹیاں اسکے ساتھ تھیں۔

رجب کے شروع میں منصور بن جمہور کوفہ آیا، سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو ان کی تنخواہیں دیں اور ان



تمام عہد یدار اور مالکذاری کے اہلکاروں کو رہا کر دیا جنہیں یوسف نے قید کر لیا تھا۔ جس وقت یوسف بلقا پہنچا اسی وقت اسکی اطلاع یزید بن الولید کو ہو گئی۔

## یوسف اور اسکے بیٹوں کی گرفتاری اور قتل

محمد بن سعید الکلمی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اسکی گرفتاری کے لئے روانہ کیا، میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اس کے مکان کو گھیر لیا۔ اب ہم اسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنانہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم نشین تھا جب ان کی بھی تلاشی لی گئی تو ان کے پاس اسکا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا، بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا، یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا، یہ یزید کے پورے دور خلافت، ابراہیم کے دور خلافت کے دوران دو مہینے دس دن تک قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جسکی کنیت ابو الاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لئے بھیجا اس نے جیل خانہ میں آ کر گرز سے ان دونوں نو عمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر کال کر اسکی گردن مار دی۔

## دوسری روایت

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اسکی گرفتاری کے لئے بھیجے، بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچا زاد بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پنجہ سے تمہیں نکال لوں، یوسف نے کہا میں اس کے لئے تیار نہیں، اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں تمہیں قتل کر ڈالوں تاکہ یمن کے لوگ تمہیں قتل نہ کر سکیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئے گا، یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا، اس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے قاصدا سے پکڑ کر یزید کے پاس لائے۔ یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا گورنر مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تاکہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔

یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے، پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے مسلم بن ذکوان اور محمد بن سعید متطرف الکلمی کو بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو، ان دونوں نے اسکو تلاش کیا مگر نہ پایا جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں بتا دیتا ہوں، وہ اپنے کھیت کی طرف چلا گیا جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے، وہ دونوں بلقاء کی چھاؤنی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں آئے انہیں اس کا پتہ چل گیا، وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا، ان دونوں نے اس کو تلاش کیا اور عورتوں میں پایا، عورتوں نے اس پر ابریشم کے کپڑے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا، اور خود ننگے سر اس ڈھیر کے آس پاس ہو بیٹھیں تھیں ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر

گھسیٹ نکالا۔

اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو بنی کلب تم سے خوش ہو جائیں گے میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عمیر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لئے تیار ہوں یہ لوگ اسے یزید کے پاس لے چلے راستہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لیکر جا رہا تھا اسے ملا اس نے اسکی ڈاڑھی پکڑ کر اسے کھینچا اور کچھ بال بھی نوچ لئے، یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا، جب یہ اسے یزید کے پاس لائے تو یزید اسکی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی، یوسف کہنے لگا بخدا امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی اب اس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اسے قصر خضراء میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے، یوسف نے کہا بخدا مجھے اس کا خیال بھی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگرچہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے محمد بن راشد نے یزید سے جا کر یہ بات کہی اس نے کہا تو بھی اسی جیسا حقیق ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لئے کیا ہے کہ عراق بھیج دوں تاکہ وہاں سب کے سامنے اسکی تشہیر کی جائے اور جو مظالم اس نے کئے ہیں اسکی سزا میں اسکا مال اور اسکی جان لی جائے۔

## یزید کا اہل عراق کے نام خط

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرح اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا جو حسب ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا۔ اس میں اوامر و نواہی مقرر کئے تاکہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان لے جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں، پھر وہ خود ہی اس کا نگہبان ہوا اور جو لوگ اس کے حدود کے قائم کرنے والے ہیں انکا وہ دوست بنا جس کی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اسکی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ ان امتیازات کے علاوہ جنہیں خود اللہ نے اسے دیئے ہیں کوئی اور عہد کرائے یا کسی شے کو حلال کر دے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسکی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائیدار ہوتی ہے، اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لئے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے۔ اور اسکا اجر و ثواب اس کے لئے جمع رکھتا ہے۔ اور جو اسکے خلاف کرتا ہے اللہ اسکی تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر کے اسے محروم کر دیتا ہے۔

چنانچہ خلفاء یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام اور اسکی کتاب کی اتباع کرتے رہے ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اس کے ارتکاب کی جرات ہوئی جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں، اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون

ہے اور بلاوجہ لوگوں کے مال ضبط کئے گئے اور ایسی بری باتیں کی گئیں کہ جن کے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہلت دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود ان باتوں کو چھوڑ دے گا، اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برات کر لے گا اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر ترک کر دے گا میں خود اسکی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اسے تو ساحل مراد پر پہنچا میں فوج سے ملا ان کے سینے اسی دشمن خدا کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشاں تھے کیونکہ اسکا یہ حال تھا کہ جو شرائع اسلام اسکے سامنے آئے اس نے انہیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا اور ان باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے میں نے فوج سے اپنی ناراضگی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ س سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد ہو رہی ہیں انہیں میں اپنے دین کی حفاظت اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر ان حالات میں ان کا طرز عمل یہی رہا تو انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لئے انہیں دعوت دی انہوں نے فوراً اس پر لبیک کہا میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو انکا سردار بنا کر اسکے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ انہوں نے نجران نامی ایک گاؤں میں سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے اس نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی پر برقرار رہنے کو پسند کیا پھر اس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی وجہ سے خود ہی ان پر حملہ کی ابتداء کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ بڑا طاقتور اور دانا ہے اور اس کی گرفت شدید ہے اللہ نے اسکی بد اعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کر ڈالا نیز اس کے ان بد اعمال مصاحبوں میں سے جو اسکی اندرونی خباثت و فسق میں اسکے شریک کار تھے قتل کئے گئے اسکے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اسکی آگ بھادی اور اپنے بندوں کو اسکی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اسکے شرکاء طریق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع دے دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اسکا شکر بجالاؤ کیونکہ اب تمہاری حالت قابل مثال و رشک ہو گئی اس لئے کہ تمہارے حکمران تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے کوئی شخص عدل و انصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کرے گا اس لئے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو۔ میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا گورنر مقرر کیا ہے تم اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو اللہ کی مخلوقات کے لئے جس قدر عہد و وعدے لئے جاتے ہیں ان سب سے بڑھ کر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو کیونکہ اس پر تمام امت نے اتفاق و اجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے لئے میں اپنے رب سے توفیق و نیک تکمیل کا طلب گار ہوں۔

اسی سال نصر بن سیار نے خراسان میں جمہور کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لئے تحائف لیکر عراق آنے کا



حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا، مگر اس نے راستے میں دیر لگائی، یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

## ولید کے قتل پر نصر کی خوشی

سالم اللیشی کا آزاد کردہ غلام بشر بن نافع جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا اس کا بیان ہے کہ جب منصور بن جہور عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کر کے رے روانہ کیا میں بھی اس کے ساتھ رہے آیا اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چل کر اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب نیشاپور پہنچا تو نصر کے مولیٰ حمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنے مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمہیں آگے نہ جانے دوں گا، میں نے اسے ہمارا واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اس کی اطلاع مت دینا۔ اب ہم سب نصر کے پاس آئے وہ اس وقت قصر ماجان میں تھا ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی اس کے خواجہ سرانے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا اس نے جا کر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی۔ نصر باہر آ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آ گئے اس نے مجھ سے ایک بات نہیں کی اندر جا کر اس نے مجھ سے واقعہ پوچھا میں نے ساری کیفیت سنائی نصر نے اپنے آزاد کردہ غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لئے خلعت و انعام لے آئے، پھر یونس بن عبد ربیع اور عبید اللہ بن بسام مجھ سے ملنے کیلئے آئے میں نے ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ بتا دیا، ولید بن یوسف اس وقت نصر کے پاس تھا جب اسے معلوم ہوا تو اس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی۔ نصر نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ سنایا ولید بن یوسف اور اس کے ساتھیوں نے مجھے جھٹلایا میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجئے، جب تین دن گزر گئے اور کوئی مزید اطلاع نہ ملی تو نصر نے اسی پولیس والے میری نگرانی کے لئے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف خبر پہنچنے میں دیر ہوئی جب نویں رات آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیج دیئے زین اور لگام کے ساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھ سے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پورا ایک لاکھ دوں۔

## ولید کے قتل پر نصر کا رد عمل

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آ گیا تو اس نے ان تحائف کو واپس منگوا لیا جو ولید کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں کو خاص احباب میں تقسیم کر دیا۔ برتن عوام الناس کو دیدیئے۔ اپنے عمال روانہ کر دیئے اور انہیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منظور بن جہور خراسان آ رہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے اس کے بعد اس نے اس کا نام لیا اور کہنے لگا عبد اللہ بے یار و مددگار مگر نصر نے بنی ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا چنانچہ اس نے یعقوب بن یحییٰ بن حصین کو طخارستان علیا کا حاکم مقرر کیا معہہ بن عبد اللہ الیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اس کے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبہؓ کو قہستان کا حاکم مقرر کیا اور ان عہدیداروں کو

رعایا کے عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی، پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

### عادل بن خوارزم عبدالملک بن عبداللہ

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ السلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا میں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزاریوں کی طرح کمزور ہوں۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انہیں اپنے وجود سے معزز کر دیا۔ بخدا میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کروں گا اور جیل خانہ سے بھی کام لوں گا اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود جاؤں گا۔ اور پھر تم اس طرح سیدھے راستے چلنے لگو گے جس طرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناچتی پھرتی ہے ورنہ میں تمہیں اس طرح جھاڑوں گا جس طرح کچھن جھڑبیری کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں۔

### نصر کا انصاف

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور نے بھیجا تھا خراسان آیا نصر کے آزاد کردہ غلام حمید نے جو نیشاپور میں راہ گزار تھا اسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے نصر سے آ کر اسکی شکایت کی نظر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمہاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد کردہ غلام ہے اور اس لئے وہ تمہارے برابر کا نہیں کہ اس سے میں تمہارا قصاص لوں۔ اس معاملہ کو جانے ہی دو۔

### نصر کا دو آدمیوں کو گرفتار کرنا

عصمتہ بن عبداللہ الاسدی نے اس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو، ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کو بنی ازد کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھا ہے بنی کنانہ باقی ہیں اس لئے کہ کوئی انکا مقابل ہی نہیں اس پر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم لوگ اسے خراب کر دیتے ہو۔

قدامتہ بن مصعب العبیدی اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جمہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا، انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کیا منصور بن جمہور گورنر مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے، انہوں نے کہا ہاں نصر نے کہا تو ہم تمہارے جمہور کو نہیں تسلیم کرتے اس نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ان پر ظلم شروع کیا، ایک شخص کو عراق بھیجا اس نے آ کر دیکھا کہ منصور کو فہ میں خطبہ دے رہا ہے نصر نے ان دونوں کو جیل خانہ سے نکال لیا اور قدامتہ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا گورنر مقرر کیا ہے اس نے کہا جی ہاں ہم تو قیس اور یمنی دونوں کے بیچ میں ہیں نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا گورنر نہیں مقرر کیا اس نے کہا ہماری مثال اس شعر جیسی ہے:

اذا ما خشينا من امير ظلامه

دعونا باغستان يوما فسكرنا

ترجمہ: جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم

ابوغسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے۔

نصریہ سن کر ہنسا اور اسے گلے سے لگالیا۔

منصور نے عراق پہنچ کر عبید اللہ بن العباس کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا یا جب اسکے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا گورنر تھا منصور نے اسے اسکی جگہ پر بحال رکھا، پہلے ثمامہ بن جوشب کو کوئوال مقرر کیا پر اسے معزول کر کے حجاج بن ارطاة لختعی کو کوئوال مقرر کیا۔

## مروان کا عمر کے نام خط

اسی سال مروان بن محمد نے عمر بن یزید ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی، وہ خط یہ ہے۔

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جس طرح

نبوت تا کہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں، خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی

کرتا ہے، جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انہیں غالب کرتا ہے جو اسکا مقابلہ کرتا ہے

اسے ہلاک کرتا ہے، اس لئے تم ان کا راستہ اختیار نہ کرنا، خلفاء یکے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو

اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان ان کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ

خلافت کے اطاعت شعار، اسکے محافظ و فادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لئے شدید و

سخت گیر ثابت ہوئے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار ان کو ملتی رہی جس سے اسلام کی

سرسبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی، مگر اب انہوں نے اپنا طریقہ بدل دیا اور

اپنے عہدوں کو پس پشت ڈال دیا اور ایک شخص نے اسکی آگ روشن کی اگرچہ لوگوں کے دل اس

سے متنفر تھے اور بنی امیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے

طلب گار تھے، گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہراً تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اسکا

خون رائگانہ نہ جائے گا۔ جس بات کا اللہ نے ارادہ کر لیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا تم نے اس

معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لئے اٹھ

کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بے حرمتی اور اسکے فرائض کی جانب سے جو بے توجہی بڑھتی گئی

ہے اسکا بدلہ لوں میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے

کے لئے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے ارادہ کیا تو وہ سب سے آگے ہوں گے ان کے سینے جوش

انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے

انقلاب ضرور ہو جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمد اور مروان کی طرح نہیں ہوں گا اگر

میں کسی حمیت کو دیکھ کر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لئے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے

اچھی طرح انکا کس بل نہ نکال دوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ

ہمیں کامیاب کر دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا دے۔ میں صرف اس لئے منتظر ہوں کہ



تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے۔ اب تم اپنے بھائی کے بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ  
کیونکہ اللہ تمہارا محافظ و معین ہے اور جسکا نگہبان اور مددگار خدا ہو اسے اور کسی کی حاجت نہیں  
رہتی۔

## عباس کا یزید کی رائے پر عمل

مسلم بن ذکوان کا بیان ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثہ الکھسی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ  
نذرانے کے طور پر بہت بڑی رقم ہمارے لئے وصول کرنا چاہتا ہے اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمد کو لکھو کہ وہ اس کے  
متعلق حکم دیدیے اور نیز اسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کر لے کیونکہ مروان نے  
متصدیوں کو روک دیا تھا کہ تنخواہیں دیتے وقت ان میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں۔ عباس نے اسکی رائے منظور  
کر لی اور ڈاک کے ذریعہ اسے بھیج دیا۔ عباس جو لکھتا اسکا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا نیز اس کے متعلق یزید نے  
مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدہ بن الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں ایک جائیداد خریدی ہے اس کے لئے مجھے چار ہزار دینار  
کی ضرورت ہے۔

## مسلم بن ذکوان کی تدبیر

یزید نے مجھے بلا کر طفیل کے ساتھ خطوط کے لیجانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا۔ ہم  
روانہ ہو گئے، مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا، جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثہ الکھسی ہم سے ملا اور اس نے ہمارا حال  
دریافت کیا۔ ہم نے واقعہ بیان کر دیا اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مروان سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے  
کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھ سے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار  
ہوگی، میں نے کہا اس سے زیادہ ہوگی، پھر اس نے پوچھا مزہ اور دمشق میں کتنا فاصلہ ہے میں نے کہا دمشق سے وہاں  
آواز پہنچ جاتی ہے، پھر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں میں نے کہا بیس ہزار مرد ہوں گے اس پر مروان  
نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔

## مسلم کا جعلی خط

اس واقعہ کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اٹھانے کا لالچ پیدا ہوا، میں نے یزید کی جانب سے  
اسکے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ لیا۔

میں نے ابن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے یہ میرا پیغام تمہیں پہنچا دے گا  
تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے جس پر مجھے پورا اعتماد ہے اور یہ  
نہایت رازدار آدمی ہے۔

## مسلم بن ذکوان اور مروان کی گفتگو

اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا خط بھی ہے مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیغام بھیجا ہے طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے، حاجب نے جا کر مروان کو اسکی اطلاع دی حاجب نے باہر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ اس نے اسکا شمار نہیں رکھا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا جب مروان جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خوجہ سرانے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا۔ میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خوجہ سرا سے جا ملا اس نے مجھے مروان کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ایک زنانے مکان میں تھا میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھ سے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ اسکا آزاد کردہ غلام یا انکا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں۔ اچھا کہو کیوں آئے ہو میں نے کہا جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف اس نے مجھے معاف کرنے کا وعدہ کیا میں نے حمد و ثنا کے بعد اس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ ان سے خوش رہے البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا پھر میں نے اسکا سارا حال بیان کر دیا۔ اب مروان نے گفتگو شروع کی نہ حمد کی اور نہ ثنا کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سنا تم نے اپنے خیالات کو بہت اچھے انداز میں بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا میں نے اسکی بیعت کر لی ہے اور اس کے لئے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ میرا طرز عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا پھر اس نے مجھ سے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اسکی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس لئے آئے ہو اسے کسی پر ظاہر مت کرنا تمہارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اسے پورا کر دیا ہے۔ اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اسے ایک ہزار درہم بھی دلوا دیئے ہیں۔

## مسلم کا مروان سے رخصت ہونا

میں چند روز تک وہیں ٹھہرا رہا۔ ایک دن دوپہر کے وقت اس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہہ دو اللہ تمہارے معاملات درست فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کرو کیونکہ خدا ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز اس نے میرے خط کا جواب بھی لکھ دیا اور کہا اگر تم منازل جلدی کر کے یا اڑ کر جاسکتے ہو تو اڑ کر جاؤ کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات روز میں خروج کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہوگئی ہو اگر انہوں نے خروج کر دیا تو تم ان سے بچ نہ سکو گے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو

مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھ سے کہہ دیئے میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہہ دوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اسے پورا کر دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو گیا اس بناء پر انہوں نے اپنے تمام راز مجھ سے بیان کر دیئے اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آمد پہنچا تو مجھے پے در پے قاصد ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے۔ اتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نکال دیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے ایک گھوڑا اور رہبر کرایہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔

## عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز

### منصور بن جمہور کی معزولی

اسی سال یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان کو عراق کا صوبہ دار بنایا یزید نے عبید اللہ سے کہا کہ چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لئے میں تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا، عراق کی روانگی کے ساتھ اس نے خطوط ان شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اسے یہ خوف دامنگیر ہوا کہ منصور اس کے تقرر کو تسلیم نہیں کرے گا، مگر سب سرداروں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا منصور بھی حکومت اس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔ عبداللہ نے اپنے عہدیدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے۔ لوگوں کو ان کی تنخواہیں دے دیں۔ شامی سرداروں سے اس معاملے میں اس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں۔ عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں اس لئے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں اہل کوفہ کوفہ کے احاطہ میں جمع ہو گئے۔ شامی سرداروں نے قاصدوں کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی، دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہوا تھوڑا سا جھگڑا بھی آپس میں ہوا۔ کچھ غیر معروف مارے بھی گئے عبداللہ بن عمر اس وقت حیرہ میں تھا اور عبید اللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اہل کوفہ نے عبید اللہ کو قصر امارت سے نکالنے کا ارادہ کیا اس نے عمر بن الغضبان ابن القبضری کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اب لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے اور عمر ابن الغضبان نے ان کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگزر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی جب عبداللہ بن عمر کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا اسے خلعت و گھوڑا دیا اس کے منصب میں اضافہ کر دیا اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مالگواری اور محاسب مقرر کیا نیز اسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لئے جتنی چاہے تنخواہ مقرر کر دے اس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں ان کے نام درج کر لئے۔



## یمینی اور نزاری چیلکش

اسی سال خراسان میں یمینی و نزاری عربوں میں جھگڑا ہوا کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اسکی حمایت میں ایک ایک جماعت جنگ کے لئے تیار ہو گئی۔

## نصرو کرمانی کی خراسان میں مخالفت کے اسباب

### تنخواہوں کا مطالبہ

جب عبداللہ بن عمر یزید کی جانب سے عراق کا گورنر مقرر ہو کر عراق آیا تو اس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اس کے لئے اپنا حکم بھیج دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اس وقت نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا۔ اور نجومیوں نے اس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ نصر نے تمام سرکاری خزانہ اپنے پاس منگالیا اور بعض لوگوں کو ان کی تنخواہوں میں سونے چاندی کے وہ برتن دے دیئے جو اس نے ولید کے لئے تیار کرائے تھے۔ سب سے پہلے ایک کنڈی نے جو بڑا کشادہ دہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا تنخواہ تنخواہ دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرنے ادھر ادھر متعین کر دیا۔ کنڈی نے پھر کہا تنخواہ تنخواہ بنی آزد کے ابو اشیا طین نامی ایک آزاد کردہ غلام نے بھی کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ حماد السامع ابو السلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی وہی احتجاج کیا ہیں۔ نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لوں گا۔ اللہ سے ڈرو اور نصیحت کو توجہ سے سنو۔ سلم بن احوز نصر کی طرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے لئے مفید نہیں دوکاندار اپنی دکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آئندہ میں تمہیں کوئی تنخواہ نہیں دوں گا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنے بھائی اور چچا زاد بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کرے گا ان اونٹوں کے ساتھ جو اس نے اسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اس نے پہنایا ہے حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے، خود ان کے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہوگا جس کی وہ تاب نہ لاسکیں گے۔ اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے۔ اے خراسان والو! تم دشمنوں کے زعمے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو۔ اپنے میں دو تلواریں کے ٹکرانے سے بچو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھاکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں ممکن ہے کہ یہ بات میرے لئے بہتر ثابت ہو مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو اللہ تم پر رحم نہ کرے میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے اس لئے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا میری اور تمہاری نسبت اس شعر کی مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے۔

استمسکوا صاحبنا نحدو بکم

فقد عرفنا خیرکم و شرکم

ترجمہ: ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم ہانکتے رہیں گے کیونکہ ہم تمہارے اچھے بروں کا تجربہ رکھتے ہیں۔

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لے کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اسے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے کیا نامعلوم سلطان کی نیت اور اس کا انتظار ہے؟ اے عرب کے لوگو اس میں تمہاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابغہ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا۔

فان یغلب شقاؤکم علیکم  
فانی فی صلاحکم سعیت  
ترجمہ: اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں میں نے تو تمہاری فلاح کے لئے اپنی پوری کوشش ختم کر دی۔

### کرمانی کی مخالفت پر نصر کا رد عمل

جب عبد اللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے تقرر کا حکم اسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اس وقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کار مقرر کر لو کرمانی کا اصلی نام جدیع بن علی بن شیبہ بن براری بن حنیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے اسے کرمانی کہتے تھے۔

اس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ معری عربوں نے نصر سے آ کر کہا کہ کرمانی آپ کا مخالف ہو گیا ہے اسے بلا کر قتل کر دیجئے۔ نصر نے اس سے انکار کیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اسکی بیٹیوں کے ساتھ اور اسکے بیٹوں کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کئے دیتا ہوں اس تجویز کو انہوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اسے ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اس میں سے کچھ نہ دے گا اور انہیں اس رقم کا علم ہو ہی جائے گا اس لئے وہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے مگر انہوں نے اسکی بھی مخالفت کی اور کہا کہ اس سے تو اسے اور تقویت ہوگی نصر نے کہا تو اچھا اسے اسکی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہے گا۔ اور ہم اس سے بچتے رہیں گے انہوں نے کہا تو اسے بلا کر قید کر دیجئے۔

### کرمانی کی انتقامی خواہش

نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لئے منظور کی تھی کہ جب کچھ لوگ میرے تحت ہو جائیں تو اسکی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں اسکے علاوہ اسد کے احسانات کے باوجود ہم سے جو اس نے برابر تاؤ کیا ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اس کا بدلہ لوں۔

عصمت بن عبد اللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتدا ہے۔ کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اسے قتل کر دیجئے اور اس کے ساتھ سباغ بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہر البکری کو بھی قتل

کر دیتے کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لئے جلتا ہے کہ کیوں اس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے فضل کا مقام بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اسے یہ عزت و توقیر عطا فرمائی اس وجہ سے اگر آپ خود اس کے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیتے ہیں اس کا کام تمام کر دوں گا۔

## نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی

بیان کیا گیا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اس وجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البہرانی عامل جرجان نے اسے لکھا تھا کہ منصور بن جمہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام ابوالزعران کے ہاتھ کرمانی کے لئے حکم تقرر بھیج دیا ہے۔ نصر نے اس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ مل سکا۔

منصور بن جمہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الحرار نے بھیجی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آ کر کہا کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اس پر احم بن قبیصہ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر اسے نصرانی یا یہودی ہوئے بغیر ملک حاصل ہی نہ ہو سکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائے گا۔

## نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی

نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے اسد بن عبد اللہ کے دور میں کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر گورنر بنا اس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اسکی جگہ حرب بن عامر بن اشیم الواشجی کو مقرر کیا جب اس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے علیحدہ کر کے اسکی جگہ جمیل بن النعمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے نصر نے اسے قہند ز میں اس علاقے کا گورنر مقاتل بن علی تھا قید کر دیا۔

## کرمانی کی گرفتاری

جب نصر نے اسکے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبید اللہ بن بسام کو اسکی حاضری کا حکم دیا نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا مگر میں نے اسکی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھ دیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے۔ اور اس طرح میں نے تمہاری جان بچائی کرمانی نے کہا ہاں صحیح ہے۔ نصر نے کہا تم پر جو جرمانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمہ نہیں لے لیا اور لوگوں کی تنخواہوں سے اسے وصول کر کے تمہیں نجات دلوائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضگی کے خوں بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا تو اسکا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہو کرمانی نے کہا جناب والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے میرے اوپر آپ کے احسانات اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپ کا شکر گزار ہوں اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجئے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے۔ میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں عصمتہ بن عبد اللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لئے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ مسلم بن احوز نے کہا آپ اسے مروا ڈالئے



مقدم اور قدماہ عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے کیونکہ انہوں نے تو یہ ہی کیا تھا اسے (موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو مہلت دو، بخدا محض ابن احوز کے کہنے سے کرمانی قتل نہیں کئے جاسکتے نصر نے سلم کو اس کے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے اختتام سے تیس روز قبل کرمانی قید کر دیا گیا ازدیوں نے اس کی سفارش کی مگر نصر نے کہا میں نے اس کے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کروں گا، اگر تم اس بات سے خوفزدہ ہو تو کسی شخص کو اس کے ساتھ متعین کر دو چنانچہ ازدیوں نے اس کی معیت کے لئے یزید الخوی کو اختیار کیا۔ یہ اس کے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اس کا پہرہ بان مقرر کر دیا۔

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے منیرہ بن شعبہ الجہضمی، اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدانی کو نصر کے پاس بھیجا تھا۔ کرمانی انیس دن قید میں رہا۔

## کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج

علی بن وائل الربیعی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اس وقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا اگر ابوالزعران آیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ بخدا نہ میں نے اسے چھپایا ہے اور نہ میں اس کے مقام سے واقف ہوں اس کی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انہیں اس سے باز رکھا اور سلم بن احوز کے آدمیوں کے ساتھ ہنستا ہوا چلا گیا اس کی گرفتاری کے بعد عبدالملک بن حرملة الحمدی مغیرہ بن شعبہ، عبدالجبار بن شعیب بن عیاد اور بعض ازدیوں نے آپس میں ساز باز کی اور نوش آ کر ٹھہرے ہوئے کہنے لگے کہ ہم اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بلاوجہ کرمانی قید کر دیا جائے مگر ان کے محمدی بڑے بوڑھوں نے سمجھایا کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمہارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے مگر انہوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھئے ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔

## کرمانی کا جیل سے بھاگنا

عبدالعزیز بن عباد بن جابر بن ہما بن حنظلہ الحمدی سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے پاس آیا۔ محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب بھی آگئے ان سب نے شب نوش میں عبدالملک بن حرملة اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی صبح ہوتے ہی حوزان آئے یہاں عزہ نصر کی ام ولد کے مکان کو جلا ڈالا۔ تین دن مقیم رہے اور کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر انہوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لئے مقرر کئے اور یزید الخوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل سف کے ایک شخص نے آ کر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے سب نے کہا جو تم مانگو گے اس نے پانی کی اس نالی کو جو قہندز آتی تھی چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آ کر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لئے تیار رہے خط کھانے میں رکھ کر بھیج دیا گیا۔ کرمانی نے یزید الخوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لئے اپنے پاس بلایا جب یہ دونوں چلے گئے وہ اس نالے میں داخل ہوا لوگوں نے اس کا بازو پکڑ لیا ایک سانپ اس کے پیٹ سے لپٹ گیا۔ مگر اسے گزند نہ پہنچایا ازدی کہنے لگے سانپ

ازدی تھا اسی لئے اس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اسے کھینچا جس سے اس کا شانہ اور پیٹھ چھل گیا۔ باہر نکل کر اپنی فحشری دوامتہ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشر پر سوار ہوا۔ بیڑی اس کے پاؤں ہی میں تھی۔ یہ لوگ اسے غلطان نامی ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرمہ خیمہ زن تھا اس نے اس کی بیڑی کاٹ دی۔

## کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید کے دوران اس کے ساتھ تھا اس نے قلعہ میں ایک شگاف دیکھا یہ اسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اسی سے باہر نکل آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آج رات میں باہر نکل آؤں گا یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا اس کے غلام فرقہ نے آ کر ان کو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اس سے جا کر ملے۔ اس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا اور تلوار جمائل میں ڈال رکھی تھی اس کے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اس کے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اس کا غلام تھے۔ کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ غلطان اندغ اور اشترح تم دونوں جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الیمدی کے اس دروازے پر جو نوش میں گھاٹی پر واقع ہے جمع کر کے لے آؤ یہی نوش کی حید گاہ تھی عمرو بن بکر نے سب کو آ کر اس کی اطلاع دی۔ تمام لوگ اپنے اپنے علاقوں سے ہتھیار لے کر نکل آئے۔ کرمانی نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جب سورج بلند ہو گیا تو ان کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل سقام بھی ان سے آئے۔ کرمانی مرج نیران کے راستے سے حوزان آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا از دیوں نے عبدالملک بن حرمہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے وعدہ کے ساتھ بیعت کر لی تھی جب نوش کی گھاٹی میں سب جمع ہو گئے تو نماز کی جماعت کھڑی ہوئی۔ اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک ہی نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہی ان سب کا امیر بن گیا اور پھر اسی نے نماز پڑھائی۔

## نصر کی کرمانی کے خلاف تقریر

کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مرد الروذ پر روانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی بنائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں رہا بیان کیا گیا ہے کہ کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مرد الروذ کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی کرمانی کی برائی کرنے لگا اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں پھینک دیا گیا اس لئے ہروی بن گیا۔ ایسا شخص جو دو عورتوں کے درمیان پلا ہو اسکی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل پھر از دیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انہیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو ان کی حالت اھطل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

ضفادع من ظلماء لیل تجاوبت

فدل علیہا صوتہا حیا البحر

ترجمہ: انکی مثال ان مینڈکوں کی سی ہے جو رات کی تاریکی

میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انہیں کی

آواز پنا سانپ کو انکا پتہ بتلا دیتی ہے۔

مگر پھر نصر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جس میں کوئی برائی نہیں اللہ کی یاد گنا ہوں کو دفع کر دیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے۔

## نصر اور کرمانی میں صلح

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی۔ اس نے سلم بن احوز کو پیدل فوج کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا اب لوگ ان دونوں میں صلح کرانے کے لئے دونوں کے پاس آئے گئے کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اسے معاف کر دیجئے اور قید نہ کیجئے اور اسکی قوم والے اس بات کے لئے کرمانی کے ضامن بن گئے کہ وہ نصر کی مخالفت نہ کرے گا کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا نصر نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکل کر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آ کر اسکی سفارش کی اور نصر نے اسے معاف کر دیا۔ قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے۔ یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر سے شہر سے نکالنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اسے شہر سے نکال دیا تو سب جگہ اسکی شہرت ہو جائے گی اوروں نے کہا آپ ضرور اسے شہر سے نکال دیں کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے نصر نے کہا میرے نزدیک اسکا یہاں رہنا اسکے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلا وطن کر دیا جائے تو اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ مگر اوروں نے اس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا اس نے اپنے ساتھیوں کو دس دس دینار بطور عطیہ دیئے کرمانی نصر کے پاس اسکے خیمہ میں آیا نصر نے اسے معاف کر دیا۔

## کرمانی کی طرف سے مخالفت

عبدالعزیز بن عبد ربیعہ حارث بن سرتج سے جا ملا۔ شوال ۱۲۶ھ میں نصر کو منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمر کے عراق کا گورنر مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا گورنر نہیں رہ سکتا۔ اللہ نے اسے برطرف کر دیا اور اب ایسا شخص عراق کا گورنر مقرر کیا گیا ہے جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

## کرمانی کی طلبی

کرمانی کو منصور بن جہور کی حمایت میں خوش آ گیا اور اب اس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کر دی۔ نماز جمعہ میں تقریباً پندرہ سو سے طرنداروں کے ساتھ شریک ہوتا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آ کر صرف اسلام کر جاتا مگر بیٹھتا نہیں۔ رفتہ رفتہ نصر کے پاس قاتنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے سلم کے ذریعے پیغام بھیجا کہ میں نے تمہیں کسی برائی کی نیت سے قید نہیں کیا تھا بلکہ محض اس لئے کہ لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہو جائے تم میرے پاس آؤ۔



کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حماقت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آکر سارا قصہ بیان کر دیا نصر نے کہا پھر جاؤ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا۔ مگر اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اسکی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمتہ بن عبد اللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ عصمتہ نے کہا اے ابوعلی تم نے جس بات کی ابتدا کی ہے اس کا انجام تمہارے لئے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا حالانکہ ہم تمہارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود ان شرائط کو تمہارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیغام کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں پہلے سے بتلادیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انہیں اپنی طرف سے اس لئے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا سوخ اس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائے گا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو عصمتہ واپس آ گیا اور اس نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسے طرز عمل والا نہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حصین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اس کے طرفداروں میں (اللہ ان پر لعنت کرے) اس کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

## قدید اور کرمانی کی گفتگو

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی اور یہاں آپس میں خانہ جنگی۔ آپ قدید کو اس کے پاس سمجھانے کے لئے بھیج دیجئے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا قدید نے کرمانی سے آکر کہا تم بہت ہی ضدی شخص ہو مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا۔ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ عجیبی ہماری حالت پر خوشیاں منائیں گے۔ اس نے کہا قدید میں تم پر الزام نہیں لگاتا مگر اب صورت ایسی نازک آ پڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بکری تمہارا بھائی ہے مگر تم اس کا اعتبار نہ کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی نیک چلنی کیلئے یرغمال دے دو۔ کرمانی نے کہا کہے دوں۔ قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو دیدو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دے گا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابوعلی میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو کہ جس کی تمہارے ہاتھوں یہ شہر تباہ ہو جائے۔

## عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ

قدید نصر کے پاس واپس آ گیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیشی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے چچا زاد بھائی سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان کی بدنامی ہو اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے لڑ رہے تھے اور خراسان میں ان ازدی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہو گئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے

لئے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو کیونکہ وہ تو اس بات پر ڈٹا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

## عقیل اور کرمانی کی گفتگو

عقیل نے کرمانی سے آ کر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امراء کے لئے نظیر ہو جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ مگر مجھے اس پر اعتماد نہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفیٰ دے دے اور ہم بھی علیحدہ رہیں پھر بکر بن وائل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنالیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آ جائے، مگر اس سے وہ گریز کرتا ہے، عقیل نے کہا ابوعلی مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو وہ اسے منظور کر لے گا تمہاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمہارے اس مشورے اور دور اندیشی پر معترض نہیں ہوں مگر مجھے نصر پر بھروسہ نہیں وہ یہ کر سکتا ہے کہ خراسان سے جس قدر دولت لینا چاہے لیکر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تا کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ۔ کرمانی نے کہا میں کسی صورت میں اس پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرمانی نے کہا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ عقل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آؤں۔ کرمانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہاری خواہش کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمہیں ہموار کر لیں گے، جس کے بعد فریقین دشمنی پر اتر آئیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں، تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لئے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کر دوں اور خون ریزی کروں۔ چنانچہ اب کرمانی نے جرجان کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی۔

اسی سال یزید بن الولید نے حارث بن سرتح کو معاف کر دیا۔ اور اس کے لئے تحریر لکھ بھیجی نیز عبداللہ بن عمر کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائیداد ضبط کی گئی ہے واپس کر دے اور اس کی اولاد میں سے جو لوگ قید میں ہیں انہیں چھوڑ دے۔

## حارث بن سرتح کی معافی

جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں حارث بن سرتح اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی نہ کر دے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرمانی وغیرہ کی مخالفت اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے مقاتل بن حیان الغنطی۔ ثعلبہ بن صفوان البناتی۔ انس بن بجالہ الاعرجی ہدبہ الشعر اوی اور ربیعہ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ یہ اسے ترکوں کے ملک سے واپس منالائیں۔

## حارث کی امان طلبی کے لئے سفر

خالد بن زیاد التمدی اور خالد بن عمر بن عامر آزاد کردہ غلام حارث بن سرتح کے لئے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس رہاں ہوئے۔ کوفہ آ کر سعید خدینہ سے ملے۔ سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خدینہ کیوں رکھا ہے۔ اس نے عدم واقفیت ظاہر کی سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابوحنیفہ سے درخواست کی کہ آپ یزید کے خصوصی مصاحب جلیح کو ہمارے تعارف پر مشتمل خط لکھیں۔ ابوحنیفہ نے اسے خط لکھ دیا جلیح نے دونوں کو یزید کے دربار میں پیش کرایا۔ خالد بن زیاد نے امیر المومنین سے کہا آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تا کہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائی جائے مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم و زیادتی کئے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا اگرچہ میں خود انہیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہر حال انہیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں۔ خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشراف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور ان کے ساتھ نیک اور سمجھدار لوگوں کو متعین کر دیں تا کہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سرتح کے لئے امان طلب کی۔ حارث کیلئے یزید کا معافی نامہ۔ یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا۔

”حمد وثنا کے بعد ہم اس بنیاد پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے تھے اس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جا رہا تھا۔ بلاوجہ خون بہایا جا رہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جا رہا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمہارے سامنے صاف صاف پیش کر دیا ہے۔ تمہیں امان دی جاتی ہے اس لئے اب تم اپنے ساتھیوں سمیت اسلام میں آ جاؤ کیونکہ تم ہمارے بھائی اور ست و بازو ہو نیز میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ تمہارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے۔“

## عبداللہ بن عمر سے خالد کی شکایت

اب یہ دونوں کوفہ آ کر عبداللہ بن عمر سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں عبداللہ نے کہا کیا عمر کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہو رہا ہے کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔ یہ دونوں مروائے یزید کا خط نص کو دیا۔ نصر نے حارث اور اس کے ساتھیوں کے اس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتیٰ المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور راستہ میں مقاتل بن حیان اور اس کے ساتھی ملے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا۔

## حارث کو قتل کرنے کی کوششیں

اس سے پہلے عبداللہ بن عمر نے نصر کی طرف لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دیدی ہے۔ لہذا اب تم اس کے بن کر رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آمل میں ملے تو مقاتل خود اس کی جانب ہو گیا



اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا جو باہر سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ قاسم الشیبانی مضرس بن عمران اس کا قاضی اور عبداللہ بن سنان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا یہ اس سے ملنے نہیں گیا اور اس نے کہا اس نے کوئی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے دشمن کو قتل کر دے گا وہ اسے یا جنت میں داخل کر دے گا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد لوگوں کا خون اس کے ذمہ ہیں حالانکہ اب وہ ترک دنیا کر چکا ہے، مگر پہلے ان کی حکومت میں شریک نہایت ہی مہمان نواز، بہادر اور ترکوں پر سخت غارت گری کرنے والا تھا، تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

### سرور حارث کے ساتھ

سرور خداہ بیاسان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا۔ اس کے بیٹے نے منصور کے لئے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اسے قید کر دیا تھا۔ حارث نے منصور سے اس کی سفارش کی۔ منصور نے اسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

### اہل مرو کا ابراہیم کی حمایت کرنا

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ہامان کو خراسان بھیجا اور اس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کئے۔ مرو آ کر انہوں نے وہاں پر تمام نقیب اور داعیوں کو اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لئے دعوت دی اور ان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے ان کے پیغام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جو خزانہ شیعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ اسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

### ولی عہدی کی بیعت

اسی سال یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کے لئے بیعت لے کر اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لئے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ھ میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے عہد خلافت لے لیجئے قدری فرقے کے لوگ اسے اس بات پر برابر تیار کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لئے بیعت لیجئے۔ چنانچہ اس کے لئے بیعت لے لی گئی اور اس کے عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے بیعت لی گئی۔

### یوسف کی برطرفی

اسی سال یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی گورنری سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن

عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے گورنر مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید بن اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ ذوالقعدہ کے اختتام سے دو روز قبل عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

اسی سال مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی۔ آرمینا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حران پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لئے بیعت کر لی۔

## مروان بن محمد کی پہلی بغاوت اور پھر اطاعت

اپنے موسم گرما کی جہاد کی مہم سے واپس آ کر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن زباح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرہ کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرہ سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ اور اب عبدالملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرہ کے دوسرے شہروں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاشہ کو جزیرہ کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینا میں تھا اس کا روایتی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے۔ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ درست نہ ہو جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحق بن مسلم العقیلی سردار قیس اور ثابت بن لعیم الجذامی <sup>الفلسطینی</sup> سردار عبرائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اس کی فوج اور عام حالت کو بیان کر دیتا تھا اور نیز ان تجاویز کی منظوری حاصل کرتا جن پر وہ دشمن کے خلاف عمل کرنا چاہتا۔

## ثابت کے قید ہونے کی وجہ

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حظلہ کے ہمراہ ان بربر اور افریقیاء والوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا جنہوں نے اس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا اس نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو، حظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان ب ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیاء میں کیا کارروائی کی اس کا کچھ ذکر ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے سردار تھے مروان سے آ کر ملے اور انہوں نے ثابت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی۔ جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی ان میں ہشام کا کووال کعب بن حامد العصبی ہشام کے قاصی عبدالرحمن بن النعم اور سلیمان بن حبیب بھی تھے، مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینا چلا گیا،

مروان نے کسی مقام کا گورنر مقرر کر دیا اور انعام و اکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے نام ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں انہیں ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل و عیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ رکھیں گے۔ نیز مروان بن محمد نے ان کی تنخواہیں بھی ان لوگوں کی ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ الغنمی نام کو جو ان میں بہت مقبول تھا اس کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اس کی تعریف کر چکے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں حضرات نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا۔ اور مروان کا خط پڑھ کر انہیں سنایا۔ اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لئے تیار ہو گئے۔

## ثابت اور مروان کی جنگ

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت پر چھوڑ کر اپنی چاؤنیوں میں واپس آ جانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اس نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لئے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع ان لوگوں کے جو رات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہیں ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے حامیوں کی تعداد مروان کے حامیوں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لئے صف بستہ ہو گئے مروان نے دو نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ میسرہ اور قلب سے جا کر دشمن سے کہیں اور دریافت کریں کہ انہوں نے کیوں مجھ سے علیحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے، کیا میں نے ایسے شخص کو ان کا گورنر مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے ان پر حکومت کی ہے، اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے درپے ہوئے ہیں؟

## مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی

انہوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرماں بردار تھے، خلیفہ قتل کر دیا گیا، اہل شام نے یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سردار بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اسی تقسیم و ترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہدے جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو، تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام کی خلاف ورزی کرو اور جہاں سے گزرو وہاں کے ذمیوں کے مال و متاع غلہ اور چارے پر قبضہ کر لو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کریگی یہاں تک کہ تم مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ اور میں تمہیں لیکر فرات کے کنارے پہنچا دوں وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اس کی فوج کو آزادی دے دوں گا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔



## ثابت کے حامی مروان کے تابع

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے سب اس کی اطاعت میں آ گئے اور ثابت بن نعیم اور اس کے چار بیٹوں رعاۃ - نعیم - بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دئے گئے۔ ان کے ہتھیار لے لئے گئے ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا، مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کر لیا اور سفر کے دوران ان پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتوں پر ظلم و زیادتی اور غارت گری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اس کی قیمت ادا کرتے اسی طرح مروان انہیں لے کر حراں آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا، مروان نے اہل جزیرہ کو بلا کر ان پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار مویشی ان سے وصول کئے۔ اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

## یزید کا انتقال

یزید نے اسے لکھا کہ تم میری بیعت کر لوں تمہیں اس سارے علاقہ جزیرہ، آرمینیا، موصل اور آذربائیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دوں گا جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا، اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علامہ نیز جزیرے کے بعض دیگر سرداروں کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اہل یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

## عمر اور مدت خلافت

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو روز تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا دوسری روایت ہے کہ یزید پانچ ماہ براہ روز خلیفہ رہا۔ ذی الحجہ ۱۲۶ھ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھیالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو روز خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس سال کی عمر پائی۔ اور زبیر کا بیان ہے کہ اس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی۔ اس کی ام ولد (لوٹدی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزید بن شہریار بن کسری تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے۔

انا ابن کسری و انی مروان

و قیصر جدی و جدی خاقان

(ترجمہ) میں کسری اور مروان کی اولاد میں

ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں۔

## (عقیدہ)

بیان کیا گیا ہے کہ یہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

## حلیہ

حلیہ۔ سانولا رنگ۔ دراز قامت۔ چھوٹا سر۔ چہرے پر خال۔ خوبصورت پاؤں۔ اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہو)۔ تھا۔

واقعی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لئے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کے معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس بنا پر تمام لوگ اسے ناقص بن الولید کہنے لگے۔

## اس سال کا حج

واقعی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبد الملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا امیر حج تھا مگر اس کے ساتھ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کا گورنر عبدالعزیز بھی حج کرنے گیا۔

## انتظامی عہدے

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اس سال یزید کی جانب سے عراق کا گورنر تھا، ابن ابی لیلیٰ کو فر کے قاضی تھے۔ بصرہ کا خبر رساں مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن یار الکنتانی خراسان کا گورنر تھا۔

## ابراہیم بن الولید کی خلافت

## ابراہیم بن ولید

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبد الملک بن مروان خلیفہ بنا مگر اسکی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی، ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا دوسرے جمعے میں محض امیر کے لقب سے آئندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر یہی انتشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آکر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبد الملک کو قتل کر دیا۔

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ھ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ھ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔ ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر راتیں خلیفہ رہا۔

## ۱۲۷ھ ہجری کے اہم واقعات

### مروان اور سلیمان کی جنگ

اسی سال مروان بن محمد نے ہشام کی جانب پیش قدمی کی اور عین الجحر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جس کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمینیا سے جزیرہ آ کر اس پر قابض ہو گیا تھا، اور عصرام میں اس باپ کو مشہور کر دیا تھا کہ وہ ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے قتل کو بری نظر سے دیکھتا ہے، مگر جب یزید بن الولید نے اسے اسکے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اس کے ماتحت کر دیا جو اس کے باپ کے تحت تھا تو اس نے یزید ہی کے لئے بیعت کر لی، اس کا عام اعلان کر دیا۔ اور اپنے حراں کے عرصہ قیام کے دوران محمد بن علاشہ، اور جزیرے کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لئے بھیج دیا۔

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا اس نے فوراً ابن علاشہ اور اس کے ساتھیوں کو منج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا۔ صرف جزیرے کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو آرمینیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقبہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

### اہل حمص مروان کے ساتھ

مروان قنسرین آیا۔ یزید بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اس کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اس نے اپنے دشمن کی فوج میں وعدہ امان کا اعلان کرایا اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی، یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیسی عربوں کے ساتھ اس سے آ ملا۔ انہوں نے بشر اور اس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔ مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ انہوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے موخر الذکر اور دمشق کی فوج کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا جس نے انہیں کے شہر میں آ کر محصور کر لیا، مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید تیزی سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبدالعزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا، اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اس کے ساتھ ہو گئے۔



## دونوں فریقوں میں جنگ

اس کے مقابلے کے لئے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیر قیادت فوج روانہ کی، یہ اس کے ہمراہ مقامین البحر پر ٹھہرا اب مروان بھی سامنے آ گیا، سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسی ہزار تھے، جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو رہا کر دو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں اور میں ان دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے، مگر سلیمان کے ساتھیوں نے اس کی درخواست رد کر دی اور اب جنگ پوری تیزی سے شروع ہو گئی۔ آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے لوگ مقتول اور زخمی ہوئے۔ چونکہ مروان ایک تجربہ کار آدمی تھا اس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ نیز ان کے ہمراہ لکڑ ہارے بھی بھیج دئے۔

اس گھائی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پر تھی، اور دونوں پڑاؤوں کے درمیان ایک تیز رو در و رواں تھی، مروان نے انہیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جا کر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اسکے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان دستہ چونکہ مکمل طور پر جنگ میں منہمک تھا اس لئے اسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی، کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھولیوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی، اسکے دیکھتے ہی اس فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی، اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب درگت بنائی تھی بیدردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا۔ مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے، نیز ان کے پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا، مروان نے حکم و عثمان دونوں کم عمر لڑکوں کے لئے ان سے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا، بلکہ ایک ایک دینار زاد راہ بھی انہیں دیا اور انہیں ان کے اہل و عیال میں جانے کی اجازت دے دی، اور یزید بن العقار الکھمی اور ولید بن مصدا الکھمی جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے ان کے علاوہ کسی کو اس نے قتل نہیں کیا۔

## سلیمان کا لشکر سمیت بھاگنا

یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا یزید کے خاص عہدیدار تھے ان میں سے ایک کو تو ال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

دوسری صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی، اسکے پاس ابراہیم اور عبد العزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری، ابو علاقۃ السکسکی۔ اصغ بن دولۃ الکھمی اور ان ہی جیسے اور سردار آئے

اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان ذائقہ آ کر انہیں قید سے نکال کر حکومت پر بٹھا دیگا یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے بہتر یہ ہے کہ انہیں ہم قتل کر دیں، چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا، ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے۔ یزید نے خالد کے آزاد کردہ غلام ابوالاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لئے روانہ کیا، اس نے جیل خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔ وہ تو ابو محمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانے کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش و تکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر ٹیکہ دیدیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے، تب انہوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگا دیں مگر ابھی آگ آئی نہ تھی کہ شور مچا کہ مروان کا لشکر دمشق میں داخل ہو گیا ہے۔

ابراہیم بن الولید بھاگ کر روپوش ہو گیا، سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں اپنے لئے دعوت دی اور کوفہ ہی میں عبداللہ بن عبدالعزیز بن مروان سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویہ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

## عبداللہ کے خروج اور اپنے لئے دعوت کے اسباب و واقعات

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ھ ہجری میں عبداللہ بن عمر سے بغاوت کی اور اس سے لڑا۔ عبداللہ بن معاویہ کچھ مانگنے کے لئے کوفہ میں عبداللہ بن عمر سے ملنے آیا۔ اسکا ارادہ خروج کا نہ تھا۔ یہاں اس نے حاتم بن الشری بن عبدالمومن بن شیت بن ربیع کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب و عداوت رونما ہوئی تو کوفہ والوں نے اس سے درخواست کی کہ تم اپنے لئے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بن مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں اس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کر دی۔ ابن عمر اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزہ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر ابن عمر نے اپنی تدبیروں سے اسے پھر ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر جنگ کئے بغیر پسپا ہو جائیگا۔ ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر سے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کر لیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوف زدہ نہ ہونا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اس ساز باز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے طے ہو چکی ہے۔ مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اس کو دیکھتے ہیں ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفہ واپس آ گیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان ہوا تھا، پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کی بیعت کر لی یہاں کچھ کوئی بھی اس سے آ ملے ان کے ساتھ اس نے حلو ان جا کر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت تیار کر لی تھی اور ابن عمر کو اس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انہوں نے جہانہ میں جنگ کے لئے اپنا اجتماع کیا اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن

کا سردار تھا اس پر اصبح بن ذولہ الکھلی نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہو گئے، مگر بنی برار اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے، زیدی فرقے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا، ابن معاویہ۔ عبد اللہ بن العباس انہی کے ساتھ کوفہ سے مدائن آیا وہاں سے روانہ ہو کر ہیں۔ ہمدان، قوس۔ اصہبان اور رے پر قابض ہو گیا، اہل کوفہ کے غلام بھی اس سے آ ملے۔

## لڑائی کی وجہ دوسری روایت کے مطابق

ابو عبیدہ اس لڑائی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ، حسن اور یزید بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن عمر سے ملنے آئے اور انھیں میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں ٹھہر گئے، ابن عمر نے ان کی خوب آؤ بھگت کی، بہت کچھ انہیں دیا۔ اور تین سو درہم روزانہ ان کے لئے مقرر کر دئے کچھ عرصے تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے، اب یزید بن الولید نے انتقال کیا، اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لئے اور اسکے بعد عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک کے لئے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبد اللہ بن عمر کے پاس کوفہ میں آیا۔ ابن عمر نے لوگوں سے ان دونوں کے لئے بیعت لے لی اور ان کی تنخواہ میں سو سو کا اضافہ کر دیا، نیز اس نے اس کے لئے مفصلات میں احکام نافذ کر دئے اور سب جگہ سے ان کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع آ گئی، ابھی وہ انہیں معاملات کی روبراہی میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ اس نے عبد اللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگر ان کے یومیے میں اضافہ کر دیا۔ اور اسے اس بات کے لئے تیار کر لیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہو تو وہ اس کے لئے بیعت کر لے گا اور بحیثیت امین اپنے ساتھ لیکر مروان کا مقابلہ کریگا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہو گئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی، ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبد العزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

## اسماعیل کی دھوکہ بازی اور اسکا انجام

اسماعیل بن عبد اللہ۔ خالد بن عبد اللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لئے کوفہ کے گورنر ہونے کا جعلی فرمان بنالیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انہیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے۔ یمنیوں نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر کو ہوئی۔ اس نے صبح سویرے اسے پکڑ لیا۔ ابن عمر کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسماعیل نے یہ حالت دیکھی اور سوچا کہ نہ اس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طور کھینچے گا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ



چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے مگر اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کر دی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مردان دمشق میں داخل ہو گیا ہے۔

## دوبارہ جنگ کا خطرہ

اس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی، اور اب پھر فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا

ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شوز الذہلی اور عثمان بن النخیر بن تیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ ان کے مناصب کو ان کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا، یہ دونوں اس کے پاس آئے اور درشت کلامی کی، ابن عمر کو غصہ آیا اس نے ان دونوں دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا عبد الملک الطائی اسکے پولیس افسر جو ہر وقت اس کے سراہنے کھڑا رہتا تھا جا کر انہیں دھکے دے انہوں نے بھی اسے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

## ابن عمر کی جعفر و عثمان سے مصالحت

ثمامہ بن حوشب بن رویم الشیبانی حاضر دربار تھا وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اٹھ آیا اور یہ سب کوفہ چلے آئے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لئے نہایت طیش و غضب میں ان کے پاس جمع ہو گئے، ابن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان سے آ کر ملا وہ اس وقت سب کے سب دیر ہند میں مجتمع اور جنگ کیلئے تیار تھے، عاصم نے اپنے تئیں ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو، اس کے اس ایثار سے انہیں غیرت آئی۔ انہوں نے عاصم کی تعریف و تعظیم کی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے۔ اسی رات ابن عمر نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہیل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامہ بن حوشب بن رویم کو بھی ایک لاکھ بھیج دئے اس نے انہیں اپنے قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن النخیر کی کو دس دس ہزار بھیج دئے۔

## ابن معاویہ کی بیعت

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اس کی کمزوری محسوس کی تو اس سے آنکھ چرا گئے، اس پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا بالکل آسان ہے، اس لئے اب انہوں نے عبد اللہ بن معاویہ بن جعفر کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ عبد اللہ نے اس کام کے لئے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا، شیعوں نے ایک ہڑ بونگ مچادی اور سب مسجد میں آ کر جمع ہوئے، ہلال اس تمام کارروائی کا ناظم تھا، شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبد اللہ بن معاویہ کے لئے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبد اللہ کے پاس آئے، اسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت

میں لے آئے، اور عاصم بن عمر کو محل میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا گیا، کوفیوں نے ابن معاویہ سے آ کر بیعت کی ان میں عمر بن غضبان بن القبش بن منصور بن جمہور، اسماعیل بن عبداللہ القسری اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفہ سے وطنی تعلق تھا، ابن معاویہ چند روز تک کوفہ میں مقیم رہا اور لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور قم النیل کے باشندوں نے بھی اس کے لئے بیعت کر لی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

### ابن معاویہ اور ابن عمر کا فوجی مقابلہ کی ابتداء

عبداللہ بن عمر اپنے شامی ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا۔ ایک شامی نے مقابلہ کی دعوت دی قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ شامی نے اس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کے لئے دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا۔ بخدا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں۔ تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اس کے پاس آ چکے ہیں مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی البتہ کل صبح جنگ ہوگی اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کرو اور عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو، میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آؤں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج سوچ لو۔ میں نے تمہارے سرداروں کا حال سب تمہیں سنا دیا ہے۔

قاسم نے واپس آ کر اپنے لشکر والوں سے یہ باتیں کہہ دیں۔

### عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن غضبان

ابن عمر کے مہینے میں ربیعہ اور مضر تھے اور اس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اس میں بنی ربیعہ تھے، اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے، اگر عمر بن غضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آ کر ملے اور اگر وہ اس سازش کی وجہ سے جو اس نے کی ہے مجھ سے ملنے نہیں آیا تو سمجھ لو کہ اس میں دھوکا ہے، اور یہ بھی اس سے جا کر کہہ دو کہ قیسی جھوٹے ہیں۔ قاصد نے عمر تک یہ پیغام پہنچا دیا عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر کا قاصد میرے پاس آیا ہے، نیز اس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن معاویہ اور منصور اور اسماعیل سے پختہ وعدہ لے لے۔ اس ترکیب سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کارروائی کا علم ہو جائے۔ مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہیں لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ اب معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے مہینے پر اور مضر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسکو اتنی رقم انعام دی جائیگی۔ خزانہ عمر بن غضبان کے پاس تھا۔

## جنگ

اب جنگ شروع ہو گئی۔ عمر بن الغضبان نے ابن عمر کے مہمے پر حملہ کیا اور میمنہ پسپا ہو گیا۔ منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوئی یمدیوں پر حملہ کر کے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور عباس بن عبد اللہ الہاشمی بنت ملاة کا خاوند مارا گیا۔ عاتکہ بنت الملاء جس نے کئی شادیاں کی تھیں اور اس کے شوہروں میں سے ایک عباس بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا۔ بیان کرتی ہے کہ عباس عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

## ابن معاویہ کو شکست ہوئی

مبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا، پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبد اللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اس کا میسرہ جس میں بنی مضر اور ربیعہ تھے اور ان کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جمے رہے، اہل شام کے قلب) نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے اب صرف میسرے کے تقریباً پانچ سو شہسوار مقابلے پر عامر بن حجازہ، نباتہ بن حنظلہ بن قیسۃ، عتبہ بن عبد الرحمن، السعلی اور نصر بن سعید بن عمر الحارثی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انہوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا، انہوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پھر وہ خود اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے کوفہ میں لے آئے۔

## مذکورہ جنگ سے متعلق تفصیلی روایت

عبد اللہ بن عمر کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبد اللہ ابن عمر کے پاس تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ عبد اللہ بن معاویہ ایک بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ مقابلے کے لئے سامنے آ گیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر کچھ عرصے تک سر نیچا کئے سوچتا رہا اتنے میں باورچی کا ناظم اس طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لئے حکم کا منتظر تھا، ابن عمر نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑتے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا۔ میں غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ دیکھوں کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا اس کا چہرہ جوں کا توں تھا، جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا۔ چنانچہ میرے اور فلاں شخص کے درمیان ایک خوان اور اس کے اور اس کے درمیان ایک ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر نے وضو کیا اور حکم دیا کہ رزق نقد و اسباب باہر نکالا جائے چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک، سامنے لائے گئے اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دیدیا۔ پھر اپنے آزاد کردہ غلام ی غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون، فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا



جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو، اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو، غلام نے حکم کی تعمیل کی۔ اب عبد اللہ مقابلے کے لیے چلا۔ ہم بھی اس کے ساتھ چلے۔ اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر نے نقیب سے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لایگا اسے پانچ سو دے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دئے، اس کے اس ایفاء عہد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سو سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اسکی فوج شکست کھا کر کوفہ میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابو البلاد بنی عبس کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سر گروں تھا، اہل کوفہ روزانہ ان پر اس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازیں لگاتے تھے اس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انہیں بکنے دے۔

### عبد اللہ بن معاویہ کی علاقہ جبل روانگی

عبد اللہ بن معاویہ کوفہ کے باہر ہی باہر سے علاقہ جب چلا گیا مگر اس کے متعلق ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کو کوفہ کے محل میں لے آئے، شام کو انہوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہا اے ربیعہ کی جماعت آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو اپنے اور ہمارے لئے امان لے لو جو شرائط تم اپنے لئے کرو گے انہیں پر ہم راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ محل میں رہے۔ زیدی شہر کے ناکوں پر تھے اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہتے مگر بنی ربیعہ نے اپنے، زیدیوں اور عبد اللہ بن معاویہ کے لئے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہیں روکے گا وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبد اللہ بن عمر نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو، عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ساتھی شیعوں اور اہل مدائن، اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا، عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود عمر محل میں ٹھہر گیا۔

اس سال حارث بن سرتح ترکوں کے علاقے سے اس وعدہ امان کی بنیاد پر واپس آیا جو اسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اسکے لئے ایک بڑی جماعت نے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

### حارث بن سری کا مرو آنا اور نصر سے اس کی بغاوت

جمادی الثانی ۱۲۷ھ ہجری کے اختتام سے تین روز قبل اتوار کے دن حارث بن سرتح ترکوں کے علاقے سے مرو آیا مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشما ہش میں اس سے ملے، محمد بن الفضیل بن عطیہ العبسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے آنے سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں

واپس لے آیا۔ حارث نے کہا پیارے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہ جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت وفا کے علاوہ کچھ نہیں اگر وہ لوگ غدر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے ان کے خلاف مدد دینا۔

نصر نے اس سے ملاقت کی اسے بخارا خذاہ کے محل میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اسکے مقرر کردئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا۔ نصر نے اس کے ان متعلقین کو اس کے پاس جیل میں تھے رہا کر دیا جس میں محمد بن الحارث اور الوف بن الحارث بکر کی ماں بھی تھی، جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن سدیل عبد اللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے پاس آیا راستہ اسے پالا لگ گیا تھا۔ نصر نے اسے کپڑے پہنائے، اسے اپنا مہمان بنایا اور دو لونڈیاں خدمت کے لئے مقرر کر دیں۔

## نصر اور حارث کی ملاقات

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اس کے سر کی جانب کھڑے تھے، نصر نے اس سے کہا جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اس وقت ہوتا ہے جب اسے میں ضربت لگاتا ہوں۔ اس کے گرزوں کی شا میں اٹھارہ رطل وزنی تھیں۔

## حارث کیلئے تحائف

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے ہوئے تھا جو اسے خاقان نے ملی تھی، خاقان نے اس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجئے یا اس کے عوض ایک لاکھ دینار لے لیجئے مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزیانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اسے دیکھا اور ایک پرانی پوسٹین اپنی ایک لونڈی کے ذریعے اسکے پاس بھیجی اور کہا کہ میری طرف سے جا کر بھائی حارث کو سلام کہو او کہو کہ آج سردی زیادہ ہے آپ اس پوسٹین سے اپنے آپ کو گرم کیجئے، حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا، اور پوچھا کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ، اس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اسے چاہزار دینا میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کر دی۔

## نصر کی حارث بن سرتح کو پیش کش

نصر نے بھی اسے بہت سے بستر، اور ایک گھوڑا بھیجا اس نے اسے بھی بیچ کر اس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی، حارث ایک نمدے پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور پیغام بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اس کی لذتوں کی اور نہ میں

عرب کی شریف زادیوں سے شادی کرنے کی تمنا رکھا ہوں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کی جائے۔ اہل خیر افضل، عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔

نیز حارث نے کرمانی کو خط لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر و فضل کو عامل بنانے کا عہد کر لیا تو میں اسکی مدد کرونگا اور اللہ کی حکومت قائم کرونگا اور اگر اسنے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں اللہ سے اس کے خلاف مدد طلب کرونگا اور تمہاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کر لو کہ تم سنت پر عمل کرو گے اور عدل قائم کرو گے۔

## حارث کے لئے بیعت

جب بنو تمیم اس سے ملنے آتے وہ انہیں اپنے لئے دعوت دیتا چنانچہ محمد بن الحمران، محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان، خلیل بن غزوہ بن الحدوی، عبد اللہ بن مجاعہ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان، عبد العزیز بن عبد ربیع اللیشی بشر بن جرموز الصینی نہار بن عبد اللہ بن الحنات الجاشعی اور عبد اللہ النباتی نے اس کی بیعت کر لی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اس ظلم و ستم سے تنگ آ کر میں نے اس شہر کو خیر باد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔ حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

اسی سال مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

## مروان بن محمد کی خلافت کے اسباب

### مروان کو بیعت کی پیشکش

جب مروان کا لشکر دمشق میں داخل ہو گیا تو ابراہیم بن الولید نے راہ فرار اختیار کی اور روپوش ہو گیا سلیمان نے بیت المال پر قبضہ کر کے اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔ اور شہر چھوڑ کر چلا گیا، ولید بن یزید کے جو غلام شہر میں تھے انہوں نے عبد العزیز بن الحجاج کو اس کے گھر جا کر قتل کر دیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الجابیہ پر سولی پر لٹکا دی مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں ٹھہرا یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اس کے سامنے لائے گئے مروان کے حکم سے انہیں دفن کر دیا گیا ابو محمد السفیانی کو جو بھاری بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھا کر مروان کے پاس لائے اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر اسے سلام کیا جاتا تھا۔ خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اس سے کہا چپ رہو مگر اس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہو گئی، پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے بلکہ ان میں سے حکم کی تو اولاد بھی ہو چکی تھی اور دوسرا بھی قتل سے دو سال قبل بالغ ہو گیا تھا۔ جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے ان میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا۔

فان اهلك انا وولسى عهدي



فمروان امیر المومنین  
ترجمہ: اگر میں اور میرا ولی عہد دونوں ہلاک ہو جائیں تو مروان  
پر امیر المومنین ہے شعر سننے کے بعد ابو محمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ  
لائیے ہم بیعت کریں۔

## مروان کی بیعت

ان الفاظ کو مروان کے شامی ساتھیوں نے سنا سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص  
کے سرداروں نے اس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سرعسکروں کو اختیار کر لیا جائے چنانچہ اہل دمشق نے  
زامل بن عمرو الجبرانی، اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو، اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو، اہل فلسطین نے  
ثابت بن نعیم الجذامی کو اختیار کر لیا جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اسی کے ساتھ آرمینیا  
میں بیوفائی کی تھی۔ مروان نے ان سے نہایت غلط قسمیں لے لے کر ایفائے عہد کا معاہدہ لیا اور پھر اپنے خزان والے  
مکان میں چلا گیا۔

## سلیمان بن ہشام کی اطاعت

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور یہ حران میں واقع اپنے مکان میں قیام پذیر ہو گیا تو  
ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی، مروان نے ان دونوں کو امان دیدی۔ سلیمان اس کے  
پاس آ گیا، یہ اس زمانے میں اپنے بھائیوں، اہل بیت اور اپنے ذکوانی مولیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اس نے  
مروان سے آ کر اس کی بیعت کی۔

اسی سال اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کر دی اور مروان نے ان سے جنگ کی۔

## مروان کے خلاف بغاوت

### اہل شام کا بیعت سے انحراف

خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حبان میں اقامت اختیار کی ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گزرے تھے کہ اہل  
شام نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور بیعت سے انحراف کیا، ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا، اس نے رابطہ کے  
ذریعے سے تمام کارروائی کر لی۔ جب مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خود ان کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں  
موجود کلبیوں کو بلا بھیجا۔ اصغ بن ذوالہ الکلسی مع اپنے تینوں بیٹوں، حمزہ ذوالہ اور فرافصہ کے معاویہ السکسکی جو اہل شام  
کا مشہور بہادر تھا عصمہ بن المقشعر۔ ہشام بن مصاد اور طفیل بن حارثہ تقریباً ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی مدد  
کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۲ھ کی شب فطر کو حمص میں آ گئے، اس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے حمص صرف تیس  
میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید الخلوغ  
(جو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے ان دونوں نے مراسلت کر کے مروان

سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اس کے پڑاؤ میں موجود تھے مروان ان کی تعظیم و تکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

## مروان کا حمص پر حملہ

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا۔ کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو بند کر دیا تھا، مگر وہ بھی ان کے لئے تیار تھا اس کے ہمراہ اس کی سرحدی فوج تھی۔ اس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا، کچھ لوگ دیوار پر اس کے سامنے آئے اس کے نقیب نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں انہوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا، انہوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا۔ ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں۔ مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاع تقریباً تین ہزار رضا حیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں داخل ہوا اور شہر کے اندر ہی انہیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں ان پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اس نے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی انہوں نے فوراً انہیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے اکثر قتل کر دیئے گئے۔ اضرع بن ذوالہ اور سکسکی بھاگے اضرع کے بیٹے ذوالہ اور فرافصہ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ جب مروان کے سامنے پیش کئے گئے اس نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کئے جائیں چنانچہ تقریباً پانچ یا چھ سو مقتول اکٹھا کئے گئے اور انہیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اس نے سو گز شہر کی فصیل گرا دی۔

## یزید اور ابو علاقہ کا قتل

اسی دوران اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اس کے حاکم زائل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنالیا مگر اہل شہر اور ایک سردار ابو ہبار القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ پامردی سے زائل کا ساتھ دیتے رہے مروان نے اس کی مدد کے لئے حمص سے ابوالورد بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام فغیرا تھا اور عمرو بن الوضاع کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا دمشق پہنچتے ہی انہوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا۔ ابو ہبار اور اس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوا اور اس نے محاصرین کو شکست دے کر بھاگ دیا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور یمینوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابو علاقہ اہل مزہ میں سے ایک انھی شخص کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ زائل کو ان کا پتا بتا دیا گیا اس نے ان کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو بھیج دیا اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس تک پہنچیں قتل کر ڈالے گئے۔ زائل نے ان کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

## ثابت کا مروان کے خلاف خروج

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبد الملک بن مروان کا بھتیجا اس علاقے کا حاکم تھا اس نے چند روز تک اس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو

انہوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اس کی فوج پر سخت حملہ کیا، اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا اور اب اس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورد اب اس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔ اس کے تمام ساتھی بھاگ گئے اس کے تین بیٹے نعیم بکر اور عمران گرفتار ہوئے ابوالورد نے انہیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اس کے پاس لائے گئے وہ دیرایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے مروان نے ان کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماحس بن عبدالعزیز الکنانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔ ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اس کے بیٹوں میں بدترین تھا بچ کر نکل گیا اور منصور بن جمہور سے جا ملا منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اسے کسی علاقے کا گورنر مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جمہور کے ساتھ اسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظالم نے موقع پاتے ہی منظور کو قتل کر دیا۔

## ثابت کی گرفتاری اور اسکے ہاتھ پاؤں کٹنا

منصور اس وقت ملتا جا رہا تھا اور اس کا بھائی منصورہ میں تھا اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصور واپس پلٹا۔ اس نے رفاعہ کو پکڑ لیا، اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا اس میں اسے داخل کر کے میخوں سے اسے اس ستون میں نصب کر کے قتل کر دیا مروان نے رماحس کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو اور اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا۔ اس کے ایک ہم قوم نے اس کا پتا دے دیا۔ چنانچہ ثابت چند اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مردان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اس کے اور اس کے ساتھ قید میں موجود اس کے بیٹوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔

اور یہ سوار یوں پر لا کر دمشق لائے گئے۔ اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لئے کھڑے کر دیئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی جھوٹی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

## مروان دیرایوب میں

مروان نے دیرایوب سے آ کر اپنے دونوں بیٹوں عبید اللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبدالملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا جن میں عبدالملک کے بیٹوں میں سے محمد۔ سعید اور بکار تھے اسی طرح ولید سلیمان، یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان نے شام میں سے ایک مہماتی فوج بھرتی کی تنخواہیں ان کو دیں اور ہر دستہ فوج پر انہیں میں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس نے فوج کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے جا کر ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور اسے مقدمۃ الجیش کے طفور پر بھیجا تھا۔



## ثابت اور اسکے بیٹوں کا قتل

مروان دیرایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تک تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم اس کے لڑکوں کو قتل کر کے انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکھمی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ اسے ثابت کی اس دولت کا پتا معلوم ہے جو اس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

## مروان دوبارہ باغیوں کے مقابلہ میں

مروان اپنی فوج کے ساتھ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ علاقہ حمص میں جو تدمر سے تین دن کے فاصلے پر واقع علاقہ قسطل میں آ کر ٹھہرا۔ اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اس تمام علاقے کے کنوؤں پر بڑے بڑے پتھر ڈال کر بند کر دیا ہے جو اس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے۔ اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لئے سامان خوراک پانی چارے اور اونٹوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر کرنے کا موقع دیجئے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تاکہ بعد میں انہیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ مگر انہوں نے عمرو بن الولید کو نکال دیا اور اس کی بات نہ سنی اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں۔ مروان نے اسے بھی منظور کر لیا۔ ابرش نے آ کر ان سے گفتگو کی۔ انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اس کے مقابلے میں آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو۔ اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اس کی دھمکیوں پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کی چوڑیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی، عصمہ بن المقشعر، طفیل بن حارثہ۔ معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

## اہل ترمذ کی اطاعت

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی۔ مروان نے اسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کر کر ان لوگوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جنہوں نے تم سے بیعت کر لی ہے چنانچہ ابرش ان لوگوں کو لے کر جن میں ان کے سردار اضرغ بن ذوالہ اس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سربراہ اور دہ لوگ تھے مروان کے پاس آ گیا مروان انہیں لے کر صحرا کے راستے سے سورہ اور دیرالثلث کے رساتے رصافہ آیا۔ اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام، اس کا چچا سعید بن عبد الملک، اس کے تمام بھائی۔ ابراہیم الخلعوع اور ولید سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے یہ چند روز یہاں ٹھہر کر روقہ آیا۔ یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لئے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجئے تاکہ اس دوران اپنے مولیوں کو آراستہ کر کے تیار کروں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں مروان نے اسے ٹھہر جانے کی اجازت دیدی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے سے واسطہ کے قریب اس پڑاؤ

میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا پھر قریسیا کی طرف چلا تا کہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحمروری سے مقابلے کے لئے روانہ کرے۔ اب ابن ہبیرہ تقریباً ان دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنہیں مروان نے دیرایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لئے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔

اسی سال ضحاک بن قیس الشیبانی کو فے میں داخل ہوا۔

## ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی کا کو فے میں داخلہ اور اس کے اسباب

### سعید اور بسطام کی باہمی جنگ

اس کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی خارجی نے ملک جزیرہ میں دوسو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا ان میں ضحاک بھی تھا اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقہ کفر توٹا میں خروج کیا مگر اس کے مقابلے میں بسطام البہینی نے بھی جو اگرچہ اس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تا کہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے صبح سویرے ہی بے خبری کی حالت میں انہیں آ لیا اور قتل کرنا شروع کیا بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے اس نے انہیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انہیں میں سے مقاتل نامی ایک شخص کو جس کی کنیت ابوالنعلش تھی ان کا افسر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن بہدل کو معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحمرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے وہ عراق روانہ ہوا۔

جوشامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھے اور مضری کو فے میں ابن الحمرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح و شام لڑتے رہتے تھے سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون کی بیماری میں انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

### خارجیوں سے جنگ

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی یہ کو فے چلا علاقہ موصل سے گزرا موصل اور اہل

جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس وقت نصر بن سعید الحارثی مضریوں کے ساتھ کوفہ پر قابض تھا اور عبداللہ بن عمر یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا، یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

جب ضحاک اپنی فوج لئے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر اور حارثی نے آپس میں مصالحت کر لی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے کوفہ کے گرد خندق کھود لی اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عباد بن الغزیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا جسے مروان نے ابن الحارثی کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔ غرضیکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ اس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ساتھ واسط چلا گیا۔ اور نصر بن الحارثی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا۔ ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفہ اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دو سو شہسواروں کے ساتھ کوفہ پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ساتھ عبداللہ بن عمر کے مقابلے کے لئے واسط کی طرف بڑھا۔ اور واسط ہی میں سردار عطیہ التغلمی تھا جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسی جواں مردوں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ قادیہ پر سے گزر رہا تھا کہ ملحان کو اس کی آمد کی اطلاع ہو گئی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لئے لپکا اور شیجین کے پل پر اسے آلیا مگر ملحان اتنی تیزی سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے ساتھ صرف تیس آدمی آ سکے تھے مگر پھر بھی یہ اس سے لڑ پڑا۔ عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفہ آ گئے عطیہ اور اس کے ساتھی مروان سے جا ملے۔

## دوسری روایت

دوسری روایت یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ شہر زور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا۔ یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی اب یزید بن الولید نے انتقال کیا عبداللہ بن عمر عراق پر اس کا عامل تھا مروان نے آرمینیا سے جزیرہ اتر کر نصر بن سعید کو عراق کا عامل بنا دیا جو ابن عمر کے سرداروں میں منسلک تھا یہ کوفہ آیا ابن عمر حیرہ میں مقیم تھا مضری نصر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر کے چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی پر مروان نے ابن الغزیل کو نصر کی امداد کے لئے بھیجا۔

اب ضحاک ۱۲ھ میں کوفہ کی طرف بڑھا ابن عمر نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کا مقصد میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لئے متحد ہو جائیں۔ وہ دونوں اس کے مقابلے کے لئے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے۔ ابن عمر تل الفتح پر آ کر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر نے حمزہ بن الاصغ بن ذوالہ الکلبیکو روانہ کیا تا کہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبید اللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر سے کہا کہ



اسے عبور کر آنے دیجئے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لئے ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہے ابن عمر نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے اب ابن عمر کو فہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا۔ نضر بن سعید بھی کوفہ کی ایک سمت میں ٹھہرا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نضر ابن عمر کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے جنگ بھی نہیں کر رہے تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لئے متحدہ طور پر تیار تھے۔

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا بروز بدھ رجب ۱۲ھ یہ نخیلہ آ کر قیام پذیر ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے ابن عمر اور نضر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کر لیں، اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا اپنی فوج کی ترتیب قائم کی۔ آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لئے میدان میں آیا۔ فریقین میں دید جنگ ہوئی۔ ابن عمر اور اسکی فوج نے شکست کھائی۔ خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا بزذون بن مرزوق الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ بنو الاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبداللہ کے بھائی کو بھی قتل کر دیا جو ابن عمر کا پولیس افسر تھا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبدالقیس نے اسے قتل کیا تھا جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آ لیا تو اس نے شاشلہ نامی اپنے ایک چچا زاد بھائی کو اپنی مدد کے لئے پکارا اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ابو سعید جو ابن عمر کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں، عبدالملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اسے بالکل ذبح کر ڈالا۔

## دوبارہ حملہ

ابن عمر کی فوج نے شکست کھائی خارجی ہماری خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے، ہفتہ کے دن صبح کو پھر انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور انہوں نے اپنے مقابل کے ساتھ ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتا تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کیلئے دفاع کر رہے ہیں۔ ابن عمر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے، جو لوگ واسط چلے گئے ان میں نضر بن سعید، اسماعیل بن عبداللہ، منصور بن جمہور، اصبع بن ذوالث اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالث، ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے، مگر صرف ابن عمر اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جمارہا۔ اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

## انتظامی تبدیلیاں

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا گورنر مقرر ہونے کے بعد عبید اللہ بن العباس الکندی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبشری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال

کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا، اس نے ابن عمر کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کو تو ال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہو گئی۔

اس معاملے سے فراغت کے بعد ابن عمر نے عمر بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الشامی کو کو تو ال مقرر کیا۔ پھر ابن عمر نے عمر بن عبد الحمید کو کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کو تو ال تھا۔ پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبداللہ القسری کو اور کو تو ال پر ابان بن الولید کو مقرر کیا، پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری کو مقرر کیا پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اس وقت اسماعیل بن عبداللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرثی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور صفر الحظلی خارجی اس وقت کوفہ کا کو تو ال تھا ابن الحرثی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا۔ ابن الحرثی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے حسان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے حارث کو کو تو ال بنایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عین بن عین بن عین۔ میم بن میم بن میم بن میم کو قتل کریگا اور خود اسے یہ خیال تھا کہ وہی اس میم کو قتل کریگا حالانکہ اسی کو عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

## ابن عمر کا واسطہ کی طرف بھاگنا

جب ابن عمر کے دوسرے ساتھی شکست کھا کر حیرہ بھاگ گئے تو اس کے پاس سے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں، اس نے کہا میں غور و خوض کر رہا ہوں وہ دور روز مزید ٹھہرا رہا مگر جس پر اس کی نظر پڑی اسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ ان کے دلوں پر خاریجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا اس صورت حال کو دیکھ کر اس نے بھی واسطہ کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد بن الغزیل اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس چلا گیا جو جزیرے میں میم تھا عبید اللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ حالت دیکھی اسے خود اپنی جان کی پڑی اور اس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسی کی لشکر گاہ میں جا رہا اس پر ابو العطاء السندی نے تعریضاً کچھ شعر کہے۔

## جنگ کا دوبارہ آغاز

ابن عمر واسطہ میں یمینی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آ کر ٹھہرا اور نضر اور اس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حظلہ بن نباتہ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتہ کے مضری عربوں میں آ کر ان کی دائیں جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے، انہوں نے کوفہ اور حیرہ کو خاریجیوں کے لئے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہران کے قبضے میں چلے گئے، اور اب پھر ابن عمر اور نضر بن سعید الحرثی میں وہی جنگ شروع ہوئی جو ضحاک کے

آنے سے پہلے ہو رہی تھی۔

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر مروان کے حکم کے مطابق عراق کی گورنری اس کے حوالے کر دے، ابن عمر اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ یمنی اس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ، اس جتنا بندی کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ولید نے خالد بن عبد اللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے قتل کر دیا اس لئے یہ یمنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لئے مروان کا ساتھ دے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا ولید کے ننھیالی رشتہ دار قیس اور ثقیف تھے اس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بیٹی تھی۔

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کو فنی میں آ گیا۔ اس نے ملحان الشیبائی کو شعبان ۱۲۷ھ ہجری میں کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی پہلی سے کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضمہ کے سامنے ڈیرے ڈالے۔ اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اس کے مقابلے کی ٹھانی، اب یہ صورت تھی کہ نضر اس کے سردار اور اس کے ساتھ ابن کے ساتھ میں پل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان۔ رمضان اور شوال اسی طرح گزرے، ایک روز جو جنگ شروع ہوئی تو اس نے شدید صورت اختیار کر لی۔ منصور بن جہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدر و منزلت تھی باب القورج پر ایسا وار کیا کہ اس کے دو کردئے۔ ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبائی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کا لمبا ہونا اب ہم پر گراں ہو رہا ہے۔ شوال اور خیبری (یہ بھی شیبائی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لئے چلے عبد الملک بن علقمہ انہیں ملا اور اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ شوال نے کہا باب الزاب جا رہا ہوں کیونکہ امیر المومنین نے ایسا حکم دیا ہے۔ عبد الملک نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ یہ بھی اس کے ساتھ ہولیا اگر اس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اس پر زرہ نہ تھی، یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑوا تھا۔

## عبد الملک بن علقمہ کا قتل

غرض یہ کہ انہوں نے اس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ ابن عمر نے منصور بن جہور کو چھ سو کلبی سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا اور اب ان کا ان کا مقابلہ شروع ہوا۔ نہایت شدید جنگ ہوئی عبد الملک بن علقمہ زرہ پہنے بغیر ان پر برابر حملہ کرتا جاتا تھا اور اس نے کئی کلبیوں کو قتل کیا منصور بن جہور کی اس پر نظر پڑی تو غصے کی شدت کی وجہ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے جھپٹ کر اسکے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور ان کی دعوت پر لبیک کہہ، اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس کے گھوڑے کی لگام جو اس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا۔ خیبری اس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی چچا زاد بھائی نے اسے روکا۔ خیبری نے تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔



## منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ

منصور نے ابن عمر سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر نہیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں صلح نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تاکہ ان کی شجاعت و شدت کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے آپ یہیں کچھ دن تک ٹھہر جائیں اور ان کے اس مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انہوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اس کی مخالفت اور اس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام و اطمینان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے اسکے علاوہ ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ لمبا ہو جائیگا بلکہ یہ اسے اور الجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمر نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچنے دو، منصور نے کہا اس کا ردوائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے ان کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے، اس لئے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ ہم نے ان کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انہیں اس کے مقابلے سے روک رکھا ہے، میں تو ان سے جا کر ملتا ہوں۔

چنانچہ منصور ان کی صفوں کے برابر آ کر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ اسلام لاؤں اور کلام اللہ کو سنوں۔ یہی دو شرائط تھیں جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصور ان کے پاس گیا۔ ان سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا، خارجیوں نے اس کے لئے کھانا منگوایا اس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی۔ اس نے اس سے کہا کیا تو ہی منصور ہے، منصور نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تیری تلوار کا برا کرے جو اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اس کا تو کوئی اثر دیکھنا نہ گیا کیونکہ بخدا اس نے کوئی اثر نہ کیا، اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جب اس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائیگی اور سیدھی جنت الفردوس چلی جائیگی، منصور کو اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے۔ اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجئے اس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے یہ عبداللہ بن سوار الغنصی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمر نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبد الملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اس کا مقابلہ کیا اس کے واقعات درج ذیل ہیں۔

## سلیمان بن ہشام کی مروان سے مخالفت اور جنگ

جب مروان رصافہ سے رقبہ آیا تاکہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لئے عراق بھیجے تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لئے چند روز ٹھہرنے کی اس سے اجازت طلب کی جسے اس نے منظور کر لیا، اور خود مروان اس دس ہزار فوج کے ساتھ جسے اس نے دیر ایوب میں عراق میں لڑنے کے لئے

انہیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا، جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انہوں نے سلیمان کو بھڑکایا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اس سے لڑو اور کہا کہ شامی تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں سلیمان کو بھی شیطان نے ڈمگادیا اور اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور اب اپنے بھائیوں بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علیحدہ چھاؤنی ڈالیا اور پھر سب کو لے کر قنسرین چلا اور جہاں جہاں شامی تھے انہیں اپنے لئے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اس کے پاس بھاگ بھاگ کر چلے آئے۔

## سلیمان اور ہشام کے متعلقین قلعہ میں

مروان قر قیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس وقت تک دورین میں ٹھہرا رہے جب تک کہ یہ خود واسطہ نہ پہنچ جائے۔ مقام منی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے بیٹے سب جمع ہو کر اپنے بیوی بچوں سمیت قلعہ کامل میں قلعہ بند ہو گئے مروان نے ان سے پچھوایا کہ تم نے اس قدر عہد و پیمان کے باوجود میری بیعت سے انحراف کیوں کیا انہوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمہاری بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس لئے ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ مروان نے انہیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اس کی فوج والوں میں سے کسی سے کوئی تعارض نہ کریں ورنہ انہیں اس کے ہاتھوں نقصان پہنچے گا ان کا خون مباح ہو جائے گا اور پھر کوئی امان انہیں نہ دی جائے گی۔ انہوں نے جواب دیا ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔

مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ جاتا یا اس کی فوج کا اکادکا سپاہی جو انہیں ملتا اس پر حملہ کرتے ان کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے ان پر دانت پیسنے لگا۔

## سلیمان اور مروان کی فوجی جنگ

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اس نے بنی زفیر کے فساف نامی ایک گاؤں واقع علاقہ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی۔ جب مروان اس کے قریب آیا تو اس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید جنگ ہوئی یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر اور خوب تلوار چلانے والے تھے نیزہ بازی شروع ہوئی دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا۔ سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اس کی لگام اس کے سینے پر آگری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اتر کر اسے قید کر لیا۔

## سلیمان کی شکست

اب ایک انطاکیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اس نے اسے بھی پکڑ لیا۔

مروان کے مقدمۃ الجیش نے شکست کھائی۔ وہ بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اس نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور اسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔ یہ بھی اس کے مقابلے کے لئے تیار ہی تھا اور کسی انتظار کے بغیر جنگ شروع ہو گئی سلیمان اور اس کی فوج نے شکست کھائی مروان کے دستے نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل و اسیر کرنا شروع کیا اور اسی طرح وہ ان کے پڑاؤ تک پہنچے اور اسے لوٹ لیا۔ مگر مروان اپنی جگہ ٹھہرا رہا نیز اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا اسی طرح کوثر اس کا کوتوال بھی وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ غلام کے علاوہ جو قیدی ہاتھ آئے اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ اس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

## سلیمان کے ماموں کا قتل

ابراہیم بن سلیمان اس کا بڑا بیٹا بھی اس جنگ میں ہشام بن عبد الملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی موٹا آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لئے کافی نہ ہوئیں جو تو اس سور کے ساتھ مجھ سے لڑنے آیا اس نے کہا امیر المؤمنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کنیزوں مشک کے باجے اور بربط کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں موجود تھا۔ مروان نے اسے قتل کر دیا۔

قیدیوں میں سے اکثر نے اپنے آپ کو غلام بتایا۔ مروان نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لونڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اسے ملے تھے ان کے ساتھ انہیں بھی گرفتار کر دیا۔ سلیمان شکست کھا کر حمص آیا اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی بھی اس سے آملے اس نے انہیں پھر باقاعدہ ترتیب دیا اور حمص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے گرا دیا گیا تھا اس نے انہیں پھر بنایا۔

## مروان کا قلعہ کابل پر حملہ

مروان نے سلیمان کی شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور سرحدی فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعہ کابل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے پہلے کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تو اس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں، مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر شدید ناراض تھا چنانچہ اس فوج نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اب خود مروان بھی ادھر چلا اپنی واسطہ کی چھاؤنی میں آ کر پڑاؤ کیا قلعے والوں سے کہلا بھیجا کہ بلا شرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو انہوں نے کہا جب تک ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے، یہ تیزی سے ان تک پہنچا اور ان پر منہ قیس نصب کر دیں، جب پتھروں کی ان پر بو چھاڑ ہوئی تو کسی شرط کے بغیر انہوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اہل رقبہ نے انہیں سوار کر لیا، انہیں پناہ دی ان کا علاج کرایا ان میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔



## سلیمان کے شہسواروں سے اہم مقابلہ

اب مروان سلیمان کی اور اسکے طرفداروں کی طرف چلا جب ان کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ایک دور سے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو اس بات پر عہد کر لیں کہ جب تک ہم سب مرنے جائیں گے اس کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے، ان کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویہ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر ثبیت البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروان کی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو رات کے وقت حملہ کریں مگر مروان کو ان کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انہیں روکنے کے لئے بڑھا۔ انہوں نے اس پر رات کے وقت حملہ کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے، اس لئے اب انہوں نے دوسرے طریقے پر اس سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پشت کوہ پرزیتوں کے گھنے جنگل میں کوہستان سماق کے موضع تل منس میں جو اس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا، مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انہوں نے اچانک کیمیں گاہ سے نکل کر انہیں قتل کرنا شروع کیا، مروان بھی سنبھل کر ان سے لڑنے لگا اور اس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس لالیا۔ مقدمۃ الجیش، میمنہ، میسرہ اور ساقہ لشکر اس کے پاس آجے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن نکلنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی۔

## سکسکی کی گرفتاری

بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے آخر کار سلیمی ان سے گھوڑے سے گرا دیا اور خود بھی گوڑے سے نیچے اتر کر اس پر جھپٹا ایک کیمیں نے بھی اس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اسے قید کر کے مروان کے پاس لائے، مروان کھڑا ہوا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا۔ سکسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عراب کا شہسوار ہوں، مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے جو شخص تجھے قید کر کے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ بہادر ہے، پھر مروان کے حکم سے اس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا۔ ثبیت اور اس کی شکست خوردہ نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو حمص میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چونکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لئے وہ تدمر کے علاقہ میں چلا گیا۔

## حمص کا محاصرہ

مروان نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کئے رہا۔ اسی سے زیادہ منجذقیں شہر پر نصب کر دیں، یہ دن رات ان پر پتھروں کی بوچھاڑ کرتا رہتا تھا مگر اس کے باوجود اہل حمص روزانہ شہر سے نکل کر اس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات انہوں نے اس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شجوں بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں انہیں خیال تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے در پے انہیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا تو انہوں

نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں امان دیں اور ہم سعید بن ہشام، اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو، اور سکسکی نامی شخص جو اس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا اور اس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

## حبشی اور سکسکی کا قتل

مروان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فیصل شہر پر آتا، مروان کا تذکرہ کرتا اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھو یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کا عضو، ناک اور ہاتھ پاؤں کاٹ دئے۔ مروان نے سکسکی کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید اور اسکے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا۔ اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

جنگ خساف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعے کے متعلق اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خوف پر ہزیمت اٹھانے کے بعد عبداللہ بن عمر کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی، نیز اس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اس کے فسق و ظلم کی شکایت کی اسے انکے خلاف ابھارا اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ساتھ اس کے مقابلے پر چلوں گا، چنانچہ جب ضحاک مروان سے لڑنے کے لئے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔

اب ابن عمر اور ضحاک نصر بن سعید کے مقابلے میں متحد ہو گئے تو اسے محسوس ہوا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لئے شام روانہ ہو گیا۔

## عراق کے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ

ابو عبیدہ کہتے ہیں ذی قعدہ ۱۲۷ھ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی اس کے مخالفین ملک سے نکال دئے گئے تھے اس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا۔ جزیرے کی فوجیں اسکے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبدالملک کی نہر پر آ کر فروکش ہوا۔ تو ابن عمر نے اس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے ميسان کا علاقہ اسکے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلے کا نتیجہ ظاہر ہونے تک یہ علاقہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ ابن عمر نے اپنے مولیٰ حکم بن النعمان کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہوئی تھی کہ کوفہ اور اسکے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا، جن پر اس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا، اور کسکر، ميسان، دستیمان، ضلع و جلد، ہواز اور فارس جو اب تک ابن عمر کے قبضہ میں تھے وہ اسی کے ماتحت رہینگے، ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور کوفہ کا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

## یوم العین

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار ہو گیا، اور نصر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا، ملحان الشیبانی ضحاک کے کوفہ کے عامل کو اسکے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اسکے مقابلہ کے لئے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اس سے لڑ پڑا۔ اور ثابت قدمی سے لڑا، نصر نے اسے قتل کر دیا، جب ضحاک کو اسکے مارے جانے کا علم ہوا اس نے ثنی بن عمران العادی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین النمر کے مقام غرہ آ گیا، اسکے بڑھ آنے کی اطلاع ثنی بن عمران العادی کو ہوئی یہ اپنے خارجی ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بڑھا اسکے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی مروان کی مخالفت میں ضحاک سے آ کر بیعت کر لی تھی۔ غرضیکہ غرہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ مسلسل کئی روز تک ہوتی رہی ثنی۔ عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا۔ خارجیوں کو شکست ہوئی، اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے۔

## ابن ہبیرہ کا کوفہ پر قبضہ

جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یمنی اور خارجی تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو بلان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہو گئے تھے، جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئے تھے جمع کیا اور انہیں لیکر روا آ یا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا برذون بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور خارجیوں کو شہر سے نکال دیا۔

## ضحاک کا طرز عمل

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست پر شکست اٹھانا پڑی اس نے عبیدہ بن سوار تغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمر کے مقابلہ کے لئے واسطہ روانہ ہو چکا تھا اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کر دیا تھا۔ عبید اللہ بن سوار اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے منزلیں طے کرتا ہوا خراہ پہنچا۔ یہاں منصور بھی اس سے آ ملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آئی اور اسی ۱۲ھ ہجری مقام خراہ میں ان میں جنگ شروع ہوئی۔

## دیگر اہم واقعات

اسی سال سلیمان بن کثیر لاہرین قریظ اور قطیفہ بن شیب مکہ آئے امام ابراہیم بن محمد سے ملے، انہیں بتایا کہ ہم آپ کے لئے بیس ہزار دینار، دولاکھ درہم، بہت سارا سامان لیکر آئے ہیں انہوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد کردہ غلام بن عروہ کو دیدی جائیں اس سال یہ لوگ ابو مسلم کو بھی ساتھ لائے تھے ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔



اسی سال بکر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لئے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے، میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنادیا ہے۔ یہ ہماری تحریک کے لئے موزوں آدمی ہیں۔ ابراہیم نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں نیز انہوں نے اہل خراسان کو لکھ بھیجا کہ میں نے ابوسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا ہے ابوسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انہوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور دوسرے چندے جمع کئے تھے وہ اسے دیدئے۔ اسی سال کے عامل عبدالعزیز بن عمر کی امارت میں مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف حج ہوا نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا عبداللہ بن عمر اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جمعہ کے ہوئے انہیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سرتح اسکی مخالفت کر رہے تھے۔

## آغاز ۱۲۸ھ

### حارث بن سرتح کا قتل

اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی کی وجہ سے وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لئے دعوت دی اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر بنا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لئے بیعت لے لی۔ حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا اس لئے مجھے اس کی طرف سے خطرہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو ابوسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

### حارث کا اپنے لئے دعوت دینا

اب خود حارث نے اپنے لئے بیعت کی دعوت دی سلم بن احوز، خالد بن ہریم، قطن بن محمد، عباد بن الابر بن قرہ، حماد بن عامر اس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تا کہ تمہارے دشمن تر پر حملہ نہ کریں مگر اس احسان کے باوجود تم نے اسکی مخالفت کی اور خود اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہو گئے، ہم اللہ کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو۔

### نصر اور حارث میں صلح کی کوشش

حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے، حارث نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ بخارا خذاہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آ کر علم بغاوت بلند

کیا اور نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کرو۔ نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صنوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ لوگ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ مسلم بن احوز کو کوتوالی سے علیحدہ کر دو اور اسکی جگہ بشر بن بسطام الرجمی کو مقرر کرو۔ اس پر نصر اور مفلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی، قیس اور تمیم اسکا ساتھ دینے کے لئے آمادہ رہے نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمن کو مقرر کیا۔ جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کئے کہ انہیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیجی اور معاذ بن جبلہ کو اختیار کیا۔

## نصر کی عمال کو ہدایات

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان اعمال کو لکھ دو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کر دو جو انہیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انہیں سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو کہ ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تاکہ وہ ان پر کاربند رہیں۔

مسلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصانع کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحاق کو فیروزے لیکر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آل علی کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے اس دعویٰ میں صداقت ہے کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو اسکا مطلب یہ ہے جانور دوسو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لے جا سکتے ہو لیکر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جس کے طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لئے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کریں گے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ انکا وہ رخ نظر ہے جو تمہارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کا لانعام ہیں میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمہارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفتہ میں ہلاک ہو جائیں گے۔ نصر نے حارث کے سامنے ماورالنہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کئے مگر اس نے نہ مانا۔ اس پر نصر نے اس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم اس پر غالب آ گئے تو میں تمہاری اطاعت قبول کر لوں گا اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اس سے نپٹ لینے دو اگر مجھے اس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمہیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لیجاؤ اور جب تم رے سے گذر جاؤ گے تو میں تمہاری اطاعت کر لوں گا۔

## متفقہ فیصلہ سے نصر کا انحراف

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حبان اور جہم بن صفوان ان

کے آپس میں تصفیہ کرادیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شوریٰ سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا مگر نصر نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ جہم حارث کے لشکرگاہ ہیں اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر قصے بیان کیا کرتا تھا۔ اب حارث نے نصر کی مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کر لیا۔ سلمہ کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا۔ اور باقاعدہ فوج کو اس کے پاس متعین کر دیا نیز اس نے ہدبہ بن عامر الشعراوی کے پاس رسالہ بھیج دیا اور اسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبدالسلام بن یزید بن حیان السلمی کو شہر کا افسر مقرر کیا تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قہندز میں منتقل کر دیئے۔

## نصر کا اپنے عہدیداروں پر الزام

نصر نے اپنے بعض عہدیداروں کو مورد الزام ٹھہرایا کہ انہوں نے حارث سے سازش کر لی ہے۔ دربار میں اس نے انہیں اپنی باتیں جانب بٹھایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسکی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اس نے عہدے دیئے اور ان پر احسان کئے تھے انہیں اپنی باتیں طرف بٹھایا۔ دربار منعقد ہونے کے بعد اس نے گفتگو شروع کی بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جنہوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو ان پر فتح دی پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور ان لوگوں کی جو میرے باتیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا گورنر مقرر ہوا تو اے یوسف بن عبد ربیعہ تو مرو کی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبد اللہ ان کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل فوج کو ذلیل کر دینا چاہتا تھا مگر میں نے تمہیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمہیں اجازت دی کہ جس قدر سرکاری دولت تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے بعضوں کو اس سے بھی زیادہ اور بعض کو کم ملے مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو تم ان شرفا کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے ان اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اس کے داہنے بیٹھے تھے اس پر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عامم بن عمیر الصریکی، ابوالذیاء التاجی عمرو، قاؤسان السعدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ، عقیل بن معقل اللیشی۔ مسلم بن عبدالرحمان بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آ گئی۔

## نصر کے خلاف بغاوت کا عروج

حارث بن سرتج نے اپنا طریقہ حکومت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا بہت لوگ اس کے حامی بن گئے۔ ایک شخص نے یہ جرات کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ہبیرہ بن شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اسے آ کر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد کردہ غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کر دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سرتج دشمن



خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے۔ جنگ کیلئے تیار ہے اللہ سے طلب امداد رہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔ نیز نصر نے اسی رات عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دیا۔ نصر نے خالد بن عبد الرحمن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں، مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا اور جب وہ دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو ان کا شعار فہم لای۔ نصر وں تھا چنانچہ یہی ان کا شعار قرار پایا۔ علامت کے لئے انہوں نے اپنے نیزوں پر پشمیتہ باندھ لیا تھا، مسلم بن احوز، عاصم بن عمیر، فطن، عقیل بن معقل، مسلم بن عبد الرحمن، سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلہ ملخاریہ کے ایک کنارے مقیم تھے، یحییٰ بن حصین اور بنی ربیعہ نجاریوں کے محلہ میں تھے۔

## حارث کا شہر میں داخلہ

شہر مرو کے ایک باشندے نے فصیل شہر کے ایک اہم حصہ کا حادثہ کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالبن کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا۔ اور اب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود التاجی نے اس کا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکل کر سلم بن احوز کے قہ آئے، یہاں عصمہ بن عبد اللہ الاسدی خضر بن خالد، ابرو بن داؤد نے جو ابرو بن قرہ کی اولاد میں تھا اس کا مقابلہ کیا باب بالبن منیع کے گھروں کو لوٹ لیا اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز، قدید بن منیع، ابراہیم اور عیسیٰ عبد اللہ اسلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی کے اختتام سے دو روز قبل بروز پیر پیش آیا۔

## طرفین میں جنگ

مسلم کے قاصد نے آ کر نصر کو حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی، نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو، مگر پھر اس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا۔ مگر جنگ شروع ہو گئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد تقصیر کا عطیہ نامی ایک غلام سلم کی طرف جاملہ۔ حارث کے ساتھیوں نے اسکی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیر آ کر لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حملہ آوروں سے لڑا۔ عقیل بن معقل بھی اس کے ساتھ تھا اس لئے انہیں پیچھے دھکیل دیا، وہ لوگ حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابو بکرہ کی مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ لڑنے کے لئے طنخاریہ کی طرف واپس پلٹے دو شخص اس کے قریب گئے، عاصم نے انہیں لکارا کہ اسکے گھوڑے کی ٹانگیں اٹھا کر روک لو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سعد کی سڑک کی طرف پلٹ گیا، حیان نے آزاد کردہ غلام امین کو دیکھا اسے لڑنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا، حماد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ان کے نیزے توڑ دیئے اور مسلم کے آزاد کردہ غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اسکے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا اس نے ایک دکان میں گھس کر پناہ لی، حارث نے اسکے گھوڑے کے پیچھے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

## حارث کو شکست

صبح کو مسلم باب منیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھودی جائے۔ سب لوگ خندقوں میں بیٹھ گئے، نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیئے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی۔ تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج رزق کے راستے ہوئی اس نے عبداللہ بن مجاعہ کو جالیا اور اسے قتل کر دیا۔ مسلم حارث کے لشکر گاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دہوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ساتھ محمد بن قطن اور عبید اللہ بن بسام بھی درستگان یعنی قہندز کے دروازے کے پاس آئے دروازے کو بند پایا عبداللہ بن فرید الاسدی دیوار پر چڑھا اسکے ساتھ تین اور آدمی تھے انہوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور ابن احوز اس میں داخل ہو گیا ابو مطہر حرب بن سلیمان کو پھانک پر متعین کر دیا۔ سلم نے اسی روز حارث بن سرتج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کر دیا اس نے عبد ریحہ بن سیسن کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ مسلم باب منیق آیا اسے کھول دیا۔ اس نے شہر کے قصابوں میں سے اس قصاب کو قتل کر دیا جس نے حارث کی فسیل کے شکاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

## کرمانی کی نصر سے بے اعتمادی

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلوایا۔ کرمانی حفاظت جان کا عہد لیکر نصر کے پاس آیا اس مجلس میں محمد بن ثابت القاضی مقدم بن نعیم، عبدالرحمن بن نعیم القادسی کا بھائی اور مسلم بن احوز بھی موجود تھے نصر نے اسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کیلئے نہایت ہی مبارک عامل ہیں اس پر مسلم بن احوز اور مقدم میں سخت کلامی ہوئی، مسلم نے اسے سے ست کہا اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اسکی امداد کی۔ سعدی بن عبدالرحمن الخرمی ان دونوں پر بڑھم ہوا۔ مسلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سعدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ فوراً کاٹ ڈالوں گا مجلس کی یہ حالت دیکھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اسکا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا کہ نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

## جہم کا قتل

حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ میں تمہاری امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور انکی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے، اس روز کے واقعہ جنگ میں جم بن صفوان جہمیہ گروہ کا سردار بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے مسلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کریگا، مسلم نے کہا پہلے تو اسے خود ایسا کرنا نہ چاہئے اور اگر اس نے سفارش بھی کی تو بھی میں تمہیں امان نہ دوں گا چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں

سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا بخدا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اسے بھی پھاڑ کر تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر مسلم نے عبد ربہ بن سہیل کو اسکے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابو محرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اسکی کنیت تھی۔ نیز اس روز ہبیرہ بن شراحیل اور عبد اللہ بن مجاعہ بھی گرفتار کئے گئے۔ مسلم نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے جو تمہیں زندہ چھوڑے اگرچہ تم دونوں تمیمی ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہبیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے لشکر نے پکڑ لیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔ جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں تمہارے دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔

## نصر اور کرمانی کی فوجی جنگ

کرمانی نے سعدی بن عبد الرحمن الحمیری کو اسکے ساتھ روانہ کیا۔ سعدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا، اسکے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی۔ اور محمد بن المثنیٰ اس وقت کرمانی کے پاس تھے۔ نماز کی تکبیر کہی گئی۔ کرمانی نے نماز پڑھائی۔ پھر حارث سوار ہو گیا اسکے ہمراہ جماعہ بن محمد بن عزیز ابو خلف بھی گیا۔ دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی سعد بن مسلم الراغی مارا گیا، نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کاسرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا نصر بن غلاق السعدی اور عبد الواحد بن النحل نے آکر سنائی انکے بعد سوادہ بن سرتج بھی آیا۔ اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی۔ سعدی بن عبد الرحمن ابو طغمہ، صعب، صعیب، اور صباح کو حارث بن سرتج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب تک آئے، خود کرمانی باحرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیر اندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

## نصر اور کرمانی کی جنگ

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے، کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑا تا رہا۔ خضر بن تمیم نے جوزرہ پہنچے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اس پر تیر برسائے، پھر نصر آزاد کردہ غلام جیش نے ان پر حملہ کر کے اسکے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اسکا گھوڑا اسے لیکر اچھلا اب اس نے جیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیادلوں نے ڈنڈوں سے اسے قتل کر دیا۔ نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اسکے اسی گھوڑے چھین لئے گئے۔ تمیم بن نصر میدان جنگ میں گرا دیا گیا اسکے دو گھوڑے پکڑ لئے گئے ایک کو سعدی بن عبد الرحمن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ مسلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے گرز لیکر مسلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے



دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا مسلم خود پل کے نیچے کود پڑا اس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکنا چور ہو گیا تھا۔ مگر پھر محمد بن الحداد مسلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھالایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی۔

## یمینوں کی شکست

اسی دوران ایک رات نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمتہ بن عبد اللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہوتے ہوئے بچانا چاہتا تھا اس جنگ میں قتل ہو گیا۔ اسے صالح بن القعقاع الاسدی نے آلیا۔ عصمتہ نے اس سے کہا اے بالشیعہ آگے آ۔ صالح نے کہ اے نامراد ٹھہر۔ (عصمتہ پیدائشی نامرد تھا) عصمتہ کا گھوڑا مڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا۔ صالح نے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن الدیلیری نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمتہ کے پہلو میں مارا گیا۔ عبید اللہ بن حوتمہ السلمی کو مروان البہرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا جب کرمانی کے اس کا سر لایا گیا تو اس نے انا لله وانا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ اس کا دوست تھا، ایک یمینی نے مسلم بن عبد الرحمن بن مسلم کے گھوڑے کی باک پکڑ لی مگر اس سے چونکہ اسکی شناسائی تھی اس نے اسے چھوڑ دیا تین دن تک فریقین لڑتے رہے، آخر دن مصریوں نے یمینوں کو شکست دی خلیل بن غزوآن نے انہیں للکارا اے ربیعہ اور یمن حارث باز مار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا اس خبر سے مصری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے، سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیشی نے شکست کھائی، تمیم بن نصر پیدل ہو گیا اسکے گھوڑے پر عبد الرحمن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا، ہیاج الکلمی اور لقیط بن اخضر کو یمینوں نے قتل کر دیا آخر الذکر کو ہانی البرز از کے غلام نے قتل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ جنگ کے لئے تیار ہوئے اور انہوں نے میدان کارزار میں گنجائش کے لئے دیواروں کو گرا دیا تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اس دبو سی کی طرح نہیں ہیں اس لئے آپ خدا کے خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں۔

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو جنوب بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لئے بھیجا۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھوتوں سے انہر تیر اندازی کی اور انہیں ڈرا کر پسپا کر دیا۔ عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ نے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طخارستان واپس چلیں، مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ وفا نہیں کی اس لئے ہم اس سے لڑے بغیر نہیں رہیں گے۔

## نصر کی فوج پر سنگ باری

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک منہ خیق سے سنگ باری کی جو نصر کے خیمہ میں آ کر لگے، جس میں خود نصر موجود تھا۔ مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا، اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لئے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل ہوئی، کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا محمد بن المثنیٰ زاغ اور حطان کارالکل کے راستے ہو کر رزق پر نکل آئے تمیم بن نصر دریا کے پل پر متعین تھا محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا۔ محمد اور زاغ نے جس کے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا۔ نصر کے آزاد کردہ غلام کو گرا کر قتل کر دیا یہ نصر کا بااعتماد آدمی تھا۔ نیز انہوں نے تمیم کے بعض

خادموں کو بھی قتل کر دیا۔ خضر بن تمیم نے مسلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اسکے سینے پر ایک ضرب لگائی۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا۔

جب یمہیوں نے مضر یوں کو شکست دی تو حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے یمہنی عرب تمہارے شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو نصر نے یزید الخوی اور خالد کو اسکے پاس اس لئے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفا کی ضمانت لے لیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لئے باز رہا کہ عمران بن الفضل الازدی اسکے خاندان والے عبدالجبار العدوی خالد بن عبید اللہ بن حنیۃ العدوی اور اسکے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام رکھتے تھے کہ اس نے تبوشکان کے لوگوں پر سخت بے رحمی کی تھی اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اسے ان کے مقابل بھیجا تو انہوں نے اس شرط پر اپنے آپ کو حوالے کیا تھا کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کر کے انہیں دریائے یخ میں ڈال دیا تین سو کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے تین کو سولی پر لٹکا دیا اور ان کے اہل و عیال کو ہراج کر دیا۔ اس بناء پر حارث کے طرفدار اس کے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

نصر کی مروروائگی

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب تک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضر ی عرب میری حمایت کیلئے تیار نہ ہوں گے۔ اور خود یہ دونوں بھی کبھی متفق نہ ہوں گے اس لئے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہو گیا وہاں عبدالجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کر سکو گے۔ عبدالجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟ جب نصر مرور واپس آیا تو اس کے حکم سے عبدالجبار کو چار سو درے لگوائے گئے پھر نصر خرق چلا گیا وہاں چاردن رہا۔ اس کے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم۔ اسلم بن احوز اور سنان الاعرابی تھے نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہوگا اور وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ جب یہ نیسابور کے قریب پہنچا تو اہل نیسابور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو تم نے باہمی دشمنی کی وہ آگ پھر جلادی جسے اللہ نے بجھا دیا تھا۔ ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیسابور کا عامل تھا نصر نے سنان الاعرابی مسلم بن عبدالرحمن اور مسلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لئے وکیل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اسے گفتگو کر کے انہیں ہموار کر لیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اسکے استقبال کے لئے آئے سواری کے جانور لونڈی غلام اور تحائف اسکے نذر کئے۔ اس پر خوش ہو کر مسلم نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ یہ قبیلہ قیس ہے۔ اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا جس کی بناء پر انہوں نے پہلے ایسا کیا۔ نصر نے یہ شعر پڑھا۔

انابن خندف یمینی قبائلہا

للصالحات و عمتی قیس غیلانہا

ترجمہ: میں خندف کا پوتا ہوں اس کے تمام قبائل و بطون

میری طرف نیکیوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس غیلان ہے۔

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبد ربہ، محمد بن قطن اور خالد بن عبد الرحمن اور ان جیسے دیگر سردار

ساتھ شہر ہی میں رہے۔

## نصر اور عبد الحکیم بن سعید کی گفتگو

عباد بن عمر الازدی عبد الحکیم بن سعید العوزی اور ابو جعفر عیسیٰ بن جزر مکہ سے نصر کے پاس ابرشہر میں آئے۔ نصر نے عبد الحکیم سے کہا دیکھو تمہارے ہم قوم بے وقوفوں نے کیا حرکت کی ہے اس پر اس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے آپ کے عہد ولایت کے عرصہ دراز میں وہی لوگ والی رہے۔ ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا اسی بناء پر انہیں غصہ آ گیا۔ ہاں میں اسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں بے وقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھدار لوگوں پر غلبہ پالیا عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ دریائے مرو کے کنارے پر واقع ایک گاؤں کے باشندے ابو جعفر عیسیٰ نے نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے یہ ایک عظیم الشان فتنہ ابھر آیا ہے عنقریب ایک مجہول النسب شخص اس میں نمایاں ہوگا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کر لے گا اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے دیکھتے رہ جاؤ گے کہ نصر نے کہا، جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بے وفائی۔ بے دردی اور علیحدگی میں تکلیف دہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا۔ اسے والی بنانا چاہا بہت سی رقم دینا چاہی مگر اس نے انکار کر دیا۔ ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا اس پر ابو جعفر عیسیٰ نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے نصر نے خوش ہو کر اسے انعام و اکرام دیا۔ سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سیزیدہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں، خطبہ نے کہا اگر یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے انکی امداد کروں گا۔ مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کے گرانے اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے کرمانی نے اسے لشکر کے خرگاہ میں قید کر دیا۔ مگر معمر بن مقاتل بن حیان یا معمر بن حیان نے اسکی سفارش کی اور کرمانی نے اسے رہا کر دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا۔ کرمانی نے تقریر کی، محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے علاوہ داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کیلئے امان طلب کی۔ اتنے میں میرنشی آیا اور کرمانی نے اسے بھی امان دیدی۔ حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلے میں اپنی قوم کے ساتھ قیام کیا اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اس پر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔



## بشیر کا بغاوت کرنا

بشر بن جرموز الفسی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ حارث سے کہا کہ میں نے انصاف طلب کرنے کیلئے تمہاری حمایت کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لئے ہو گئے ہو تا کہ تمہاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی دشمنیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اس لئے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانچ سو ایک روایت کے مطابق چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں، ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑے گا۔

## تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت

حارث عیاض کی مسجد میں آیا۔ کرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھالایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو۔ یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے، اس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عرب ہیں چونکہ آپکو ابھی حال میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لئے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آجائیے۔ انہوں نے کہا ہم اس سے لڑے بغیر کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

## حارث کے دوستوں کا کرمانی سے رابطہ

کرمانی کی فوج کا امیر مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اس سے اس منہجیق کی جسے اس نے نصب کیا تھا قیمت طلب کی اس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منہجیق مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی شبیبہ بن شیخ الازدی نے اسکی شہادت دی مقاتل کے حکم سے خزانہ عامرہ کے نام اسے چیک دیدیا گیا۔ حارث کے دوستوں نے کرمانی کو خط لکھا۔ ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے، اسکی اطاعت، ائمہ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اسکے بندوں کی خیر خواہی۔ اسی لئے ہم نے اپنی جان اور مال اس کے لئے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اس ثواب کے مقابلہ میں جس کے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی ہماری نظروں میں ہیچ تھیں۔ کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اس لئے تم اللہ سے ڈرو، حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم کسی وجہ شرعی کے بغیر تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

## کرمانی حارث کے مقابلہ میں

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے پھر حارث بن سرتح فیصل کے پاس آیا اس نے نوبان کی سمت ہشام بن ابی لہیثم کے مکان کے قریب فیصل میں شگاف پیدا کیا، سمجھ دار لوگ حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم

نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع امیخی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ منخل بن عمرو الازدی آگے نکل گیا اسے سمیدع العدوی نے قتل کر دیا اور اس نے نعرہ شادمانی بلند کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔

## دونوں کے درمیان شدید جنگ

اب عام جنگ شروع ہو گئی کرمانی نے اپنے میمنہ پر داؤد بن شعیب اس کے بھائیوں خالد۔ مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کندہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا، نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کئے گئے۔

## حارث کا قتل

حارث ایک خنجر پر سوار تھا اس سے اتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوا اس کے چابک رسید کیا۔ وہ تیز ہو گیا، اسکی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ اور ایک جھاڑی کے پاس قتل ہوا، اسکا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی، حارث کے سوا سبھی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔ حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے جانے کے تیس دن بعد بروز اتوار قتل ہوا جبکہ رجب ۱۲۸ھ کے اختتام سے چھ روز باقی تھے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جن پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اسکی ام ولد کو قید کر دیا پھر اسے رہا کر دیا۔ یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکین بن جون بن ذبیب کے پاس تھی نیز کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے، عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں، اس پر ابراہیم نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لئے حلال ہو سکتا ہے۔ صالح نے جو وضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اس کے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اسکے مکان لے آیا۔

## حارث بن سرتح سے متعلق دوسری روایت

سلیم کے آزاد کردہ غلام جس نے کہا تھا بخدا میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا۔ کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی مغربی عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اسکا ساتھ نہ دوں گا کیونکہ میں نے اسے ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

## حارث اور کرمانی کی لڑائیاں

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آ جاتے تھے کبھی ایک فریق کا

پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا ایک روز جنگ کیلئے مرشد بن عبداللہ الجاشعی شراب پی کر اسکے نشہ میں بے ہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہو کر میدان میں آیا۔ اس کے نیزہ لگا اور زمین پر گرا دیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغے سے بچ گیا البتہ اسکا ٹٹو بغیر سوار کے رہ گیا۔ جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرشد نے کہا۔ یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہوا اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لاکر دوں۔ اس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ درجہ کا ٹٹو ہے۔ معلوم ہوا عبداللہ بن دسیم الغندی کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اسکا مقام بھی بتایا۔ مرشد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو ابن دسیم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرشد نے اسکی لگام اپنے نیزے میں اٹکائی اور سی طرح اس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجئے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرشد سے ملا۔ اور مذاقا اس سے کہا کہ ابن دسیم کا ٹٹو تمہاری ران کی نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس پر سے اتر آیا اور کہا نذر ہے، مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لئے تاکہ تم مجھ سے ناراض ہو یہ بات کہی تھی۔ تم نے اسے ہم سے جنگ میں حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اسے لینا چاہتا تھا۔

## مرو پر یمنی عربوں کا تصرف

اسی طرح چند روز مزید دونوں حریف ایک دوسرے سے لڑتے رہے ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آ گیا۔ کرمانی بھی اسی موقع پر آ گیا۔ اسکے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضر عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے آپ چونکہ بارہا میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لئے پیدل ہو جائیے حارث نے کہا تمہارے لئے میرا پیدل ہونا سوار ہونے سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے بغیر پیدل نہ ہوں گے چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اسکا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے باقیوں نے راہ فرار اختیار کی۔ حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور اب مرہ صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آ گیا انہوں نے تمام مصری عربوں کے مکانات گرا دیئے۔

## ابو مسلم کا خراسان بھیجا جانا

اسی سال ابراہیم بن محمد نے ابو مسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا اس لئے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور جو کہے اسے مانو۔ میں نے انہیں تمام خراسان اور ان تمام علاقوں کا امیر مقرر کیا ہے جن علاقوں پر وہ اس کے بعد غلبہ حاصل کرے۔ ابو مسلم خراسان آیا۔ مگر کسی نے اسکی بات نہ سنی۔ دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے ابو مسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کی ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔



## ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ

ابو مسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی حکومت نہیں کر سکتا پھر ابراہیم نے خراسان کیا مارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اس لئے آخر کار میں نے ابو مسلم کو اس جگہ مقرر کیا۔ تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو، پھر اس نے عبدالرحمن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو، تم میری ہدایت کو اچھی طرح یاد رکھو، یمنی قبائل کی عزت کرو۔ انہیں کے درمیان جا کر قیام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا، قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو ان کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ آستین کے سانپ ہیں ان کے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا۔ اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھ کر اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی کبھی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انہیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے معلوم کر لینا۔

## ضحاک بن قیس الخارجی کا قتل

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا گھیراؤ کر لیا اور منصور بن جمہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی سکت نہیں ہے اس لئے اس نے ضحاک کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے محاصرے کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے ان دونوں میں صلح ہو گئی۔ ابن عمر کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا مقام کفر تو تعلقہ جزیرہ میں اسکا اس سے مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

## ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ

دوسری روایت ہے کہ جب عطیہ التغلی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سلیمین کے پل پر قتل کر دیا اور ضحاک کو اسکی اطلاع ملی یہ اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک مطامن نامی سردار کو ملحان کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ ابن عمر اسکی اطاعت کرے گا چنانچہ یہ اسکا مطیع ہو گیا اور اسکے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمیت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہو جائیں گے چنانچہ ضحاک اس کے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ساتھ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا عامل تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لئے شہر کے دروازے کھلوا دیئے مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی

جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اس کے تمام ضلع پر قبضہ کر لیا۔ مروان کو اس واقعہ کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اس کا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کو جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو۔

## ضحاک اور عبداللہ کی جنگ

عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لئے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہو گئی، مگر ضحاک کی فوج کی کثرت کی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی، ضحاک کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ ان میں سے ہر سوار کو ایک سو بیس ماہانہ پیدل کو سوار و خیر والوں کو اسی درہم تنخواہ ملتی تھی ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا اپنے دوسرا درو عبد الملک بن بشر الغنصی اور بدرالد کو انی سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ انہوں نے ہرقہ پر آ کر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانچ سو سوار تھے انہوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقبہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے خود اپنے محافظ دستہ کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جب یہ فوج ان کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس دستہ نے اس کا تعاقب کیا اور ان کے ساتھ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے۔ جب مروان رقبہ آیا تو اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا موضع غر علاقہ کفر توٹا میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب ضحاک پیدل ہو کر لڑنے لگا اس کے ساتھ اور بھی اسکے بہادر اور ثابت قدم ساتھی تقریباً چھ ہزار پیدل ہو گئے خود اس کے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا۔ شام کے قریب یہ ساری جماعت میدان جنگ میں قتل ہو گئی اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے۔ خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا، مگر جب نصف شب میں اس کے پیروؤں نے اسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی، بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے اسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آ کر اس کے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی یہ سنتے ہی تمام خارجی اسکی موت پر گریاں و نالاں ہوئے۔

## ضحاک کا قتل

عبد الملک بن بشر الغنصی ضحاک کا وہ سردار جسے اس نے رقبہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دے کر میدان جنگ میدان کارزار میں بھیج دیئے انہوں نے مقتولین کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اسے مروان کے پاس لے آئے اس کے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرہ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اسکا پتہ چل گیا۔ مروان نے اس کے سر کو اسی رات جزیرہ کے تمام

شہروں میں گشت کرانے کے لئے بھیج دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ۱۲۹ھ میں قتل کئے گئے، نیز اسی سال ابو مخنف کے بیان کے مطابق خیبری الحارثی بھی مارا گیا۔

## خیبری الحارثی کا قتل

### خیبری کا امیر بننا اور جنگ

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اسکی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنالیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن صبح سویرے مروان کے مقابلہ پر آئے۔ دونوں حریفوں نے صف بندی کی۔ سلیمان بن ہشام اس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے ساتھ خیبری کے ہمراہ تھا یہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آ گیا تھا اور اس خارجیوں میں شیبان الحارثی کی بہن سے شادی کر لی تھی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا، خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا مروان شکست کھا کر بھاگا، اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہو گیا، خیبری اپنے ساتھیوں سمیت اسکے پڑاؤ میں در آیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یا خیبری یا خیبری پکارنا شروع کیا، خارجی جسے پاتے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے، اسکی طنائین قطع کر دیں، اور خیبری مروان کی مسند پر جا کر بیٹھا۔ مگر مروان کا مہمہ جسکا افسر اسکا بیٹا عبداللہ تھا اور جسرہ جسکی قیادت اسحق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جسے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیس لیکر اسپر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے خیبری کو مع اسکے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اسکے گرد قتل کر دیا۔ مروان کو اسکی اطلاع ہوئی وہ اسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو دستے جنگی مقامات پر موجود تھے انہیں اصل مرکز پر واپس بلا لیا۔ ساری رات اسی طرح اپنے پڑاؤ میں بسر کی، دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا، اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے باقاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اسکے کاتبوں اور باغداد لوگوں میں تھا، خیبری کے پاس بھیجا تھا مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اس روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اسکے ہاتھ پاؤں اور زبان کٹوا دی۔

اسی سال میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو ان خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لئے عراق بھیجا۔

### حج اور انتظامی عہدے

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کیا، اسکی



فیصل کرادی نعیم بن ثابت الحذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۸ھ میں قتل کر دیا۔ اس سال جن جن لوگوں نے اسکی مخالفت کی ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں، عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز۔ مکہ مدینہ اور طائف کا گورنر تھا۔ عراق میں ضحاک اور عبداللہ بن عمر کے عمال کام کر رہے تھے، تمامۃ بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

اس سال ابو حمزہ خارجی نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق سے ملاقات کی اور اسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔

## ابو حمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی ملاقات

ابو حمزہ مختار بن عوف الازدی السلمی نے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اسکا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد اور بنی مروان کے مخالفت پر ابھارتا۔ اسکا عرصہ تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۲۸ھ ہجری کے آخر میں عبداللہ بن یحییٰ سے یہ ملا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں آپکی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیے، میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں، وہ سب میرا کہا مانتے ہیں یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضرموت آیا وہاں ابو حمزہ نے اسے خلیفہ تسلیم کر کے اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آل مروان کی مخالفت کے لئے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابو حمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا، کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا، اس نے اسکی بعض باتیں خلاف قانون سنیں اسکو ستر درے لگوائے ابو حمزہ مکہ چلا گیا، جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہو گیا پھر ان دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

## ۱۲۹ھ کے اہم واقعات

### شہان کی ہلاکت

اس سال شہان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالافلاک ہوا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ ضحاک اور خیر بنی کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا۔ اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

### خارجیوں کا اپنا طریقہ کار

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے ان سے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے۔ یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا، خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے اس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوئی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر واپس جا کر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اسکی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں، خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا، مروان نے انکا تعاقب کیا۔ خارجی و جملہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور

مروان ان کے مقابل تھا، نو ماہ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا، مروان نے اس کے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت ثنی بن عمران القرشی الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

## مروان کا طرز عمل

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا، مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اسکے بعد سے مروان ان سے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کر دی اسکے مقابلے میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے ان کا ایک ایک دستہ مقابلہ کرتا، بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زرو مال کے لالچ میں ان کے ساتھ ہو گئے تھے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انہیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تاکہ وہ ان کے لئے پشت پناہ اور جائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی مل سکیں، خارجیوں نے اسکے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مروان کے مقابلہ سے کوچ کر گئے صبح ہوتے ہی مروان نے ان کا تعاقب شروع کیا، جس جس مقام پر خارجی ٹھہرتے یہ بھی وہاں ٹھہرتا، شہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی، اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لئے اس طرح تمام ضروریات زندگی و آسائش انہیں موصل سے ملتی رہیں، مروان نے بھی ان کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح و شام ان سے لڑتا رہا۔

## امیہ کا قتل

جنگ کے دوران سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں

شیبان

کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارز طلب ہوا، اس نے اسے گرفتار کر لیا، اور مروان کے سامنے پیش کیا امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، مروان نے کہا آج میرے اور تیری درمیان کوئی رشتہ داری نہیں رہی۔ مروان نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اس کا چچا سلیمان بن ہشام اور اسکے بھائی اپنی آنکھوں سے اس کا حشر دیکھتے رہے، پہلے اسکے دونوں ہاتھ کٹوا دئے گئے اور پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

## یزید کی خارجیوں سے جنگیں

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسیا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار (ضحاک کے قائم مقام سے لڑنے عراق جاؤ۔ یہ عراق روانہ وا اور عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اس کا مقابلہ کیا، یزید نے ان سے جنگ کی اور شکست دی، ثنی بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے، یہاں شکست کھا کر اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے، یزید نے یہاں بھی انہیں شکست دی۔ اب یہ شب کے سب صراۃ میں جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید ان سے لڑا، عبیدہ مارا گیا اس کی تمام فوج کو شکست ہوئی۔ یزید بن ہبیرہ نے ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہو گیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ

## خارجیوں کا تعاقب

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کو لکھا کہ تم عامر بن حبارہ الری کو میری مدد کے لئے بھیج دو، یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اور اسکے خارجی ساتھیوں کو اسکی آمد کی خبر ہوئی اس نے اپنے دوسر داروں، ابن غوث اور جوان کے چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا، موصل سے درے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید معرکہ جدال و قتل گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی، جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اسے موصل سے کوچ کر جانے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب کہ ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آگیا ہے اور سامنے مروان موبچے لگائے ہے اس حال میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں، چنانچہ تمام خارجی کوچ کر کے حلوان کے راستے اہواز اور فارس آنے لگے، مروان نے اپنے تین سرداروں مصعب بن اسحاق الاسدی شقیق اور عطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا بالکل قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے ابن حبارہ برابر ان کا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آ جاتا، اسے قتل کر دیتا آخر کار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لیکر بہرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔ سلیمان بن ہشام اپن موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد مروان اپنے خزان کی قیام گاہ میں چلا آیا اور تراب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

## مذکورہ واقعہ کے متعلق دوسری روایت

اس تمام واقعہ کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو کوفہ جانے کا حکم دیا جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرسیا میں مقیم تھا۔ اس وقت ثنی بن عمران العائذی دعائذہ قریش، الحار جی کوفہ کا حاکم تھا۔ ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کوفہ روانہ ہوا، عین التمر پہنچا وہاں سے بھی آگے بڑھا، روحا میں ثنی سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے، خارجیوں کو سکت ہوئی، ابن ہبیرہ کوفہ آیا۔ پھر حراۃ کی طرف چلا، شیبان نے عبیدہ بن سوار کورالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اسکے مغرب میں پڑاؤ کیا، جنگ ہوئی، عبیدہ اور اسکے بہت سے ساتھی مارے گئے، منصور بن جمہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا یہاں سے بچ کر ماہین اور جب کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا، ابن ہبیرہ واسط آیا۔ یہاں اس نے ابن عمر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

نہایتہ بن حظلہ کو سلیمان بن جبیب کی سرکوبی کے لئے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اسکے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مریان میں درائے پارون کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود قتل ہوا، سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں



کی پھر اس نے عامر بن حبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا، یہ سن پہنچا وہاں جون بن کلاب الخارجی نے اسے روکا اور شکست دیکر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا، اب مروان نے ابن حبارہ کی امداد کے لئے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی، یہ خشکی کے راستے دریائے جلع تک آتیں اور پھر دریا کو عبور کر کے ابن حبارہ کے پاس آ جاتیں اس طرح ابن حبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی، اس دروان منصور بن جہور علاقہ جبل سے شیبان کو مال کے ذریعے امداد دیتا رہا۔ جب ابن حبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر کر دیا، جون مارا گیا اور ابن حبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا، جب جون کے قتل اور ابن حبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا مصلحت کے خلاف سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر مقابلہ سے چلتا بنا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے، اب عامر بن حبارہ۔ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان کے پاس آ گیا، مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا، اگر وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا۔ خود اسے سے جنگ کی ابتداء کرنا اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اسے نہ چھیڑنا۔ اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اس کا تعاقب جاری رکھنا، غرض یہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جب ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ موجود تھا مگر ان دونوں میں قابل اطمینان سمجھوتہ نہ ہو سکا اس لئے یہ وہاں سے بھی روانہ ہو کر مان کے مقام حیرفت آیا۔

## عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ

عامر بن حبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل ٹھہرا۔ کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھڑ دی۔ ابن معاویہ شکست کھائی اور یہ حراۃ چلا گیا، اب پھر ابن حبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام حیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو شکست ہوئی۔ ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا، شیبان بھاگ کر سیتان چلا گیا اور وہاں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

مگر ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ خیبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا، اور مروان سے لڑا ان دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی۔ اس دوران ابن ہبیرہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا، یہاں سے اس نے عامر بن حبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لئے بھیجا، یہ سردار مدائن کے راستے ہو لیا جب اسکی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر حملہ کر دے گا، شیبان نے جون بن کلاب الشیبائی کو عامر کو روکنے کے لئے روانہ کیا، مقام سن پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا، جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

## جون بن کلاب خارجی کا قتل

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوف زدہ ہو کر لڑے بغیر بھاگ جانا چاہتی تھی، مگر ہم نے انہیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لئے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے، اسکی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انہیں روک نہیں سکی، انہوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کر دیا ہم سب شکست کھا کر بھاگ کر شیبان کے پاس آ گئے عامر

بن حبارہ ہمارے تعاقب میں تھا۔ ابوہ ہمارے بالکل قریب آ کر ٹھہرا، اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن حبارہ تھا، اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان موچے لگائے تھا ضروریات زندگی ہم پر بند کردی گئیں قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیسوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا کہ اب ان کوئی شے زیادہ قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جذرہ نے شبیان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں چنانچہ وہ علاقہ، موصل سے شہر زور آ گیا اسکے اس فعل کو اسکے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کے آپس میں پھوٹ پڑ گئی، بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے جب شبیان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اس کا تعاقب کیا، جہاں وہ ٹھہرتا تو یہ بھی ٹھہرتا۔ پھر شبیان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا، مروان نے عامر بن حبارہ کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا، ابن حبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک انکار تعاقب کیا وہاں سے شبیان اپنی فوج کو لیکر عمان چلا گیا یہاں اسے جلدی بن مسعود بن جعفر بن جلدی الازدی نے قتل کر دیا۔

## ابو مسلم کی امارت

اس سال میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے ابو مسلم کو جوان کے پاس خراسان سے آرہا تھا اور قوس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ بلند کرنے کا حکم دیا۔

## ابو مسلم کا اپنی دعوت لے کر مختلف علاقوں میں جانا

ابو مسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا جب خراسان میں عربوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا۔ تو سلیمان بن کثیر نے ابو مسلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابو مسلمہ نے ابراہیم کو لکھا، ابراہیم نے ابو مسلم کو بھیج دیا۔ ۱۲۹ھ ہجری میں ابراہیم نے ابو مسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لئے خراسان سے بلایا، یہ نصب جمادی الاخر ۱۲۹ھ میں ستر شفا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خراسان کی سرحد سے نکل کر دندانقان آئی تو کامل یا ابو کامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا حج کے لئے، پھر ابو مسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا، اسے اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ یہاں سے ابو مسلم بیورڈ آیا چند روز یہاں قیام کیا اور پھر نسا آیا۔ عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا عامل تھا، جب ابو مسلم نسا کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبد اللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا یہ نسا کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اسکی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے امید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترش روی سے پیش آئے، اس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی عامل سے انکی شکایت کی کہ یہ اپنی طرف دعوت دیتی ہیں،

عادل نے انہیں، انجم بن عبد اللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا یہ سکر فضل نے ابو مسلم کے پاس سے آکر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ بچ کر سفر کرنے لگا۔

## ابو مسلم اور اسید بن عبد اللہ الخزاعی کی ملاقات

ابو مسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے میرے ساتھ کرو کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ لکھنا، طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتہ سے آگاہ کیا اسید اسکے پاس آیا، ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبد الملک بن سعد تمہارے نام امام کے خط لیکر آئے تھے، وہ خط انہوں نے میرے پاس رہنے دئے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کر لئے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے انکی چغل خوری کی، عادل نے ان دونوں کو عاصم بن قیل کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط کہاں ہیں، اسید نے کہا میرے پاس ہیں، ابو مسلم نے کہا وہ مجھے لا دو۔

## ابو مسلم قوس میں

اب ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر قوس آیا بیہس بن ہدیل العجلی قوس کا عامل تھا، اس نے دریافت کیا کہاں جارہے ہو، انہوں نے کہا حج کرنے، بیہس نے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی قاتلوتر کی گھوڑا ہے جسے بیچنے کے لئے تیار ہو ابو مسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں بیہس نے کہا میرے سامنے لاؤ، سب گھوڑے اسکے سامنے لائے گئے ایک سدا گھوڑا اسے بہت پسند آیا، ابو مسلم نے کہا یہ آپکے نذر ہے اس نے جواب دیا کہ میں مفت نہیں لوں گا۔ ابو مسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں وہ ہمیں منظور ہے اس نے سات سو درہم کہے ابو مسلم نے وہ گھوڑا اسے دیدیا۔

قوس ہی میں اسکے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آئے، ابو مسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمہیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمہیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا۔ جو تمہارے ساتھ ہوا اسے قحطہ کے ساتھ میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ حج میں مجھ سے آکر ملے۔ ابو مسلم خراسان واپس ہو گیا۔ اور اس نے قحطہ کو امام کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ نسا پہنچا تو نسا کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے انکی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے ان سے ڈر کر واپس چلے آئے، انہیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اس نے ان سے دریافت کیا حال کیا انہوں نے بتایا۔ عاصم نے اپنے کو تو ال مفصل بن الشرقی السلمی سے کہا کہ ذرا ان پر سختی کرو، ابو مسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اسے قبول کر لیا اور مشورہ دیا کہ ذرا ٹھہر کر جانا جلد میت کرو، ابو مسلم کچھ دیر ان میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

## تحریک کا اعلان

ابو مسلم رمضان ۱۲۹ھ کے پہلے دن مرو آیا۔ اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا جس میں لکھا تھا اب وقت



آگیا ہے بغیر انتظار کئے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو، انہوں نے ابو مسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا۔ اور اب انہوں نے بنی العباس کے دعوت شروع کی اپنے دور و تردیک کے طرفداروں کے پاس قاصد بھیج دئے، ابو مسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجئے اور اسکے لئے دعوت دیجئے، ابو مسلم خزاعہ کے ایک سفندخ نامی گاؤں میں آ کر ٹھہرا۔ اس وقت شیبان اور کرمانی نصر بن سيار سے لڑ رہے تھے۔ ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو انکی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے چنانچہ ہر سمت سے لوگ اسکے پاس آنے لگے۔

عید الفطر کے دن ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا قاسم بن مجاشع الرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر بالین یا خزاعہ کے قریہ لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اسکے پاس آئے۔ بیالیس روز تک یہ یہاں مقیم رہا، ابو مسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری دویرود میں موسیٰ بن کعب کی جانب سے ملی اور اب وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مردوز سے فتح کی خوشخبری اسے موصول ہوئی۔

## دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے۔ قومس سے ابو مسلم واپس ہوا، اسی مقام سے اس نے قحطہ بن شیبہ کو اس رقم کے ساتھ جو اسکے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیج دیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ شعبان ۱۲۹ھ مرو آگیا، ابو داؤد النقیب کے موضع فنین نام میں ابو الحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا، یہاں سے اس نے ابو داؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاعلان شروع کر دی جائے۔ نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غصی التمیمی کے ہمراہ مروالروذ بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں، اسی طرح اس نے ابو عاصم بن عبدالرحمن بن مسلم کو طالقان اور ابو الجہم بن عطیہ کو علا بن قریث کے پاس خورازم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کے لئے اگر اس وقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کر لینا اور دشمن خدا سے لڑنا اگر تم میں سے کوئی گروہ مقررہ وقت تک دشمن کو ٹال دے تو کوئی ہرج نہیں وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابو مسلم ابو الحکم عیسیٰ بن اعین کے مکان سے منتقل ہو کر سلیمان بن کثر الخزاعی کے پاس اسکے گاؤں سفندخ واقع پر گئے خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ھ کو آ کر ٹھہرا۔

## ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب

غرض یہ کہ رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل انہوں نے اس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام ظل تھا چودہ گز لانے بانپ پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام سحاب تھا تیرہ گز لانے بانس پر باندھا گیا۔ ابو مسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا۔

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا۔ وان اللہ علی نصرہم لقدیر  
(ترجمہ) اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو لڑ رہے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور بیشک اللہ ان کی

مدد پر قادر ہے۔

## شیعوں کا ابو مسلم کے پاس جمع ہونا

ابو مسلم۔ سلیمان بن کثیر، اسکے بھائیوں مولیوں اور اسفندنج کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے اسکی دعوت کو قبول کر لیا تھا جن میں غیلان بن عبد اللہ بن عبد اللہ الخزاعی، سلیمان کا بہنوئی ام عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بن رزین اور اسکا بھائی عثمان رزین تھے سبہا لباس پہن لیا تمام رات انہوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں کے جمع ہونے کے لئے آگ روشن رکھی، یہی آگ انکی شناخت کی علامت مقرر تھی، صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابو مسلم کے پاس تیزی سے جمع ہو گئے، اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جسطرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائیگی اور ظل اس لئے نام رکھا کہ زمین سایہ کے بغیر کبھی نہیں رہتی اسی طرح اب ہمیشہ کے لئے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قائم رہے گی۔

مرد کے داعی ان لوگوں کو ابو مسلم کے پاس لائے جنہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابو الوضاح الہرمزی عیسیٰ بن شبیل کے ساتھ نو سو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان۔ اس کا بھائی یزدان بن حسان، اور ہشیز بن یزید بن کیسان بولع نصر بن معاویہ کا آزاد غلام، ابو خالد الحسن جردی، اور محمد بن علوان آئے، اور اہل سقادم ابو القاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے، ان میں ابو العباس المزدی، خدام بن عمار۔ اور حمزہ بن زینم داعی بھی شامل تھے۔ انہیں دیکھ کر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی طرف سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اسکے جواب میں ان اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی، یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابو مسلم کے پاس اسفندنج میں آئیں۔ ابو مسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز ہفتہ یہ جماعتیں اسکے پاس آئیں۔

## سلیمان بن کثیر کی امامت نماز

ابو مسلم نے حکم دیا کہ اسفندنج کے قلعہ کی مرمت کی جائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ جائیں۔ عید الفطر کے دن اسفندنج میں اس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں، فوجی پڑواؤں میں اس کے لئے منبر رکھا اور کہا کہ اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ۔ بنی امیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے۔ مگر ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں مسلسل کہے، پرقراءت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے۔ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں مسلسل کہہ کر قراءت کرے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے، خطبہ کی ابتدا تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے، بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثیر نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابو مسلم اور سارے شیعوں نے نماز سے آ کر خوش خوش وہ

کھانا کھایا جو اس نے عید کے دن ان سب کے لئے تیار کیا تھا۔

## ابو مسلم کا نصر کے نام خط

جب تک ابو مسلم کمزوری کی وجہ سے خندق کی پناہ میں تھا وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا مگر جب بہت سے شیعہ انہیں خندقوں میں اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا توازن کیا تو اب اس نے لفظ امیر اپنے لئے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نصر کو لکھا۔ اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ہر ایک قوم سے زیادہ راہ راست پر ہوں گے مگر جب ڈرانے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں بڑائی اور ان کی بری تدبیر کے اور بری تدبیر کا وبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے ہی پر پڑتا ہے، پس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اس کے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے۔

## نصر کا رد عمل

اس خط کو نظر نے بڑی اہمیت دی اور اس وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابو مسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتداء کی ہے نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو دی کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔

## ابو مسلم کی فوج کا حساب

جب ماخوان میں ابو مسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہو گیا تو اس نے محرز بن ابراہیم کو جیرج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اس کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تا کہ یہ جماعت ان ضروریات زندگی و بند کردے جو نصر بن سيار کو مروا الروذ، بلخ، اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں۔

محرز نے اس حکم کی تعمیل کی اس کے پاس ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہو گئے، ابو مسلم نے ابو صالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیج دے تا کہ وہ اسکی جماعت کو چھانٹ کر ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے، ابو صالح نے حمید الا زرق کو اسی کام کے لئے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا، چار اور شخص تھے جو ان دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ ان میں زیاد بن سيار الا زدی (ساکن موضع سیوادق پرگنہ خرقان) خزّام بن عمار الکندی (ساکن موضع ادایق پرگنہ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع شخ پرگنہ سقادم) عبدویہ الجرداند بن عبد الکریم الہروی جو تجارت کے لئے بکریاں مرو لایا کرتا تھا حمزہ بن زینم الباہلی (ساکن موضع ہتلادجور پرگنہ خرقان) ابو ہاشم خلیفہ بن میران (ساکن موضع جوبان پرگنہ سقادم) ابو خدیجہ جیلان بن السعدی اور ابو نعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا۔ جب ابو مسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں



آیا اور پھر اس سے نیشاپور کے ارادے سے مار سرخس میں پڑاؤ کیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابو مسلم کے ساتھ شامل کر دی۔

## ابو مسلم کی اپنے لشکر کے لئے کمک

سفینج میں ابو مسلم کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد کردہ غلام یزید کو زبردست لشکر کے ساتھ ابو مسلم سے لڑنے کیلئے بھیجا۔ یہ واقعہ ابو مسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا اور ابو مسلم نے اس کے مقابلہ کے لئے مالک بن یثیم الخزاعی کو روانہ کیا جس کے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابلے میں آئے مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں یزید کی فوج نے اسے قبول نہیں کیا اب مالک نے دو ساتھیوں کے ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا صبح سے عصر تک لڑتا رہا۔ اسی دوران صالح بن سلیمان النضی، ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابو مسلم کے پاس آئے ابو مسلم نے انہیں مالک کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اسکی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابو نصر کو تقویت ہو گئی۔

## دونوں فوجوں کے درمیان جنگ اور ابو مسلم کی فتح

نصر کے آزاد کردہ غلام یزید نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انہیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید کمک پہنچ جائے گی بہتر یہ ہے کہ جس طرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اسکا خاتمہ کر دو چنانچہ تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابل ابو نصر پیدل ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کر دے گا اس لئے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونتیس آدمی مارے گئے اور آٹھ آدمی گرفتار کر لئے گئے عبد اللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ اسکی فوج نے شکست کھائی۔ ابو نصر نے عبد اللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی دوسرے شیعوں کے ساتھ جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا اور خود ابو نصر سفینج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابو مسلم کے پاس بھیجے گئے تھے انہیں ابو حماد المروزی اور ابو عمر والاعمی بھی تھے۔ ابو مسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھانک پر نصب کر دیا۔ یزید الاسلمی کو ابو اسحاق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت زخمی تھا اسے اسکا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابو مسلم نے ابو نصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

## یزید کے ابو مسلم کی قوم کے بارے میں تاثرات

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابو مسلم نے اسے بلوا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر اسے ناپسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ وعدہ کر لو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری

حالت دیکھی ہے وہی بیان کرو گے، یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی، ابو مسلم نے اسے جانے کی اجازت دیدی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جا کر متقی پر ہیزگار لوگوں کو تمہاری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم تو ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں، چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لئے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لئے شہادت بنو، یزید نے کہا بخدا آپ کا گمان ٹھیک ہے انہوں نے مجھے قسم دیدی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان و اقامت کے ساتھ تمام نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہوگی، اگر میں آپ کا آزاد کردہ غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا انہیں میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور بنو مروان کے حامیوں کے درمیان ہوئی۔

اسی سال خازم بن خزیمہ نے مردروز پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خبر دینے ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

## خازم بن خزیمہ کا مردروز پر قبضہ

## نصر کے عامل کا قتل

جب اس نے مردروز میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا، اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں، میرا ارادہ ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کر لوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا، یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو رہے۔ اس نے خروج کر کے گنج رستہ نامی ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا ابو مسلم کی جانب سے نصر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اس کے پاس آ گئے، شام ہوتے ہی اس نے مردروز کے باشندوں پر شب خون مارا اور بشر بن جعفر السعدی کو قتل کر دیا جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل (یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا اسکی خوش خبری دینے کے لئے اس نے خزیمہ بن خازم، عبد اللہ بن سعید اور شبیب بن واثق کو ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

## ابو مسلم کی دعوت اور واپسی سے متعلق دوسری روایت

ابو مسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے، جب امام ابراہیم ابو مسلم کو خراسان بھیجنے لگے تو اس کی شادی انہوں نے ابو اسحم کی پوتی سے کر دی اور اسکا اس سے مہر لے لیا۔ نیز انہوں نے اس تقرر کی اطلاع تمام نقیبوں کو دیدی اور انہیں ابو مسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا، ابو مسلم کوفہ کے علاقہ خطرینہ کا باشندہ تھا، ادریس بن معقل العجلی کا قبر مان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولیٰ بنا اور اسکے بعد ابراہیم بن محمد کا پھر ان کی اولاد میں سے جو امام ہوئے انکا مولیٰ رہا جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اسی بناء پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ اسکی وجہ سے انکی تحریک کامیاب نہ ہوگی، اور خود اسے اور اسکے

دوستوں کو مضرت پہنچے گی، سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مروا پس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابوداؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔

ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسماعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعے تمہارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا۔ سلیمان بن کثیر نے کہا اسکی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اس شخص سے ہماری تحریک کامیاب نہ ہوگی، نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب و اختیار کر کے تمام مخلوقات کے لئے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال و حرام کی تفریق بتائی۔ اپنے احکام بتائے، بتایا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا، انہوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر لیا تو اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے کہا نہیں، ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اسے بھی رسول اللہ کے ساتھ اٹھالیا یا اسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا، بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ علم اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اور ان میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں کسی اور گروہ میں اس علم کو چھوڑا، انہوں نے کہا نہیں، ابوداؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو کامیاب ہوتا اور لوگوں کو اسے پسند کرتا دیکھے تو اسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لئے بنالے انہوں نے کہا خدا یا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے ابوداؤد نے کہا میں یہ یہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمہارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر ان کے سوا کسی اور کے لئے کرے، انہوں نے کہا، نہیں ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ کی میراث کے مالک ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا اور ان کے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر انہیں اس شخص کی اہل بیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے ابو مسلم وہ شخص ہے کہ اسکی اہل بیت سے محبت امداد۔ خدمت گزاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابوداؤد کے کہنے سے، ابو مسلم کو جو قوس تک پہنچ چکا تھا واپس بلا لیا، اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگے مگر ابو مسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ آ گیا، اور ابوداؤد کے اس احسان کا اسے احساس رہا۔

شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابو مسلم کے احکام کی تعمیل کی۔ اسکی اطاعت کی۔ آپس میں بحث مباحثہ کر کے اسکی تحریک کو قبول کیا، تمام خراسان میں داعی بھیج دیئے



## ابو مسلم خراسانی کی طلبی

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ھ کے موسم حج میں مکہ آنے کے لئے ابو مسلم کو حکم بھیجا تا کہ یہ اسے اپنی دعوت کے اظہار کے لئے ہدایات دیں، یہ بھی لکھا کہ قطبہ بن شیبہ کو اپنے ساتھ لاؤ نیز وہ تمام دولت بھی ساتھ لاؤ، جو جمع کی گئی ہے۔ کل تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے، ابو مسلم نے بیشتر رقم سے تجارت کا سامان، توہی، مروی کپڑے حریر اور قرنہ خرید کر بقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں مبدل کر کے زرتار قبائوں میں رکھا، خچر خریدے، جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا اسکے ساتھ نقیبوں میں سے قطبہ بن شیبہ، قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے، اکتالیس اور شیعہ تھے، خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ اکیس خچروں پر انہوں نے اپنا سامان بار کیا، ہر خچر پر ایک ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا جنگل کے راستے روانہ ہوئے، نصر کے تھانہ سے گزر آئے بیورو پہنچے، ابو مسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے دوستوں کو اپنے پاس بلایا۔ ابو مسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اس کے پاس آگئے، اب یہ جماعت ابیورد سے چل کر نسا کے ایک گاؤں قاسم پہنچی۔ ابو مسلم نے فضل بن سلیمان کو اسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو، ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے، یہ اور اسکے ساتھ اجم بن عبد اللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کر کے عاصم بن قیس ابن الحروری عامل کے سامنے پیش کئے گئے اس نے انہیں قید کر دیا ہے۔ ابو مسلم اور اسکے ساتھی اسی مقام سے روانہ ہو کر اندومان آئے، ابو مالک اور نسا کے دوسرے شیعہ اس سے آ کر ملے۔ ابو مالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابو مسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابو مالک نے وہ خط اور پرچم اس کے حوالے کئے، اس خط میں امام نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا، اور وہاں دعوت کا اظہار کر دیا۔ ابو مسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا، نسا کے تمام شیعہ داعی اور سردار اسکے پاس آ گئے، ان کے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ساتھ تھے، عاصم بن قیس الحروری کو اس کا علم ہوا اس نے آنے کا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا ہوں، میرے ساتھ اور تاجر بھی ہیں۔ نیز ابو مسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انہیں چھوڑ دیجئے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں، عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابو مسلم سے کہا یہ شرط لکھ دو کہ ان کے پاس جانور اور اسلحہ ہے وہ واپس کر دے گا تو اسکے ان دونوں کو رہا کر دیا جائیگا جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے چنانچہ ابو مسلم نے یہ شرط مان لی اور اسکے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

## ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام

ابو مسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا۔ امام کا خط پڑھ کر سنایا اور دعوت کے اظہار کا انہیں حکم دیا انکی ایک جماعت واپس ہو گئی۔ ابو مالک اسید بن عبد اللہ الخزاعی، زریق بن شاذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہوئے۔ جو لوگ واپس ہو گئے تھے انہیں ابو مسلم نے تیاری کرنے کا حکم دیا۔ ابو مسلم بقیہ لوگوں اور قطبہ بن شیبہ کے ساتھ وہاں سے تخوم جرجان آیا۔ خالد بن ہربک اور ایوعون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انہیں اس روپیہ کے لانے کا

بھی حکم دیا جو شیعوں کا انکے پاس جمع تھا یہ دونوں اسکے پاس آئے، ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہو گئے تو اس نے قحطہ بن شیب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال و اسباب اسکے حوالے کیا، اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔

اب ابو مسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ایبورد ہوتا ہوا بھیس بدلے ہوئے مروا گیا خزاعہ کے ایک گاؤں فنیں نام میں آ کر ٹھہرا۔ رمضان المبارک کے اختتام سے سات روز قبل اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب عید کے دن مرو میں اسکے پاس آ جائیں، اس نے ابوداؤد اور عمرو بن اعنین کو طخارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آمل و نجار اروانہ کیا شریک بن عیسیٰ کو بھی اسکے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو بیورد اور نسا بھیجا۔ اور خازم بن خرمہ کو مرو روز بھیجا عید کے دن اسکے تمام طرفدار اسکے پاس آئے قاسم بن مجاشع انمکی نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عید گاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

### ابو مسلم کی جماعت میں اضافہ

اسی سال جب ابو مسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہو گئی اور اس کی تحریف نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام عرب قبائل نے اس سے لڑنے کے لئے آپس میں عہد و پیمان کئے۔ نیز ابو مسلم نے اپنے پڑاؤ کو جواب تک اسفیدنج میں تھا ماخوان میں منتقل کر دیا۔

### ابو مسلم کا اسفیدنج سے ماخوان کو اپنے پڑاؤ کا منتقل کرنا

جب ابو مسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کا تو لوگ جلدی جلدی اسکے پاس آنے لگے، اہل مرو نے بھی آنا شروع کیا، نصر نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابو مسلم کی دعوت کو اس لئے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابو مسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھی۔

### چند طالب علموں ابو مسلم سے سوالات

ابو مسلم بالین کے علاقہ میں ایک خیمہ میں مقیم تھا، اسکے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان لوگوں نے اسکی دعوت کو اچھی نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے، مرو کے چند پرہیز گار نو جوان جو فقہ کے طالب العلم تھے، ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا، ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا، ابو مسلم نے کہا آپ کے لئے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں، ابو مسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عنہی منکر کرنا ان سوالوں سے بہرہ ہے، ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں، انہوں نے کہا بخدا معام ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائیں گے، اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لئے ہے، ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا، ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ سنایا۔

نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بھی اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اسکا حال دریافت کر کے اسکی حقیقت معلوم کر لی۔

## شیبان کا ارادہ

یہ نو جوان شیبان کے پاس آئے اسے سارا مال سنایا اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو تکلیف دی ہے، نصر نے اسکی طرف پیغام بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلہ سے باز رہو تا کہ میں اسے قتل کر دوں یا ملک بدر کر دوں، اس کے بعد ہم پھر الگ الگ ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں۔ شیبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اسکی فوج والوں پر ظاہر ہو گیا، ابو مسلم کے جاسوسوں نے اسکی فوج میں آ کر واسکا پتہ چلایا اور جا کر ابو مسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جو ان تک پہنچی ہے کسی کے سمجھ میں آنے والی نہیں، ابو مسلم نے ان نو جوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہوگا، ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہوئے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے علیحدہ ہے، آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں، آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکئے، کرمانی نے شیبان سے آ کر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اسکی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان کی طرف پیغام بھیجا خدا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے یہ ایسا فتنہ، عظیم ہے کہ اسکے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے یہ فریق اسی گفتگوں میں مشغول تھا کہ ابو مسلم نے نصر بن نعیم النضی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیب اللثمی ہرات کا عامل تھا۔ نصر نے اسے ہرات سے نکال بھگایا یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

## شیبان اور نصر میں صلح

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو، یا تم لوگ مصری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں، انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے یحییٰ نے کہا ابو مسلم کو اپنی دعوت شروع کئے ابھی ایک ماہ گزرا ہے اور اسی مدت میں اسکی جماعت تمہارے برابر ہو گئی ہے، انہوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یحییٰ نے کہا نصر سے صلح کر لوگ اگر تم اس سے صلح کر لو تو ابو مسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر سے لڑے گا اس لئے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مصریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لئے یہ سارا، جھگڑا ہے، اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابو مسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابو مسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا، انہوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے، یحییٰ نے کہا انہیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نہ ملے تا کہ کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیغام بھیجا۔ نصر نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اسکے داہنی جانب کرمانی اور بائیں جانب یحییٰ بن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہوگا جسکے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اسکے ہاتھوں بنی مضرتباہ ہونگے، پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لئے صلح ہو گئی اور عہد نامہ کی تکمیل کر لی گئی۔



## نصر اور کرمانی کی جنگ

جب ابو مسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجئے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے، اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپن باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہوں گا، چنانچہ ابکرمانی اور نصر میں پھر جنگ شروع ہو گئی، مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لئے جائز نہیں۔

## ابو مسلم کرمانی کے پاس

کرمانی نے ابو مسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابو مسلم ماخوان آیا۔ شیل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو مسلم مجھ سے ملنے کیلئے آئے شیل نے یہ پیغام ابو مسلم کو پہنچا دیا۔ ابو مسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی کے پڑاؤ میں آیا، اسکے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہرایا۔ ابو مسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے پاس آ گیا۔ یہ ۵ محرم ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے۔

## ابو مسلم ماخوان میں

ایک اور روایت ہے کہ جب ابو مسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو گئے تو سفید بنج انکے لئے تنگ ہو گیا ابو مسلم کو اب ایک کشادہ قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان انکے ضروریات فوجی کے لئے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریث اور ابوالحق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابوالجہم بن عطیہ اور اسکے بھائی بھی اس میں رہتے تھے۔ ابو مسلم نے سینتالیس روز سفید بنج میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷ رذی قعدہ ۱۲۹ھ کو ماخوان آ کر ابوالحق خالد بن عثمان کے مکان میں ٹھہرا۔ ماخوان میں اس نے خندق کھود لی۔ اسکے دو دروازے رکھے، خود اس نے اور تمام شیعوں نے اسی خندق کے اندر پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الضبی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابو شراحیل اور ابو عمرو الاعمی کو مقرر کیا، ابو نصر بن مالک بن یثیم کو فوج خاصہ کا افسر اور ابوالحق خالد بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا، نیز اس نے کامل بن مظفر ابو صالح کو فوج کا بخشی، اسلم بن صبیح کو اپنا میرمنشی اور قاسم بن مجاشع النقیب الیمی کو قاضی مقرر کیا، ابوالوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن یثیم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابوالحق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا، قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابو مسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے واقعات بیان کرتا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندق میں آ کر ٹھہرا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا، عبداللہ بن بسطام اسکے پاس آیا پھر اس نے قتاتیں، خیمے، شامیانے لا کر دئے کھانے کا اور جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام کیا۔ اور چمڑے کے حوض پانی کے لئے لادئے، سب سے پہلا عہدیدار جو ابو مسلم نے کسی سررشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کراز تھا۔

ابو مسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو انکی خندق میں تکلیف ہوگی ان کے لئے شوال کے علاقے میں ایک علیجس دہ خندق کھودی۔ اور داؤد بن کراز کو اسکا افسر مقرر کیا، جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی تو ابو مسلم نے انہیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابو رذیحجج دیا۔

## خندق کے لوگوں کے لئے عطیہ

ابو مسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کے نام مع ولدیت اور سکونت دفتر میں لکھ لے، کامل ابو صالح نے اس کی تعمیل کی، انکا شمار کیا۔ سات ہزار تعداد نکلی، ابو مسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر چار چار اسی کے ہاتھ دلوائے۔

## ابو مسلم کے خلاف سمجھوتہ

اب تمام مضری ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپ میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی ختم کر کے پہلے ابو مسلم نے نبٹ لیا جائے اسکے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک تحریری معاہدہ کر لیا جس پر سب نے اتفاق کیا، ابو مسلم کو اسکی اطلاع ہوئی جس سے اسے سخت پریشانی لاحق ہوئی، اور اس نے اپنی حالت پر غور کیا۔ اسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں نصر پانی کو روک نہ دے اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بنزریق النقیب کے علاقہ الین میں ماخوان کے خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ھ کو منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اسکے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی، جس سے یہ قریہ خندق کے نیچے پڑ گیا، حنظل بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کر دیا۔ اہل آلین دریاے خرقان کا پانی پینے لگے اس طرح نصران کے پانی کو روک نہ سکا۔

## ابو مسلم اور ابو یال کے لشکر کا مقابلہ

دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی، قاسم بن مجاشع التمیمی نے نے الین کی عید گاہ میں نماز پڑھائی، ابو مسلم اور تمام شیعوں نے اسکی اقتدا کی، نصر نے دریاے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا اس نے یاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابو الذیال کو طوسان پر بشر بن انیف القربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارت بن سرتح کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارت ابو مسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا، ابو الذیال نے اپنی فوج کو ان اہل طومان میں ٹھہرایا جو ابو مسل کے ساتھ خندق میں تھے، اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا، انکی تمام مرغیاں کبوتر اور گائے نیل ذبح کر ڈالے، اور زبردستی کھانا اور چار وصول کیا، شیعوں نے ابو مسلم سے اسکی شکایت کی، ابو مسلم نے انکے ساتھ ایک لشکر ابو الذیال سے مقابلہ ہوا، اس نے شکست کھائی اسکے ساتھیوں میں سے اعسر الخوارزہمی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا، ابو مسلم نے انہیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔

## نصر اور کرمانی کی جنگ

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں، جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب بلا شرکت غیرے مرد پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا نصر بن سیار مرد کو چھوڑ کر ابر شہر چلا گیا، کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور لشکر کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اسکا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحییٰ بن نعیم ابوالمیلہ ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ۔ محمد بن المثنی سات سو ازدی شہسواروں کے ساتھ۔ ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزی العذی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنی سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابلے میں آئے، محمد نے کہا حرام زادے تو ابن علی کے لئے ایسا کہتا ہے، اسکے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تلواریں نیام سے باہر کر لیں، مسلم بن احوز کو شکست ہوئی اسکے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے، محمد کے بیس سے زیادہ آدمی قتل ہوئے نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔ عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان کی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجئے نصر نے عصمتہ بن عبداللہ السدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا، اس نے محمد بن المثنی کو لاکارا۔ خبر دار ہو جا۔ اب تمہیں معلوم ہوگا کہ مچھلی لحم (ایک بری مچھلی) پر غلبہ نہیں پاسکتی، محمد نے اسکے جواب میں کہا حرام زادے ذرا ٹھہر تو! محمد نے سعدی کو مقابلہ کا حکم دیا وہ اپنے ایک ہزار یمنی عربوں کو لیکر عصمتہ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمتہ نے شکست کھائی اسکے چار سو آدمی قتل ہوئے، یہ نصر کے پاس چلا آیا۔ اب نصر نے مالک بن عمرو وائیم کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ یہ اپنی فوج کو لیکر میدان کارزار میں آیا۔ اس نے محمد بن المثنی کو لاکارا اگر مرد ہو تو مقابلہ پر آؤ محمد اسکے مقابلہ پر آیا۔ یمنی نے اسکے شانے پر دار کیا مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوا محمد بن المثنی نے گرز سے اسکے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اسکا سر زخمی ہو گیا، جنگ میں اور شدت ہو گئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے لڑے اور انہوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا مگر پھر نصر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اسکے ساتھ سو آدمی کام آئے تین سو کرمانی کے مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی ہیں اب ایک عام جنگ کے لئے دونوں حریف اپنی خندقوں کے پاس آئے اور خوب ہی جی کھو کر لڑے۔

## ابو مسلم کی خرسانی کی حکمت عملی

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ حریفوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے اور نہ اب ان میں لڑنے کی طاقت ہے نہ کہیں سے مدد پہنچ سکتی ہے تو اس نے شبان کے نام خط بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ اس خط کو ایسے راستے سے لیکر جائے جہاں، مضری عرب ہوں کیونکہ وہ ضرور راستے میں مزاحم ہو کر ان خطوط کو پڑھیں گے انہوں نے خط لئے اور پڑھا جس میں لکھا تھا میں نے یمنی عربوں کا تجربہ کیا ہے، نہ ان میں وفا ہے نہ بھلائی تم ان پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ تمہیں وہ دکھا دیگا جو تم چاہتے ہو، اگر میں زندہ رہا تو میں انہیں مکمل طور پر ختم کر دوں گا۔

اسی طرح اس نے ایک دوسرا قاصد دوسرا اسی راستے سے روانہ کیا جہاں یمنی عرب تھے اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمنیوں کی تعریف تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اسے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ



مجھے امام نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی ہے میں اس بارے میں ان کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا نیز اس نے تمام ضلع میں اپنی دعوت کو عام کر دیا۔ سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نساء میں علم سیاہ بلند کیا یا محمد اور یا منصور کے نعرے بلند کئے۔ اس کے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوہ نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ اہل ابیور و اہل مروا و الروذ اور مرو کے دیہاتیوں نے بھی علم سیاہ بلند کیا۔

## نصر کا مروان کے نام خط

اب ابو مسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جد لیج الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آ کر ٹھہرا۔ اسکی فوج کی فراوانی کو دیکھ کر یہ دونوں گھبرا گئے۔ نصر نے مروان بن محمد کو ابو مسلم کی دعوت اور خروج اور اسکے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی خلافت کے لئے کوشاں ہے۔ نیز اس نے یہ شعر بھی لکھے۔

اری بین الرماد و میض جمر  
فاحج بان یكون لہ صرام  
فان النار بالعوذین تذکی  
وان املحرب مبدع ہا الکلام  
فقلت من التعجب لیت شعری  
ایقظ بنی امیہ ..... سننام  
ترجمہ: میں راہ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں اس سے  
پہلے کہ وہ مشتعل ہو اسے بجھا دو، آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی ہے  
لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوتی ہے، میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں  
کہ آیا بنو امیہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں۔

## مروان کا جواب

مروان نے اسکے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اس کے متعلق اس شخص کے مقابلہ میں زیادہ بہتر رائے رکھتا ہے جو اس سے دور ہوتا ہے موقع پر موجود ہو تمہیں چاہیے کہ تم اس بھڑکے چھتے کو درہم برہم کر دو، یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہو گیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے، اب اس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھ کر امداد طلب کی، یزید نے کہا کثرت تعداد کے بغیر فتح نہیں ہو سکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

## نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی

نصر نے مروان کو ابو مسلم کے خروج، اسکی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لئے دعوت دے رہا ہے نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابو مسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابو

مسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آچکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابو مسلم کو اس کے اس سستی پر ڈانٹا تھا کہ اس نے کیوں نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کر دیئے اس قاصد نے یہ خط مروان کو دیدیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبد الملک کو جو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الحمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنادے نیز تم اسے رسالہ کے ساتھ اسکی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے بلقاء کے عامل کو اس کام کے لئے روانہ کیا۔ یہ ابراہیم کے پاس آیا جو گاؤں کی مسجد میں تھا اس نے اسے گرفتار کر کے اسکی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیج دیا ولید نے اسے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے جیل میں قید کر دیا۔

## نصر و کرمانی کی جنگ کا دوبارہ بیان

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

جب کرمانی و نصر کے درمیان معاملہ بڑھ گیا تو ابو مسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، کرمانی نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ابو مسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہولیا اس سے نصر کو مزید پریشانی ہوئی، اس نے کرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہیں کیا ہوا ہے دھوکہ میں نہ آؤ، مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے حامیوں کے لئے خطرہ نظر آتا ہے، آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں، اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

اس سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابو مسلم میں تفریق کر دی جائے، چنانچہ اس پیغام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا، مگر ابو مسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا وہ اس وقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہد نامہ کی تکمیل کر لی جائے۔

## کرمانی کا قتل

نصر نے اس کو قتل کرنے کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سرتج کے بیٹے کو تین سواروں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطہ میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی، کرمانی کی کم میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا، اگرچہ اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں پورا زور لگایا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ اسکی زین بھی لٹکا دی اسکا بیٹا علی جو ابو مسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جماعت لیکر نصر پر چڑھ آیا اس سے لڑا اور اسے دارالامارہ سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا، اب ابو مسلم بھی مرو میں آ گیا، علی بن جدیع الکرمانی ابو مسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لئے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیجئے، ابو مسلم نے کہا ابھی اسی طرح کچھ روز تک توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

## عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا فارس پر قبضہ

اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا، اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے یہ جبال آیا اور اس نے جبال، حلوان، قوس اصہبان اور رے پر قبضہ کر لیا، اہل کوفہ کے غلام بھی اسکے پاس چلے آئے اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصہبان میں سکونت اختیار کی۔

یشکر کے آزاد کردہ غلام محارب کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارہ میں چلا آیا اور ابن عمر کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ اور عمارہ نامی ایک شخص سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو اہل اطخر نے پوچھا کا ہے کی بیعت ہے اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق، لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لئے بیعت کر لی محارب نے کرمان پر جا کر غارت گری کی اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا جسے نہ ہنکالایا، اور واپس چلا آیا، ثعلبہ اپنی اونٹ کی تلاش میں محارث کے اشہر نام گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک آزاد کردہ غلام بھی تھا اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجئے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے یہ محارث کے پاس آیا، محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا ہے لہذا اسے لے جاؤ، ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

## عبداللہ بن معاویہ اصطخر میں

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے یہ انہیں لیکر مسلم بن المسیب کی طرف چلا جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں سے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصہبان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔ عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں آ کر ٹھہرا جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا، یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اس کے پاس آئے اس نے مالگزاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے اس کے ساتھ منصور بن جمہور، سلیمان بن ہشام بن عبدالملک، اور شیبان بن الحلس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے ابو جعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اس کے پاس آ گئے۔

## داؤد اور نباتہ کی جنگ

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا اس نے نباتہ بن حظلہ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے اس نے داؤد بن حاتم کو بھیجا تا کہ وہ اسے اہواز آنے سے روکے یہ کرنج دینار آ کر ٹھہرا دوسری جانب سے نباتہ بھی آیا۔ دونوں



میں جنگ ہوئی، داؤد مارا گیا اور سلیمان ساہور کی طرف بھاگ گیا، یہاں کردوں نے اسٹیج بن الاحواری عامل کو نکال کر ساہور پر قبضہ کر لیا تھا، سلیمان کردوں سے لڑا، اور انہیں ساہور سے مار بھگایا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے، عبدالرحمن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اسکی نچال ہے، وہ کبھی اپنے اس عہد کو پورا نہ کرے گا، اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں ساہور پر حکومت کرے، آپ اسے اپنے پاس بلائیے اگر وہ سچا ہے تو آئے گا، عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا۔ سلیمان آیا اس نے اپنے سپاہیوں سے کہدیا کہ تم بھی میرے ساتھ۔ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے تو قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمام لوگوں سے زیادہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے جاؤ۔

## محارب اور یزید کی جنگ

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا، اور ایک جماعت تیار کر کے ساہور آیا۔ یہاں اس کا بیٹا مخلد بن محارب قید تھا، اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا، محارب سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسرِ پیکار ہوا، اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کر لو گے، محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا، آخر کار یزید اس سے لڑا۔ محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کیے آنے تک خاموش بیٹھا رہا جب یہ آیا تو محارب اس کے ساتھ ہو گیا مگر پھر اس کا بھی مخالفت ہو گیا، ابن الاشعث نے اسے اور اس کے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

## عبداللہ اور معن کے درمیان جنگ

عبداللہ بن معاویہ اصطخر ہی میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا، ابن ہبیرہ نے محسن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا، سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا، سلیمان نے کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی ان سے لڑنے کا حکم نہ دو گے، بہر حال معن کی فوج نے ان پر آ کر حملہ کیا اور مرو الشاذان کے قریب دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا۔

لیس امیر القوم بالخب الخدع  
فزم من الموت وفی الموت وقع  
ترجمہ: دھوکہ باز فریبی قوم کا سردار نہیں ہوتا کہ  
جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسی کے منہ میں جاتا ہے۔

## حصین کا قتل

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے ان کا تعاقب نہیں کیا، ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس جگہ میں قتل ہوا یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص معرکہ میں مارا جائے گا، بہت سے لوگ گرفتار ہوئے، ابن

ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں جو لوگ مارے گئے ان میں حکیم الفرد ابوالمجد بھی تھا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ابھواز میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

جب ابن معاویہ کو شکست ہوئی تو شبیان بھاگ کر جزیرہ ابن کاوان چلا گیا، منصور ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے حمید الطویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجئے ابن ہبیرہ نے سوائے حصین بن دعلہ السدوسی کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے صرف مجھے قتل کیا جا رہا ہے ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو نے ہی یہ مصرع کہا تھا۔

’لو امر الشمس لم تشرق‘

ترجمہ: اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے۔

ابن معاویہ سیدتان کے راستہ سے خراسان آ گیا۔ منصور بن جمہور سندھ چلا گیا، معن بن زائدہ عطیہ الشعلی وغیرہ نے اس کا تعاقب کیا مگر یہ اسے پانہ سکے اور واپس چلے آئے، مورع السلی نے اسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ لیا اسے پکڑ کر معن کے پاس لایا معن نے اسے ابن ضبارہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے واسطہ بھیج دیا۔

## دوسری روایت

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطر میں عبد اللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لئے آیا۔ دریائے اصطر پر اس کے بالکل سامنے آ کر ٹھہرا۔ ابن اسحاق ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اس کے مقابلہ کے لئے عبد اللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے ان شامی سپاہیوں کے ساتھ آیا جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے، دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اس کے مقابلہ کے لئے وہ خارجی آئے جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے۔ مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی ان کے ایک ہزار آدمی پکڑ لئے گئے، یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کئے گئے ابن ضبارہ نے انہیں چھوڑ دیا عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا۔ ابن ضبارہ نے اس کے نسب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے اس نے کہا مجھ پر اسکی مدد کرنا ضروری تھا وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکنانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہار ابھانجا ہے ابن ضبارہ نے اسکی خاطر عبد اللہ بن علی کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قریشی کو ایذا پہنچاؤں، پھر اس نے عبد اللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اس پر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمہیں ان کے متعلق علم ہوگا، اس نے کہا ہاں پھر اس نے اسکی بد اخلاقی کی برائیکی اور کہا کہ اس کے ساتھی لواطت کرتے ہیں، ابن ضبارہ کے سامنے سو سے زیادہ نوجوان لڑکے پیش کئے گئے جو رنگ رنگ کی قومی قبائیں پہنے تھے اس کے حکم سے مجمع عام میں انکی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبد اللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تاکہ یہ اسکی تمام کارروائیوں سے اسے مطلع کر دیں ابن ہبیرہ نے انہیں شامی فوجی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا، کیونکہ ابن ہبیرہ ابن غبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اس وقت وہ کرمان کے صحرا میں عبد اللہ بن معاویہ کے تعاقب میں مصروف تھا۔

جب ابن ہبیرہ کو نباتہ کے قتل کا علم ہوا تو اس نے کرب بن مصقلہ، حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد

السلکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا انہوں نے ابن خبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اس پر مروان نے ابن خبارہ کو فوج لیکر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اس کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اسے اصہبان جانے کا حکم دیا تھا۔

اس سال ابو حمزہ الخارجی حج کرنے آیا اور حج میں اس نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

## ابو حمزہ الخارجی کا خروج

جب ۱۲۹ھ ختم ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ حرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے ہوئے آتے ہوئے دکھائی دئے، حجاج انہیں دیکھ کر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم مروان اور بنو مروان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جوان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن و امان قائم رہین کے لئے بات چیت کی انہوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال اور شوق ہے۔

عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ جب تک آخری سعی نے ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علیحدہ آ کر ٹھہرے، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی جب سب لوگ منی پہنچے تو لوگوں نے اسے شرمایا کہ تم نے انکے بارے میں غلطی کی اگر تم حجاج کو ان پر اکسادیتے تو یہ انکی تکابوٹی کر دیتے۔

## ابو حمزہ خارجی کا عہد

ابو حمزہ قرین الثعالب میں ٹھہرا اور عبدالواحد سرکاری مکان میں ٹھہرا عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر، عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب ربیعہ بن عبدالرحمن اور ان ہی ایسے اور سربراہ اور وہ لوگوں کو ابو حمزہ کے پاس بھیجا، جب یہ لوگ اسکے پاس آئے تو وہ گاڑھے کا پا نجامہ پہنے تھا، سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اسکے سامنے آگے، اس نے ان کا نسب دریافت کیا انہوں نے بتایا، اسے سکر وہ ناراض ہو گیا۔ پھر عبدالرحمن بن قاسم اور عبید اللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا، ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اسے سکر اسکا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اس سے کہا ہم اس لئے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیغام دیکر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے، ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی بلنج اور ابرمہ ابو حمزہ کے دوسر داروں نے کہا ابھی ابھی۔ مگر ابو حمزہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ معاہدہ توڑیں گے اور نہ اس کی میعاد بڑھائیں گے، میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا چاہے میری گردن ہیکٹ جائے۔ ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے۔



## ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ

جب ابوحمزہ نے میعاد صلح کو فتح کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد روانگی ہی میں تھا، روانہ ہونے کے بعد اس نے مکہ کو ابوحمزہ کے لئے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ لڑائی کئے بغیر مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا، باشندوں کو مہمانی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور انکی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا میں نے اپنا نام مٹا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ حرہ آئے تو یہاں انہیں مذبوح بھیڑ بکریں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

## حج اور انتظامی عہدے

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ اور مدینہ کا عامل تھا حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم الحاربی کوفہ کے اور عیاذ بن منصور بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

## ۱۳۰ھ کے واقعات

### کرمانی کا نصر سے سمجھوتہ اور اسکی تفصیل

اس سال ابو مسلم مردؤ کی فسیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اور اس نے علی بن جدیع الکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لئے سمجھوتہ کر لیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

جمعرات جمادی الآخر ۱۳۰ھ کو ابو مسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں ٹھہرا جہاں تمام خرسائے گورز قیام کرتے تھے، علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابو مسلم کے ساتھ ہو لیا کہ جب ان دونوں نے ابو مسلم سے لڑنے کا آپ میں معاہدہ کر لیا تو ابن الکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اس ن ابن الکرمانی سے کہا کہ ابو مسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سوالی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لئے بھی جمع ہو گے چہ جائیکہ تم اسکی حمایت میں لڑ رہے ہو۔

اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اسکی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی، اس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

## عربوں کے باہمی مذاکرات

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابو مسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں، اسکے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لئے دعوت دی، کئی روز تک اسکے متعلق رابطہ ہوتا رہا۔ ابو مسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے تاکہ میں انہیں سے ایک جماعت کو اختیار کر لوں، چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابو مسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اس وقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں، انہیں نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

دونوں وفد آئے، مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حان اللیشی عبید اللہ بن رین اللیشی، اور خطاب بن محمد السلمی اپنے اپنے اور لوگوں کے ساتھ تھے، قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی۔ محمد بن المثنیٰ، اور سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے ابو مسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اسکے ساتھیوں کو پہلے بلایا۔ یہ لوگ مختصر کے باغ میں آکر بیٹھے جہاں ان کے لئے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی، خود ابو مسلم مختصر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا، اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا۔ یہ لوگ اسکے پاس آئے، اس وقت ستر شیعہ ابو مسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے۔ اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھ کر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا، اب آپ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیں، خط پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اسکے دوستوں کو اختیار کرنے کیرائے دی، پھر ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان قمر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی، پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضرال بنی صلعم کے قاتل ہیں، بنی امیہ کے اعوان اور مروان المعدی کے انصار ہیں ہمارے خون انکی گردنوں پر ہیں ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور اسکے نتائج اب انکے سامنے ہیں، نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے، یہ اسکے احکام کو اجرا کرتا ہے، منبر پر اسکے لئے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اسے یاد کرتا ہے، ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہئے مروان امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق و انصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اسکے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں ان ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید شقیق کی تائید کی یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا، ذلت ورنج کے آثار انکے چہروں پر ظاہر تھے، ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو راہلکے ساتھ ان لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لئے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحان و شاداں واپس ہوا۔

## شیعوں کو مکان بنانے کی اجازت

ابو مسلم انتیس دن آیین میں رہا۔ آیین سے پھر ماخوانا پنی خندق میں واپس چلا گیا، اس نے شیعوں کو موسلم سرما بسر کرنے کے لئے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈال کر اب تمہیں انکی طرف سے مامون کر دیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں یہ افتراق پیدا ہوا۔

پندرہ ماہ صفر بروز جمعرات ۱۳۰ھ ابو مسلم آیین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پوری

تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ..... جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔

## مرو کی فصیل پر ابو مسلم کا قبضہ

اس زمانہ میں مرو کی فصیل پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا گورنر تھا، علی بن اکرمانی نے ابو مسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لیکر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں اس طرح ہم اس پر قبضہ کر لیں گے، ابو مسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے، پہلے تم فصیل میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو، چنانچہ علی بن اکرمانی فصیل میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہو گئی، ابو مسلم نے ابو علی شبل بن طہمان النقیب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا، یہ فصیل میں آ کر داخل ہوا اور بخارا خذہ کے محل میں آ کر فروکش ہوا اور اب انہوں نے ابو مسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابو مسلم ماخوان کی خندق سے فصیل میں داخل ہوا۔ اس کے مقدمہ الحیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن ہشیر الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع المیمی تھا۔ جس وقت ابو مسلم فصیل میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی ابو مسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی۔

﴿وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَةِ وَ

هَذَا مِنْ عَدُوِّهِ﴾

(ترجمہ) اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہل شہر کے بے خبری کی حالت میں داخل ہوا اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک ان میں سے اسکے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اسکے دشمنوں میں سے۔

ابو مسلم بڑھتا چلا گیا اور قصر الامارۃ میں وہاں آ کر ٹھہرا جہاں خراسان کے گورنر رہتے تھے۔ یہ واقعہ جمعرات ۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۰ھ کا ہے، دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰۔ جمادی الاولیٰ نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلا شرکت غیر سے ابو مسلم کا عمل دخل ہو گیا۔

جب ابو مسلم فصیل میں داخل ہوا تو اس نے ابو منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لئے بیعت لے لے، یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور انکی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا یہ منجملہ ان بارہ نقبوں کے تھا جنہیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا جنہوں نے ۱۰۳ھ و ۱۰۴ھ ہجری میں ان کے اس وکیل کے ہاتھ پر جسے انہوں نے خراسان بھیجا تھا انکی دعوت کو قبول کیا تھا، محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ حق خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پروری ہونی چاہئے، وہ وکیل خراسان آیا۔

## ابو مسلم کے نقیب

اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی۔ لوگوں نے اسکی دعوت کو قبول کیا اور جب انکی تعداد دستور ہو گئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقب مقرر کئے گئے۔

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہشیم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزیق، اور عمرو بن آعین، طے میں



سے قحطیہ زیاد بن شیبہ بن خالد بن معدان تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابو عیینہ، لاہر بن قریظہ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرو القیس میں سے تھے، یہ سب اور اسلم بن سلام ابو سلام، بکر بن وائل میں سے ابو داؤد خالد بن ابراہیم۔ بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا) اور ابو علی الہروی، بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا، اور عیسیٰ بن کعب، اور ابو النجم عمران بن اسماعیل ابو علی الہروی کی جگہ تھے یہ ابو مسلم کا داماد تھا، نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا باپ زندہ ہو البتہ ابو منصور طلحہ بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صغره کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا، ابو مسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ انکی کنیت ابو منصور سے انہیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

## اسلم بن احوز اور اس کے ساتھیوں کا قتل

ابو مسلم نے مسلم بن احوز۔ یونس بن عبد ربہ، عقیل بن معقل منصور بن ابی الخرقا اور اسکے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ابو منصور سے انکے متعلق مشورہ لیا اس نے ان کے قتل کا مشورہ دیا ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

## ابو مسلم اور نصر کی صلح

ابو مسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو، کوتوالی پر مالک بن الہیثم کو، قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا، اور ہر شخص کی چار ہزار درہم تنخواہ مقرر کی، ابو مسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں برا۔ جب یہاں سے روانہ ہو کر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اسکے میمنہ پر لاہر بن فریط میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمۃ الجیش پر ابو نصر مالک بن الہیثم تھے، ابو عبد الرحمن الماخوانی کو اس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ ابو مسلم نے شیبان کے پڑاؤ میں صبح کی، نصر کو اب ابو مسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا اس نے ابو مسلم کو دعوت دے کر تم مرو میں داخل ہو جاؤ، اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابو مسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا، اور نصر سے صلح کر لی، مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن صلح گفتگو کے لئے ابو مسلم کے پاس آتا جاتا رہا ابو مسلم اس وقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا، دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے نکلے ابو مسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا۔ نصر اور کرمانی کا لشکر مقابلہ سے پلٹ گیا۔ یہ واقعہ ۷۰ یا ۹۱ رجب الآخر ۱۳۰ھ میں ہوا۔ ابو مسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

﴿ودخل المدينة علی حین غفلتہ من اهلہا فوجد فیہا رجلین یقتلان ہذا من شیعۃ آخر

آیہ تک﴾

## نصر کے ابو مسلم کے بارے میں تاثرات

جب ابو مسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابو مسلم کا اقتدار بہت بڑھ چکا ہے، بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہو گئے ہیں میں نے اس سے صلح کر لی ہے، اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابو مسلم کے

پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کر لو۔

## نصر کا بھاگنا

ابو مسلم نے لاہر بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابو مسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دی، لاہر نے نصر کے سامنے آ کر یہ آیت پڑھی۔ ان الملا یا تمرون بک لیتقلوک، (وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کر رہا ہے کہ تمہیں قتل کر دے) اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے لئے تیار ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اٹھ کر باغ میں آیا اور باغ سے نکل گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا، میرے چچا بیعت کرنے کے لئے ابو مسلم کے پاس گئے تھے، ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی میں نے عصر کی نماز پڑھی۔ دن چھوٹا تھا ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے ان کے لئے کھانا تیار کیا تھا، میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار آتا دکھائی دیا۔ ج گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رفتار اور کوئی گھوڑا اس کے پاس نہ تھا۔ اس کے ہمراہ اس کا حجب اور حکم بن نمیلہ انمیری تھا میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ یہ بھاگ کر جا رہا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ نہ خدم و خشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علم بردار ہے، جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اس نے آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دید، حکم بن نمیلہ نے اس کے غلاموں کو آواز دی۔ وہ بھی سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو گئے۔

## نصر اپنے حامیوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں

اس راوی کی دوسری روایت ہمارے مکان اور مرو کے درمیان چار فرنگ کا فاصلہ تھا عشا کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا۔ گاؤں والے اسے دیکھ کر پریشان ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے۔ چنانچہ میں اور میرے چچا مہلب بن ایاس اس کے پیچھے ہو گئے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے اس کے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ اس کا گھوڑا کھڑا ہو گیا، نصر اس سے اتر آیا بشر بن بطام بن عمران بن الفضل البرجمی نے اسے سواری کے لئے اپنا گھوڑا دیدیا۔ نصر نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبد اللہ بن عرعرة الضحی نے کہا میں رہنمائی کروں گا، نصر نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا۔ صبح کے وقت ہم مرو سے بیس فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنویں پر پہنچے۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ قیام کیا، جہاں سے سرخس کے محل و مکان ہمیں نظر آ رہے تھے، اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانچ سو ہو گئی تھی، میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نامی اپنے ایک دوست کے پاس گئے ہم نے رات اسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا، صبح کو وہ ہمارے لئے شور بے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اسے کھایا، ہم بھوکے تھے کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا، اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہو گئی، دو روز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہو گئی تو نصر طوس آ گیا۔ یہاں اس نے لوگوں کو ابو مسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دی،

پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نسیا بور آئے اور یہاں وہ فروکش ہو گیا۔  
نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے دارالامارہ میں قیام اختیار کیا، ابن الکرمانی بھی ابو مسلم کیساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

## مذکورہ واقعہ کے متعلق تفصیلی روایت

واقعات مذکورہ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

۱۳۰ھ میں ابو مسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع میں ماخوان میں آیا اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی، اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ علی بن جدیع اور اسکے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے، نیز نصر اور اسکے طرفداروں کو بھی اپنی مدد کی دعوت دی، اس غرض سے اس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے اور ہر ایک کے سامنے صلح و اتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اسکی اطاعت قبول کر لیں علی بن جدیع نے اسکی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہو گئی جب اسے اسکی بیعت سے اطمینان ہو گیا تو اس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیجئے تاکہ ان سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی، نیز اس نے دکھاوے کے لئے ابن الکرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجئے، پھر اسکے بعد وہی ہوا جس کا ذکر آچکا ہے، کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضریوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شبل بن طہمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اسے بخارا خذاہ کے محل میں اترنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت اسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا، علی کے ساتھ اسکا بھائی عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور ان کے حلیف ربیعہ موجود تھے، جب ابو مسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اسکا استقبال کیا اسکے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے یہ انکی مشایعت میں علی بن الکرمانی اور بیان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا۔ پہلے یہ علی بن جدیع کے حجرے کے سامنے آ کر ٹھہرا، پھر اس سے جا کر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے، امیر بنائیں، آپ کو اور آپکے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے، اب یہاں سے یہ دنوں نکل کر شبان کے حجرہ میں آئے ان دنوں اسی کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا تھا۔

ابو مسلم نے علی کو شبان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمہارے لئے اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا جائز نہیں ہے اور اب خود ابو مسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علیکم امیر کہہ کر سلام کرے تاکہ شبان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے، یہ بات علی سمجھ گیا اور سلام کئے بغیر وہ شبان کے پہلو میں جا بیٹھا اور اب ابو مسلم اندر آیا اور اس نے علی کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ مگر وہ شبان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا اس کی تعظیم و تکریم کی، اس سے ملکر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے حمل میں دوروز قیام کر کے پھر ماخوان میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخوان کی چھاؤنی پر ابو عبد اللہ کریم الماخوانی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آ گیا۔ اس نے اپنے میمنہ پر لائز بن قریظ کو، میسرہ پر قاسم بن مجاشع کو اور مقدمۃ الحیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چل کر صبح مرو آیا



علی بن الکرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ دستہ بھیج دو تا کہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جا کر کھڑا رہے، مگر یہاں حالت ہی کچھ اور تھی ابن الکرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہو رہی تھی، ابو مسلم نے دونوں حریفوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کر دیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں، لڑنے والے نے اسکی ہدایت کی تعمیل کی ابو مسلم نے لاہر بن قریظ، قریش بن شقیق عبداللہ والوں نے اسکی ہدایت کی تعمیل کی ابو مسلم نے لاہر بن قریظ، قریش بن شقیق عبداللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تا کہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لئے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن، ربیعہ اور عجمی اسکے مخالف ہو گئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابو مسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انہیں دھوکہ دیکر بھاگ جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے انہیں رات تک روکے رکھا، رات ہوتے ہیں اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی محفوظ جگہ چلے جائیں مگر اسکے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا اس لئے سلم بن احوز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جاسکتے کل رات روانہ ہوں گے۔

اگلی صبح کو ابو مسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی، اس نے لاہر بن قریظ قریش بن شقیق، عبداللہ البختری، داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو وہ کیا گیا ہے اسکا نتیجہ برا ہوگا، لاہر نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے مفر نہیں نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کر لوں اور پھر ابو مسلم کے پاس چلتا ہوں۔ اس دوران میں ایک آدمی کو ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اسکی رائے اور اسکا یہ بھی حکم ہوا تو میں اسکے پاس جاؤں گا، میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیار کرتا ہوں۔

نصر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اس وقت لاہر نے یہ آیت پڑھی۔

ان الملاء یا تمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین

(ترجمہ) لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

## نصر کے بھاگنے پر ابو مسلم کا رد عمل

نصر ان لوگوں سے یہ کہہ کر اپنے مکان سے چل پڑا کہ ابو مسلم کے پاس سے اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے پشت سے نکل گیا، اسکے ساتھ اسکا بیٹا تمیم حکم بن نمیلۃ النمری اسکا حاجب اور اسکی بیوی تھی، یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا، جب لاہر اور اسکے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اسکے مکان میں گھس آئے معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا، جب ابو مسلم کو اسکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔ اسکے بااعتماد دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر انکی مشکلیں بندھوا دیں ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال، بختری اسکا میرمنشی، اسکے دو بیٹے یونس بن عبد ربہ۔ محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین وغیرہ شامل تھے، بعد ازاں ابو مسلم نے لوہے کی بیڑیاں انہیں پہنا کر قید کر دیا، اور پھر سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا، ابو مسلم اور علی بن الکرمانی اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چل کر صبح نصر ایہ نامی ایک جگہ پر پہنچے، یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے۔ یہ دونوں

مرد واپس چلے آئے،

## لاہز کا قتل

ابو مسلم نے ان لوگوں سے جنہیں اس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمہاری کس بات سے اسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابو مسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کونیات کی تھی، انہوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی ان ملا، یا تمرون بک لیتلوک ابو مسلم نے کہا یہی اسکے فرار کی وجہ ہوئی پھر اس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے، اور اسے قتل کر دیا۔

## شیبان بن سلمۃ الحروری کا قتل

### علی کی نصر سے مخالفت کی وجہ

علی بن جدلیع اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اس لئے دشمن تھا کہ یہ مروان بن حمرہ کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا، اور علی بن جدلیع یمنی ہونے کی وجہ سے نصر کا دشمن تھا کیونکہ نصر مضر بن تھا۔ اور نیز اسلئے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اس نے اسکے باپ کو قتل کر کے سولی دیدی تھی اور یمنی اور مضر بن عربوں میں یوں ہی اس زمانہ میں سخت خانہ جنگی برپا تھی۔

## ابو مسلم اور شیبان کی جنگ

جب علی بن الکرمانی نے ابو مسلم سے صلح کر لی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے وہ مرد چھوڑ کر ایک طرف ہو گیا۔ ادھر نصر بھی مرد سے فرار ہو گیا تھا اور اسکی خبر شائع ہو چکی تھی، ابو مسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لے مگر شیبان نے اسکے جواب میں خود ابو مسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی، اس پر ابو مسلم نے اسکی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی، اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ گیا، بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اسکے ساتھ ہو گئی ابو مسلم نے نواز دی شخصوں کو جن میں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جنگ سے باز رہنے کی درخواست کریں، شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابو مسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم بن لیث کے آزاد کردہ غلام کو جو بیوہ میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے، اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا اس نے شیبان اور بکر بن وائل کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے ابو مسلم سے کہا بسام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے۔ ادھر بسام نے مجرم اور غیر مجرم ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا، ابو مسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابو مسلم کے پاس آ گیا۔ شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابو مسلم کے ان قاصد کے پاس سے گذرا جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے، اور انہیں قید سے نکال کر

قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سخ خریمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کیزیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابو مسلم نے علی بن جدیع الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

## ابن الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کا قتل اور اسکے اسباب

### ابو مسلم کے خلاف متحدہ محاذ

ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو ایور د بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور اسکی اطلاع ابو مسلم کی طرف بھیجی، ابو مسلم نے ابوداؤد کو بلخ آ رہا ہے وہ اہل بلخ اور ترند کو لیکر طخارستان کے صوبہ سے جوزجان آ گیا، جب ابوداؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترند چلا آیا اور ابوداؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا، ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اسکی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلہ کو بھیجا۔ جب ابوداؤد کو یہ حکم ملا تو وہ واپس آ گیا اور ابوالمیلہ بلخ آ گیا، زیاد بن عبدالرحمن نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلہ سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں، ابوالمیلہ نے اس تجویز کو قبول کر لیا زیاد بن عبدالرحمن القشیری مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم الباہلی۔ عیسیٰ بن زردعہ السلمی، اہل بلخ و ترند طخارستان اور دریائے جیحوں کے اس کنارے اور اس کنارے کے روسا بلخ واپس آئے، زیاد اور اسکے ساتھی بلخ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر آ کر ٹھہرے، ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسکے پاس آیا، جب یہ جمع ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری، یمنی، ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابو مسلم کے خلاف لڑنے کا پکا ارادہ کر لیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انہوں نے مقاتل بن حیان الغبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

### ابوداؤد اور زیاد کی جنگ

ابو مسلم نے ابوداؤد کو واپس جانے کا حکم دیا یہ اپنی فوج لیکر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخبان پر جمع ہو گئے تھے، زیاد بن عبدالرحمن اور اسکے دوستوں نے۔ ابوسعید القرشی کو عود اور امایاں کے درمیان بطور جنگی چولی کے مقرر کر دیا تھا۔ تاکہ ابوداؤد کی فوج انکی پشت سے ان پر نہ آ جائے، ابوسعید کی بیرقیں اور جھنڈے بھی سیاں تھے، جب ابوداؤد، زیاد اور اسکے تمام ساتھی سردار جنگ کے لئے اکٹھے ہوئے اور صف بندی ہو چکی تو ابوسعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیادہ کی عقبی جانب سے آ کر اس سے مل جائے۔ چنانچہ یہ اس خیال سے بلخ واپس آیا۔ اور ابو مسلم علی بن جدیع کے ساتھ نیرسا بور روانہ ہوا، ابو مسلم اور ابوداؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابو مسلم علی کو اور ابوداؤد عثمان کو قتل کر دے، چنانچہ ابوداؤد نے بلخ آ کر عثمان کو قتل کا عامل مقرر کر کے مرو اور بلخ یمنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ قتل بھیجا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہو گیا تو ابوداؤد نے بلخ سے روانہ ہو کر قتل کے علاقوں میں اسے جالیا اور اچانک حملہ کر کے عثمان اور اسکے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے انہیں قتل کر دیا اسی روز ابو مسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص با اعتماد دوست کون کون ہیں تاکہ یہ انہیں عامل مقرر کرے، انعام و خلعت دے، علی نے ان کے نام بتادئے تھے ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔



## قحطہ ابو مسلم کے پاس

اس سال قحطہ بن شبیب ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اس جھنڈے کے لیکر خراسان میں ابو مسلم کے پاس آیا جسے ابراہیم نے اسے باندھ کر دیا تھا۔ ابو مسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الحیش پر مقرر کیا اسکے ساتھ اور فوج کر دی، اسے عہدہ داروں کے عزل و نصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اسکے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

## قحطہ اور نصر کی لڑائی کی تفصیل

اسی سال قحطہ نصر سے لڑنے نیسا پور روانہ ہوا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

شیبان بن سلمۃ الحروری کے قتل کے بعد اسکے ساتھی نیشاپور میں نصر کے پاس آ گئے تھے، نالی بن سوید العجلی نے نصر سے فریادری چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ انکی امداد کے لئے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی، ابو مسلم نے قحطہ بن شبیب کو دوسرے اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن مسرار تھے نصر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا، اور جمہور بیورو کی طرف سے بڑھا۔ تمام نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے مقابلہ کے لئے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا، عاصم نے اسے شکست دی یہ کا دقان میں قلعہ میں چھپ گیا، دوسری جانب قحطیہ اور قاسم برابر نالی سے چمٹے رہے تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قحطہ ان سے لڑا۔

قحطہ کے نصر کے مقابلہ کے لئے جانے کے متعلق مذکورہ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شیبان خارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اسکا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کئے، اشباع بن النعمان الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا، محمد بن الاشعث کو طبرستان اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا، قحطہ کو طوس بھیجا اسکے ہمراہ یہی سردار تھے ابو عون عبد الملک بن یزید، مقاتل بن حکیم الحکمی، خالد بن برمک۔ خازم بن خزیمہ، منذر بن عبد الرحمن، عثمان بن نہیک، جمہور بن مرار العجلی، ابو العباس الطوسی، عبد اللہ بن عثمان الطائی سلمہ بن محمد۔ ابو غانم عبد الحمید بن ربیع، ابو حمید، ابو جہم، (ابو جہم کو ابو مسلم نے قحطہ کی فوج کا بخشی مقرر کیا تھا) عامر بن اسمعیل، اور محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے، غرض کے طوس میں انکا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو ہاں تھے، ان میں شکست ہوئی، مقتولین جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جواز دحام میں کچل کر مر گئے، چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے راستے سے نیسا پور روانہ کیا اور قحطہ کو تمیم بن نصر، نالی بن سوید اور ان خراسانیوں سے لڑنے کا حکم دیا جنہوں نے ان دونوں کے پاس پناہ لے رکھی تھی، نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابورد سے اسکے پاس واپس بھیج دیا جائے قحطہ نے ابورد آ کر موسیٰ بن کعب کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔ نیز اسے نے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیسا پور بھیج دو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کر دو۔

## علی بن معقل اور تمیم کی جنگ

ابو مسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا، دس ہزار فوج اسے دی۔ حکم دیا کہ طوس میں قحطیہ سے جا ملے، اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اسکا استقبال کرے اور اسکے ساتھ شامل ہو جائے۔ علی مرو سے روانہ ہو کر موضع حلوان آیا قحطیہ کو علی کی امداد اور اسکا مقام معلوم ہوا۔ سو ذقانی جانب سے جہاں تمام بن نصر اور تابی بن سوید موچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا۔ اس نے اپنے مقدمۃ الحیش پر آسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل نسا اور ابورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چل کر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے کیلئے اترآ، پھر اس نے قحطیہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے، کہ اسکے پاس تمیم :۱۰۰۰ فوج ہے جن میں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ کروں گا قحطیہ نے مقاتل بن حکیم العلوی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اسکی امداد کے لئے بھیج دیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور تابی کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو انکے چھلکے چھوٹ گئے۔ پھر قحطیہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لئے آ موجود ہوا، اور اب اس نے تمیم سے لڑنے کی تیار کی۔ اپنے میمنہ پر مقاتل بن حکیم، ابو عون عبدالملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا، میسرہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی۔ حسن بن قحطیہ، مسیب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمن کو مقرر کیا خود قحطیہ قلب میں رہا۔ اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا۔ انہیں کتاب اللہ، سنتر رسول اللہ صلعم اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنالینے کی دعوت دی، مگر دشمن نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قحطیہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اب حریفوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے زیادہ کیا ہوتی، تمیم بن نصر میدان جنگ میں مارا گیا، اسکیساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے، ان کی قیام گاہ کو لوٹ لیا گیا، مگر تابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا، فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا شہر پناہ میں سوارخ کر کے شہر میں در آئے اور تابی اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور سالم بن راویۃ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیسا پور آئے اور انہوں نے تمیم و تابی کے قتل ان کی فوج کی ہزیمت و درگت کی اطلاع دی۔ جب قحطیہ نے دشمن کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تو اس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اسکی ہر شے پر قبضہ کر لے اور مقاتل بن حکیم العلوی کو نیسا پور کی جانب اپنے مقدمۃ الحیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل ابر شہر کے پیچھے چل کر قوس آیا، اسکے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا، اور قحطیہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیسا پور آ گیا۔

اس سال یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان عامل تھا نباتہ بن حنظلہ مارا گیا۔

## نباتہ بن حنظلہ کے قتل کا واقعہ

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا، یہ فارس و اصہبان ہوتا ہوا آ یا یہاں یحجر جان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا قیسون نے نصر سے کہا کہ قوس ہمارا بوجہ برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اب یحجر جان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی، اگر خندق کسی کے مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اسے رشوت دیدیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسی طرح اسکی خندق کی لمبائی فرسخ کے قریب ہو گئی۔

## خطبہ نباتہ کی طرف روانہ

خطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ھ میں جرجان کی جانب بڑھا۔ اسکے ساتھ اسید بن عبد اللہ الخزاعی، خالد بن برمک ابو عون بن عبد الملک بن یزید، موسیٰ بن کعب المرائی سیب بن زہر اور عبد الجبار عبد الرحمن الازدی تھے، موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبد اللہ میسرہ کا اور حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ قحطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جا رہے ہو تم اس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جا رہے ہو جنہوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔ حسن بڑھتا ہوا تنخم خراسان پہنچا یہاں سے اس نے عثمان بن رفیع، نافع المروزی، ابو خالد المروزی اور مسعدۃ الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جس کا قائد ذویب تھا۔ سرداروں نے اس پر شب خون مار کر ذویب اور اسکے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آ گئے۔

## قحطبہ اور نباتہ آمنے سامنے

اب قحطبہ نباتہ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی، اہل خراسان انکی کثرت کو دیکھ کر مرعوب ہوئے اور آپس میں اسکے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ انہوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کر دیا۔

## قحطبہ کی تقریر

جب قحطبہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کے ہیں جنہوں نے بنی امیہ کی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے اللہ عزوجل اس بنا پر ان سے ناراض ہوا اللہ نے ان کا اقتدار اور خوش بختی چھین لی اور ان پر ان کے ذیلی ترین لوگوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کی عورتوں سے نکاح کیا ان کی اولاد کو غلام بنایا، یہ لوگ چند روز تک اس حال پر اس لئے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے، وعدہ پورے کرتے اور مظلوم کی فریاد رسی کرتے تھے مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انہوں نے انصاف کے قوانین بدل ڈالے حکومت میں ظلم کرنے لگے خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متقی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے اب اللہ نے تمہیں ان پر مسلط کیا ہے کہ تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لئے تمہیں ان پر زیادہ سخت ہونا چاہئے امام نے مجھ سے پہلے ہی کہ تمہارا ان کا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمہیں کو ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انہیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

اس تقریر سے پہلے ابو مسلم کا یہ خط قحطبہ کو سنا دیا گیا تھا۔

یہ خط ابی مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا جاتا ہے، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اما بعد، فوراً دشمن پر حملہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پا لو تو جی کھول کر انہیں قتل کرنا۔



## فریقین میں جنگ اور نجات کا قتل

چنانچہ ۱۳۰ھ جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ قحطیہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا، اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے، جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اس کا دو گنا ثواب ملتا ہے اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جس کا درجہ عز و جل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے تمہیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی، اس لئے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطیہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قتبہ اس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العلی اس کے میسرہ پر تھے اب جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ آخر کار نجات مارا گیا۔ اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے، ان کے دس ہزار آدمی اس جنگ میں قتل ہوئے قحطیہ نے نجات اور اسکے بیٹے حیدر کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویۃ اسمی ان لوگوں میں تھا جو ابو مسلم کے پاس تھے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے، پھر یہ نجات کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں قحطیہ کی نجات سے جنگ ہوئی اور اس میں نجات کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ قحطیہ کے مشہور بہادروں میں سے ایک بہادر عبد اللہ الطائی نے اس پر حملہ کیا، سالم بن راویہ نے اسکے منہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اسکی آنکھ نکل پڑی، یہ ان سے لڑتا رہا آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا، حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اسکی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اسے صاف کر دیتا اور پھر لاکارتا بخدا آج میں انہیں مزا چکھاؤنگا حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور پھر اوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اسے مار ڈالا، اس کا سر قحطیہ کے پاس لائے اسکے چہرے اور سر پر خراشتک نہیں آئی تھی، قحطیہ نے اسے دیکھ کر کہا میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سال ابو حمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قادیہ میں جنگ برپا ہوئی اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## ابو حمزہ خارجی کے فتنہ کا ذکر

عبدالواحد بن سلیمان نے عبد اللہ بن عمر بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر خرقہ آئے یہاں اسے قربانی کی ذبح شدہ بھیڑیں ملیں یہاں سے آگے بڑھے جب عقیق آئے تو انہوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک جھنڈا ٹوٹ گیا اسے لوگوں نے روانگی کے لئے شگون بد سمجھا یہاں سے روانہ ہو کر قادیہ آئے رات کے وقت قادیہ آ کر ٹھہرے یہ گاؤں اس زمانہ کے قصر المہنی کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام لوگ بے خوف ہو کر یہاں اتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر مقیم تھے کہ دشمن مقام فضل سے ان پر اچانک آ گیا، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعہ نے ابو حمزہ کو انکی اس غیر محفوظ حالت کی اطلاع دی اور وہی انہیں لے آئے، خارجیوں نے مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا سب سے زیادہ نقصان قریش کو اٹھانا پڑا کیونکہ انکی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ

بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے۔

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی اس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا۔ اس کے بیٹے نے اس یمنی کے قریب پہنچ کر اسے قتل کر دیا پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو، باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے۔

شکست خوردہ مدینے آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ و نالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لئے صف ماتم بچھائی تو دوسری عورتوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کر کے سب اسکے گھر چلی گئیں غرض یہ کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بن گیا۔

ابو حمزہ نے یہ دو شعرا اپنی قوم کے ان مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جو ان کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کئے ہیں۔

یا لہف نفسی ولہفی غیر کا ذبۃ

علی فوراس بالبعحاء انحاد

عمرو عمرو وعبداللہ بینہما

و ابنہما خامس و الحارث السادی

(ترجمہ) میں خلوص دل سے ان بہادروں پر رنجیدہ ہوں

جو بطحائیں مارے گئے، وہ عمر اور عمرو ہیں اور عبداللہ اور ان دونوں کے

بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث ۔

اس سال ابو حمزہ الخارجی مدینہ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبد الملک شام بھاگ گیا۔

## ابو حمزہ خارجی کا مدینہ میں دخول

### مدینہ میں ابو حمزہ کی تقریر

ابو حمزہ ۱۳۰ھ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ عبدالواحد شام بھاگ گیا، اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا اے اہل مدینہ میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی میں نے پوچھا کیا صرف گمان پر وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم سب مکرانہیں خدا کا واسطہ دیں کہ وہ ہمارا اور تمہارا پیچھا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے، پھر تم نے کہا تو ہم تم ان سے لڑیں اور جب ہمیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہم پر حکومت کرے، تم نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے، پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں ان سے نبٹ لینے دو اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے اور سنت رسول اللہ کے مطابق تمہاری آمدنی تمہیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ ان کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے، اللہ تم کو غارت و

## اہل مدینہ اور خارجیوں کی جنگ

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث، ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش) اور ایک پر ابو حمزہ قاند تھا، اس طرح یہ مقابلہ آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو چکے تھے حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انہوں نے نہ مانا۔ غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ھ کو فریقین میں جنگ ہوئی اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے انکا سردار عبداللہ بھی مارا گیا، قریش نے بھی خزانہ پر یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس بیان کا راوی حزام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اس وقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابو حمزہ نے عام امان نہ دیدی، بلخ اہل مدینہ کے مقدمہ التجیش کا سردار تھا خارجی مدینہ میں ۱۹ صفر کو واپس آئے۔

ابو حمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ میں احوں یعنی ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ آیا تھا اس سال پالے نے تمہارے پھلوں کو برباد کر دیا تھا تم نے ہشام سے درخواست کی تھی کہ وہ تمہاری بٹائی معاف کر دے۔ اس نے تمہاری درخواست منظور کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ مالدار ہو گئے اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے، تم نے ہشام کو جزاء خیر کی دعادی اللہ اس فعل کی نہ اسے جزائے خیر دے اور نہ تمہیں۔

## ابو حمزہ کی تقریر دوسری روایت میں

یحییٰ بن زکریا راوی ہے کہ ابو حمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں،، حمد و ثنا کے بعد کہا، اے مدینہ والو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر مغلوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فضوکام کے لئے یا ملک گیری کے لئے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی پرانے خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کر دی گئی اور بچے لوگوں کا گلا گھوٹ دیا گیا اور ج نے انصاف کو قائم کرنا چاہا وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین اپنی اس وسعت کے باوجود ہم پر تنگ ہو گئی، ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لئے بلارہا ہے۔ ہم نے اسکی دعوت پر لبیک کہی و من لا یحب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض (اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اسے اس زمین میں کہیں مضرب نہیں ہے) ہم اپنی اس جماعت کے ساتھ آ لے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں کئی کئی آدمیوں میں ایک ای اوٹ ہے جس پر انکا زور راہ بھی ہے، کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں، ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں ان تمام باتوں کے باوجود اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جسکی وجہ سے ہم سبکے سب بھائی بھائی ہو گئے آخر کار قدید میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوا ہم نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔ تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی دعویٰ دی خدا کی قسم دیکھو کہ ہدایت و گمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علیحدہ ہیں۔ پھر تم دوڑتے ہوئے تیز تیز اس طرح سامنے آئے کہ گویا شیطان انکے سروں پر سوار ہے حالانکہ ان کے خون



سے اسکی دیکیں جوش میں آچکی تھیں اور اس نے جوگمان انکے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ تمہارے مقابل اللہ کے انصار یعنی ہم، چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جو ہر دار ہندی تلواریں لئے ہوئے آئے، پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بری طرح تمہیں مارا کہ اس سے ہمارے دشمن بھی حیران رہ گئے، اے مدینہ والو اگر تم نے مروان اور اسکے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسکی سزا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا، اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے، اے مدینہ والو تم میں سے جو سب سے پہلے تھا وہ ان میں بہترین شخص تھا اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے، اے مدینہ والو ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ جو مشرک بت پرست ہیں، یا مشرک کتاب والے ہیں، اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علیحدہ ہیں جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اسکی برداشت سے زیادہ مکلف بنایا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اس نے اسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اس سے لڑنا واجب ہے، تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے کمزور اور طاقتور کے لئے آٹھ حصے مقرر کر دیے ہیں مگر ابے ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جسکا نہ کسی کو حق تھا اور نہ ان لوگوں کے حقوق میں سے اسے کوئی حصہ مل سکتا تھا مگر اس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا۔

اسے مدینہ والو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی توہین کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھو کرے نو جوان دیہاتی قسم کے لوگ ہیں تمہیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی نو جوان ہی تھے، اللہ کی قسم عمر کے اعتبار سے نو جوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں ادھیڑ عمر والوں ایسے ہیں، انہوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند کر رکھی ہیں باطل کی طرف ان کے قدم اٹھنے میں گراں بار ہیں انہوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں در ماندگی کے باوجود مسلسل چلتے رہتے ہیں، ان کی رات عبادت و بیداری میں گزرتی ہے اور دن روزے میں گزرتا ہے، کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے انکی کمریں میڑھی ہو چکی ہیں، جب وہ کسی ایسی بات کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بے تاب ہو جاتے ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں۔ نیزے بلند ہو گئے ہیں، تیر چلوں پر چڑھادئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے خوف سے لرزہ بر اندام ہے تو انہوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمنکے خوف کی کچھ پرواہ نہ کی، تو ان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونکہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جسکی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پرندے راتیں بیدار رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعا میں اٹھتے اٹھتے اپنے جوڑے سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو حمزہ کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہتے سنا ہے، جس نے زنا کیا وہ کافر ہے جس نے شک کیا وہ کافر ہے، جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے، اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اسکے گرویدہ ہو جائیں یہاں تک کہ انہوں نے اسکی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حمزہ نے منبر پر چڑھ کر کہا تھا وہ پوشیدگی جو غیر معلوم راستہ پر لئے جا رہی تھی اٹھ گئی ہے یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

صفر کے اختتام سے تیرہ روز قبل کہ ابو حمزہ مدینہ میں داخل ہوا مدینہ میں اسکے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے واقعہ یہ کہ ابو حمزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا اسکے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابو حمزہ نے صفر کی بقیہ مدت، ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ میں قیام کیا واقعہ کی بیان کے مطابق قدید کی جنگ میں سات سو مدنی مارے گئے۔

ابو حمزہ نے اپنی فوج کے ایک دستہ کو ابو بکر بن محمد بن عبداللہ بن عمر القرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عیینہ بن الہیثم الاسدی البصری کی زیر قیادت آگے روانہ کیا، اسکے مقابلہ کے لئے مروان بن محمد نے شام سے عبدالملک بن محمد بن عطیہ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا۔

ابو خود ابو حمزہ مدینہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ یہ مدینہ سے چل کر وادی

میں اترا۔

### ابو عطیہ کا غالب نامی شخص کو انعام دینا

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا، اب عطیہ کو اسکا سردار مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے، مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سو سو دینار ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لئے ایک ایک خچر دیا، یہ بھی حکم دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑ پڑے اور اگر اسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبداللہ بن یحییٰ اور اسکے ساتھیوں سے لڑے اب یہ روانہ ہوا اور علاء آ کر اس نے پڑاؤ کیا۔

مدینہ کا ایک شخص علاء بن افلح نام ابو الغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے میرا نام دریافت کیا میں نے کہا علاء اس نے میرے باپ کا نام پوچھا میں نے کہا افلح اس نے پوچھا کس کے آزاد غلام ہو میں نے کہا ابو الغیث کا۔ اس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں میں نے کہا علاء میں پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے میں نے کہا غالب میں، یہ سنا اس نے اور کوئی بات نہیں کی بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اسکا نام دریافت کیجئے، اس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا، اس سے ابن عطیہ خوش ہوا اور اس نے مجھے کچھ درہم دیئے۔

### خارجیوں کا قتل

جب ابو حمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابو حمزہ نے کہا جب تک انہیں خبردار نہ کر دو اور دعوت حق نہ دیدو ان سے نہ لڑو، چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اس پر عمل کے متعلق کیا کہتے ہو اس پر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں ابو حمزہ نے پوچھا۔ یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو، اس نے کہا ہم اسکے مال کو کھالیتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں غرض یہ کہ اسی طرح کی اور کئی باتیں انہوں نے دریافت کیں اور انکی طرف سے اسی قسم کا جواب دیا گیا۔ ان جوابات کو سنا خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک

لڑتے رہے جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ نے ڈر خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لئے بنائی ہے۔ اب تم بھی آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں کو قتل کر دیا۔

ابو حمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ ہم مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئے تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری مالگزاری کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے اور اگر خدا نخواستہ وہ صورت پیش آئی جسکی انہیں تمنا ہے فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (ترجمہ) جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابو حمزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً ان خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انہوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو حمزہ اور اسکے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اسکا لشکر زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القیسى وادی القرى میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اٹھا کر مدینہ کی جانب پسپا ہوئے یہاں اہل مدینہ نے انکا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

مروان کی فوج کا سردار عبدالملک بن محمد بن عیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جنکے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے، اس فوج کے ساتھ چو لہے روہے کی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانہ میں ویسا کہیں دیکھا نہیں گیا تھا، یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

## ابن عطیہ کا امیر حج مقرر ہونا

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک مہینے تک قیام کیا اور پھر مکہ گیا اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، پھر مکہ اور وہاں سے یمن گیا، مکہ پر اس نے ابن ماعر ایک شاجی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا، اپنی جانب اسکی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسکے مقابلہ کے لئے آگے آیا، اور دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اسکے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیج دیا۔ ابن عطیہ صنعاء آیا۔ اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اسے لکھا جتنی جلدی ہو سکے تم مکہ جا کر حجاج کو حج کراؤ یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ صنعاء سے چل کر مقام جرف میں اترا، اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے، اس خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا ابن عطیہ نے ان سے کہا اے بد بختو! شرم کرو، مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے، حج کے لئے جا رہا ہوں۔



## ابن عطیہ کا قتل

ابوالزبیر بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صفا سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اسکے ہمراہ اسکی ٹھیلی میں چالیس ہزار دینار تھے، یہ حج کے ارادے سے جرف میں فروکش ہوا، یہ اپنی تمام فوج اور لشکر کو صنعا میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف و بے خطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سنا اللہ جمانہ کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بد بخت ہیں، میں پانی گرانے کی غرض سے اٹھکر ایک فراز زمین پر آیا میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل فوج اور سوار لشکر کا طوفان اٹھا آتا ہے دیکھتے دیکھتے جمانہ المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہنچ گئے انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا، ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا تم ڈا کو ہو، ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا کہ یہ انکا خط ہے جس میں انہوں نے مجھے امیر الحج مقرر کیا ہے اور میں ابن عطیہ ہوں، انہوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈا کو ہو، جب ہم نے دیکھا کہ یہ نقصان پہنچانے کیلئے بالکل تیار ہیں تو صفر بن حبیب فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا، اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا، پھر ابن عطیہ بھی اپنے جانور پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا، یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے، ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا میں قبیلہ ہمدان سے ہوں، انہوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا، اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمہیں امان ہے اس قافلہ میں جو کچھ تمہارا ہو وہ تم لے لو، اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دے دیتے۔ پھر انہوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا وہ صفدہ تک مجھے پہنچا آئے، وہاں جا کر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آ گیا۔

اس سال موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا، عتق پر جا کر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا اس سال بصرہ میں طاعون پھیلا۔

اس سال قطبہ بن شبیب نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اہل جرجان اس پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے آپس میں ساز باز کر لی ہے، یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

## نصر کے قومس میں قیام کی وجہ

جب نصر کو قومس میں معلوم ہوا کہ قطبہ نے نباتہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کر دیا ہے تو اب وہ قومس سے روانہ ہو کر خوار رے آیا۔ نصر کے قومس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور تالی بن سوید العجلی کو قتل کر دیا تو ابو مسلم نے منہال بن فغان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا، اور قطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ قطبہ نے مکی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ھ قیام کیا، اس دوران نصر قومس کے ایک گاؤں بذش میں مقیم تھا اسکے قیسی

طرفدار ایک اور میدان نام گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اس وقت واسط میں مقیم تھا مدد طلب کی اور اسکے لئے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تا کہ اس سے اس حملہ کی اہمیت اس پر ظاہر ہو، ابن ہبیرہ نے نصر کے قاصدوں کو گرفتار کر لیا۔ اسپر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سربراہ درددہ لوگوں کو اب ہبیرہ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کر دیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کر لیا ہے اور میری بالکل مدد نہیں کی۔ میری حالت اس وقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطہ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اسکی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر آجائے اور اس پر قبضہ کر لے ورنہ اگر وہ راستے پر نکال دیا گیا تو نہ گھر پر اسکا قبضہ رہے گا اور نہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لئے لکھا اور نصر کو بھی اسکی اطلاع دے دی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ فوراً میری امداد کے لئے فوج بھیجیں کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہو چکا ہوں اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لئے بھیج دیجئے بعد میں اگر آپ نے ایک لکھ بھی بھیجی تو اسکا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

## حج اور انتظامی عہدے

اس سال محمد بن عبد الملک بن مروان امیر حج تھا، مکہ مدینہ اور طائف اسی کے ماتحت تھا، عراق یزید بن منصور بصرہ کے قاضی تھے نصر بن سیار خراسان کا گورنر تھا اور خراسان کی سیاسی حالت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

## ۱۳۱ھ ہجری کے واقعات

اس سال خطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو قوس میں قیام پذیر تھا۔

## ابو مسلم کی فوج کا محاصرہ

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا، خطبہ نے محرم ۱۳۱ھ میں اپنے بیٹے حسن کو قوس بھیجا پھر ابو کامل ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کے پاس روانہ کیا، جب یہ سردار اسکے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آ کر اپنے اس سپہ سالار کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا، بتایا، نصر نے ایک فوج اسکے مقابلہ کے لئے بھیج دی جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا اس وقت محاصرہ کر لیا جب وہ ایک فصیل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ جمیل بن مہران فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو لیکر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔ نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روکا نصر کے قاصد سے خط اور مال لے لیا اور اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے کیا وہ قیس کے ان کمزور نفروں کو میرے خلاف برا بیچتے کر رہا ہے، اللہ کی قسم میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا

اسے اور اسکے بیٹے کو جسکے لئے وہ سب ترکیبیں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ انکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

## نصر کا انتقال

اب خود نصر روانہ کر رہے آیا۔ حبیب بن بدیل الحبشلی رے کا عامل تھا، جب نصر رے آ گیا تو عطیف رے سے ہمدان چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحیحہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا جب عطیف نے مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصہبان عامر بن خبارہ کے پاس چلا گیا، عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار ہو گیا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا، جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہاں اس نے انتقال کیا۔ اسکے مرنے کے بعد اسکے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲۔ ربیع الاول کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار سے رے کی طرف روانہ ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اسکا انتقال ہوا۔

## سابقہ بیان

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان نام موضع میں بھیج دیا۔ اب قحطہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارۃ القشیری کو روانہ کر دیا تھا، یہ ابو مسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن عبادہ کے پاس جانے کے لئے اصہبان کے راستہ ہولیا، قحطہ نے مسیب بن زہیر الضمی کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا اس نے دوسرے دن عصر کے بعد اس کے پاس پہنچا اور اس سے جنگ کی۔ زیاد کو شکست ہوئی اور اسکی تمام فوج قتل ہو گئی۔ مسیب پھر قحطہ کے پاس واپس آ گیا۔ قحطہ قومے روانہ ہوا جہاں اسکا بیٹا حسن مقیم تھا خازم بھی اس راستہ سے قومس آ گیا جس راستہ سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا قحطہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا۔ حبیب بن بدیل الحبشلی اور اسکے شامی ساتھیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے، حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطہ نے رے پہنچ کر ابو مسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔ اس سال ابو مسلم مرو سے نیسا پور چلا آیا اور اب یہاں اس نے اپنا مقام کیا۔

## ابو مسلم کے نیسا پور اور قحطہ کے رے آنے کے واقعات

جب قحطہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابو مسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیسا پور آ گیا اور یہاں اس نے اپنے گرد خندق کھول دی رے آنے کے تین دن بعد قحطہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا، جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادہم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان نہادند آ گئے، یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی تنخواہیں آ کر لے لے، بہت سے لوگوں نے اپنی تنخواہیں بھی نہ لیں اور یوں ہی



نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر یک ہمراہ تھے اسکے ساتھ رہے، حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا، قحطیہ نے ابو جہم بن عطیہ بابلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیج دیا۔ جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ اس سال عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

## عامر بن ضبارہ کا قتل

### عبداللہ بن معاویہ کا تعاقب

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا، اب ضبارہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اسی دوران یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطیہ کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ یہ دونوں کرمان میں تھے، پچاس ہزار فوج کے ساتھ قحطیہ کے مقابلہ کے لئے بڑھے، ہمدان کے شہر جی میں آ کر ٹھہرے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العسا کر کہلایا جاتا تھا قحطیہ نے انکے مقابلہ کے لئے مقاتل۔ ابو حفص امہلسی۔ ابو حماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل، اسلم بن حسان۔ ذویب بن الاشعث، کلثوم بن شبیب، مالک بن طریف، مخارق بن عقام اور یثیم بن زیاد کو روانہ کیا علی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ علی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آ کر اترے۔

### ابن ضبارہ اور مقاتل کی جنگ

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے اس نے اہل نہاوند کی امداد کے لئے جانے کا ارادہ کیا مگر علی کو بھی اسکے اس ارادے کی خبر ہو گئی اس نے فوراً قحطیہ کو اسکی اطلاع دی قحطیہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود علی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا مگر پھر قحطیہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحطیہ رے سے روانہ ہوا اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العلی سے جا ملا تو اس نے اسکی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا دونوں فریقوں کے پڑاؤ میں ایک فرس کا فاصلہ تھا، کئی روز تک ابن ضبارہ لڑے بغیر ٹھہرا رہا اب قحطیہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی اسکے مہینہ پر علی خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا۔ میسرہ پر عبدالحمید بن ربیع مالک بن طریف کے ہمراہ متعین تھا، قحطیہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ اور ایک روایت کے مطابق ڈیڑھ لاکھ تھی۔

قحطیہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لئے دعوت دیتا ہوں شامیوں نے اسے فحش گالیاں دیں۔

## ابن ضبارہ کو شکست

خطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا علی نے شامیوں پر حملہ کیا، دونوں حریف گڈمڈ ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے، فاتحوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بے شمار اسلحہ، لونڈی غلام اور مال و اسباب انکے ہاتھ لگا، خطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوشخبری دینے کے لئے بھیجا۔

جب خطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النخعی، بشر بن بسطان بن عمران بن الفضل الحمیری۔ اور عبدالعزیز بن شماس المازنی تھے ابن ضبارہ کے پاس صرف ایک دستہ تھا اور خطبہ کے ساتھ قیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی، خطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسا سخت حملہ کیا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے، خطبہ اس کا تعاقب کرتا ہوا اسکے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا، ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو گیا ہے ابن ضبارہ نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ایک شخص جو خطبہ کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے اسلحہ اور لونڈی غلام شامیوں نے اصہبان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے، اسی طرح بے شمار برہنہ تنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھوٹیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جسمیں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھاگل نہ ملی ہو۔

اسی سال نہاوند پر خطبہ اور مروان کا ان فوجوں میں جنگ ہوئی جو وہاں پناہ گزیں تھیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابلق واقع ضلع اصہبان، میں بروز ہفتہ رجب کے اختتام سے سات روز قبل ہوئی۔

## خطبہ اور مروان کی فوجوں کا معرکہ

جب خطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اسکی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اسکے قتل ہونے کی خبر زور زور سے بیان کرنے لگے اسے سکر عاصم بن عمیر السغدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے اب بہتر یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کا باپ آ جائے ہم سب حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے اس پر پیدل فوج نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادہم الباہلی نے کہا ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آ گیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اسکے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

## خطبہ نہاوند میں

اصہبان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد خطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا ان کے سامنے امانپیش کی مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خطبہ نے شہر پر منجینکتیں نصب کر دیں، جب مالک نے یہ حالت دیکھی اس نے اپنے اور شامیوں کے لئے، خطبہ سے وعدہ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی، خطبہ نے مالک کو وعدہ معافی دیدیا اور سے ایفا بھی کیا، شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا، اسکے خلاف اس نے حکم بن ثابت کے علاوہ تمام خراسانیوں کو قتل کر دیا ان سرداروں میں ابو کامل۔ حاتم بن الحارث بن شریح۔ ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل، بیہس بن بدیل السکیمی الجزازی، ایک قریشی بختری نام جو عمر بن الخطاب کی اولاد میں تھا، (مگر اباب سیر نے اسکے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطاب کی اولاد اسے پہچانتی نہ تھی اور قطن بن حرز الہدالی تھے۔

جب مالک بن ادہم نے خطبہ سے صلح کر لی تو بیہس بن بدیل نے کہا بخدا یہ ہمارے مقاصد کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اسے قتل کر دوں گا، اسکے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لئے شہر کے دروازے کھول دئے گئے بو خطبہ کے ساتھ تھے اور وہ داخل ہو گئے، خطبہ نے ان لوگوں کو تفصیل میں داخل کر دیا۔

## مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ خطبہ نے نہاوند میں موجود خراسانیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ میں تم سب کو امان دیتا ہوں مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور تین ماہ شعبان اور رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اپنے لئے امان حاصل کر لی نیز انہوں نے خطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس دوران ہم انکی لاعلمی میں دروازہ کھول دیں گے۔ خطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب انکے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اسکے متعلق انہوں نے دریافت کیا شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لئے امان لے لی ہے اس پر اہل خراسان کے تمام سردار باہر نکل آئے۔ خطبہ نے ان میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے نقب نے منادی کر دی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اسکا سر پیش کر دے، چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابو مسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دئے گئے، البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دیدی کہ وہ اسکے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر ابق بیان شروع ہوتا ہے۔

جب خطبہ نے ان خراسانیوں کو جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود وزرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اسکے پاس تھا تفصیل سے نکل کر بھاگا، ایک خدمت گار نے جو



خراسان میں اسکے پاس ملازم رہا تھا اسے پہچان لیا۔ اس نے اس کا نام ابوالاسود لیا اس نے کہا ہاں اس خدمتگار نے اسے ایک نامی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے جب قحطیہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جسکے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا! اسکی اس بات کو ایک یمنی نے سنا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے اسے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو پہچان لیا اور قحطیہ سے آکر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے قحطیہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدہ معافی اس نے کیا تھا اسے پورا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

جب قحطیہ نہاوند آیا اس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کئے تھا، قحطیہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطیہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اسکا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اسکا نام بہت برا ہے اسے الٹا کر دو، الٹا کرنے سے قحطیہ بہظ حق بن گیا اس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شاعت کے ہمارے لئے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اسے الٹا کر دو۔

اسی سال شہر زور میں ابوعمون کی لڑائی اور اسے فتح ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

## ابوعمون کی کارروائی

### عثمان کا قتل

قحطیہ نے ابوعمون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہر زور بھیجا، جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لئے ہوئے پہنچ چکا تھا، ابوعمون اور مالک نے شہر زور سے دوفرخ کے فاصلے پر آکر منزم کی ایک دزرات قیام کے بعد دونوں ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا، ابوعمون نے اس فتح کی خوش خبری اسمعیل بن المتوکل کے ذریعہ کو بھیج دیا اور خود ابوعمون موصل کے علاقہ میں رکا رہا۔

بعض راویں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں مارا نہیں گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا، ابوعمون نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اسکے اکثر ساتھی قتل کر دیئے۔

یہ بھی کہا ہے کہ قحطیہ نے ابوعمون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابو مسلم کے حکم کی بنا پر شہر زور بھیجا تھا۔

جب ابوعمون کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہاں سے اسکی جانب آگے بڑھا۔ اسکے ساتھ شام موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور ہزامیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے زاب آکر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعمون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہر زور ہی میں مقیم رہا اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا، نیز اسی

سال قطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اسکے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قطبہ سے لڑنے آیا، اس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لئے بھیجا تھا، ابن ہبیرہ نے ساقہ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا، غرض یہ کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولا پر قیام کیا، خندق کھودی اور وہی خندق کھودی جسے اہل عجم نیجلولاء کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا رہا۔ دوسری جانب سے قطبہ بڑھتا ہوا قرما سین آیا وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خائقین پہنچا جب یہ خائقین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولا چھوڑ کر دسکرہ پلٹ آیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولا میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا اسکے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر عسکرا آیا۔ قطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دما میں ٹھہرا ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جد کوفہ کی طرف پلٹا تا کہ قطبہ سے پہلے وہاں پہنچے، یہ قرأت کے شرقی حصہ میں ہو رہا حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا قطبہ نے دما سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اس کے غربی حصہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا آ کر اس مقام پر پہنچا جہاں ابن ہبیرہ موجود تھا۔

## ج

اس سال ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) عبد الملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں جج ہوا، یہ عبد الملک وہی شخص ہے جس نے ابو حمزہ خارجی کو قتل کیا تھا، ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثنا میں مروان نے اسکے چچا عبد الملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا جج کرانے کا حکم دیا مگر اسکا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام جج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے جج کرایا۔

## انتظامی عہدے

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے ولید نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ انکی عورتوں کے پیٹ چاک کر دئے بچوں تک کو قتل کر دیا، اور جس پر اس نے قابض پایا اسے جلا ڈالا یہی ولید اس سال میں مکہ، مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبد الملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا گورنر تھا، جاج بن عاصم الحاربی کوفہ کے قاضی تھے عباد بن منصور النار جی بصرہ کے قاضی تھے۔

## ۱۳۲ھ کے واقعات

### قحطہ بن شیبہ کی ہلاکت

### قحطہ آوانا کی طرف

ابن ہبیرہ کی جانب پیشقدمی کرتے ہوئے جب قحطہ خائقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاہ میں تھا قحطہ کے خائقین آنے کے بعد یہ جلولاہ سے دسکرہ گیا تھا قحطہ نے اپنے بیٹے جو حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاہ کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے خندق میں موجود پایا اپنے باپ کو جا کر اسکی اطلاع دی، قحطہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جسکے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کئے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟۔ خلف بن الموزع الہمدانی اسکی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں، چنانچہ اس نے قحطہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے پر چلتا ہوا برزج سابور میں قیام کر کے مکہ آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔

### دیگر مختلف روایات

(دوسری روایت) قحطہ خائقین میں ٹھہرا۔ اس وقت ابن ہبیرہ جلولاہ میں فروکش تھا ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قحطہ نے اس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لئے طلّاع روانہ کئے انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاہ ہی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ قحطہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر لے یہ اسے عبور کر کے دجلہ اور دجل (دریائے قارون) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوشا پہنچا تو قحطہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے مل سکیں وہ بھیج دے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دما میں اسے سے آ ملے گا، خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطہ دما میں اس سے آ ملا۔ پھر اس نے محرم ۳۲ھ میں فرات کو عبور کیا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال خشکی کے راستے سے روانہ کئے سوار بھی اسکے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے، اس وقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تیس ۲۳ فرسخ کے فاصلہ پر فرات کی اس آبشار پر جو فلوچہ کی بلند سطح کے بعد واقع ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا، ابن خبارہ کی شکست خوردہ فوج بھی اسکے پاس آ گئی تھی نیز مردان نے بھی بیس ہزار فوج حوثرہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اسکی امداد کے لئے بھیج دی تھی۔

(پہلی روایت) جب قحطہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن ہیل الباہلی اور شام کے دوسرے



سرداروں نے ابن ہبیرہ سے کہا خطبہ کوفہ جا رہا ہے تم خراسان چلو اور اسے اور مروان کو آپس میں نمٹ لینے دو اس کا رروائی سے تم اس کی ساری طاقت توڑ دو گے کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کرے گا، ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

جب خطبہ نے فرات کو عبور کیا تو یہ اسکے کنارے کنارے ہو گیا ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوجہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا اس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے کوفہ چلنے کا حکم دیا دونوں فریق فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے، ابن ہبیرہ فرات اور سودا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور خطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا، یہ ایک جگہ ٹھہر گیا، ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھ کر اسکے پاس آیا اور طلام کیا خطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا طے سے، پھر اس دیہاتی نے خطبہ سے کہا آپ انہیں سے پانی پیجئے اور مجھے اپنا جھوٹا پلائیے خطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اسے پلایا اس دیہاتی نے کہا اس خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی عمر دی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا، خطبہ نے پوچھا کیا اسکے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے اس نے کہا ہاں خطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا قبیلہ طے کے بنی..... سے، خطبہ نے کہا میرے امام نے مجھے جو بات بتائی تھی وہ سچ ہوئی ہے انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا یہیں مجھے فتح حاصل ہوگی خطبہ نے اس سے پوچھا اے بنہائی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے اس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مغدی بن النصم اس مقام سے واقف ہے، خطبہ نے اسے بلایا، وہ اسکا باپ اور عون آئے، اور انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا تھا، اب شام ہو گئی، اور بن ہبیرہ کا مقدمۃ الجیش جسمیں پسہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اسکے سامنے آ گیا۔

دوسری روایت، جب خطبہ الحارہ کے مقام پر ٹھہرا تو کہا جو امام نے مجھے کہا تھا وہ سچ ہوا انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی، خطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو ان کی تنخواہیں دیدی، فوج کے ناظم نے رقم تقسیم کر کے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم و بیش رقم اسے لا کر واپس دیدی اس پر خطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانت داری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائیں، اب شامی رسالہ سامنے آ گیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا مگر اس نے کہا ہم ماہ محرم الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

ایک اور روایت، خطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم بروز بدھ شنبہ ۱۳۲ھ کو اس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اسے بتادی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا۔ ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا، اسکی فوج پسپا ہوئی اور نیل کے دہانے پر جا کر ٹھہری حوثرہ روانہ ہو کر ابن ہبیرہ کے قصر میں جا کر فروکش ہوا صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، اب حسن بن خطبہ اس فوج کا سردار تھا۔

اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے، خطبہ نے اپنے علم بردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر، نیز اس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الواکلی کو ہی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کو تو ال عبد الحمید بن ربیع ابی غانم البہانی الطالی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابو غانم عبور کرو اور تمہیں مال غنیمت کی خوش خبری ہو، چنانچہ ایک جماعت نے جن میں چار سو آدمی تھے دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کیفوج پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نباتہ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی

ہوئی، انہوں نے آگ روشن کر دی شامی پسپا ہو گئے، جب خراسانیوں نے قحطیہ کو نہ پایا تو انہوں نے حمید بن قحطیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اور ابو نصر نامی ایک شخص کو دو سو آدمی کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہو کر کر بلا آیا۔ پھر دیرالاعور پر منزل کر کے عباسیہ میں ٹھہرا۔

## حسن کی بیعت

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطیہ کی لاش مل گئی جسے ابو جہم نے دفن کر دیا، فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس قحطیہ کا کوئی عہد ہو وہ پیش کرے، مقاتل بن مالک العکلی نے کہا میں نے قحطیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حدیث پیش آ جائے تو حسن سپہ سالار مقرر کئے جائیں۔ چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لئے حمید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا قاصد نے قریہ شاہی کے درے حسن سے ملاقات کی، حسن واپس آ گیا، اس نے قحطیہ کی مہر ابو جہم کے حوالے کر دی اور اب سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی حسن نے کہا اگر قحطیہ مر گئے تو..... حسن ابن قحطیہ موجود ہوں۔

## قحطیہ کا قتل

اس رات ابن نبہان السدوسی، حرب بن سلم بن احوز، عیسیٰ بن ایاس العدوی اور اساورہ میں سے ایک شخص مصعب نام کام آگئے معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین نے قحطیہ کے قتل کا دعویٰ کیا۔ قحطیہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا۔ حرب بن سلم بن احوز بھی اسکے پہلو میں مقتول پڑا تھا اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

عبداللہ بن بدر جو اس رات ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قحطیہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ایسے ٹیلے پر چڑھ کر ہم سے لڑنے لگا، پانچ سو شہسوار موجود تھے۔ ابن ہبیرہ نے محمد بن نباتہ کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا، ہم ان پر یک بارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطیہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پوری اتر گئی۔ قحطیہ پانی میں گر پڑا۔ لوگوں نے اسے نکال لیا اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو ایک عمامہ سے اسکا ہاتھ باندھ دیا گیا، پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا تا کہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو، اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انہوں نے ہمارا تعاقب کیا ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہوئی تھی، خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آ لیا ہم عرصہ تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جوان مردی و استقلال سے ہماری جانب سے دفاع کر رہے تھے آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو، پھر وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطیہ نے انتقال کیا، مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابو سلمہ وزیر ہوں گے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انہیں کے سپرد کر دیا جائے ابن ہبیرہ واسطہ واپس آ گیا۔

## خطبہ کے قتل کے متعلق دوسری روایت

خطبہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق درج بالا روایات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب خطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آگیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا پھر اس نے عبداللہ..... مسعود بن علاج اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا، یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انہیں ملا اسے انہوں نے نیزے سے ہلاک کر دیا جس کے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے اور جب یہ لوگ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوئوال سوید نے انہیں روکا ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انہیں پھر ان مقامات پر واپس بھیج دیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب یہ مسعود بن علاج اور اس کے لشکر کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ یہ دیکھتے ہی خطبہ نے مخارق بن غفار، عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں، یہ سردار عبور کر کے آئے محمد بن نباتہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سلمہ اور اس کے لشکر کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہو گئی، محمد بن نباتہ سلمہ اور اس کی جماعت پر حملہ کر کے ان کے دس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اسکے سودو سو آدمی کاٹ دیتا اب سلمہ نے خطبہ سے امداد طلب کی خطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اس کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ پھر خطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا، اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بٹھالے۔ یہ پانچ محرم الحرام کا واقعہ ہے۔

ابن حصص خود خطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی خطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور اسے دھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا اس کی شکست کے ساتھ ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جس میں نقدرم، ہتیار، سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے، حراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کو نیل کے دہانہ پر آئے۔

دوسری جانب خطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے نہ پایا۔ دو پہر تک اس کی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن، بن خطبہ کو اپنا امیر بنالیا۔ تمام اقتدار اسے سپرد کر دیا اور بیعت کر لی اب حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے قیام گاہ کے تمام مال و اسباب کی فرد بنالی جائے، نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابو النصر تھی دو سو سواروں کے ساتھ اس تمام مال و اسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں لاد کر کوفہ لایا جائے، اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لیکر پہلے کر بلا آیا پھر یہاں سے سوار اور دریالاعور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ شہر احوثرہ کو ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر ملی تو وہ اپنی فوج کو لیکر واسط میں اسکے پاس آ گیا۔

## خطبہ کے قتل کی وجہ

بنی لیث کا آزاد کردہ غلام احلم بن ابراہیم کا بیان ہے کہ جب میں نے خطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا



گھوڑا سے دریا میں تیرتا ہوا لارہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطیہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سيار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اسکی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے یہ بھی خوف تھا کہ کہیں میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچے مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو بچ گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکونگا، چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لیکر کنارے کے قریب آیا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے تو میں نے آگے بڑھ کر کنارے سے اسکی پیشانی پر تلوار کا وار کیا اسکا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطیہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ اور وہ اپنے اسلحہ سمیت فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

## محمد بن خالد کا خروج

اس سال محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا، اور حسن بن قحطیہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کر کے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفہ سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفہ آ گیا۔ دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو تو ال شہر تھا، محمد نے سیاہ جھنڈا بلند کر کے قصر کی جانب پیش قدمی کی، زیاد بن صالح الحارثی، عبدالرحمن بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جو ان کے ہمراہ تھے قصر کو خالی کر کے چلے گئے، محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا دوسرے دن صبح کو جو قحطیہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا، اسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آ کر فروکش ہوا ہے اور مجھ پر پیش قدمی کرنے کے لئے تیار ہے، یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اسکے اپنے موالیوں کے اسکا ساتھ چھوڑ کر چل دیئے، ابوسلمۃ الکحل نے اس کی طرف پیغام بھیجا اس نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جسکے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے، مگر اس وقت تک کسی فریق کو قحطیہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا، محمد بن خالد نے ابو سلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اب دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔

## حوثرہ محمد بن خالد کی طرف

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اسکے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اسکی جانب پیش قدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہبیرہ میں تھا۔ کہ کسی خبر گیر نے اسے آ کر بتایا کہ شامیوں کا دتہ آ گیا ہے، اس نے اپنے کچھ موالی انہیں روکنے کے لئے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ یحییٰ بن خالد العجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں، چنانچہ یہ سب لوگ اسکی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اسکے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجدل میں سے کسی شخص کے ساتھ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترکیب دیکھی تو وہ سب کو لیکر واسط کی طرف چلا گیا۔

محمد بن خالد نے اسی رات قحطیہ کو (کیونکہ اسے قحطیہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا، اپنی کوفہ اس فتح کی اطلاع دی اور ایک

شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا حسن نے یہ خط لوگوں کو سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا محمد بن خالد جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا پیر کی صبح کو حسن کوفہ آیا، اب یہ لوگ ابوسلمہ کے پاس جو بنوسلمہ میں تھا آئے اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا، یہ دو روز تک تو تخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام امین کی طرف چلا اور اس نے حسن کو اب ہبیرہ سے لڑنے واسطہ بھیجا۔

دوسری روایت، قحطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ کوفہ چلا، عبدالرحمن بن بشیر العجلی، ان دنوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی خصبہ کے ایک شخص نے اس سے آ کر کہا کہ حن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے، عبدالرحمن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے۔ اس نے اسے سو کوڑے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا اسی دوران محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے علم سیاہ بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، لوگوں کو بیعت کی دعوت کی، تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا دوسرے دن حسن بھی آ گیا، یہ لوگ راستہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمد کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا یہ اسکے دروازے پر آئے ابوسلمہ خود نکل کر اسکے پاس آیا، لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابوسلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آ کر جہانۃ السبع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اسکے ہاتھ پر بیعت کی، ابوسلمہ حفص بن سلیمان سمیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا ہوا اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا ابوالعباس کے ظہور تک یہی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

پھر اس نے حسن بن قحطبہ کو اب ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے واسطہ روانہ کیا، اسکے ساتھ اور سردار بھی تھے جسمیں خازم بن خزیمہ، مقاتل بن حکیم العکلی۔ خفاف بن منصور، سعید بن عمرو، زیاد بن مشکان، فضل بن سلیمان، عبدالکریم بن مسلم، عثمان بن نہیک بن محمد، شمیم بن زاد۔ ابوالخالد المروزی وغیرہ سولہ سردار تھے جن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔ ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ مدائن بھیجا جسمیں عبدالرحمن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے۔ نیز اس نے، مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو ویرانی مہلسی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام، ابراہیم بن بسام کو اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابوسلمہ نے حفص بن سمیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ حارث ابو غسان الحارثی نے جو ایک کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد مستحکم نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ جب یہ خط سفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کالعدم کر دیا۔

## ابوسلمہ کا خروج

اب خود ابوسلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسخ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے چھاؤنی قائم کی، محمد بن خالد بن عبداللہ پیچھے ہی رہا۔

## مسلم اور سفیان کی جنگ

مسلم بن قتیبہ سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لئے لڑا کہ جب ابوسلمہ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کئے تو اس نے مکمل بنی لیث کے آزاد کردہ غلام بسام بن اسراہیم کو عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے اہواز بھیجا، بسام نے اسے مکمل شکست دی۔ اسکے بعد مسلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دنوں ابن ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا، ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلے کے لئے بھیج دو نیز اس نے سفیان بن

معاویہ کو بصرہ کیعاملیکافرمان تقرر بھیجا، اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لئے دعوت دے اور سرداروں کو اپنی تحریک میں شریک کرے، اور مسلم بن قتیبہ سے پختار ہے، سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابوسلمہ نے ایسا حکم دیا ہے۔ مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی، سفیان کے ساتھ تمام یمنی، ان کے حلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے، نیز انہیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لئے بھیجا تھا وہ بھی ان سے جا ملا، سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ سلم نے بھی اسکے مقابلہ کی تیاری کی، قیس، مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ اپنے موالیوں کے ساتھ مسلم کی امداد کے مجمع ہو گئے، اور بنو امیہ بھی اسکی امداد کے لئے دوڑے، سفیان جمعرات کے دن صفر میں بصرہ آیا۔

## معاویہ کا قتل

مسلم مرید آیا، خود سوق الابل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مرید کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تا کہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اسکی فوج اسکا مقابلہ کرے، نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائیں گے۔

معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تمیمی نے اس راستے پر جو مرید کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس مکان کے قریب اسکا مقابلہ کیا جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہو گیا تھا، ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا جس سے وہ اچھل پڑا معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور عیاض نامی ایک شخص نے فوراً اتر کر اسے قتل کر دیا۔ اور اسکے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا، سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے، اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ فوراً اپنے خاندان والوں سمیت بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابيض میں آ کر اتر پھر یہاں سے سکھر چلا گیا۔

## جابر کے مظالم

سلم نے جب بصرہ پر چڑھ کر غلبہ حاصل کیا تو اسکے پاس جابر بن توبہ الکلابی ولید بن عتبہ الفراسی جو عبدالرحمن بن سمرۃ کی اولاد میں تھے چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے، انہیں ابن ہبیرہ نے مسلم کی امداد کے لئے جانے کا حکم دیا تھا جب وہ ابواز میں تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر حملہ کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے انہوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ انکے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اس لئے وہ بھاگے جابر اور اسکے ساتھیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

## ابوالعباس کے لئے بیعت

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک مسلم بصرہ میں مقیم رہا اسکے بعد یہ وہاں سے چلا گیا، حارث بن عبدالملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انہوں نے اپنا امیر بنالیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابو مسلم کا قاصد بصرہ آ گیا، یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انہوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا، ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کے لئے شب جمعہ تیرہ ربیع الاول کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابوالعباس کے لئے مدینہ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی، مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔



# تاریخ طبری

جلد پنجم حصہ دوم

تصنیف: علامہ محمد بن جریر الطبری

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ندوی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عہد بنی عباس

ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی خلافت

بنو عباس کی خلافت کی پیشن گوئی

اس خاندان کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کو بتایا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد کو ہمیشہ سے اس کی امید تھی اور اس کے متعلق ان کے آپس میں گفتگو ہوتی تھی علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابوہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لئے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع حجاج نے عبدالملک کو لکھ کر بھیجی تو اس نے خالد بن یزید کو بلایا اور اس واقعہ کی اطلاع دی۔ خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ بختان سے شروع ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی برا اثر تم پر نہ پڑے گا البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لئے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن کی موت دوسرے ہجرت کے پہلی صدی کا ختم ہونا تیسرے افریقیہ کا فتنہ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لئے تحریک کریں گے مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جماعت کے ساتھ آئیں گے کہ تمام مغرب ان کے گھوڑوں سے پر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانے پر قبضہ کر لیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل ہو گیا اور بربر نے توڑ دی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لئے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔



## ابراہیم کو گرفتار کرنے کی کوششیں

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراساں بھیجا تھا، محمد بن علی کا انتقال ہوا اور بیٹے

ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سمیع کے مولیٰ کو خراساں بھیجا اور تمام نقیبوں کو اس کے اطاعت کی ہدایت لکھ کر روانہ کی۔ انہوں نے ابراہیم کی ہدایت تسلیم کر لیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراساں میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آ گیا ابراہیم نے اسے پھر خراساں بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں،

اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آ گیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراساں لکھا تھا اور اس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراساں میں جس قدر عربی بولنے والے ہوں ان کو قتل کر دے۔ اس خط کو پڑھ کر مروان نے اپنے والی مشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تاکہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے لائے اور پھر انھیں میرے پاس بھیج دیا جائے۔

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر راوی ہے کہ حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے میں ان دونوں کو دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال تک پہنچ گئے ہیں میں نے نظر اٹھائی تو، دیکھا کہ مروان کے ہر کارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لئے موجود ہیں، میں نے کہا مجھے اجازت دیجئے تو ان کے مقابلہ کے لئے باہر نکلوں، انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو،

صبح کی نماز کے بعد انہوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ساتھیوں کو مطمئن کرنے کے لئے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے انکو گرفتار کر لیا۔ جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو ان کی شکل و صورت وہ بتائی تھی جو ابوالعباس کی تھی جن کے متعلق اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس شکل و ہیئت کا شخص ان کو قتل کرے گا، جب یہ سپاہی ابراہیم کو اس کے پاس لائے تو اس نے کہا یہ تو اس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں نہیں پائی جائیں گی مروان نے ان کو پھر اسی شخص کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کیلئے اپنا ایک عہدیدار حمیمہ بھیجا اور اس سے ابراہیم کی صفات بیان کر دیں جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اس نے ان صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور ان کو امان دی گئی تو لوگوں نے اس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں چنانچہ جب یہ بات اس پر بھی ظاہر ہو گئی تو اس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور

ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

## ابراہیم کا قاصر کو قتل کر نیکا ارادہ اور والد کا منع کرنا

کچھ بنی عباس اس کے ساتھ روانہ ہوئے، ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ساتھ ان کی ایک ام ولد لے بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لئے آیا ہے کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اور پھر کوفہ کی طرف چلے جائیں، وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں وہ ہماری حمایت کریں گے، ابراہیم نے کہا آپ کی مرضی، ہم نے کہا ذرا ٹھہرو ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے، چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرہ جاتا تھا ہم وہیں ٹھہر گئے ابراہیم کا یہ دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لئے اپنی ام ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لئے ہم انکے پاس آئے انہیں آواز دی وہ باہر آنے کے لئے اٹھے مگر ان کی ام ولد انہیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کر دیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی، ابراہیم نے اپنا ارادہ اسے بتا دیا اس نے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو مروان ان سب عباسیوں کو قتل کر دیگا جو حیمہ میں ہیں اس نے اس وقت تک انہیں نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے وعدہ نہ لے لیا وہ اس کا قصد کو قتل نہیں کریں گے، اس کے بعد وہ نکل کر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

## مروان کو دیا جانے والا ایک اہم مشورہ

عبد الحمید بن یحییٰ کا میرنشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا کیا اگر آپ ان سے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے نکاح کر دیجئے اور خود ان کے یہاں نکاح کر لیجئے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر ان کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر آپ غالب آ گئے تو پھر بھی ان کا داماد ہونا آپ کے لئے باعث عار نہیں ہو سکتا مروان نے کہا افسوس اسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں تو میں خود اس معاملے میں پہل کرتا۔

## ابراہیم کا ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل و عیال کو اپنے بھائی ابوالعباس بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انہوں نے ابراہیم کو رخصت کیا تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں

قتل کر دیا جاؤں گا اب تم سب لوگ ابو العباس کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابو العباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔

اب ابو العباس اپنے سارے خاندان کو لیکر کوفہ آیا جس میں عبد اللہ بن محمد، داؤد عیسیٰ، صالح، اسماعیل عبد اللہ اور عبد الصمد، علی کے بیٹے اور یحییٰ بن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور عبد الوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ابو سلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم کے مکان میں اتارا جو بنی اود میں واقع تھا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا،۔ مروی ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابو سلمہ نے آل ابو طالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

### ابو العباس کا کوفہ میں پوشیدہ رہنا

جلہ بن فروخ اور ابو الستری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اس پر ابو الجہم نے ابو سلمہ سے پوچھا ابو سلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے ابو الجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابو سلمہ نے کہا ابھی ان کی خروج کا وقت نہیں آیا ہے، اسی دوران ابو العباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابو حمید کی ملاقات ہوئی ابو حمید نے اس سے اس کے آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابو سلمہ نے ان کو اس کی حالت چھپانے کی ہدایت کر دی ہے، ابو حمید اسے ابو الجہم کے پاس لے آیا اس نے ابو الجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابو حمید کو سابق کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ ان کے قیام گاہ سے واقف ہو جائے، ابو حمید وہاں جا کر واپس آیا اس مرتبہ ان کے ساتھ ابراہیم بن سلمہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابو الجہم سے آکر بیان کیا کہ امام محلہ بنی اود کے فلاں مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہاں آنے کے بعد انہوں نے ابو سلمہ سے سودینار مانگ بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سنکر ابو الجہم، ابو حمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سودینار امام کو بھیج دیئے اس کے بعد ابو الجہم ابو سلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کے بارے میں پوچھا اس نے کہا ابھی انکے خروج کا وقت نہیں آیا کیونکہ اب تک واسطہ فتح نہیں ہوا ہے۔

### ایک وفد کی ابو العباس سے ملاقات

ابو الجہم نے موسیٰ بن کعب کو آکر سارا واقعہ سنایا اور یہاں سب کا مشورہ یہ ہوا کہ امام سے ملنا چاہئے چنانچہ موسیٰ بن کعب، ابو الجہم، عبد الحمید بن ربیع، سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبد اللہ الطائی الحلق بن ابراہیم۔ شراحیل۔ عبد اللہ بن سلام، ابو حمید محمد بن ابراہیم، سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے، ابو سلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع ہوئی اس نے انہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفہ گئے ہیں، یہ جماعت ابو العباس کے پاس آئی انکے پاس پہنچ کر انہوں نے پوچھا کہ تم میں عبد اللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔



اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے، ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی، ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اسکے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دیدی کہ ابوسلمہ وہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے پاس جا کر خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک اہلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طاقت کے طور پر کہا، تجھ حرام زاد کے نہ چاہنے کے باوجود، مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

## ابوالعباس کی تقریر

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصے پر آ بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا، ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا۔

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی، اسی دین کو ہمارے لئے پسند کیا ہم نے اس کی تائید کی، ہمیں اس کا اہل جائے پناہ اور قلعہ بنایا، ہمیں اس کا قائم کرنے والا دفاع کرنیوالا اور مددگار بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس سے ڈرنے کی دعوت دیتے رہیں صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے شرف کے ساتھ خاص کیا ان کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انہیں کے خاندان میں ہمیں پیدا کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لئے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے۔ اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لئے ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا  
ترجمہ (اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے میل کچیل کو تم سے دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے) اس کے بعد اللہ نے فرمایا قل لا اسئلكم اجرا الا المودة فی القربی۔ (اے محمد کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا) پھر فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القرۃ للہ وللرسول ولذی القربی والیتامی۔

(اہل ملک سے جو خراج اللہ اپنے رسول کو دے اللہ کے لئے ہے اس کے رسول

کے لئے قراب داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے ہے۔ پھر کہتا ہے۔

اعلموا انما غنمتم من شئی فان لله خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی۔  
(اے مسلمانوں تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہیاں کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے) اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتادی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال غلط ہے کہ ہمارے علاوہ دوسرے لوگ حکومت سیاست اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہ و تاویل کرتے کرتے ان کی صورتیں بدل گئیں۔ اے لوگو! اللہ نے ہمارے ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی جہالت کے بعد عقل دی۔ ہلاکت سے بچا لیا حق کو ظاہر کیا باطل کو بالکل ختم کر دیا ناقص کو کامل بنادیا اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد خیر خواہ اور شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آئے منے سامنے تخت پر بیٹھے ہو گئے، اللہ نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احسان اور عطا کے طور پر دی ان کے وصال کے بعد ان کے صحابہ حکومت کے وارث ہوئے جو باہمی مشورہ سے حکومت کرتے تھے انہوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا مگر ان کی تقسیم میں انہوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں خرچ کیا باقی جو بچا اسے مستحقین کو دیدیا اور خود بھوکے رہے اپنے لیے کچھ نہیں لیا۔ ان کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے، حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح کا نفع اٹھایا اور رعایا پر ظالم ڈھائے کچھ عرصہ کے لئے انہیں اللہ نے ڈھیل دی اور جب وہ ان کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دیدیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی کی۔ اس نے ہماری مدد کی اور اسلئے ہماری حکومت قائم کر دی تاکہ ہمارے واسطے سے وہ ان پر احسان کرے جنکو اس سرزمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔ جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اس کی ابتداء کی تھی اسی طرح آخر میں پھر اس نے ہمیں اس کا وارث بنادیا مجھے اللہ سے یہ امید ہے کہ اب اس گوشہ سے تم پر کوئی ظلم یا زیاتی نہ ہوگی جہاں سے تمہیں خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ بھلائی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تمہیں حاصل نہ ہوگی ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کوفہ والو تم اس بات کے مستحق ہو کہ ہم تم تمہارے ساتھ محبت و اخلاص کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی مخرف نہیں ہوئے اور ظالموں کے ظلم کے باوجود تم نے ہماری محبت کو گم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تمہیں سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطاء میں ایک سودینار کا اضافہ کر دیا ہے اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا قتال ہوں اور پورا انتقام لوں گا۔“

چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچ کر اسے اس قدر ہکلا ہٹ شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا

### داؤد بن علی کی تقریر

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔ ”اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد صلعم کی میراث پھر ہمیں عطا فرمائی اے لوگو دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اٹھ گئی اس کا پردہ کھل گیا ہے زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع ہے بلند ہو چکا ہے کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ آ گئی ہے تیر اپنے چلے میں واپس آ گیا ہیا و حق اپنے اصلی جگہ یعنی تمہارے نبی ﷺ کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کر نیوالے ہیں کے پاس پھر واپس آ گیا ہے اے لوگو ہم حکومت حاصل کرنے اسلئے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں نہریں کھودیں اور عالیشان محل تعمیر کریں بلکہ جب انہوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہمارے چچا زاد بھائیوں پر مظالم کئے ہمیں سخت غیرت آئی اور ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک انہوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستر و پرچین نہیں آتا تھا۔

بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح انہوں نے تم کو کھلونا سمجھ کر تم سے بازی گری کی تم کو ذلیل کیا۔ تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ و تاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اس کے رسول اور عباس رحمۃ اللہ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کریں۔

بنی حرب، بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے عہد میں دنیاۓ فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی جسکی وجہ سے انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا اللہ کی مخلوق مظالم کے



محارم کو توڑ دیا جرائم کئے، بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا جن علاقوں سے لذت حاصل کی انہیں پر ظلم کیے، بوجھوں کی گٹھڑی اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھی، گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کہ وقت جبکہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ افسانہ بن کر رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لئے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگرچہ اپنے غرور کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس اللہ کے دشمن کے گلے کی رسی دراز تھی اس لئے وہ اس وقت تونچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پاسکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اور اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے لشکر کے دستوں کو مقابلے پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت و سطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے دعوے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو بلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔“

اے لوگو امیر المؤمنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آ کر اپنی تقریر پوری کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبے میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ ازیں سخت ہکٹے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے انکو اس مروان کی جگہ آپ امیر المؤمنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا جو ان کمینوں کا پیرو تھا جنہوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اس طرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی، موجودہ امیر المؤمنین اگرچہ جوان ہیں مگر ان میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ برباد ہیں اپنے ان نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنہوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اس پر تمام لوگوں نے ابو العباس سفاح کے لئے دعا مانگی، پھر داؤد نے کہا

”اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا یہاں تک کہ اللہ نے اہل خراساں کو ہمارا حامی بنایا ان کے ذریعے ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا خلافت کا حق آشکار ہوا اور ہماری حکومت سے ان کو قوت ملی اور اللہ نے وہ بات دکھادی جس کا تمہیں شوق تھا اور جس کا تم کو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تمہیں مسلط کر دیا اور سلطنت تم کو دیدی اور تم کو ایسا امام عطا فرما دیا“

مایا جسے اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اس پر تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے ہماری فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم کر لو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے، ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تم کو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب یا ان عبد اللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) اس کے علاوہ اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنے کے لئے نہیں کھڑا ہوا تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کریں گے، جو مصائب ہم پر گزرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔

۔۔

### ابو جعفر کا بیعت لینا

اس کے بعد ابو العباس منبر سے اتر آئے داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصورہ میں آگئے پھر ابو جعفر کو بیعت کے لئے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا، بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر مغرب کی نماز بھی پڑھائی اب رات ہو گئی اور یہ قصر میں چلے آئے۔

### ابو جعفر کے بیعت لینے کی دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں ٹھہرے ہوئے تھے یہ دونوں شراۃ جارہے تھے کہ دو متہ الجندل میں ابو العباس کی ان سے ملاقات ہوئی جو کوفہ جارہے تھے ان کا بھائی ابو جعفر عبد اللہ بن محمد، عبد اللہ بن علی عیسیٰ بن موسیٰ تکلی بن جعفر بن تمام بن العباس اور کچھ غلام ان کے ہمراہ تھے، داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابو العباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفہ جارہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں، داؤد نے کہا اے ابو العباس تم کوفہ جارہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہل شام و جزیرہ کو لئے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر ہبیرہ عربوں کے مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تمہیں کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے، ابو العباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا پھر اس نے تمثیلاً ایشی کا یہ شعر پڑھا۔

نمامیتہ ان متھا غیر عاجز

بعارازا ما غالت النفس غولھا

جب لوگ موت کے خوف سے مرغوب ہو رہے ہوں انہی جنگ میں

اگر میں عزت سے جان

دیدوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اس موت میں کوئی عار نہیں۔“

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے مجھے اسی کے ساتھ لے چلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے مریں گے تو عزت سے، چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔

جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھربار کو چھوڑ کر ہمارے اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

## ۱۳۲ ہجری کے بقیہ واقعات

### ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ درج ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے۔ جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ بنی العباس کے لئے کوشش شروع کی جائے ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ساتھ ابوالعباس کو فتنے آئے ابوسلمہ نے انہیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں ٹھرایا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ جلدی مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کار بند رہا اس زمانے میں وہ حمام اغین پر واقع اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا ایک دن ابو حمید کنا سے جا رہا تھا کہ اسے امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابو حمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا۔ اس لئے اس ملازم کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اس نے جواب دیا کہ امام ابراہیم کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا ہے انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا۔ اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آ گئے ہیں ابو حمید نے اس ملازم سے کہا تم مجھے ان کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ان کے علم کے بغیر کسی اور کو ان کا پتا دے اس وجہ سے اس نے ابو حمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ پر مجھے سے ملئے پھر میں اس کا جواب دوں گا۔ حسب وعدہ دوسرے دن ابو حمید اسی جگہ آیا اور وہاں اسے سابق ملا۔ پھر سابق اسے ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں، ابو حمید نے خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا، ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیتے۔ نیز اس نے ابوالعباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابو جہم سے ملا جب ابوالجہم نے اس سے راز



کا پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر لیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا قاصد ہوں فلاں فلاں صاحب ان کے ساتھ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ان اونٹوں کا کرایہ دینے کے لئے جن پر سوار ہو کر وہ یہاں آئے ہیں ایک سودینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابو حمید بھی ابو جہم کے پاس آ گیا۔ اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اسے بتایا ابو جہم ابو حمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابو جہم نے اسے سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کر دی، موسیٰ بن کعب نے ابو جہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیج دی جائے۔ چنانچہ ابو جہم اس کے پاس سے واپس آیا اس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کئے اسے ایک خچر پر سوار کر دیا اس کے ساتھ دو اور آدمی روانہ کر دیئے جو اسے کوفہ تک پہنچا آئے۔

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کر دیا ہے تو ابو جہم نے ابوسلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہو گئے تو اب ان کے بھائی ابوالعباس ان کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابوسلمہ نے اس تجوید کو مسترد کر دیا اور ابو جہم کو حکم دیا کہ چونکہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابو حمید کو کوفہ مت جانے دو اس واقع کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ ابو الجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا ان سے آ کر ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا پیغام پہنچایا وہ اس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا ابوعبیدہ سب موسیٰ بن کعب کے قیام گاہ میں جمع ہو گئے۔ اس مجلس میں ابو حمید بن ربیع، سلمہ بن محمد، عبداللہ الطائی، اسحاق بن ابراہیم شراحیل اور عبداللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابوالعباس اور ان کے اہل بیت سے جا کر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ علیحدہ کوفہ آئے موسیٰ بن کعب، ابو الجہم اور ابو حمید جس کا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے اس جماعت کے نمائندے تھے یہ سب ولید بن سعد کے مکان آ کر ابوالعباس کی جماعت کے پاس آئے موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم نے ابوالعباس کو دریافت کیا لوگوں نے اشارے سے ان کو بتا دیا ان سب نے ان کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابو حمید، ابو مقاتل، سلیمان بن الاسود، محمد بن الحسین محمد بن الحارث نھار بن حصین، یوسف بن محمد اور ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو ابوالعباس کے پاس چھوڑ آئے۔

چونکہ ابوسلمہ کو ابو الجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اس نے ابو جہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابو جہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہہ کر وہ باہر آ گیا اس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفے بھیجا اور کہا کہ ابوالعباس کے پاس جاؤ اور ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کرو، نیز اس نے ابو حمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بھیجا کہ اگر ابوسلمہ اگر وہاں آئے تو صرف تنہا اسی کو اندر جانے دینا اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرے تو خیر ورنہ وہیں اس کا سراڑ دینا۔

اگلے کچھ ہی دیر بعد ابوسلمہ وہاں پہنچا کیلا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا، ابوالعباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ وہ اس رات پلٹ آیا۔

صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار تن زیب کئے اور ابوالعباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے

لوگ ابوالعباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ ان پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲ ربیع الآخر بروز جمعہ کو فے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد و ثنا کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضیلت بیان کی پھر ولایت وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے ان کے بعد پھر داؤد بن علی نے ان سے تین درجے نیچے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی حمد و ثنا کے بعد کہا، اے لوگو تمہارے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف دو خلیفہ ہوئے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام اعین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالا اور اس کے کمرے میں ٹھہرے دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا، اس وقت عبداللہ بن بشام ابوالعباس کا حاجب تھا، ابوالعباس نے کو فے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مدائن بھیجا۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس ابواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا، خود ابوالعباس اسی چھاؤنی کئی ماہ تک ٹھہرے رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الباشمیہ میں ٹھہرے کو فے منتقل ہونے سے پہلے ہی، ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

اس سال مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی

## جنگ زاب

### مروان سے مقابلے کی تیاریاں

قحطبہ نے ابوعوان عبدالملک بن یزید الازروی کو نہاوند سے شہر زور بھیجا اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آ کر ٹھہر گیا، جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک قیام گاہ میں آ کر ٹھہر گیا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا بلوئی۔ مروان نے کہا مروان نے کہا علوی اور بشری ہے، اس مقام سے روانہ ہو کر وہ اس العین ہوتا ہوا موصل آیا دجلہ پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک خندق کھود لی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آ کر ٹھہرا۔ ابوسلمہ نے عینیہ بن موسیٰ مہنال بن فغان، اور اسحق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے بھیجا۔

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ عبداللہ الطائی کو پندرہ

سو کے ساتھ عبدالحمید بن ربیع الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور دو اس نھلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابوعمون کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دے کر ان کو روانہ کیا عبداللہ بن علی ابوعمون کے پاس آیا اس کے آتے ہی اس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اس کے حوالے کر دئے عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دسنے پر مقرر کیا نصیر بن المختصر کو اپنا پہرے دار بنایا نیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن علی کے پاس بھیج دیا۔

### عمینہ کا دریا عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملے

۲۔ جمادی الثانی ۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہم دست ہو گیا۔ اس نے عمینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عمینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لئے آگ کے لاؤن روشن کر دئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عمینہ اسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا۔

صبح کو مروان نے دریا پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کی نگہی جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی نے مخارق بن غفار کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا، عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی جس میں مخارق کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ مارے گئے۔ ولید نے ان کو عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انھیں مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ مخارق کو اس کے پاس لائے یہ کمزور جسم والا تھا مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اس نے کہا نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں، مروان نے کہا کہ کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو اس نے کہا کہ جی ہاں مروان نے کہا کہ اچھا یہ سر دیکھ کر پہچانو اس نے ایک سر کو دیکھ کر کہا یہ مخارق ہے، مروان نے اسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا۔ تو کہنے لگا اللہ ابو مسلم کا برا کرے وہ کس قدر ذلیل لوگوں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم مخارق کو دیکھ کر پہچان لو گے کیونکہ مقتولین کہ جو سر ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے اس نے کہا جی ہاں، مروان نے سروں کو اس کے سامنے لانے کا حکم دیا اس نے دیکھ کر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال ہے کہ وہ بھاگ گیا، مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج کو معلوم ہو آپ



خود مروان کے مقابلے پر نکلیں عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اسے فوج کے پر اوپر اپنا جانشین مقرر کیا اس کے مہینے پر ابو عوان اور میرے پر مروان ابو ولید بن معاویہ چلے۔

## مروان کے لشکر پر حملہ اور فتح

مروان کے ساتھ تین ہزار تھمرہ کے باشندے تھے، وہ کانیہ صحیفہ اور راشدہ جماعتیں تھیں جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لئے ان کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے۔ مروان نے صلح کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس سفیر بھیجے مگر عبداللہ اس کی چال میں نہیں آیا اور اس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے لشکر سے اسے پامال کر دیں گے انشاء اللہ، مروان نے شامیوں کو ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتداء نہ کریں بلکہ چپ کھڑے رہیں وہ خود آفتاب کو دیکھنے لگاتے ہیں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اس نے اسے برا بھلا کہا ابن معاویہ یہ عبداللہ بن علی کے مہینے سے لڑنے لگا ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا، اس پر موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجئے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔

چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں سب لوگ پیدل ہو گئے اپنے گھنٹوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لئے اور دشمن سے لڑنے لگے تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ دفاع کر رہے ہیں عبداللہ پیادہ آگے بڑھا اور کہتا جاتا تھا اے اللہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے حق کے خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے، دوسری طرف سے اہل خراساں نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لویا محمد یا منصور اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی مروان نے بنی قضاہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اس نے سکا سک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں، اب اس نے بنی سکون کی طرف پیغام بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں ان کے نیزوں کا نشانہ بننا نہیں چاہتا۔ مروان نے کہا کہ میں تم کو اس کی سزا دوں گا اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش تم کو اس کی قدرت کبھی نصیب ہو جائے۔

اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے ان سے کہیں زیادہ لوگ دریا میں غرق ہو گئے ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا عبداللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن ولید عبدالملک بھی تھا، اس موقع پر عبداللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی (واذ فرقنا بکم البحر فأنجیناکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون)

(ترجمہ) ”اور جب ہم نے دریا کو ذریعہ تم کو علیحدہ کر دیا تو ہم نے تمہیں بچا لیا اور تمہارے سامنے آل فرعون کو

غرق کر دیا۔

## فتح کی خبر ابوالعباس کے پاس

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات دن تک اپنی اسی چھاؤنی میں ٹھہرا رہا امیر المؤمنین ابوالعباس کو فتح کی خوشخبری اور مروان کے بھاگنے اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ ساز و سامان اور نقد و جنس اس کے ہاتھ آیا عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابوالعباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت فرمائی

(فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليکم بنهر) (کے قول) (و علمہ مما یشاء تک) پڑھی جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انھیں پانچ پانچ سو درہم انعام کے طور پر دئے اور ان کی تنخواہ اسی درہم کر دی۔

## مروانیوں کی پسپائی کی ایک اہم وجہ

عبدالرحمن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر فائدہ مند نہ ہوئی جو چال چلی اسی میں اس کو نقصان اٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہو گیا تھا، جس روز اس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اس نے رقم منگوائی تھیلیوں کے منہ کھول دیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب دولت تمہاری ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لے جاتے دیکھو اس کو قتل کر دو اور ان کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لئے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لیکر میدان کارزار سے واپس ہوا اسے واپس جاتے دیکھ کر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے، ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے ہم نے نیزے بلند کر لئے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دردی سے قتل کیا دریا عبور کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا۔ جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ساتھی دریا کے اسی جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا اس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا، دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اس نے پے در پے تین آدمی قتل کر دیئے یہ رنگ دیکھ کر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک جیون تلوار اور مضبوط ڈھال تلاش کر کے لا دو ہم نے اسے یہ دونوں چیزیں لا کر دیدیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا جسے اس نے ڈھا پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب مل کر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول

عبداللہ الکلابی تھا۔

بیان مروی ہے کہ جمادی الثانی بروز اتوار صبح کو مروان نے شکست کھائی اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس قتل کئے گئے۔

## امام ابراہیم بن محمد کا قتل

### ابراہیم کے قتل سے متعلق روایات

#### (۱) پہلی روایت

ان کے قتل میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کئے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی، جو لوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ضحاک کے مقابلے کے لئے جاتے ہوئے مروان رقبہ آیا تو اس کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبد الملک اور اسکے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی قید کی حالت میں اس کے ساتھ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیج دیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کر لیا ان کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ابو ولید اور ابو محمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلا تو ان میں سے عباس بن الولید ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پہلے جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں خروج کیا اور وہ جیل کے نگران کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد السفیانی نے خروج نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا۔ اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام شراہیل بن مسلمہ بن عبد الملک بن بشر السعلی اور چوتھی آرمینہ کے بطریق کو جس کا نام کوشان تھا پتھروں سے ہلاک کر دیا ان کے قتل کو پندرہ دن گزرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اس نے ابو محمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

#### دوسری روایت

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرا دیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

#### تیسری روایت

مہمل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراہیل بن مسلمہ بن عبد الملک کو بھی قید کر دیا تھا یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک



دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت کے ساتھ پیش آتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اس نے کہا شراحیل نے کہا ہے کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوشگوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پو ابراہیم نے اسی دودھ کو لیکر پی لیا اس کے پیتے ہی اس کی طبیعت خراب ہو گئی سارا بدن ٹوٹنے لگا ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا نصیب دشمنان آپ کا مزاج کیسا ہے اب اس وقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر ان کے پاس آیا اور انھیں دیکھ کر کہا کہ خدا (وحدہ و لا شریک) کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکا دیا گیا، اس رات وہ زندہ رہے دوسرے دن علی الصبح ان کا انتقال ہو گیا۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

## مروان کا قتل اور اس کی تفصیل

### مروان کی شکست اور فرار

ابو ہاشم مغلہ بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اس کے پاس تھی اس میں سے خود اس کی ساٹھ ہزار تھی اور اس کے بیٹے عبداللہ کی قیادت میں بھی اتنی ہی تھی اپنی فوج کے ساتھ مل کر اس نے عبداللہ بن علی سے مقابلہ کیا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابوعمون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا، شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا ابان بن یزید بن محمد بن مروان مروان کا بھتیجا اس کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس روزے کچھ زیادہ وہاں ٹھہرا رہا جب عبداللہ بن علی اس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے اہل و عیال بیوی بچوں کو لیکر تیزی سے بھاگا ابن یزید بن کو حران چھوڑ دیا یہ اس کا داماد بھی تھا ام عثمان مروان کی بیٹی اس کے نکاح میں تھی۔

اب عبداللہ بن علی حران پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ جھنڈا بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اسے اور ان سب لوگوں کو امان دی جو اس وقت حران اور جزیرے میں تھے مروان قنسر بن سے گزارا عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا مروان قنسر بن سے حمص آیا اہل حمص نے اسے خوش آمدید کہا اس کی فوج کے لئے بازار قائم کر دیئے اس کی اطاعت و فرمان بری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہو گیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں ان کے دل میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوفزدہ ہو کر بھاگ رہا ہے کیوں نہ اسے پکڑ لیا جائے اس خیال سے اس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اس سے مل گئے مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اس نے اپنے موالیوں میں سے دوسر داروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور

دوسرے کا نام مغلہ تھا ایک وادی میں دو جگہ کمین گاہ میں متعین کر دیا، جب اہل حمص کے لوگ یہاں سے گزر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور انھیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم واپس چلے جاؤ مگر انھوں نے لڑائی کے بغیر واپس جانے کے لئے آمادگی ظاہر نہ کی غرضیکہ جنگ شروع ہوئی اس کے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمین گاہ ہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے انھیں شکست دی اس کے لشکر نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

## مروان دمشق میں

وہاں سے چل کر مروان دمشق آیا ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق والی تھا مروان کی بیٹی ام ولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیر باد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا عبداللہ بن علی نے دمشق دمشق پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد برزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فیصلہ گرا دی۔

## مروان اردن اور فلسطین کی طرف

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العالمی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہولیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا عبداللہ بن علی نے اردن آ کر کسی کو اس کا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماعس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکل کر مصر کی بوسیر نامی ایک منزل پر آیا یہاں عامر بن اسماعیل اور شعبہ نے جن کے ساتھ موصل کا دستہ تھا اس پر شب خون مارا اور اسی مقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبید اللہ اسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی انھیں امان نہ ملی حبشیوں نے ان کا مقابلہ کیا عبداللہ کو قتل کر دیا اور عبید اللہ نے اپنے چند ساتھیوں کو لیکر جن میں بکر بن معاویۃ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے فلسطین کے عامل نصر بن محمد بن الاشعث نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔

## مروانیوں کی فوجی تعداد

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کی زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کی زیر قیادت جو فوج تھی اس کی تعداد کے متعلق بھی تاریخ دانوں کا اختلاف ہے ابو موسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا میں نے اس سے امان مانگی اس نے مجھے امان دیدی ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی

تکئے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اس کی شکست کا ذکر شروع کیا عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں تو اس نے کہا تو پھر اس کا سارا واقعہ میرے سامنے بیان کرو، میں نے کہا جس روز مروان کو شکست ہوئی اس دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں۔ میں نے کہا میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اس کے بعد خود مروان نے اپنے دائیں اور بائیں طرف نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سن کر عبداللہ بن علی تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا کہنے لگا اللہ اس کا برا کرے اس کا اندازہ کس قدر صحیح تھا بخدا اس دن جو ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔ ایک دوسرے سلسلہ بیان کے مطابق۔

## مروان کا بھاگنا اور اس کا تعاقب

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو بن التغبیہ اور بشر بن خزیمہ الاسدی موصل کے عامل تھے مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لئے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو لکارا کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المؤمنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کی طرف چلا گیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر چھوڑ آیا اور اس سے کہا کہ اہل شام کے جمع ہونے تک تم دشمن سے لڑتے رہنا دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابو فطرس پر ٹھہرا۔ حکم بن ضبعان الحزامی نے ہمارے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زیناح الحزامی سے رقم مانگی عبداللہ بن یزید نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ سرکاری خزانہ حکم کے قبضہ میں تھا۔

## عبداللہ بن علی مروان کے تعاقب میں

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا عبداللہ موصل آیا ہشام بن عمرو التغلشی اور بشر بن خزیمہ نے اس کا استقبال کیا اس کے آنے سے پہلے ہی انھوں نے شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہو گیا اس نے محمد بن صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اس مکان کو گرا دیا جس میں امام ابراہیم بن محمد قید تھے عبداللہ بن علی حران سے منج آیا۔ اہل منج نے بھی سیاہ جھنڈا اختیار کر لیا تھا عبداللہ بن علی نے منج میں قیام کیا اور ابو حمید المرورزی کو اس کا عامل مقرر کیا، یہاں اہل قسریں نے ابوامیہ التغلشی کے ذریعہ بنی عباس سے اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا نیز یہاں عبدالصمد بن علی بھی اس سے آ ملا جسے ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے ساتھ بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد عبداللہ بن علی دو روز تک منج میں قیام پزیر رہا اس کے بعد وہ قسریں آیا اس کے باشندوں نے پہلے ہی سیاہ جھنڈا بلند کر دیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند روز ٹھہرا ہا، اہل حمص نے اس کی بیعت کر لی حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر عین الجبر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کے تابع دیہات میں سے مزہ نامی ایک گاؤں میں آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں صالح بن علی اس کی مدد کے لئے آ گیا، اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرج عدر میں قیام پزیر



ہوا اس کے ساتھ بسام بن ابراہیم۔ خفاف، شعبہ اور بشیم بن بسام تھے یہاں سے بڑھ کر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل ٹھہرا صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے ابوعمون باب کیرمان کے روبرو، بسام باب الصیر پر حمید بن قطبہ باب تو ما پر عبدالصمد یحییٰ ابن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس ٹھہرے ولید بن معاویہ دمشق میں تھا مذکور الصدر سرداروں نے اہل دمشق اور بلقا کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقہ وارانہ جھگڑے ہو گئے یہاں تک کہ خون خرابے تک نوبت پہنچنے لگی آپس ہی میں جدال و قتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے دلیل کو قتل کر کے ۱۰ رمضان ۱۳۲ھ بروز چار بدھ دشمنوں کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے مشرقی دروازے کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی فسیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب سے پہلے شہر کی فسیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فسیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا

### عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین

عبداللہ بن علی پندرہ دن تک دمشق میں مقیم رہا یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکواہ پر ٹھہرا یہاں سے اس نے یحییٰ بن جعفر الباشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ جھنڈا اختیار کر لیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابو فطرس پر ٹھہرا مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا، عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا یہاں اسے ابوالعباس کا خط ملا جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے۔

### صالح مروان کے تعاقب میں

ذیقعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی نہر ابو فطرس سے روانہ ہوا ابن فقان عامر بن اسماعیل اور ابوعمون اس کے ساتھ تھے۔ اس نے ابوعمون اور عامر بن اسماعیل الحارثی کو اپنے مقدمتہ کجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چل کر رملہ آیا رملہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر ٹھہرے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لئے جو اس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور ابھی بحری سفر کے لئے ساز و سامان درست کر کے روانہ ہوا۔ مروان خشکی پر سمندر کے کنارے سفر کر رہا تھا۔ اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا مروان کو صالح کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے گرد کی تمام فصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا۔ صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر اترا اور آگے چل کر مصر سعید پہنچا۔ صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کہ کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ فوجی ان کے مقابلے کے لئے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس لے آئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا۔ صالح بھی اس کے تعاقب میں جھپٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے لشکر سے اس کی ٹڈ بھٹ ہو گئی جنگ ہوئی صالح نے اسے شکست دیکر بھاگ دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے لشکر تک یہ پہنچ گئے اور اسکے ایک حصے کو انھوں نے قتل کر دیا اور پوری جماعت کو انھوں نے شکست دی۔

## مقام بوسیر پر مروان کا قتل

اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن فہار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خیر گیری کے لئے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہیں آیا جسے یہ برا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں ٹھہرا۔ جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابو عنون نے عامر بن اسماعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے لشکر کو جالیا۔ اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لئے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا یہ دونوں سردار اس پتے پر روانہ ہوئے اور اسے بوسیر نامی گاؤں میں ایک گرجا میں پایا۔ رات کے آخری حصے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلہ پر نکل آیا انھوں نے چاروں طرف سے انھیں گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

## بوسیر میں مروان سے معرکہ

عامر بن اسماعیل بیان کرتا ہے کہ بوسیر میں مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی، مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک باغ کی طرف پسپا ہو گئے گران کی ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا نیز اس وقت مجھے بکیر بن ماہان کی یہ بات یاد آئی کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اس وقت تم کہو گے ”دھید یا جو السکان“ اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیئے اور اب میں نے کہا ”دھمید جو الکاکان“ اس فقرہ کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ بر سادی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عامر بن اسماعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المؤمنین ابوالعباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے مشابہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کیا اور پھر میں نے اسی ملک میں اسے قتل کر دیا۔

## مروان کا سر ابوالعباس کی طرف بھیجا گیا

ابوالطالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزا کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ تھا وار کھا مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المؤمنین مارے گئے یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لیکر

اس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا، عامر بن اسمعیل نے اس سر کو ابو عوان کے پاس بھیج دیا ابو عوان نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے پولیس کے افسر علی یزید بن بانی کے ہاتھ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز اتوار ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔ بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکر بن ماہان کے ہمراہ دیرقنی میں مقیم تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک جوان دو چھاگلے لئے ہوئے سامنے سے گزرا، یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا۔ بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر، بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسماعیل کا بیٹا ہوں جو بلخارث کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بلخارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے یا ”جو الکان وہید“

## مروان کی عمر اور مدت کی خلافت

کوفہ میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں قتل کہ دن اس کی عمر باسٹھ سال تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں بیج نے اٹھاون سال بیان کی ہے، ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا، بیعت سے قتل تک اسکی کل مدت خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابو صمد الملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرو لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد اور ابوستان الجھنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشر کے پاس تھی، اس کے قتل کے دن یہ مروان کے ہاتھ لگی یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش ابوالعباس کے پاس آیا اور کہا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سال عبداللہ بن علی نے نہر ابو فطرس پر مبنی امیہ کے ۷۲ افراد کو قتل کر دیا اسی سال قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی سفید جھنڈا بلند کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔



## ابوالورد کی بغاوت اور اسکے شرکاء کے احوال

### ابوالورد کا ابن علی کے ایک سردار پر حملہ

ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاة بن الکوثر بن فر بن الحارث الکلابی سے مروان کے بااعتماد بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اس کی بیعت کر لی اور اپنی جمعیت کے ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بلس اور ناعورہ میں اسکی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزار مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوجی کے ساتھ بلس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور ان کی عورتوں کی توہین کی و تحقیر کی۔ ان میں سے کسی نے اس کی شکایت ابوالورد سے کی اسکے سنتے ہی یہ اپنے مزرعہ زراحہ بنی زفر سے جسکا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لیکر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر حملہ کیا جو اس وقت حصن مسلمہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اسے اس کے تمام ساتھیوں سمیت اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید جھنڈا نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی برائت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قنسرین کو اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

ابوالعباس اسوقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اس وقت حبیب بن مرۃ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا سرزمین بلقاء، بشنیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی بہت سی جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں، یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرہ میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جو ان پر گناہات بیشہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی۔

### عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ میں

جب عبداللہ بن علی اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اس نے حبیب بن مرۃ کو صلح کی دعوت دی حبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوا، دمشق سے گزرا یہاں اس نے ابو غانم عبدالحمید بن الربیع الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دیکر متعین کر دیا۔ اسوقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی ام البنین بنت محمد عبدالمطلب النوفلہ جو عمر بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اسکا سامان موجود تھا جب قنسرین جانے کے ارادے سے

عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سرقۃ الازدی کی قیادت میں سفید جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لیکر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور اس کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور اس سامان کو لوٹ لیا جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا مگر اس کے اہل و عیال کو کچھ نہیں کہا۔ اب دمشق والوں نے اعلانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابولورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

## دونوں لشکروں میں شدید جنگ

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قسرسین کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی تھی نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و مد مروالوں سے بھی ساز باز کر لی تھی چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبداللہ بن یزید معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابوالورد سے آملے ابو محمد کو انھوں نے اپنا سردار مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا اس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں ٹھہرا ہوا تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے ۱۰ ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا، ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، نہایت خونریز جنگ ہوئی ابولورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزار ہا آدمی اس روز قتل ہو چکے تھے۔

اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد نا کام رہا تھا عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اس وقت موجود تھے اب اسی کھائی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہوئی، نہایت شدید جنگ ہوئی عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگا گیا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزاء اور ہم قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جمارہا یہاں تک کہ یہ سب کہ سب مارے گئے۔

ابو محمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور مد مر پہنچا، عبداللہ بن علی نے اہل قسرسین کو امان دیدی۔ انھوں نے پھر سیاہ جھنڈا اختیار کر لیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کر لیا اس معاملے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت ختم کرنے دمشق کی طرف پلٹا۔ کیونکہ اسے انکی اعلانیہ بغاوت اور ابو غانم کو مار کر بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا، اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور لڑائی کے بغیر خوبخو و متفرق و منتشر ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دیدی بغاوت کرنے کے باوجود انھیں کوئی سزا نہ دی۔

مرج الاخرم کے مقام پر شکست کھانے کے بعد ابو محمد ہمیشہ نقل مکانی کر کے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں

جواز پہنچا ابو جعفر کے عامل زیاد بن عبید اللہ الحارثی کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے لئے اپنا دستہ بھیجا جس نے اس کا مقابلہ کیا وہ بھی لڑا اور مارا گیا، اس کے دو بیٹے قید کر لئے گئے زیاد نے اس کے سر کو معہ اس کے دو بیٹوں کے امیر المؤمنین ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ابو جعفر نے انہیں رہا کر دیا اور معافی دیدی۔

## علی بن محمد کی روایت

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین بن ابوالورد نے خلیفہ سے بغاوت کی، ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو اس وقت فطرس میں تھا ابوالورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دیکر قنسرین روانہ کیا اس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شعیب اس کی شرط کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دیکر اس کی امداد کے لئے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھیجتا رہا۔ اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس بہت زیادہ فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سبب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا، عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد، مروان الجرجانی اور ابومتوکل الجرجانی کو اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلے پر آ کر ٹھہرا عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھ کر اردن سے اپنے پاس بلا لیا۔ اہل قنسرین نے ابو محمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی بیعت کر لی تھی۔ ابوالورد سپہ سالار کی حیثیت سے اسکے ہمراہ تھا۔ بیعت کے بعد چالیس دن تک ابو محمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے جس کے ساتھ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اس پر حملہ کیا۔ اور اب نہایت شدید جنگ ہوئی دونوں فریقوں نے خوب ہی دو مردانگی دی۔ آخر کار ابو محمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک جنگ درے میں دھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے کھسنے لگے لڑائی کا یہ منظر دیکھ کر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیسے ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھنٹی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجئے، چنانچہ منگل کے دن جو کہ ۱۳۲ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں فریقوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابو محمد کے مہینہ پر ابوالورد اور سیرہ پراسخ بن ذوالنہ تھا، ابوالورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اسی دوران اہل حمص نے بنی عباس کے بیعت توڑ دی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابو محمد کو اپنا خلیفہ بنائیں گے مگر جب انہیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش ہو گئے۔

اسی سال حبیب بن مرۃ المزی اور اسکے شامی ساتھیوں نے بیعت توڑ کر سفید جھنڈا نصب کیا۔



## حبیب بن مرۃ کی بغاوت

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتے ہیں کہ حبیب بن مرۃ المری اور اہل شبیہ اور حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب جبکہ عبداللہ بن علی ابوالورد کے سے مقابلہ کر رہا تھا جس میں ابوالورد مارا گیا۔ مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کر دیا۔ اس وقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المری سے بلقائے شبیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کر دی۔ بنی قیس اور پرگنوں شبیہ اور حوران کے دوسرے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی، جب عبداللہ کو اہل قسریں کی بغاوت کا علم معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو معافی دیدی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قسریں روانہ ہو گیا۔

اسی سال جزیرہ کے لوگوں نے سفید جھنڈا نصب کر کے ابوالعباس سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیا

## اہل جزیرہ کی بغاوت

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قسریں نے بغاوت برپا کر دی ہے انھوں نے بھی بیعت توڑ کر سفید علم نصب کیا اور حران آئے، حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی۔ اور اس نے موسیٰ بن کعب اور اسکے فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی رہبر نہ تھا۔ اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر سن کر اسحاق بن مسلم آرمینا سے جزیرے آیا تھا۔ اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو گھیرے میں رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابو جعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ کچھ فوج دیکر حران روانہ کیا حران جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گزرا اس مقام کے باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کر دی تھی اور بنی عباس کے لئے اس نے شہر کے دروازے بند کر دیے تھے۔ اس رنگ کو دیکھ کر ابو جعفر قیام کئے بغیر رتہ آیا۔ رتہ میں بھی بغاوت ہو چکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کے لئے کمر بستہ تھا ابو جعفر سیدھا حران چلا گیا اور اسحاق بن مسلم رہا چلا آیا ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے،

موسیٰ بن کعب اپنی فوج لیکر حران سے نکل کر ابو جعفر سے ملا، اور بکار اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس

چلا گیا۔ جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اس جماعت کی طرف بھیجا جو دار اور مار دین میں تھی اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس کا رخ کیا اور مقام دار میں ابو جعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری سجاعت سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ بریکہ جنگ میں مارا گیا۔

اور بکار پھر اپنے بھائی اسحق کے پاس رہا، چلا آیا، اسحق نے بکار کو رہا پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیاط آ کر ٹھہرا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے قریب خندق بنالی، دوسری طرف سے ابو جعفر اپنی فوجوں کے ساتھ بڑھا، رہا میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج کو لیکر سمیاط میں اسحق کا مقابلہ کرو یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیاط میں اسحق کے مقابل ٹھہرا۔ اسحق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابو جعفر بھی رہا سے یہاں آیا۔

اسحق نے صلح کے لئے خط و کتابت شروع کی اور امان طلب کی، ابو جعفر وغیرہ نے اسے منظور کیا اور ابوالعباس کو اس کے متعلق خط لکھا ابوالعباس نے حکم دیا کہ اسحق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحق ابو جعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معزز اور باب حل و عقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے، ابوالعباس نے ابو جعفر کو جزیرہ آرمینا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیاط میں ابو جعفر کے محاصرہ میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میری گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا علم نہ ہو جائے گا جس کی بیعت میں نے کی ہے، میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا۔ ابو جعفر نے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا۔ اسحق نے جواب دیا کہ پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہو گئی ہے ابو جعفر نے اے امان دی اسحق اس کے ساتھ ہو گیا ابو جعفر اس کی بڑی عزت کرتا تھا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحق کو امان دی تھی،

اسی سال ابو جعفر ابو مسلم سے ملنے خراساں روانہ ہوا تا کہ ابوسلمہ حمص میں سلیمان کے قتل کردینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

## ابو مسلم کی ملاقات کیلئے ابو جعفر کا سفر خراسان

### ابو سلمہ کے طرز عمل پر گفتگو

ہم اس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابو سلمہ نے ابو عباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی گہرائی میں بنی ہاشم کو یہ سراقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کہ درپے تھے ابو جعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المؤمنین ابوالعباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے گفتگو کے دوران ابو سلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابو سلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابو مسلم کی رائے کے بناء پر ہوا اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا البتہ امیر المؤمنین ابوالعباس نے کہا اگر یہ بات سچ ہے کہ ابو سلمہ کا طرز عمل ابو مسلم کی رائے کے بناء پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے اس کے بعد سب اٹھ آئے ابوالعباس نے مجھے بلوایا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ اصل میں تو آپ کی رائے قابل عمل ہے۔ آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابو مسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابو سلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

### ابو سلمہ کے عمل کی تحقیق

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابو مسلم کا خط پہنچ چکا تھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے۔ جب وہ رے آجائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر ان کو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابو مسلم کی خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت وہاں سے جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا۔ میں رے سے خوف کی حالت میں روانہ ہوا جب نیشاپور آیا تو اس کے عامل نے اسی وقت ابو مسلم کا خط لا کر مجھے دیا۔ جس میں اسے حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد بن محمد نیشاپور پہنچے تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں خارجی بستے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لئے اندیشہ لگا ہوا ہے، اس جملے کو پڑھ کر میرے دل کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے۔



میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا مردود فرسخ کے فاصلے پر تھا تو ابو مسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور پیادہ آگے بڑھ کر اس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے پر پھر وہ سواری پر سوار ہو کر میرے ہمارے ہمراہ ہوا اور مروا گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں۔ چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا۔ اس نے کہا کہ ابو مسلم نے جو کچھ کیا تھا وہ اسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔

## ابو مسلمہ کا قتل

اس نے مرار بن انس اضمحی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوٹنے جا کر ابو مسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملے میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوٹنے آیا ابو مسلمہ رات کے وقت ابوالعباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا، مرار اس کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا محل سے نکلتے ہی اسے قتل کر دیا اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابو مسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔

سالم نقل کرتے ہیں کہ میں رے سے خراسان تک ابو جعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور ان کی درباری کرتا تھا جب ابو مسلم اسے ملنے کے لئے آتا تو ان کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے سے اتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لئے اندر آنے کی اجازت حاصل کرو اس پر ابو جعفر مجھ پر ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئے تم فوراً ان کے لئے پھاٹک کھول دینا اور کہہ دینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابو مسلم سے آ کر بیان کیا کہ ابو جعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابو مسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر تم میرے لئے اندر آنے کی اجازت لے لیا کرو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی قیام گاہ سے منتقل ہونے سے پہلے ہی ابوالعباس نے ابو مسلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینہ ہاشمیہ آ کر سرکاری محل میں ٹھہرے۔ اس وقت بھی وہ اس سے ناراض تھے اور اس ناراضگی سے خود ابو مسلمہ بھی واقف تھا۔ ابوالعباس نے اس کے معاملہ میں ابو مسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے انھیں دھوکا دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں۔ ابو مسلم نے امیر المؤمنین کو جواب دیا 'اگر اسکی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی ہے تو آپ اسے قتل کر دیجئے، مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابو مسلم اس کے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کریگا اس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابو مسلم کا ان پر اثر ہے وہ بالکل ظاہر ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابو مسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرادے چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابو مسلم نے مرار بن انس کی کو اس کام کے لئے خراسان سے بھیج دیا۔ مرار مدینہ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آ کر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ ابوالعباس نے اعلان کرایا کہ اب میں ابو مسلمہ سے خوش ہوں نیز اسے بلا کر غلت بھی عطا کیا۔ اس کے بعد ایک رات کو ابو مسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا جب رات کے آخری حصے میں تنہا اور پیدل اپنے گھر واپس

جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گزرنے لگا تو مرار بن انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دئے گئے اور یہ بات، مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اس کی لاش اس کے قتل ہونے کی جگہ سے نکالی گئی یحییٰ ابن محمد بن علی نے اس کی نماز جناز پڑھائی اور مدینہ ہاشمیہ میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا، سلیمان بن مہاجر الجبلی نے یہ شعر اس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الوزیر وزیر آل محمد  
اودی فمن یشناک کان وزیرا  
(ترجمہ) یہ آل محمد صلعم کا وزیر تھا  
جو ہلاک ہوا اور اس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے،  
ابوسلمہ وزیر آل محمد اور ابومسلم امین آل محمد کہلاتے تھے،

### سلیمان اور اعرج کی گفتگو

ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ ابوسلمہ کے پاس بھیجا جن تاج بن ارطاة اور اسحاق بن فضل الہاشمی بھی تھے۔ جب ابو جعفر ابوسلمہ کے پاس آ گیا تو ایک دن عبید اللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لئے نکلا سلیمان بن کثیر بھی الاعراج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کی تمنا کرتے تھے اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی تحریک کی حمایت کرنے کو تیار ہیں۔ یہ بات سن کر عبید اللہ کو خیال ہوا کہ یہ شخص ابومسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف ہو گیا۔ دوسری طرف ابومسلم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ سلیمان اعراج کے ساتھ سیر کے لئے گیا تھا۔ عبید اللہ نے ابومسلم سے آ کر سلیمان کی بات اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابومسلم دھوکے سے قتل کرادے۔ ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلا کر کہا کہ تمہیں امام کا وہ حکم یاد ہے جو انھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں سلیمان نے کہا جی ہاں مجھے یاد ہے ابومسلم نے کہا تو میں اب تمہیں ملزم قرار دیتا ہوں سلیمان نے کہا میں آپ کا خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں ابومسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے۔ اس کے بعد ابومسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلا داس وقت نظر نہ آیا۔

### ابومسلم کے متعلق ابو جعفر کی رائے

ابو جعفر ابومسلم سے مل کر ابوالعباس کے پاس واپس آ گیا اور اس نے کہا کہ اگر تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہوا اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے، ابوالعباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابو جعفر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم ابومسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے ابوالعباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر

ظاہر مت کرنا۔

اسی سال ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے واسط بھیجا۔ اہل خراسان کی اس فوج کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جس کا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اس کے بعد اس کے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے ہوا۔ اس مقابلہ میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لیکر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

### ابن ہبیرہ کا واسط میں قلعہ بند ہونا

جب اس ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اس نے اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لیکر چلتے بنے۔ حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار قتل ہو چکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے واسط کے بجائے کوفہ چلو وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے حوثرہ نے کہا اللہ کی قسم اس کا نتیجہ صرف یہی ہوگا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہئے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے کی ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیں۔ اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اس مشورے کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا، واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی مشورہ لکھ کر بھیجتا تھا وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے قتل کر دے گا۔ غرضیکہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

### واسط پر حملہ

ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں۔ اور ان کی آڑ میں مورچے لگا لئے خود حسن نے باب المضار کو اپنی آڑ میں لیکر اپنے خیمے نصب کئے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلی جنگ ہوئی اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دیدی۔ اور اب خود اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے حصار سے باہر آیا۔ اس کے مہمینہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابو العود خراسانی بھی تھا اس کے ساتھ تھا۔ اب لڑائی شروع ہوئی حسن کی مہمینہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا خود ان ابن ہریرہ باب المضار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا۔ اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور اتنے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب المضار ان سے بھر گیا۔ گو پھن والوں نے گو پھنوں سے پتھر برسائے اس



وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود لشکر لے کر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابلہ میں آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہو گئی۔ اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا، ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہو گئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور بقیہ فوج کو ان میں سوار کیا، ابن نباتہ اپنی زرۃ بکتر اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لئے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا۔ اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھک گئے اور لڑائی بند ہو گئی۔

## دوسری جنگ

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ ایک شامی نے ابو حفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمیٰ نو جوان ہوں، ابو حفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نو جوان ہوں، ابو حفص کا حریف میدان کا راز میں کھیت رہا شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی بھاگ پھر شہر میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہ گئی کہ شامی فصول کے پیچھے سے تیر اندازی کر دیتے تھے۔

## ابو امیہ کا تلاشی دینے سے انکار اور گرفتاری

اسی محاصرے کی حالت میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابو امیہ النخعی نے جھنڈا سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابو عثمان کو ابو امیہ کے قیام گاہ بھیجا۔ یہ اس کے پاس اسکے خیمے میں آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ مجھے اگر یہاں سیاہ جھنڈا نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں سی ڈال کر ان کے پاس لے چلوں۔ اور اگر کوئی سیاہ چیز نہ ملے تو یہ پچاس ہزار درہم تمہیں انعام میں دیدوں گا ابو امیہ نے اسے تلاشی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ابو عثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا۔ اسی معاملے پر محسن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لئے نیز انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔

## ابو امیہ کی لڑائی

یحییٰ بن حصین نے انھیں آ کر بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ مگر ابو ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو۔ تم محصور تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا۔ یحییٰ بن حصین نے ان لوگوں سے آ کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ محسن اور عبدالرحمن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہو گئے یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہسوار ہیں۔ اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرہ میں تمہیں اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لئے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہونگے۔ ابن ہبیرہ نے ابو امیہ کو

اپنے پاس بلا کر اسے خلعت پہنائی رہائی دی، سمجھوتہ کر لیا۔ اور اب ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوشگوار ہو گئے۔ ابونصر مالک بن ابیہشم جستان کی سمت سے حصن بن قحطبہ کے پاس آ گیا اس نے ابونصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لئے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا، غیلان حسن سے اس بنا پر دل پر خاموش رکھتا تھا۔ کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لئے بھیج دیا تھا۔ اس نے ابوالعباس سے آ کر کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیر المؤمنین میں اللہ کی مضبوطی ہیں۔ اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو، اس نے کہا میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں ابوالعباس نے کہا اللہ تجھے معاف کر دے گا۔ داؤد بن علی نے کہا اے ابوفضالہ اللہ تمہیں نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا، اے امیر المؤمنین آپ اپنے کسی قریبی رشتے دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجئے۔، ابوالعباس نے کہا کہ کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے غیلان نے کہا امیر المؤمنین آپ اپنے کسی خاندان کے شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجئے۔، ابوالعباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المؤمنین آپ اپنے کسی خاندان کے آدمی کو ہمارا سردار بنائیں۔ تاکہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ابوالعباس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابو جعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔

## ابو جعفر کی انتظامی تبدیلیاں

ابو جعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا۔ جب غیلان واسط آیا تو ابونصر نے اسے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے لگا ہاں ایسا ہی تھا۔ یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اس نے خود ابو جعفر سے کہا کہ مجھ سے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ مستعد و قوی ہے۔ ابو جعفر نے کہا وہ کون، غیلان نے جمہور بن مرار کا نام لیا۔ ابو جعفر نے کہا مگر میں تمہیں معزول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تمہارا تقریر امیر المؤمنین نے کیا ہے۔ غیلان نے کہا تو آپ ان کو لکھ کر پوچھ لیجئے۔ ابو جعفر نے ابوالعباس کو لکھا ابوالعباس نے ابو جعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو۔ چنانچہ اب ابو جعفر نے جمہور کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا نیز اس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دست کا افسر مقرر کروں اس نے کہا کہ عثمان بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابو جعفر نے اسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔

## فریقین میں جنگ

ابو جعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اس کے لئے خالی کر دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا۔ اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی۔ سارے دن ابونصر لڑتا رہا۔ اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے معین اور ابو یحییٰ الجذامی جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے۔ خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی ان کے عقب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک ان سے لڑتے رہے۔ ابونصر گھوڑے سے اتر پڑا خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب

لڑائی ہوئی روشنی کے لئے آگ کے لاؤ روشن کردئے گئے۔ اس وقت ابن ہبیرہ باب الخلائین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ معن بن زائدہ زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے، خراسانیوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر شامیوں نے انکو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا ان کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابونصر نے خراسانیوں کو لاکارا، اسے اہل خراساں مردماں خانہ بیابان ہستید و بر خیر زید، اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے۔ اسی دوران ابونصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کے یلغار سے اسے بچائے رکھا۔ جب ابونصر اس کے پاس سے گزرا تو فارسی میں کہنے لگا، ”اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے“ اس کے بعد اہل خراساں نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا ان کو پسپا کر کے شہر واسط میں دھکیل دیا۔ اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم آج کی جنگ کے بعد ہمیں انکے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود کہ ہم اہل شام کے نامور سردار پوری جوانمردی سے ان پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہم کو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکارالانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے قتل ہو گئے۔

اس محاصرہ کے دوران میں ابونصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تا کہ یہ جس چیز کے پاس سے گزریں اسے جلا ڈالیں۔ مگر اس کے مقابلہ کے لئے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کئے تھے اور ان سے آنکڑے لگائے تھے کہ ان کے ذریعے وہ ان کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے گیارہ مہینے اسی طرح گزر گئے، جب محاصرہ لمبا ہو گیا اور محصورین کو اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ملی۔ نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لئے تم لڑتے تھے جب وہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو انھوں نے محاصرین سے صلح کر لی۔

## فریقین میں جنگ ہونے کی دوسری روایت

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم سے ملکر خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اسے ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابو جعفر حسن بن قطبہ کے پاس آیا حسن نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابو جعفر کے لئے خالی کر دی اور خود دوسری جگہ جا رہا۔

محاصرہ کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی۔ یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا کہ یمنی ہمارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نو عمر لڑکے لڑنے کے لئے اس کے پاس رہ



## معاہدہ صلح

ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لئے دعوت دے ان کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اس نے ان کو لکھا ان کے جواب آنے میں دیر ہوئی۔ اسی دوران ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے یمنی ساتھیوں سے ساز و باز شروع کر دی اور انھیں ہر طرح لالچ دیا۔ زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی دونو ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اس کے لئے ہموار کر دیں گے، مگر انھوں نے اسکی کوئی کوشش نہیں کی۔ اب ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان صلح کے سفیر آتے جاتے رہے۔ آخر کار ابو جعفر نے اسے وعدہ امان لکھ دیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے مشورہ لیتا رہا آخر حبیب اس نے اس معاہدہ کو پسند کر لیا تو اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابو جعفر نے اسے ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ ابوالعباس نے اس پر عمل کر نیکی ہدایت بھیج دی۔ ابو جعفر تو چاہتا تھا کہ جو اس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اس وقت ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابوالعباس سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں کرتے تھے۔ اس کی طرف سے ابوجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا، چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ کر بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈال دو گے وہ خراب ہو جائے گا، وہ راستہ صاف نہیں جن میں ابو ہبیرہ ہیں۔

## ابن ہبیرہ اور ابو جعفر کی ملاقاتیں

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے کے لئے چلا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے خیمے میں آئے مگر سلام بن صاحب نے اس سے کہا اے ابو خالد اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہیں اس وقت دس ہزار خراسانی اہل خیمہ کے گرد جمع تھے۔ ابن ہبیرہ سواری سے اتر پڑا سلام نے اس کے بیٹھنے کے لئے مسند منگوا کر بچھوائی۔ اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی۔ اور اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے جائیں۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر چلوں اس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے۔ ابن ہبیرہ وہاں سے اٹھ کر اندر آیا اور اب اس کے لئے مسند لا کر بچھائی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابو جعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا، حدنگاہ تک ابو جعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور ہا کہ ایک دن بیچ پانچ سو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آتا۔ یزید بن حاتم نے ابو جعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت و اقتدار حسب سابق باقی ہے۔ اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبد الجبار اور جہور کیا کہیں گے۔ ابو جعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہے کہ

وہ فوج کہ ساتھ یہاں نہ آیا کرے۔ صرف اپنے خدمتگار لایا کرے، سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا یہ سکر اس کا چہرہ بگڑ گیا۔ اور اب وہ تقریباً تیس خدمت گاروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آیا، اس پر سلام نے اس کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ اپنی شان دکھانے کے لئے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے چلا کر کہا اگر آپ پیدل آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا۔ سلام کہنے لگا آپ برا نہ مانیں میں نے تذلیل کے لئے یہ بات نہیں کی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کہ خاطر یہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں، اس کے وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابو جعفر کے پاس آیا کرتا۔

### ابو جعفر کا ابن ہبیرہ کو قتل کر نیکارا دہ

ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابو جعفر کو امیر کہہ کر خطاب کرنے کے بجائے شخص کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلا ارادہ یہ لفظ آپ کے لئے میری زبان سے نکل گیا۔

ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابو جعفر کو ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ اسے برابر ٹالتا رہا۔ آخر کار تنگ آ کر ابوالعباس نے اسے خدا کی قسم دیکر لکھا کہ تم اسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں۔ جو اسے تمہاری پناہ نکال کر قتل کر دے گا، اس حکم کے آنے کے بعد ابو جعفر نے بھی اس کے قتل کا پکا ارادہ کر لیا خازم بن ہشیم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ کے تمام سرکاری خزانوں کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اس نے قیس اور مضر کے ان سرداروں کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔ محمد بن زاتہ، جوثرہ بن سہیل، طارق بن قدامہ، زیاد بن سوید، ابوبکر بن کعب الثقفی۔ ابان ابشر ابن عبد الملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے۔ جعفر بن حظلہ اور ہزان بن سعد ابو جعفر کے پاس آئے سلام بن سلیم نے باہر نکل کر جوثرہ اور محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے۔

### ابن نباتہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل

عثمان بن نہیک فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل اور ایک سو ۱۰۰ آدمیوں کے ساتھ ابو جعفر کے خیمے سے پہلے ایک دوسرے خیمے میں موجود تھے، جوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر ان کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ ان کے بعد بشیر اور ابان اور عبد الملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔ ان کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اس پر جعفر بن حظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں۔ یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر ان کو کیوں ترجیح دی جا رہی ہے، سلام نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا پھر اسے سلام نے کہا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین پڑی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اسے بھی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جتنے لوگ اندر گئے ہیں ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ موسیٰ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے

سامنے ہم سے امان کا وعدہ کیا ہے اور اب اسے پست پیش ڈال رہے ہو۔ ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ اب نباتہ خوف سے کانپنے لگا جو ترہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقع پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا، ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لیں گئی۔

## ابوعلاتہ اور ابن مزید کا قتل

خازم ہشیم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً ایک سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم کچھ رقم لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے دربان ابو عثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو، انھوں نے ہر کوٹھڑی کے آگے کچھ آدمی متعین کر دیئے۔ اور آپ مکان کے ارد گرد کو خور سے دیکھنے لگے، اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد اس کا کاتب عمرو بن ایوب، اس کا حاجب، چند غلام اور ایک چھوٹا سا بچہ اس کے کمرہ میں تھے۔ ابن ہبیرہ کو ان کی نظریں بد معلوم ہوئیں کہنے لگا کہ بخدا ان کے بشرے سے بدی نمایاں ہے یہ سنتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے دربان نے اس کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ ہشیم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا۔ اس کے غلام بھی مارے گئے ابن ہبیرہ نے اسی دوران اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا۔ اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا اس بچے کو تو چھوڑ دو پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر لے کر ابو جعفر کے پاس چلے آئے ابو جعفر نے اعلان کر دیا کہ حکم بن عبد الملک بن بشر خالد بن سلمۃ الخز دی اور عمرو بن در کے علاوہ اور سب کو عام معافی دیجاتی ہے۔ زیاد بن عبید اللہ نے ابن دُر کے لئے ابو جعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دیدی حکم بھاگ گیا۔ خالد کو ابو جعفر نے تو معافی دیدی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا۔ ابوالعلاقہ الفز اری اور ہشام بن ہشیم بن صفوان بن مزید الفطری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انھیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابو عطا سندی اور منتقد بن عبد الرحمن الہملالی نے ابن ہبیرہ کے مرثیے لکھے یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک نے اپنے بیٹے معاویہ کے لئے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد اس کے اور ولید بن الققاع کے درمیان سخت کلائی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن ققاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے ابوالعباس نے ابو جعفر کو واسطہ روانہ کیا تو اس نے حسن بن قطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمہاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے۔ اس لئے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابو نصر مالک بن الہشیم کو لکھا تھا۔ چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ ہوا۔



## ابوسلمہ کے عمال کا قتل

اسی سال ابومسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کردی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حکم کے مطابق عمل کیا۔

## عیسیٰ کا فارس کا گورنر بننا

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا گورنر مقرر کر کے فارس بھیجا، اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا۔ لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لئے خوشگوار نہ ہونگے۔ ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابومسلم نے یہ ہدایت کردی ہے کہ اس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا دعویٰ کرے تو میں اسے قتل کر دوں۔ مگر پھر خود اس فعل کے انجام سے ڈر کر وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے سخت قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ کہیں گورنر نہ ہوا اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار باندھی۔

## انتظامی تبدیلیاں

اس کے بعد ابوالعباس نے اسماعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔ ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ، آذربایجان اور آرمینا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا۔ اپنے چچا داؤد علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ ابن موسیٰ کو مقرر کیا۔ اور داؤد کو مدینہ، مکہ، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا۔ اسی سال مروان نے اپنے قیام جزیرے کے دوران ولید بن عردہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی یوسف بن عردہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا و اقدی کہتا ہے کہ یوسف ۴ ربیع الاول کو مدینہ آ گیا عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال سفیان بن معاویہ امہلسی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاة بصرے کے قاضی تھے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربایجان اور آرمینا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابوعمون عبدالامک بن یزید مصر کا امیر تھا خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا خالد بن برمک افرخزانہ تھا، اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ادا ہوا۔

## ۱۳۳ھ کے اہم واقعات

### مختلف علاقوں میں گورنر اور عمال کی تقریر

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ بحرین، عمان اور مہر جانقدق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسمعیل بن علی کو ضلع ہواز کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال داؤد بن علی نے بنی امیہ کے ان افراد کو قتل کر دیا۔ جن کو اس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا، نیز اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاول کے مہینے انتقال کیا، محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی، مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔ جب ابوالعباس کو اس کے مرنے اطلاع ملی تو انھوں نے مکہ مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالمز ان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید عبداللہ بن عبدالمدا ان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا زیاد مدینہ میں رک گیا اور محمد یمن چلا گیا، زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسام الکسبی ابوحماد البرص کوشی بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے جو یمامہ میں امیر تھا بھیجا ابراہیم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابوالعباس نے ابوعون کو بذریعہ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا گورنر مقرر کر دیا نیز عبداللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنادیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقہ کا رخ کیا اہل افریقہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی۔ مگر اس نے شہر فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابو مسلم کے خلاف خروج کیا۔ اس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لئے نہیں کی تھی تمیں ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے، ابو مسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، لڑائی ہوئی زیاد نے اسے قتل کر دیا۔

### قیدیوں کی ایک جماعت ابو مسلم کی طرف بھیجی گئی

اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم و خش سے قتل آیا یہ قتل میں داخل ہو گیا خش بن اسبل رئیس قتل نے اس کی مزاحمت نہیں کی قتل کے بہت سے زمیندار اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ قلعہ میں چھپ گئے، دوسرے زمیندار دروں میں، گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب ابوداؤد نے خش کو بالکل تنگ کر دیا۔ یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمت گاروں کو لیکر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے

فرغانہ آئی اور وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گزر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابوذر نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انھیں لئے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

## دیگر اہم واقعات

اسی سال سلیمان الاسود نے وعدہ امان دینے کے باوجود عبدالرحمن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔ اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھ موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی گورنری سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسمعیل بن علی موصل کا ولی مقرر ہوا اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ بحرین، عمان، غرض اور مہر جان قنق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے۔ اسمعیل بن علی اہواز کا والی تھا محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا، خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین حمص صوبہ دمشق اور اردن کا والی تھا۔ صاع بن علی فلسطین کا والی تھا۔ عبدالملک بن یزید ابو عنون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسمعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمینیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربایجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک بخشی (افسر خزانہ تھا)۔

## ۱۳۴ھ کے اہم واقعات

### بسام کی بغاوت اور اس کی فوج کا قتل

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف بغاوت کی ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروں کو لیکر جنھوں نے اس بغاوت کے لئے اس سے اتفاق رائے کیا تھا۔ امیر المؤمنین ابوالعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سمت دریافت کی جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں۔ انھوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خازم نے اس سے دوچار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ان میں سے اکثر مارے گئے کامیاب ہونے والوں نے اس کا پڑاؤ لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا چو خا کے علاقہ سے گزر کر یہاں پہنچا۔ شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا جس نے اس کا مقابلہ کیا ان کو اس نے قتل کر دیا۔



## خازم کا ذات المطامیر کے لوگوں کو قتل کرنا

اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گزرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان ابوالمدان) جو ابوالعباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس سے گزرا۔ وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ ۵۳ آدمی تھے۔ اٹھارہ ان کے خاندان کے تھے اور سترہ ان کے موالی تھے۔ خازم ان کو سلام کئے بغیر آگے بڑھ گیا اس پر انھوں نے اسے گالیاں دیں۔ چونکہ اس کے دل میں ان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلون تھا کہ مغیرہ بن التضرع کو جو بسام بن ابراہیم کے خیر خواہوں میں تھا انھوں نے پناہ دی تھی۔ اس نے پلٹ کر ان سے مغیرہ کے اس مقام میں ٹھہرنے کے متعلق سوال کیا انھوں جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں ٹھہرا تھا۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المؤمنین کے ماموں ہو۔ ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور تمہارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیوں تم سب نے ملکر اسے گرفتار نہ کر لیا۔ ان لوگوں نے اس سوال کا سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دیدیا۔ وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے ان کے مکانات گرا دیئے گئے۔ اور ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا۔

## یہودیوں کا ابوالعباس کو خازم کے قتل پر آمادہ کرنا

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا، جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متفق ہو گئے۔ زیاد بن عبید اللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی، عثمان بن یحییٰ اور عبد الجبار بن عبدالرحمن ابوالعباس کے قوال کے ابوالعباس کے پاس آئے۔ اور غرضیکہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرات کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جرات نہ کر سکتا۔ اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق و رتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے۔ جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کی سخاوت سے فائدہ اٹھانے کے لئے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے۔ اور اب جبکہ وہ آپ کے علاقے اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلا وجہ اور بے قصور ان پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا ان کے مکان گرا دیئے۔ ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان کی تمام فصل برباد کر دی۔

## موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم کی سفارش

اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کے قتل کر دینے کی ٹھان لی۔ اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم بن عطیہ کو ہوئی۔ یہ دونوں ابوالعباس سے آ کر ملے اور غرضیکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیر المؤمنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ہم آپ کو اس فعل سے اس لئے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے

سچا وفادار رہا ہے اور اس کی خدمات اس بات کی مستحق ہیں کہ اس کی غلطی معاف کر دیا جائے۔ نیز معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرف دار ہیں۔ انھوں نے اپنی اولاد اعز اور اقرباء کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے۔ اگر ان میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اس کی پردہ پوشی لازم ہے۔ اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی کر لیا ہے تو اس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہئے کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اسے بھیج دیجئے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہو المراد اور اگر کامیاب ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہوگی۔ اسے خارجیوں کے مقابلے کے لئے عثمان بھیج دیجئے۔ تاکہ یہ وہاں جا کر جلندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرہ ابن کاوان میں شیعیان بن عبدالعزیز البیشکری کی قیادت میں برسر اقتدار ہیں مقابلہ کرے۔ چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ساتھ اسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس جماعت کو کشتیوں میں سوار کر کے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کر دے، خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

## خازم عمان میں

اس سال خازم عمان آیا اور اس نے عمان اور اس کے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان خارجی کو

## شیبان اپنے ساتھیوں سمیت قتل

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جن کو ابوالعباس نے ان کے ساتھ کر دیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں دوھیالی رشتہ داروں، موالیوں اور اہل مرد الروز میں سے بعض ایسے لوگوں کو جن کی شجاعت سے وہ واقف تھا۔ اور جن کی وفا شعاری قابل اعتماد تھی انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا وہاں پہنچ کر سلیمان علی نے اس فوج کے لئے جہازوں کا انتظام کر دیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اس کے ساتھ ہوئے، یہ فوج بحری سفر طے کر کے جزیرہ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی۔ خازم نے نھلتہ بن نعیم اکتھشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی اس کے بعد شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر عمان کی طرف چلے گئے۔ چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے، عمان میں حلبندی اور اس کے تابعین نے جو اباضیہ خارجی تھے۔ اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں شیبان اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہوا۔

## عمان میں جنگ اور خارجیوں کو شکست

اس کے بعد خازم اپنی فوج لیکر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آ کر اترا۔ یہ جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے خشکی پر اتری۔ اور بیابان کی طرف بڑی حلبندی اور اس کے تابعین مقابلہ پر آئے۔ فریقین میں شدید

جنگ ہوئی اس زور کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اس کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کے پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلہ میں زیریں سطح پر لڑ رہے تھے، اس روز خازم کا اخیانی بھائی اسماعیل مردالروز کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ دوسرے دن پھر جنگ شروع ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ خازم کے مہینہ پر مردالروز کا ایک شخص حمید الورتکافی سردار تھا میسرہ پر مردالروز کا دوسرا سردار مسلم الارغزی تھا۔ اس کی طلاع پر نھلتہ بن نعیم انھشلی متعین تھا، آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے، اور نوے کے قریب جلادے گئے۔

خازم کے عثمان آنے کے سات روز بعد صغد میں سے ایک ایسے شخص جو ان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اب پھر مقابلہ ہوا۔ اس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر ریشم کی چندیاں لپیٹ کر ان کو روغن نفط میں تر کر لیں۔ پھر انھیں مشتعل کر کے لئے ہوئے آگے بڑھیں۔ اور اسی طرح حلدی کے متبعین کی جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں۔ چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل و عیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کہ خازم نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار برسانہ شروع کی مقتولین میں حلدی بھی مارا گیا۔ ۱۰ ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے۔ خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے۔ پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پزیر رہا۔ پھر ابوالعباس نے اسے واپس آنے کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

## اہل کش سے جہاد

اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش سے جہاد کیا اور خرید بادشاہ کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا۔ اس سے پہلے خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کہندک میں جو کش سے متصل واقع ہے۔ خالد کا استقبال کیا تھا قتل کے وقت ابوداؤد نے خرید اور اسکے ساتھیوں سے سونے کے منقش برتن اس قدر حاصل کئے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زبریں دیبا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد نے کش کے زمیندار کو دیگر زمینداروں سمیت قتل کر دیا۔ البتہ خرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کوشش کا رئیس بنادیا۔ ابوداؤد نے ابن النجاش کو پکڑ کر پھر اسے اس کے علاقے بھیج دیا۔ اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابو مسلم مرو آ گیا۔ نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دیدیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کیا ابوداؤد دلیخ واپس آ گیا۔



## ہندوستان کی جنگ

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لئے جس میں عرب اور موالی تھے کھانے اور جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دیکر اس کے ساتھ کیا۔ اور اسکی جگہ مسیب بن زبیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا۔ موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی، موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا منصور کے نائب کو جو منصورہ میں تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اس کے اہل و عیال، مال و متاع اور چند وفاداروں کو لیکر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خذر کے علاقے لے آیا۔

## دیگر اہم واقعات

اس سال محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا۔ ابوالعباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبید اللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبید اللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔ اسی سال ذی الحجہ کے مہینے میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس شہر چھوڑ کر انبار آ گئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینا سے برطرف کر دیا گیا۔ اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ نیز مجاشع بن یزید کو آذربائیجان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا، اسی سال کوفے سے مکہ تک علامت میل اور مینار سے بنائے گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبید اللہ تھا، علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اس کے علاقے، ضلع، دجلہ، بحرین، عمان عرض اور مہر جان نقدق کا والی سلیمان بن علی تھا عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا۔ خراسان، اور جبال پر ابو مسلم تھا۔ فلسطین پر صالح بن علی تھا، مصر پر ابو عون۔ موصل پر اسماعیل بن علی، آرمینا پر یزید بن اسید آذربائیجان پر محمد بن صول تھا۔ افرامی و خزانہ خالد بن برمک تھا۔ اور قنسرین حمص علاقہ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

## ۱۳۵ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

### زیاد بن صالح کی بغاوت

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا۔ ابو مسلم اس سے لڑنے کے لئے مرو سے روانہ ہوا۔ ابوداؤد بن خالد ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترند بھیجا۔ کہ وہ ترند میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے۔ کیونکہ اسے خوف تھا کہ کہیں زیاد بن صالح فوج بھیج کر ترند کا قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ نہ کر لے، نصر نے اس ہدایت پر عمل کیا اور بہت روز تک ترند میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کے راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کینیت ابوالحق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا۔

ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لئے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جالیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ ابو مسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اس کے ساتھ سباع بن نعمان الازوی بھی تھا۔ یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لیکر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابو مسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔

### زیاد کی بغاوت کی وجہ

ابو مسلم نے سباع کو حسن بن جئید اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اسکے قید رکھنے کا حکم دیا اس کے بعد ابو مسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ یہاں ابو شاکر اور ابولسعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابو مسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا۔ اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے انھوں نے سباع بن نعمان کا نام لیا۔ ابو مسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کو سودرے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو، چنانچہ اس حکم بجا آوری کی گئی۔

### زیاد کا قتل

جب زیاد کا ساتھ دینے والے سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابو مسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی۔ مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابو مسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابوداؤد ایک طویل مدت تک ابو مسلم کے پاس نہ آ سکا تو ابو مسلم نے اسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے۔ اب تمہیں کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ ابوداؤد کش آ گیا

اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ابن النجاح کو اصہد کے مقابلے کے لئے شاور روانہ کیا، ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اہل شاور نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

## عیسیٰ کا قتل

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ اتنے میں ابو مسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کاہل بن مظفر ابو مسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے۔ ان خطوں میں اس نے ابوداؤد کی مذمت کی تھی۔ اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کے اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جب داری کرتا ہے ان کی قیام گاہ میں تریسٹھ خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابو مسلم نے یہ تمام خط ابوداؤد کو بھیج دیئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے اہم مثل سمجھ کر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے۔ اب تم اس کی خبر لو۔ ابوداؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کر کے عمر النعم کے حوالے کر دیا۔ جو اس کے قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلانے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیکر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابوداؤد کہنے لگا کہ میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہئے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابوداؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیئے۔ جن کو وہ پہچان گیا، ابوداؤد نے اس روز اسے دو حدیں لگوائیں۔ ایک حد حسن بن حمدانی کے لئے اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا معاف کی۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کریں گی، یہ بیڑیاں پہنے خیموں سے باہر لایا گیا۔ تو حرب بن دینار اور حفص بن دینار یحییٰ بن حصین کے مولیٰ اس پر جھپٹ پڑے۔ اور گرزوں اور تبروں سے اس پر ضربیں لگائیں۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا ابو مسلم مروا گیا۔

## اس سال کے انتظامی عہدے

اسی سال سلیمان بن علی والی البصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معید بن عباس مکہ کا والی تھا۔ زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ کا گورنر تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا گورنر تھا ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے، ابو جعفر منصور جزیرہ کا والی تھا، ابو عون مصر پر تھا۔ حمص، قنسرين، بعلبک، غوطہ حوران۔ جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا۔ بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسمعیل بن علی موصل کا عامل تھا، آرمینا پر یزید بن اسید آذربایجان پر محمد بن صول اور وزیر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔



## ۱۳۶ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو مسلم خراسان سے امیر المؤمنین ابو العباس سے ملنے عراق آیا۔

### ابو مسلم کا عراق آنا

ابو مسلم نے خراسان سے ابو العباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابو مسلم اہل خراسان کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابو العباس کے پاس انبار آیا اس کے آنے پر ابو العباس نے سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ لوگوں نے جوش و خروش سے اس کا استقبال کیا۔ انبار آ کر ابو مسلم ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابو العباس نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اس نے ان سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی ابو العباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابو جعفر حج کے لئے جانے والے نہ ہوئے تو میں تمہیں کو امیر مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابو العباس نے اسے اپنے قریب ہی ٹھہرایا۔ اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لئے آیا کرتا۔

### ابو مسلم کے قتل کی سازش

ابو جعفر اور ابو مسلم کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابو العباس کی خلافت پوری طرح مضبوط ہو گئی اور کوئی مخالف نہ رہا۔ تو انھوں نے ابو جعفر کو ابو مسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دیگر ابو مسلم کے پاس بھیجا۔ جو اس وقت نیشاپور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جا کر سب سے ابو العباس کی خلافت اور ان کے بعد ابو جعفر کی عہدی کے لئے بیعت لے لیں۔ چنانچہ ابو مسلم اور تمام خراسانیوں نے حکم کے مطابق بیعت کر لی، ابو جعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آ گئے۔ اس قیام کے دوران ابو مسلم نے ابو جعفر کے مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم نہیں کی بلکہ ان کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ ابو جعفر نے ابو العباس سے اُکر اس کی شکایت کی تھی۔

ابو مسلم کے ابو العباس کے پاس آنے کے بعد ابو جعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجئے۔ کیونکہ بخدا میں اسکے چہرے سے بغاوت کے آثار واضح طور پر محسوس کرتا ہوں، ابو العباس کہنے لگے میرے بھائی جو کچھ ابو مسلم نے ہمارے لئے کیا ہے اس سے تم واقف ہو ابو جعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے ہضمہ میں آنے ہی والی تھی اگر آپ اس کے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی باچکی تھی اس لئے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دی۔ ابو العباس نے پوچھا اچھا ہم کس طرح اسے قتل

کریں، ابو جعفر نے کہا جب وہ آپ کے پاس آ کر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤں گا اور اس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ابو العباس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہو گا تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اسے اپنی دین و دنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابو جعفر کہنے لگے سب باتیں اسی طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں۔ جب ان کو اس کے قتل کا علم ہو گا وہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت ان کی باقی نہ رہے گی۔ ابو العباس نے کہا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادے سے باز رہو، ابو جعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دے گا، اس پر ابو العباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔ اس گفتگو کے بعد اور اس کے قتل کا عزم کر کے ابو جعفر ابو العباس کے پاس سے چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد ابو العباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی۔ اور انھوں نے ابو جعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز یہ کام نہ کرنا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو العباس نے ابو جعفر کو ابو مسلم کے قتل کی اجازت دیدی۔ تو ابو مسلم حب دستور ابو العباس کے پاس آیا ابو العباس نے ایک خواجه سرا کو ابو جعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا امیر المؤمنین دربار میں بیٹھے ہیں اس نے کہا ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجه سرا نے ابو العباس سے آ کر سارا واقعہ سنایا انھوں نے اسے پھر ابو جعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابو جعفر سے رک گئے۔

اسی سال ابو جعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابو مسلم بھی تھا۔

## ابو جعفر منصور اور ابو مسلم کا فریضہ حج ادا کرنا

### ابو مسلم کی ایک ہزار فوج کے ساتھ حج کے لئے روانگی

جب ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کے لئے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہو گئی ابو العباس نے یہ بھی ابو مسلم کو لکھا تمہارے ساتھ صرف پانچ سو فوج ہو اس کے جواب میں ابو مسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کئے ہیں اس لئے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جماعت کافی نہیں ہو سکتی۔ ابو العباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے۔ دوسرے یہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ ابو مسلم ابو مسلم خراساں سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا۔ یہ تمام مال و متاع اور خزانے اپنے ساتھ اور اسے رے میں چھوڑ آیا راستے میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا

جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدیداروں، اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابو العباس سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی جسے انھوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابو جعفر حج کے لئے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

## ابو جعفر اور ابو مسلم کا آپس میں ملنا

اسی زمانے میں ابو جعفر جزیرہ کے گورنر تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینا اور آذربائیجان بھی ان کے تحت تھے۔ ابو جعفر نے مقاتل بن حکیم العتکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا۔ ابو العباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابو مسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا۔ یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد وہ دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عرق کے درمیان تھے کہ ابو جعفر کو ابو العباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی۔ اور وہ ابو مسلم سے ایک منزل آگے تھے خط ملتے ہی ابو جعفر نے ابو مسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے لہذا جس قدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آؤ، جب قاصد نے آ کر ابو مسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابو جعفر کے پاس روانہ ہوا اور آ ملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفہ چلے۔

## دیگر اہم واقعات

اسی سال ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابو جعفر کو خلافت کے لئے اپنے ولی عہد بنایا اور ابو جعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا۔ اس عہد کو باضابطہ لکھ کر ایک کپڑے میں رکھا اس پر اپنی اور اپنے خاندان کی مہریں ثبت کیں اور پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔ اسی سال امیر المؤمنین ابو العباس نے ۱۳ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ ان کی موت چیچک کے مرض کو وجہ سے ہوئی۔

ہشام بن محمد نے ان کی تاریخ وفات ۱۳ ذی الحجہ بیان کی ہے ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال ہوئی۔ ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں، مروان کے قتل سے ان کی وفات تک ان کا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور ان کی بیعت سے اگر حساب لگایا جائے ۴ سال ۸ مہینے ہوتے ہیں۔ بعض تاریخ دانوں نے آٹھ کے بجائے نو ماہ بیان کئے ہیں، واقدی نے ۴ سال آٹھ ماہ بیان کئے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گزرے اس کے بعد چار سال یہ بلا شرکت غیر خلیفہ رہے

## ابو العباس کا حلیہ

ان کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے، دراز قامت تھے گورا رنگ تھا، چونچدار ناک تھی چہرہ وجیہ ار خوبصورت تھا اسی طرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی۔ ان مان رابطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد الممدان



بن الدیان الحارثی تھی،۔ ابوالجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا،۔ ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کئے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کے اثاثے میں کل نوچے، چار قمیص، پانچ پائجامے، چار عبائیں اور تین ململ کے عمامے نکلے۔

## خلافت ابو جعفر المنصور

### عبداللہ بن محمد

جس روز ان کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اسی دن ابو جعفر کے لئے بیعت ہوئی۔ اگرچہ وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابو جعفر کے لئے بیعت لی۔ اور اس کے بعد اس نے ابو جعفر امیر المؤمنین کے انتقال اور خود ان کے لئے بیعت کی اطلاع بھیجی۔، علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ جب ابوالعباس آخری وقت ہوا انھوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابو جعفر کی بیعت کر لی، عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور پھر محمد بن الحصین العبیدی کے ذریعے ابو جعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے ابوالعباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع دے روانہ کیا۔

محمد بن الحصین راستے ہی میں ابو جعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے، خط کے موصلاً ہونے کے بعد ابو جعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب کے ساتھ ابو مسلم نے بھی بیعت کی، ابو جعفر۔ اس منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا۔ اس سے انھوں نے تفاؤل کیا کہ انشاء اللہ حکومت ہمارے لئے پاک ثابت ہوگی۔ اس کے متعلق دوسرے اہل تاریخ نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام جہاں انھیں اپنی خلافت اطلاع ملی تھی صفیہ تھا، انھوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ انشاء اللہ ہمارے لئے یہ خلافت پاک ثابت ہوگا۔ علی بن محمد کی روایت کے سلسلے میں جب ابو جعفر کو یہ خبر ملی انھوں نے اسی وقت ابو مسلم کو جو ایک چٹا آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اس سے آگے نکل آئے تھے۔ اس کی اطلاع بھیجی اور وہ اس کے پاس آیا۔

### دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو مسلم ابو جعفر سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اور پہلے اسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر انے ابو جعفر کو یہ خط لکھا۔ بسم الرحمن الرحیم۔ اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت فرمائے۔ مجھے خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے شدید غم سے پریشان کر دیا ہے۔ اور مجھ پر اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ کسی

بات کا نہیں ہوا تھا محمد بن الحسین مجھ سے ملایہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اس خط کو لیکر آ رہا ہے جو انھوں نے امیر المؤمنین ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کی موت کی اطلاع دینے کے لئے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا، نا صبح مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لئے کوشش کرنے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا اس روز اور دوسرے دن ابو مسلم زکار ہا اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اس تاخیر سے اس کی غرض ابو جعفر کو ڈرانا تھا۔

### ابو جعفر کو ابن علی اور شیعان علی کا خوف

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق جب ابو مسلم ابو جعفر کے پاس آ کر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اسے دیا اسے پڑھ کر ابو مسلم رونے لگا اور اس نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابو مسلم نے ابو جعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن و ملال طاری تھا۔ ان کی کیفیت محسوس کر کے ابو مسلم نے کہا کہ اس رنج و غم سے کیا فائدہ اب تو خلافت آپ کے لئے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبد اللہ بن علی اور شیعان علی کے شر سے خائف ہوں۔ ابو مسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں انشاء اللہ میں عبد اللہ بن علی کو سمجھ لوں گا تقریباً اس کی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں۔ اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ سن کر ابو جعفر کو بڑا اطمینان ہوا۔ ابو مسلم نے ان کی بیعت کی اور اب یہ دونوں کو فے آ گئے۔

### انتظامی عہدے

ابو جعفر نے زیاد بن عبید اللہ کو مکہ بھیج دیا۔ یہ اس سے پہلے ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اسکی جگہ عباس بن عبد اللہ بن محمد بن عباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

اسی سال عبد اللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابوالعباس نے اسے اہل خراساں، شام، جزیرہ، اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر جہاد کے لئے بھیجا۔ یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور دریا کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابو الجہم نے یزید بن زیاد ابو غسان کو منصور کی بیعت کے لئے عبد اللہ بن علی کے پاس بھیجا عبد اللہ بن علی اپنی فوجوں کو لیکر واپس ہوا اس نے اس دوران اپنے لئے بیعت لے لی تھی یہ حراں آیا۔ اس سال ابو جعفر منصور کی امارت میں حج ہوا، یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم ان کا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کو فے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ کو فے کے قاضی تھے۔ بصرہ اور اس کے ملحقہات پر سلیمان بن علی والی تھا عباد بن منصور بصرے کے

قاضی تھے، زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عباس بن عبد اللہ بن معبد مکہ کا والی تھا۔ اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

## ۱۳۷ ہجری کے واقعات

### اس سال کے اہم واقعات

عبد اللہ بن علی کے خروج اور اس کی شکست کا ذکر

ابو جعفر جزیرہ وانبار میں (جھوٹی مرخی)

اس سال ابو جعفر منصور مکے سے حیرہ آئے یہاں آ کر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے۔ اور اس نے کوفے پر طلحہ بن اسحاق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے۔ ابو جعفر کوفے آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابو مسلم بھی حیرہ میں ان سے آ ملا ابو جعفر انبار آئے اور وہیں ٹھہر کر انھوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز و سامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔ علی بن محمد راوی ہے کہ ابو جعفر کے آنے سے پہلے عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری بھنڈار خانوں، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابو جعفر انبار میں اس کے پاس آ گئے۔ اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کر دیں تمام لوگوں نے انکی اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہد کے لئے بیعت کی۔ اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابو جعفر کے سپرد کر دی۔ اس سے پہلے ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو غسان یزید بن زیاد ابو العباس کے حاجب کو عبد اللہ بن علی کے پاس ابو جعفر کی بیعت کرنے کے لئے ابو العباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا اور یہ اس وقت کیا گیا تھا۔ جب کہ ابو العباس نے سب کو اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

### علی بن محمد کا اپنے لئے بیعت لینا

ابو الغسان اس وقت عبد اللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے جارہا تھا اور پہاڑی دروں کے دھانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابو غسان نے عبد اللہ بن علی سے جو دلوک نام کے ایک گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو العباس کی موت کی خبر بیان کی تو اس نے نقیب کو دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لئے ندا دے، جب تمام فوجی سردار اور فوجی اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے وہ خط سنایا۔ جس میں ابو العباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کے لئے دعوت دی۔ اور جب ابو العباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انھوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ جو مقابلے کے لئے جائے گا وہی خلافت کا ولی عہد ہوگا۔ میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لئے تیار نہ ہوا میں اسی



کھجھوتے کے بناء پر اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو۔ اس طرح میں نے اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں ابو غانم الطائی اور خفایا مروزی نے چند اور اہل خراساں کے سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی۔ اور ابو غانم۔ خفایا ابولاصح اور دوسرے تمام ان خراسان شام اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفایا الحمرجانی، حیاش بن حبیب مخارق بن غفار اور ترار خذ اغیرہ تھے اس کے بیعت کی۔

## مقاتل کا قتل

اس وقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر ٹھہرا تھا۔ بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آ کر ٹھہر گیا حران میں اس وقت مقاتل العکلی حاکم تھا۔ جسے ابو جعفر نے جزیرہ سے ابو العباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلہ کے لئے قلعہ بند ہو گیا، عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چھٹار ہا کہ اسے ہتھیار رکھنے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

## ابو جعفر عبداللہ بن علی سے مقابلہ کے لئے روانہ

اب ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے ابو مسلم کو روانہ کیا۔ جب اسے اس کے آنے کی اطلاع ملی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا۔ ابو جعفر نے اس کے بارے میں ابو مسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں۔ غرضیکہ ابو مسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا، عبداللہ بن علی نے حران میں دفاع کے تمام سامان جمع کئے۔ فوجیں اسلحہ سامان خوراک اور چارہ کافی مقدار میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی۔ اسی طرح ابو مسلم نے بھی ضرورت کی چیز کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا اپنے مقدمتہ لکچش پر مالک بن ہشیم خزاعی کو روانہ کیا۔ جن کے ساتھ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابو مسلم سے آ ملا۔ عبداللہ اس کو قتل کر دینا چاہتا تھا اس کے ہمراہ ابواسحق اور اس کا بھائی ابو حمید اور اس کا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل گئے۔ خراسان چھوڑتے وقت ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

ہشیم نے بیان کیا ہے عبداللہ بن علی کا مقاتل کا محاصرہ کئے چالیس راتیں گزری تھیں کہ اسے ابو مسلم کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی۔ اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں ابو مسلم اچانک اس پر حملہ نہ کر دے۔ اسی ڈر سے اس نے عکلی کو امان دی عکلی اپنی فوج کے ساتھ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے ساتھ قیام پزیر رہا۔ اس کے بعد عبداللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس رقبہ بھیج دیا۔ عکلی کے ہمراہ اس کے دو بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان کے نام خط لکھ کر عکلی کو دیدیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اس نے عکلی کو قتل کر دیا۔ اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد

جب اسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیہین پر شکست کی اطلاع ملی تو اس نے ان دونوں کو جیل سے نکال کر قتل کر دیا۔

### ابن قحطبہ کا جان بچا کر بھاگنا

چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے وفادار ثابت نہ ہونگے اس وجہ سے ان اپنے کو تو ال کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرادیا۔ اس طرح اس نے حمید بن قحطبہ کو ایک خط دیکر بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لیکر حلب روانہ ہوا راستہ میں کئی جگہ اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لیکر جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہونا تجربہ کاری ہے اس نے طومار توڑ کر خط نکالا اور اسے پڑھا پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچا کر بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے۔ میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ اس راز کو فاش کئے بغیر جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔

### ابن قحطبہ کا تعاقب

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوئے، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے۔ اور اب سفر کے لئے تیار ہوئے۔ یہ سب کو لیکر دشت کی طرف چلا اور شاہراہ عام کے بجائے پگڈنڈی والا راستہ اختیار کیا چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک سمت سے گزرے اس وقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک غلام سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف چلا گیا ہے۔ یہ اپنے شہسواروں کو لیکر اس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ سے جا ملا۔ اسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پلٹایا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تمہیں کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمہاری بھلائی نہیں واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تمہیں بالکل کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس تقریر کو سنکر وہ اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور ان کی مزاحمت کئے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا۔ حمید اپنے ساتھیوں کو لیکر عراق روانہ ہوا اس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ تو میں اسے ملکر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا حمید نے اجازت دیدی موسیٰ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا عبداللہ بن علی کے غلام سعید البربری نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

## ابو مسلم اور ابن علی آمنے سامنے

عبداللہ بن علی آگے بڑھ کر نصیبین میں ٹھہرا اس نے اپنے گرد خندق بنالی۔ ابو مسلم مقابلہ کے لئے بڑھا ابو جعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جوان کی طرف سے آرینا پر انکا نائب تھا لکھ کر بھیجا تھا کہ وہ ابو مسلم سے آمنے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابو مسلم کے پاس آ گیا۔ جو اس وقت موصل میں تھا اب ابو مسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آ کر ایک سمت میں ٹھہرا۔ اور پھر اس کا تعرض کئے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھا کہ مجھے نہ تمہارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے۔ اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے مجھے تو امیر المؤمنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔ اس پر ان شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ساتھ تھے اس سے کہا کہ اس صورت میں کہ ابو مسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے۔ جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزاز ہیں جن پر اسکا قابو چلے گا انھیں قتل کر دیگا۔ ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنالے گا۔ ہم کس طرح آپ کا ساتھ دینے کے لئے یہاں قیام کر سکتے ہیں۔ ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں وہاں جا کر اپنے اہل و عیال کا دفاع کریں گے۔ اور اگر ابو مسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے۔ عبداللہ بن علی نے کہا بخدا اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے۔ اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمہارے مقابلہ کے لئے آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہنا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو مسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اس کے جاتے ہی ابو مسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے۔ نیز آس پاس کے سب کنوئیں اور چشموں کو اندھا اور خراب کر دیا ان میں مردار جانور ڈال دئے تاکہ دشمن کو پانی مہیا نہ ہو۔

## فریقین کی جنگ

جب اس کی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ جائے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے پڑاؤ پر ابو مسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابو مسلم کی چھاؤنی تھی اب جنگ شروع ہوئی۔ پانچ یا چھ مہینے دونوں فریق لڑتے رہے۔ اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز ساز و سامان بھی ان کے پاس بہت عمدہ تھا۔ عبداللہ کے مہینہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاعدی تھے، عبدالصمد بن علی رسالہ کو سردار تھا۔ اس کے مقابل ابو مسلم کے مہینہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابونصر خازم بن خزیمہ تھا۔ کئی ماہ تک دونوں حریف جنگ میں مصروف رہے۔ ہشام بن عمرو الغلسی راوی ہے کہ میں ابو مسلم کی قیام گاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون سی قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں ایک شخص نے کہا اہل خراسان دوسرے نے کہا



اہل شام اس پر ابو مسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

## ابو مسلم کی فوج کی پسپائی

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ عبد اللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے۔ بعد ازاں عبد الصمد نے اپنے لشکر کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جماعت کے ساتھ پھر اپنی اصل فوج میں جا ملا۔ اور اب ان سب نے مل کر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہمارے صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور ہماری فوج کا بڑا حصہ مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے بے ترتیبی سے پسپا ہوا۔ میں نے ابو مسلم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دیکر اس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لئے لگا دوں۔ ابو مسلم نے اس کی اجازت دیدی میں نے ابو مسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑیے اس نے جواب دیا۔ دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو لگا رو کہ واپس آؤ کیوں کہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح ان کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے اس دن ابو مسلم نے یہ شعر بطور جز پڑھا۔

من کان ینوی املہ فلا رجع، فرسمن الموت وفی الموت وقع

جو اپنے اہل و عیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کہ منہ میں گرا۔

## شامیوں کو شکست

اس لڑائی میں ابو مسلم کے لئے ایک تخت بنایا گیا تھا۔ جب دونوں فوجیں لڑتی تو وہ تخت اس کے لئے بچھایا جاتا اور ابو مسلم اس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا کہ جس حصہ میں کوئی خلل نظر آتا فوراً اسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں رخ نہ ہو گیا ہے فوراً اس کا تدارک کرو ورنہ دشمن اس میں سے نکل آئے گا۔ اس کے لئے رسالہ آگے بڑھا دیا پیچھے ہٹاؤ اس کے قاصد اس کی ہدایات برابر دوسرے سرداروں لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہر حال بروز اتوار جمادی الآخر ۳۶ھ یا ۳۷ھ ہجری فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابو مسلم نے جنگ کا یہ رنگ دیکھا اس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قطبہ اپنے مہینہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کر دو اور سمت مہینہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین دفاع کرنے والوں چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے ہیں۔

جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اس کی بڑی جماعت کو اپنی مہینہ میں شامل کر دیا جو ابو مسلم کے مہینہ کے مقابل متعین تھا۔ اس کے بعد ہی ابو مسلم نے حسن بن قطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان چند آدمیوں کو لے کر جواب تک سمت مہینہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں، اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس بے جگری

سے حملہ کیا کہ ان کے پرچے اڑا دیئے۔ ان کو مقابلہ سے مار بھگایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا مہینہ اور قلب بھی، پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ گویا ان پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو مکمل طور پر شکست ہو گئی۔ عبد اللہ بن علی نے اپنے پاس کھڑے ہوئے سراقۃ الازدی سے پوچھا اب کیا کروں اس نے کہا آپ آخری دم تک ڈٹے رہیں اور لڑیں۔ یہاں تک کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ جیسے شخص کا بھاگنا بہت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا۔ عبد اللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقۃ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو شکست ہوئی۔ اور عمومی طور پر بھاگنے کی فضا بن گئی وہ اپنی قیام گاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابو مسلم نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس فتح کی خبر ابو جعفر کو بھیجی ابو جعفر نے اپنے مولیٰ ابو لخصیب کو اسلئے کہ وہ عبد اللہ بن علی کی فرود گاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابو مسلم رنجیدہ ہوا۔

عبد اللہ بن علی اور عبد الصمد بن علی چلتے بنے عبد الصمد کوفہ آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے امان کی درخواست کی جسے ابو جعفر نے منظور کر لیا۔ اور عبد اللہ بن علی سلیمان بن علی کے پاس آ کر قیام پزیر ہو گیا۔ ابو مسلم نے عام معافی کا اعلان کر دیا اب اس نے کسی کو قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد الصمد بن علی کے لئے اسماعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

## عبد اللہ بن علی شام میں

بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ اور اس کا بھائی عبد الصمد بن علی شکست کھا کر رصافہ (شام) آ گئے تھے عبد الصمد رصافہ میں مقیم تھا۔ کہ منصور کے سوار جھور بن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لئے آئے۔ جھور نے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں۔ اور پھر ابو جعفر کے مولیٰ ابو لخصیب کے ذریعہ اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔ اس نے عبد الصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ نیز عطیہ میں کچھ رپیا اور لباس دیا البتہ عبد اللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لیکر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انھیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام گزیں رہی۔ اسی سال ابو مسلم قتل کیا گیا۔

## ابو مسلم کا قتل

### اسکے اسباب اور واقعات

#### ابو مسلم کی حج پر روانگی

۱۳۶ھ ہجری میں ابو مسلم نے ابو العباس سے حج کے لئے اجازت مانگی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابو العباس نے اس کی اجازت دیدی۔ مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ، آذر بیجان اور آرمینا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دیدی ہے مگر مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہاں آکر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے ہوئے اپنے لئے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے ابو العباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی۔ یہ انبار آ کر ان سے ملے یہ سن کر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کوئی اور سال نہ تھا جس میں ابو جعفر حج کے لئے جاتے ان کو بھی اسی سال حج کے لئے جانا تھا نیز ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔

#### راستے میں ابو مسلم کی سخاوت

دوسرے تاریخ دانوں نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا۔ اسودان کا مولیٰ تھا، اب یہ دونوں مکے روانہ ہوئے راستے میں ابو مسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا۔ جو اس سے سوال کرتا اسے ضرور دیتا۔ اس نے عربوں کو گدے اور لحاف دیئے، کنویں کھدوائے، راستے کو ہموار کیا اس سے ہر طرف اس کی شہرت پھیلی عرب کہنے لگے کہ اس شخص کی خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے۔ مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بھتان تھا۔ غرضیکہ اسی طرح سخاوت کرتا ہوا یہ مکہ آیا یمنی عربوں کو دیکھ کر اس نے نیزک کے پہلو میں ٹھونسہ دیکر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کس قدر عمدہ سپاہی ہیں۔



## ابو جعفر و ابو مسلم سے متعلق ایک روایت

پہلے بیان کے مطابق جب حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چلا آیا۔ راستے میں اسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی خبر خط کے ذریعہ ملی اس نے فوراً ابو جعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابو العباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی۔ مگر ان کی خلافت پر نہ ان کو مبارکبادی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا۔ تاکہ وہ اس سے آ ملتے اور نہ خود چل کر ان کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابو جعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابویوب سے لکھوایا اسے پڑھ کر ابو مسلم نے ابو جعفر کو خلافت کی مبارکبادی۔

یزید بن اسید السلمی نے ابو جعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ یکجا ہوں کیونکہ تم لوگ اس کی فوج کی طرح کے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ ابو جعفر نے اس مشورے کو قبول کر لیا اب وہ جان بوجھ کر پیچھے رہتے گئے اور ابو مسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابو جعفر نے اپنے آدمیوں کو یکجا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انھوں نے اپنا اسلحہ بھی ایک جگہ جمع کر لیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی قیام گاہ میں اس وقت کل چھ زرہیں تھیں۔ ابو مسلم انبار چلا آیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تاکہ یہ اس کی بیعت کر لے عیسیٰ آ گیا ابو جعفر کو فہ آ گئے۔ یہاں انکو عبد اللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا۔ اسے سن کر وہ انبار آئے۔ اور یہاں انھوں ابو مسلم کو اپنے پاس بلا کر عبد اللہ بن علی کے مقابلہ کے لئے سپہ سالار بنایا۔ ابو مسلم نے کہا کہ عبد الجبار بن عبد الرحمن اور صالح بن ہشیم مجھ پر ہمتیں لگاتے ہیں آپ ان کو قید کر دیجئے۔ ابو جعفر نے کہا عبد الجبار میرا کو تو ال ہے اور اس سے پہلے وہ ابو العباس کا بھی کو تو ال ہے۔ صالح بن ہشیم میرا رضائی بھائی ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔

اس پر ابو مسلم نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے مقابلے میں آپ کے دل میں ان کی زیادہ وقعت رجبہ ہے یہ سن کر ابو جعفر برہم ہو گئے ابو مسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ آپ اس طرح برہم ہو جائیں۔

## حسن بن قحطبہ کا مسلم کے ذریعے ابویوب کی طرف پیغام

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ہوا۔ ابو جعفر نے حسن کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ساتھ شام جائے۔ اس حکم کے بناء پر ہم لوگوں کو سلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا۔ چند روز اس نے یہاں قیام کیا۔ جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لئے جا رہے ہیں۔ اب فی الحال آپ کو میرے ضرورت نہیں ہے اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں۔ حسن نے یہ درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دیتے جانا۔ چنانچہ جب میں سفر کا فیصلہ کر چکا ہوں اس سے آ کر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ حسن نے کہا تھوڑی دیر کے

لئے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آ کر ملتا ہوں۔

میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعے ابو ایوب کی طرف ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے تم پر مکمل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیغام کو ان تک پہنچا دو گے۔ ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابو مسلم کے پاس آیا ہوں مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب کبھی امیر المؤمنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر اپنا منہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لئے ابو نصر کو دیدیتا ہے اور دونوں استہزاء اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں آپ کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔

میں عراق آ کر ابو ایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیغام کو سنکر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابو مسلم کو عبد اللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں۔ البتہ ہم دونوں کے لئے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبد اللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کو تو ال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیئے۔

ابو حفص الاذدی بیان کرتا ہے کہ ابو مسلم عبد اللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست فاش دی اور اسکی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا۔ غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے۔ یہ بیش بہا چیزیں اس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑیں تھیں ابو مسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا۔ میں اسی عہدہ دار فوج کے دستے میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھا رہ گیا ہمارے سردار نے ان سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں سمجھ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا، اس کے بعد میں نے اپنا پانچا جامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے موزے پہن لئے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔

اس نے مجھ سے پوچھا تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا خیر ہے اس کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم ان پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آ گیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اسے بہت پسند آئی اس نے کہا جاؤ اب میری ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں کے ساتھ اس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا او بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوئی

مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اسی طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کو ہاتھ نہ لگایا۔

عبداللہ بن علی کی شکست کے بعد ابو جعفر نے ابو الخصیب کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تا کہ یہ مال غنیمت کی فہرست تیار کرے یہ بات ابو مسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابو الخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کر دینا چاہا مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو اپنی ہی ہے اس پر ابو مسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ ابو جعفر کے پاس چلا آیا فوج کے دوسرے سرداروں نے ابو مسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اس کی قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہماری حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المؤمنین کا ہے۔

ابو الخصیب نے ابو جعفر سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابو جعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابو مسلم خراساں چلا جائے گا انھوں نے یقطین کے ہاتھ اس کی طرف ایک خط بھیجا۔ اور اس میں لکھا کہ میں تمہیں مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں۔ یہ تمہارے لئے خراساں کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو شام میں خود رہو اس طرح تم امیر المؤمنین کے قریب ہو جاؤ گے۔ اور جب وہ تمہیں بلائیں گے تم جلد اسکے پاس آ سکو گے، خط پڑھ کر ابو مسلم برہم ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا پختہ عزم رکھتا ہوں۔ یقطین نے ابو جعفر کو اسکی اطلاع لکھ بھیجی۔

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابو مسلم نے عبداللہ بن علی کی قیام گاہ پر قبضہ کر لیا۔ تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تا کہ وہ اس قیام گاہ کی ہر شے کو اپنے قبضے میں کر لے ابو مسلم اسے ”یک دین“ پکارتا تھا۔ ابو مسلم نے اس سے کہا اس کا کیا مطلب کہ لڑائی کے لئے تو میں ائین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا، اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو گالیاں دیں یقطین نے یہ تمام واقعہ ابو جعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

### ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط

ابو مسلم ابو جعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے ان کے پاس آئے بغیر خراسان کی طرف چلا گیا۔ ابو جعفر انبار سے مدائن آئے انھوں نے ابو مسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابو مسلم نے زاب سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا خط بھیجا اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہوانے والا تھا۔ امیر المؤمنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ و شورش ختم ہو جاتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزرا کا ہوتا ہے، ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اس کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے



ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے“

### ابو جعفر منصور کا جواب

جب یہ خط منصور کو ملا انھوں نے یہ جواب اس سے لکھا،

میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزیروں کی نہیں ہے۔ جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ و فساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں۔ بے شک ان کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرتے رہیں۔ تم نے اپنے آپ کو ان کے برابر کیوں کیا کہاں تم کہاں وہ تم اپنی اطاعت، اخلاص اور اس حکومت کی بھاری ذمہ داری کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہوا البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تاکہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اس سے تمہیں دلی اطمینان نصیب ہو۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شیطان کے وسوسوں سے بچائے۔ کیونکہ جو خیال تم نے قائم کر لیا ہے اس سے بہتر اسے تمہاری نیت بگاڑنے کا ذریعہ ہمدست نہ ہو سکے گا۔

منصور نے جریر بن یزید بن جریر عبد اللہ الجلی جو اپنی فراست و چرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا کو ابو مسلم کے پاس بھیجا یہ اسے سمجھا بھجا کرواپس لے آیا۔ ابو مسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے۔ چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس کا استقبال کیا، منصور نے اسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اس کی بہت خاطر تواضع کی۔

### خط سے متعلق دوسری روایت

علی کہتا ہے کہ ابو مسلم نے درج ذیل خط ابو جعفر کو لکھا تھا۔

اللہ کا فرض سمجھ کر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل بنایا وہ بڑے پایا کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی عزیز تھے۔ انھوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور اس دلیل دینے کے خاطر انھوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردہ کی سی ہو گئی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں۔ اور عفو رحم کو بالکل نظر انداز کر دوں نہ کوئی عز قبول کروں اور نہ کبھی غلطی کو معاف کروں۔ میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لئے انجام دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اس سے

اب تک جاہل تھے، اسکے بعد اب اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میری غلطی کی وجہ سے وہ مجھے ان اعمال کی سزا تو دے کیونکہ خداوند عالم ہر گز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

منصور کی مرضی کے خلاف ابو مسلم خراساں جانے کے لئے اپنے مستقر سے روانہ ہوا۔ جب عراق کی زمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چل کر مدائن آ گئے۔ ابو مسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابو مسلم کو خط لکھیں، چنانچہ سب نے اسے خطوط لکھے جن میں اس کی بہت تعظیم کی گئی تھی۔ اور اس کی خدمات کا اعتراف تھا نیز اس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اس نے اس خاندان سے کیا ہے وہ اسے خندگی بھر نبھائے اس پر خلیفا کی اطاعت واجب ہے بغاوت کے انجام سے اسے ڈرایا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیر المؤمنین کے پاس آ کر اس کی خوشنودی حاصل کر لے۔

ابو جعفر نے اپنا خط ابو حمید المروزی کے ذریعے ابو مسلم کو بھیجا۔ اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ ابو مسلم سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرے ان کی طرف سے ان کے احسانات کا شکر ظاہر کرے اور کہہ دے کہ میں ان کو ایسا بلند درجہ دینے والا ہوں۔ اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو ان کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آ کر میرے کہا مان لے اور واپس چلا آئے۔ البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اس سے کہ دینا کہ امیر المؤمنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میری خواہش کے خلاف تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے۔ تو مجھے عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں اگر تو سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھنس جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر دوں یا خود اپنی جان دیدوں، مگر جب تک اس کی واپسی سے مایوسی نہ ہو یہ تہدید اس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اس سے توقع نہ رکھنا۔

### ابو حمید و ابو مسلم کی باہمی گفتگو

ابو حمید اپنے با اعتماد لوگوں کے ساتھ ابو مسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابو حمید ابو مالک اور دوسرے لوگ ابو مسلم کے پاس پہنچے انھوں نے امیر المؤمنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسدہ فتنہ پرداز لوگ امیر المؤمنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں۔ جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق ان فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے۔ یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت راحت تمہیں حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو۔ اور ان سے آ کر گفتگو کر لو تم تو امین آل محمد کے طور پر مشہور ہو۔ اس دنیاوی امارت، شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمہاری خدمات کا اجر جو تمہیں آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا۔ آخرت کے اس اجر کو ضائع مت کرو شیطان کے درغلانے میں نہ آ جاؤ۔

ابو حمید کی اس تقریر کو سن کر ابو مسلم نے کہا اس پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھے نہیں کی تھی۔ اس نے جواب دیا تمہیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیعت یعنی ابوالعباس کی حمایت و اطاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نمبر آ زما ہوں۔ تمہیں نے ہم کو مختلف ممالک اور مختلف اسباب و وجوہ کی بناء پر اس تحریک میں شریک کیا۔ اللہ نے ہم کو ان کی اطاعت کے لئے متحد کیا اور ان کی محبت کی خاطر ہمارے دل ایک دوسرے سے وابستہ کر دیئے۔ اور ان کی مدد کرنا اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے ان کے ہر فرد سے اسی محبت و خلوص قلب سے ملاقات کی۔ جو اللہ نے ان کے لئے ہمارے دل میں ڈالی تھی۔ اب ہم پوری طرح سوچ سمجھ کر اور خالص اطاعت کے جذبات لئے ہوئے ان کے شہروں میں ان کے پاس آ گئے۔ اب جبکہ ہم آرزو اپنے مقاصد کی انتہاء کو پہنچ گئے ہیں۔ تم ہماری حالت کو خراب کرنا اور بات کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اسے بلا کر قتل کر دو اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔ ابو مسلم نے ابونصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں ہے مالک نے کہا اب اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیے۔ واقعہ آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خوفزدہ نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا۔ وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اسے پورا کیجئے۔ آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے۔ وہ ضرور آپ کو قتل کر دیگا آپ کی جانب سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

### ابو مسلم کا نیزک سے مشورہ

اس کے بعد ابو مسلم نے مجلس درخواست کا حکم دیا۔ جب بہت لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا میں نے زندگی بھر تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں میں اور اس وقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رہے چلئے۔ اور وہاں چل کر قیام کیجئے۔ اس طرح رہے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں۔ اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کی طرح ہیں۔ وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہئے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہو گئے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع ملے گا جیسا مناسب نظر آئے کیجئے۔

### ابو مسلم کا ابو جعفر کے پاس جانے سے انکار اور پریشانی

ابو مسلم نے ابو حمید سے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میں انکے پاس نہیں آتا، ابو حمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے اس نے کہا ہاں، ابو حمید نے پھر کہا ایسا نہ کریں۔ مگر ابو مسلم نے نہ مانا اور کہا



میں ان سے ملنا نہیں چاہتا جب ابو حمید اس کی واپسی سے مایوس ہوا اس نے ابو جعفر کی وہ دھمکی اسے سنادی۔ اس پر ابو مسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اس نے ابو حمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابو جعفر کی دھمکی نے اس کی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت ابو مسلم کی طرف سے ابو جعفر کے خیالات خراب ہوئے انھوں نے ابوداؤد کو جو خراسان میں ابو مسلم کا قائم مقام تھا۔ اس کی تمام عمر کے لئے امارت خراسان کا فرمان تقرر اسے براہ راست لکھ بھیجا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوداؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول اللہ کی نافرمانی کے لئے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا۔ تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور ان کی اجازت کے بغیر خراسان واپس نہ آؤ جب ابو حمید سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اسی زمانے میں ابوداؤد کا یہ خط ابو مسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب و خوفزدہ ہوا اس نے ابو حمید اور ابومالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابوالحق کو امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آ کر مجھے دے کیونکہ میں ابوالحق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابوالحق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

## جانے پر آمادگی

جب یہ ان کی قیام گاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ و طریقہ سے جو اسے محبوب تھا۔ اس کی خاطر مدارات کی ابو جعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی گورنری تمہاری ہے۔ اس کے علاوہ اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ ابوالحق نے واپس جا کر ابو مسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی۔ جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں اور آپ کے لئے وہی چاہتے ہیں، مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المؤمنین کے پاس جا کر ان سے معذرت کر لیجئے۔ اس تقریر کے بعد اب ابو مسلم آنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابو مسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابو مسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا۔

مال الرجال مع القضاء محالہ

ذهب القضاء لیجیلہ الاقوام

(ترجمہ) تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے۔ نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپ کی بھلائی کرے میری صرف یہ بات یاد رکھیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجئے۔ پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجئے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

## ابو جعفر کا ارادہ قتل

ابو مسلم نے ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ابویوب کہتا ہے کہ میں ایک دن

ابو جعفر کے پاس گیا۔ وہ مقام رومیہ میں ایک ادنیٰ خیمے میں نماز عصر کے بعد مصلیٰ پر بیٹھے تھے ابو مسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اسکی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا۔ اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابو مسلم قتل کر دیا گیا۔ تو اس کے پیر اس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے۔ اور نہ کسی دوسرے ان سے تعلق رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے، اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابو مسلم بلا خوف و خطر معمولی طرح چلا آئے۔ تو ابو جعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ ورنہ اگر وہ خطرہ کو محسوس کر کے اپنی حفاظت کے سامان ساتھ لیکر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے بغیر ہوتا مشکل نظر آتا ہے۔ کیوں نہ کوئی تدبیر سوچی جائے۔

### ابو ایوب کی تدبیر

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا دل و جان سے اعتراف کرتا ہوں میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اس قدر آمدنی تمہیں ہوگی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مقصد یہ تھا کہ اسے اس قدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک پیدا نہ ہوا۔ بلکہ وہ اسے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے اب میں نے اس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی پہلے سال میں اس قدر ہوئی تھی۔ اس سال اس کے مقابلہ میں دگنی ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گزشتہ کی آمدنی پر اس کا قبالہ تمہارے نام کر دوں۔ یا شخص لگان کے بغیر امانتا تمہارا۔ اجارے میں دیدوں۔ تمہیں اتنی آمدنی کہ اٹھائے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنی رقم و ہڑوت کے لئے میں کہاں سے لاؤں۔ میں نے کہا تم ابو مسلم کے پاس جاؤ اس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اسی میں سے کسکر کی پہلے سال کی آمدنی کے برابر رقم دیدے۔ کیونکہ امیر المؤمنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابو مسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا گورنر مقرر کر دیں۔ اور اس طرح اسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں، اس نے کہا مگر

امیر المؤمنین مجھے اس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لئے اجازت لے لوں گا۔ میں ابو جعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیقت بیان کی انھوں مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا۔ ابو جعفر نے اس سے کہا کہ ابو ایوب نے تمہارے لئے، اجازت مانگی ہے۔ کیا تم ابو مسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا اچھا تمہیں اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا سلام کہنا کہ ہم اتنے مشتاق ہیں۔ سلمہ ابو مسلم کے پاس آیا اس نے کہا امیر المؤمنین آپ کے متعلق بہت ہی اچھی رائے رکھتے ہیں، اس سے اسے اطمینان ہوا اور وہ اس سے پہلے پریشان و غم نظر آتا تھا۔ جب سلمہ نے اس آخروہ بات کہی جس کے وہ ابو

مسلم کے پاس آیا تھا ابو مسلم بہت خوش ہوا اور ابو جعفر کے پاس آنے تک برابر جوش رہا۔

## ابو مسلم ابو جعفر کے پاس

ابو ایوب کی روایت ہے کہ جب ابو مسلم مدائن کے قریب آ گیا امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا شام ہوتے ہی ابو مسلم مدائن آ گیا۔ میں نے امیر المؤمنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمے میں مصلیٰ پر بیٹھے تھے کہ ابو مسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے،

آپ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں، ابو جعفر نے کہا میں چاہتا ہوں دیکھتے ہی اسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجئے اسکی وجہ یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور لوگوں کو چونکہ اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کی مخالفت پر کم بستر ہو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آ کر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی اجازت دیجئے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اس وقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجئے گا۔

اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس کے ساتھیوں کے شر سے اپنی ساری جماعت اور امیر المؤمنین کو محفوظ رکھا جائے۔ اسی شام کو ابو مسلم امیر المؤمنین سے ملنے آیا مجرا بجالایا۔ مؤدب ان کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابو جعفر نے اس سے کہا اے عبدالرحمن واپس جا کر آرام کرو سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آ گیا ہو گا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا، ابو مسلم اپنی قیام گاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

## ابو مسلم کے قتل کی تیاریاں

ابو مسلم کے جانے کے بعد امیر المؤمنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے باادب کھڑا تھا اس سے بہتر اسکے قتل کرنے کا کیا موقع معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے میں اپنی قیام گاہ کو واپس آ گیا۔ اور صبح سویرے ان کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی انھوں نے کہا دور ہو تو نے مجھیاں کے قتل سے روک دیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا۔ انھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھے ہی قتل نہ کر دے۔ اس کے بعد اس نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے آواز دی، امیر المؤمنین نے اس سے پوچھا کیا تمہیں میرے احسانات کی سپاس گزاری ہے۔ اس نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈال دوں یہاں تک کہ وہ آ رہا ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر میں تمہیں ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے، عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اس پر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں۔ امیر المؤمنین نے اسے حکم دیا کہ جاؤ محافظ دستے کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمر



دانتخاب کر کے لاؤ جب یہ نکل کر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا کہ تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی با اعتماد شخص کو بھیج کر اپنے چار با اعتماد سپاہیوں کو منگواؤ۔ عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تم جا کر بن داغ ابو حنیفہ اور دو اور سپاہیوں کو بلالا۔ جب یہ لوگ آگئے تو امیر المؤمنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی انھوں نے کہا ہم اسے قتل کر دیں گے۔ ابو جعفر نے انھیں رداق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا کہ جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکل کر اسے قتل کر دینا۔

## ابو مسلم کا قتل

اس انتظام کے بعد اب ابو جعفر نے پے در پے کئی آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجے۔ انھوں نے آ کر کہا وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمتگار نے آ کر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المؤمنین سے کہا اگر اجازت ہو تو باہر قیام گاہ کا ایک چکر لگاؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں کیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھانپ تو نہیں ملی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا۔ انھوں نے کہا اچھا جاؤ میں ان کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابو مسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں نے خود اسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المؤمنین نے اس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہ کیا۔

## ابو الجہم کا قتل

ابو الجہم نے جب اسے آ کر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں نے اس سے کہا تمہیں نے اس کے مخالف ہو جانے پر اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج و افسوس کرتے ہو۔ اس سے تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اس قدر مصلحت کے مطابق اور پر محل تھی کہ زندگی بھر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المؤمنین حکم ہو تو میں ان سب لوگوں کو واپس بھیج دوں۔ انھوں نے کہا مناسب ہے ابو الجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمتگاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر اور فرش اور ضرورت کا سامان کسی دوسرے خیمے میں منتقل کریں۔ چنانچہ ابو جعفر نے اس کے مطابق حکم دیدیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اس طرح نکالا کہ گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے، اور آرام کرنے کے لئے درست کیا جا رہا ہے۔

اب ابو الجہم نے باہر نکل کر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر (ابو مسلم) امیر المؤمنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں۔ اس بیان کے ساتھ جب انھوں نے بستر و فرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انھیں اس کے کہنے پر یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے۔ ابو جعفر نے ان سب کو ان کے مقررة انعام و خلعت سے سرفراز کیا اور ابواصلح کو ایک لاکھ دیئے۔ ابو ایوب کہتا ہے کہ خود امیر المؤمنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابو مسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت ست کہا اور پھر گالیاں دیں اس

وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اب ہبیب بن وارج اور اسکے ساتھیوں نے پردہ سے نکل کر اس پر یکدم کئی وار کئے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں۔ تو مجھ سے کہنے لگا امیر المؤمنین مجھے معافی دیجئے میں نے کہا حرام زادے اب معافی مانگتا ہے جب کے چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو۔ ان سب نے اسے ذبح کر دیا۔

## ابو مسلم کے قتل سے متعلق دوسری روایت

ابوالخصف الازدی راوی ہے کہ میں ابو مسلم کے ساتھ تھا ابوالحق اس کے پاس ابو جعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لیکر اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ تمہیں اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتنی ہی عزت کرتا ہے جتنی خلیفہ وقت کی اور وہ تمہارے احسانات کے معترف ہیں۔

ابوالحق کے کہنے پر یقین کر کے ابو مسلم مدائن روانہ ہوا۔ اس نے ابو نصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لئے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھہرے رہو۔ اس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتلا دیجئے تاکہ اس میں آپ کا خط پہچان لوں، ابو مسلم نے کہا کہ اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت بھی اس کے ایک فوجی سردار نے اس آداب بجالا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانئے اور واپس چلئے، کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ قتل کر دے گا۔ ابو مسلم نے کہا میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں۔ اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

غرضیکہ ابو مسلم تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلو ان چھوڑ آیا۔ ابو جعفر سے ملنے آیا انھوں نے اس دن اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن اسے ملنے کے لئے جانے لگا راستے میں ابو الخصیب نے آ کر اسے ملاقات کی اور کہا کہ چونکہ ابھی امیر المؤمنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تاکہ آپ بالکل علیحدگی میں ان سے ملیں۔

یہ وقت گزارنے عیسیٰ بن موسیٰ ڈیرے آ گیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا، عیسیٰ نے اس کے لئے ناشتہ منگوا دوسری طرف امیر المؤمنین نے ربیع سے کہا یہ اس زمانے میں ابو الخصیب کا خدمتگار تھا۔ تو جادیکھ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور ابو مسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المؤمنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہیں تو فوراً تشریف لائیے یہ سنتے ہی ابو مسلم اٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کے لئے جلدی نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المؤمنین کے پاس چلوں گا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہو گئی ابو مسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ اب عیسیٰ بھی آیا اس وقت ابو مسلم ایک اعبا میں لیٹا ہو اڑا تھا اس نے پوچھا کہ ابو مسلم کہاں ہیں ابو جعفر نے کہا اس چادر میں لیٹا ہوا ہے عیسیٰ نے ان شاء اللہ وانا الیہ راجعون کہا ابو جعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی وہ دن ہے جب کہ حقیقی معنی میں تمہیں حکومت و اقتدار نصیب ہوا ہے اس کے بعد اس کی نعش دجلہ میں پھینک دی گئی۔

## ابو مسلم کے قتل کی تیسری روایت

ابو حفص کہتا ہے کہ امیر المؤمنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابو مسلم کے سامنے آتے ہی ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں۔ جو عبد اللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابو جعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچ کر انھیں دی۔ انھوں نے اسے حرکت دیکر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا۔ اور اب اس پر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابو العباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو گری پڑی زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا۔ ابو مسلم نے کہا میرا خیال تھا۔ کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انھوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین اور ان کے اہل خاندان علم کا خزانہ ہیں۔

ابو جعفر نے سوال کیا تم مکے سے آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ پانی کے ایک ہی چشمے پر قیام کریں۔ کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کہ وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا، ابو جعفر نے سوال کیا کہ جب ابو العباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آ جائے تو نے اس سے کہا ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ پر چلا گیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابو مسلم نے کہا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کو فتنے پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابو جعفر نے کہا تو نے عبد اللہ بن علی کی باندی کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابو مسلم نے کہا میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ گم نہ ہو جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اتار دیا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔

ابو جعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کیوں کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں۔ اور اس ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جس کی بناء پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں۔ ابو جعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گزرا اور تیری ان باتوں سے میرا غصہ اور بڑھ ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے تالی بجا کر اس کے ساتھ ہی ان لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا۔ عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں اس کا کام تمام کر دیا۔

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المؤمنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور رقم کہاں ہے جو تو نے حرا میں جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے



لئے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لئے انھیں دیدیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھئے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اس پر مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

## ابو مسلم کے قتل کی چوتھی روایت

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابو مسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔ اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے۔ ابو مسلم ابو جعفر کے خیمے میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابو جعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحبِ حرس کو ہدایت کر دی تھی۔ اس نے شعیب بن واثق المزوری ایک سپاہی اور ابو حنفیہ حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ ابو جعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں اپنا کام کر دینا ابو مسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دیجئے ابو مسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا۔

اس پر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجئے، ابو مسلم نے اس طرزِ عمل کی ابو جعفر سے اندر جا کر شکایت کی انھوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے۔ اس کے بعد انھوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر ناراضگی ظاہر کی اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتداء اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لئے پیغام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبد اللہ عباس کا بیٹا ہے، تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا۔ حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے سے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا۔ ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابو جعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اسکی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا۔ پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمر بستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ ابو جعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی اتنے میں شعیب اور حرب نے نکل کر اسے قتل کر دیا ۲۵ شعبان ۱۳۷ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

## ابو مسلم کے قتل کی پانچویں روایت

ابو مسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لئے کی ہیں۔ آپ کو ان باتوں کے مجھ سے کہنے کا حق نہیں ابو جعفر نے کہا اسے خبیث عورت کے بچے اگر کوئی کم عمر لڑکی بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش نصبتی کی وجہ سے کیا۔ اگر یہی کام تو اپنی خاطر کرتا تو

تجھے ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوتی، تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی۔ تو سلیط بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابو مسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لئے ان کا ہاتھ لیکر اسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پر تلہ کٹ گیا ابو مسلم اس میں اوجھ گیا اب شیب بن داؤد نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا۔ اس کے بعد اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کئے اور قتل کر دیا منصور اس دوران برابر ان کو لٹکارتا رہا مارو مارو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابو مسلم نے ابو جعفر سے کہا امیر المؤمنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے میری جان بخشی کیجئے منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر اب میں تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المؤمنین ابو مسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا، عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔ امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے منصور کہنے لگے اسے احمق اللہ کی قسم پوری روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ اس بستر میں لیٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہارِ افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

عیسیٰ کے دل میں ابو مسلم کی خاص عظمت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابو مسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔ اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابو مسلم کے متعلق کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اگر امیر المؤمنین، اس کے سر کا صرف ایک بال لیکر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کر جاؤں گا۔ منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے اٹھو اور ابو مسلم کو دیکھو جب اس نے ابو مسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنی میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

## قتل کے بعد ابو جعفر کے دربار کی کیفیت

اس کے بعد اسماعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اس نے سامنے آ کر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اسے اپنے قدموں سے روندنا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کرو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسماعیل اٹھ کر اس جگہ گیا جہاں ابو مسلم مقتول پڑا تھا اور اس نے اپنے قدموں سے اسے روندنا۔

اس کے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابوالحق ابو مسلم کے پہرے دار اور ابونصر کے توال کو بھی قتل کر دے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابو مسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اس فوج کو ابو مسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اس نے اسکی اطاعت کی۔

منصور نے ابوالحق کو بلایا، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ابو مسلم اسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لئے دشمن خدا ابو مسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابو مسلم کے ڈر سے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا، منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اس فاسق کا کام تمام کر دیا



ہے پھر حکم دیا کہ اسے اسکی ٹکڑے شدہ نعش دکھاؤ اس کے دیکھتے ہی ابواسحاق سجدہ میں گر پڑا۔ اور بہت دیر تک سر بسجود رہا منصور نے کہا سر اٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے یہ کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطرہ کر دیا۔ جب سے کہ میں اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہوا تھا۔ آج تک مجھے اسکی طرف سے کبھی ایک دن کے لئے بھی اطمینان نہیں ملا۔ میں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کی ظاہری کپڑے اٹھائے تو معلوم ہوا کہ انکے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے، یہ حال دیکھ کر ابو جعفر کو اس پر رحم آیا کہنے لگے خلیفہ کی اطاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس فاسق سے بچایا۔ اور اطمینان دیا نیز یہ بھی کہا کہ اس جمیعت کو یہاں سے ہٹا دو۔

اس کے بعد انھوں نے مالک بن اہشیم کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کیں اس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اور محض آپ کی خوشنودی کے لئے سب لوگ اس سے ڈرتے تھے اور اسکی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابو مسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور عقیدت مند رہا ہوں منصور نے اسکی معذرت کو قبول کیا۔ اور اسے بھی ابواسحاق کی طرح یہی حکم دیا کہ تا ابو مسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

اس کے علاوہ ابو جعفر نے ابو مسلم کے اور کئی سرداروں کو بلا کر انکو قیمتی خلعت و انعام دیا اسی طرح اس کی تمام فوج کو انعام تقسیم کئے وہ خوش ہو کر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم اپنے آقا کو روپے کے عوض فروخت کر دیا، اس کے بعد ابو جعفر نے ابواسحاق سے بلا کر کہا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت خرچ کر دوں گا، ابواسحاق نے اس سے جا کر کہا اے کتو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

### ابو جعفر کا ابونصر سے دھوکہ

ابو حفص الازدی راوی ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد ابو جعفر نے ابونصر کو ابو مسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اس میں اسے حکم دیا کہ تم میرا سارا سامان مال و متاع اور وہ ہر شے لیکر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں لے کر یہاں آ جاؤ اس خط پر ابو مسلم کی مہر ثبت کر دی۔ ابونصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابو مسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے۔ اس نے قاصدوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ تمہاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمدان کی طرف چل پڑا۔

### ابونصر کی گرفتاری

ابو جعفر نے شہرور کی ولایت کا کافرمان ابونصر کو لکھ بھیجا۔ یہ فرمان اسے اس وقت ملا جب کہ وہ شہرور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا۔ جب انکو اس کا علم ہوا انھوں نے زہیر بن التری عامل ہمدان کو حکم بھیجا کہ اگر ابونصر



تمہارے علاقے سے گزرے اسے قید کر دینا۔ یہ خط زہیر کو ابونصر کی ہمدان میں موجودگی ہی میں مل گیا اس نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعہ کا مولیٰ تھا۔

ایک دن ابونصر اپنے اخیانی بھائی کے بیٹے ابراہیم بن عریف کے سامنے قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ اب ضمیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا میں ان کو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں۔ مگر مجبور ہوں امیر المؤمنین کے حکم کو رد نہیں کر سکتا۔ اگر تم سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں ان کا سر کاٹ کر یہاں سے تمہارے پاس پھینک دوں گا

## ابونصر کی رہائی

اس کے بعد ابو جعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اس میں ہدایت کی اگر تم نے ابونصر کو گرفتار کر لیا ہو تو اسے قتل کر دو۔ مگر اس حکم کے آنے سے پہلے ہی اس کے تقرر کا فرمان جو پہلے بھیجا گیا تھا۔ ایک قاصد اس کے پاس لیکر پہنچا چونکہ زہیر خود ابونصر کا طرفدار تھا اس نے اس فرمان کے آتے ہی اسے رہا کر دیا۔ ابونصر ہمدان سے چلا گیا۔ اس فرمان کے آنے کے دوسرے روز زہیر کو ابو جعفر کا وہ خط ملا جس میں اسے ابونصر کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسے پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آچکا تھا میں نے اسے رہا کر دیا۔

## ابو جعفر کا ابونصر کو معاف کرنا

ابونصر ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا تمہیں نے ابو مسلم کو خراساں چلے جانے کا مشورہ دیا تھا، اس نے جواب دیا یہ درست ہے۔ چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسانات کے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔ اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سپاہ خیر خواہ اور مخلص ہو رہوں گا۔ اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔ ابو جعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابونصر محل کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص محل میں داخل نہیں ہو سکتا، ابو جعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محل کے دروازے پر حفاظت کے لئے موجود ہے اس سے انھیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

## مالک کو ابو جعفر کا روکنا

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہشیم ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا تو ابو جعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ زہیر نے مالک سے آکر کہا کہ آج میرے ہاں آپ کی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں تو میری عزت افزائی ہوگی۔ مالک نے دعوت کے لئے اس کے گھر جانے کا

اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرہ میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا جب زہیر نے اوہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیسوں آدمی نکل کر مالک پر چھپے اس کی مشکلیں باندھ لیں۔ اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دیدی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

اسی سال منصور نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا، نیز اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سباز خروج کیا۔

## سباز کی بغاوت

سباز نیشاپور کے ایک گاؤں ابن نام کا رہنے والا مجوسی شخص تھا، اس نے اپنی بغاوت کی وجہ ظاہر کی تو ہزاروں آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لئے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساختہ پرواختہ تھا، خروج کرتے ہی اس نے نیشاپور، قومس اور رے پر قبضہ کر لیا۔ فیروز اصبد اس کا نام تھارے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا، یہ وہ خزانے تھے۔ جو ابو مسلم ابوالعباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو جبال کے لوگ تھے۔ ابو جعفر نے جمہور بن مرار العلجی کو دس ۱۰ ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی۔ شدید جنگ کے بعد سباز کو شکست فاش ہوئی۔ اس شکست میں تقریباً اس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا گیا۔ اس کے بعد خود سباز کو لودان الطبری نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر دند اہر مزین القرخان کو مقرر کر دیا، سباز کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گزری تھیں۔

## ملبد بن حرملة الشیبانی کا خروج

### ملبد کا کئی فوجوں سے مقابلہ اور فتح

اسی سال ملبد بن حرملة الشیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کے قائم سوارہ فوج جسکی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلہ پر کئی ملبد ان سے لڑا اور انھیں مار بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ اس کے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ میں آئی ملبد ان نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم الہلہی اسکے مقابلہ پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اسے شکست دی۔ اور اسکی ایک باندی جسے یزید استعمال کرتا تھا کو پکڑ لیا۔ نیز اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکاتی کو ایک بڑی فوج دیکر اس کے مقابلہ کے

لئے بھیجا ملبہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔ اب منصور نے صالح بن یحییٰ کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دیکر جو تمام ساز و سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ملبہ نے اسے بھی شکست دی، اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اس کے مقابلہ کے لئے گیا ملبہ اس سے بھی لڑا۔ اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ میں بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لئے دیئے کہ وہ اس کے مقابلہ سے رک جائے۔

## ادائیگی حج اور انتظامی عہدوں کا ذکر

واقعی کہتا ہے کہ ملبہ کی کاخروج اور تحکیم ۱۳۸ ہجری کا واقعہ ہے چونکہ اس سال لوگ سبہا کے معاملے میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لئے نہ بھیجی گئی واقعی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا گورنر تھا۔ فریضہ حج ادا ہوا، اس سال زیاد بن عبد اللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن عبد اللہ کے کا گورنر تھا، حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا۔ اسمعیل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبد اللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقریر کی منصور نے بھی توثیق کر دی عیسیٰ بن موسیٰ کو نے کا والی تھا، سلیمان بن علی بصرہ اور اسکے تابع علاقوں کا گورنر تھا عمر بن عامر اسلمی بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا، حمید بن قحطبہ موصل کا گورنر تھا۔ صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

## ۱۳۸ ہجری شروع ہوا،

### اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شمشیر ملطیہ میں آیا اس نے شہر کی فسیل گرا دی تمام جنگجو آباوی اور ان کے اہل و عیال کو شہر سے نکال دیا۔

واقعی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس موسم گرما میں کفار سے جہاد کرنے صالح بن علی بن عبد اللہ کے ساتھ گیا۔ صالح نے اسے چالیس ہزار درہم دے دیئے۔ اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار درہم دے دیئے۔ شہر ملطیہ کو جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے پھر اسے بنا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لئے ۱۳۹ میں ملطیہ گئے تھے،

اس سال عبد اللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابو جعفر کی بیعت

کر لی، اس سال جہور بن مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔



## جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت کی وجہ

مروی ہے کہ سباز کو شکست دے کر چہور نے اس کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا۔ اس میں ابو مسلم کے وہ خزانے بھی تھے جن کو وہ رے چھوڑ آیا تھا، اس نے اس رقم کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ محمد اس سے آ کر لڑا نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی جمہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور ولاستا ضح بھی تھے آخر کار چہور اور اسکے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی۔ ان کے ہزار ہا آدمی مارے گئے زیاد اور ولاستا ضح گرفتار کر لئے گئے چہور بھاگ کر آذربایجان چلا گیا۔ پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد سباز میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

## ملبہ الخارجی کا قتل

اسی سال ملبہ الخارجی مارا گیا، جب اس نے حمید کو بھی شکست دیکر قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا تو ابو جعفر نے عبدالعزیز بن عبدالرحمن عبدالجبار بن عبدالرحمن کے بھائی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اس کے ساتھ کیا، ملبہ نے ۱۰۰۰ شہسوار اسکی پشت پر ایک کمین گاہ میں متعین کر دیئے۔ ان میں لڑائی شروع ہوئی ان شہسواروں نے عقب سے نکل کر عبدالعزیز پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا اور اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ اس مرتبہ ابو جعفر نے خازم بن خذیمہ کو آٹھ ہزار مروزی ترکوں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آ کر ٹھہرا۔ اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے سپاہی مزدوروں کے ساتھ دیکر ملبہ کی طرف بھیجے۔ یہ جماعت ملبہ آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لئے منڈیاں قائم کیں، ملبہ کو اسکی اطلاع ملی وہ وہ اپنی قیام گاہ چھوڑ کر ملبہ آیا۔ اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا، جب اسکی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کی مضافات میں حرین نامی ایک قصبہ میں آ کر ٹھہرا۔

اس کی اطلاع ملبہ کو ہوئی اس نے ملبہ سے دجلہ کو عبور کر لیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا۔ اس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسمعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آؤ۔ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی قیام گاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبہ کے مقابلہ کے لئے اس نے دجلہ کو عبور کیا۔ اس کی فوج کے مقدمہ اور طلعیہ پر نھلتہ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی سردار تھا، مبینہ پرزہیر بن محمد العامری تھا اور میسرہ پر ابو حماد الابریص بنی سلیم کا مولی مقرر تھا۔ خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل پر بغیر لڑے ٹھہرے۔

کل صبح بروز بدھ کا دن تھا ملبہ اور اس کے ساتھی پر گنہ خرہ کی طرف چلے خازم اور اسکی فوج بھی اس کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھررات ہو گئی اب جمعرات کے دن ملبہ اور اسکی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع

کیا کہ معلوم یہ ہو وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے۔ یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لیکر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لئے چلا۔ مقام حسک پر خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس جال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھ کر مقابلہ کرنا شروع کیا خارجیوں نے خازم کے مہینہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بالکل درہم برہم کر کے الٹ دیا اس کے بعد انھوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا، خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا۔ انھیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کا پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انھیں دیکھ کر ملبہ اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔

خارجیوں نے اپنی تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لیکر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی تلوار چلائی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نھلہ کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو دکھائی نہ دینے لگیں اس وقت تم چپ کے سے میدان مضاف سے کھسک جانا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی مہینہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انھوں نے ملبہ اور اسکی فوج پر تیروں کا منہ برسا دیا ملبہ ان آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ مارا گیا جو میدان کا رزمیں پیادہ لڑ رہے تھے۔ اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے باقی۔ جو بچے انھوں نے راہ فرار اختیار کی نھلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

## اس سال کے امیر حج

واقعی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے ہی میں اسے امیر المؤمنین کا فرمان مل گیا۔ جس میں اسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینہ سے گزرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا

## انتظامی عہدے

اس سال زیاد بن عبید اللہ مدینہ مکہ اور طائف کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراساں کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

## آغاز ۱۳۹ ہجری اس سال کے اہم واقعات

### رومیوں سے مقابلہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملتہیہ میں قیام پزیر رہے اور جب انکی از سر نو تعمیر مکمل ہو گئی تو یہ دونوں حدت کے درے سے موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے۔ صالح کے ساتھ ان کی دو بہنیں اور عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں۔ انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہو گئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی، ان کے علاوہ جعفر بن حظلہ البہرانی ملتہیہ درے سے جہاد کے لئے بڑھا۔ اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو فدیہ دیکر رہا کروایا۔ جو رومیوں کی قید میں تھے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ ہجری تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ منصور عبد اللہ بن الحسن کے بیٹوں کے مشہور معاملات میں مصروف رہے۔ مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطبہ نے عبد الوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لئے بھیجی تھی، اس کے مقابلہ کے لئے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیجان آ کر فرہ ٹھہرا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا۔ اس نے ان کو نہیں چھیڑا۔ البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ ہجری تک کوئی مہم جہاد کے لئے نہ بھیجی جاسکی۔

### خوشحالی کا سال

اسی سال عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کر دی۔ چنانچہ آج تک خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے، اسی سال ابو جعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت زیادہ ہوئی۔

### عبد اللہ بن علی کا گرفتار ہونا

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے تابع علاقوں کی گورنری سے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ ہجری میں اسے معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ سفیام بن معاویہ کو مقرر کیا بروز بدھ شنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا۔ اسکے برسر ولایت آتے ہی عبد اللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو



اس کی بجائے آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لئے اس معاملہ میں تاخیر ہونے پائے۔ اور میں تم دونوں سے عبد اللہ بن علی کو امان دینے کا جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اعتماد آ سکے عہد کرتا ہوں۔ نیز انھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی اطلاع دیدی۔ اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبد اللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کے میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ عبد اللہ بن علی کے تمام سرداروں خاص دوستوں اور موالیوں کو لیکر ذی الحجہ جمعرات کے دن ابو جعفر کے پاس آئے۔

### عبد اللہ بن علی کو سزا

جب سلیمان اور عیسیٰ علی کے بیٹے ابو جعفر کے پاس آئے ابو جعفر نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی انھوں نے عرض کیا کہ عبد اللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں۔ ابو جعفر نے اس کی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انھیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا، اس سے پہلے ہی انھوں نے عبد اللہ بن علی کو اپنے محل میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبد اللہ بن علی کو فوراً محل میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا۔ ابو جعفر اپنی مجلس سے اٹھے اور انھوں سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبد اللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انھوں نے عبد اللہ کو جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہو کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابو جعفر کے پاس جانے لگے۔ مگر اور لوگ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدیداروں نے عبد اللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انھیں بھی قید کر دیا۔ خفاف میں منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابو جعفر پر حملہ کریں، ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا اسے قتل کر دیں گے۔ اور اسی طرح ہم یہاں سے نکل کر جائیں گے۔ مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر انھیں قید کر دیا گیا۔ تو غصے کے مارے خفاف اپنی ڈاڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا ابو جعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کر دیا اور بقیہ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں قتل کر دیا۔

### حج اور انتظامی عہدے

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت مین حج ہوا۔

زیاد بن عبید اللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا سفیان بن معاویہ بصرہ اور اسکے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبید اللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔

## آغاز ۱۴۰ھ ہجری

اسی سال خراسان کا گورنر ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابوداؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرد کے کٹماہن دروازے کے سامنے ٹھہرا ہوا تھا۔ چڑھ دوڑے یہ اسکی قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کے حملے کی وجہ سے ابوداؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لئے زور سے چیخا۔ اس سے وہ اینٹ ٹوٹی جس پر وہ کھڑا تھا یہ تڑکے کا وقت تھا۔ اس کے ٹوٹنے ہی یہ اس پتھر کی پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے کھڑی تھی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اس کا کوتوال صحابہ عبد الجبار بن عبد الرحمن الازری کے خراسان آنے تک اسکی جگہ منصرمانہ خدمت انجام دیتا رہا۔

## عبد الجبار کا خراسان کا گورنر بننا -

اسی سال منصور نے عبد الجبار بن عبد الرحمن کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے خراسان آ کر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ان پر آل علی بن ابی طالب کیلئے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے۔ مجاشع بن حریت الانصاری عامل بخارا، ابوالغیرہ بنی تمیم کا مولیٰ جسکا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا ابھائی عبد الجبار نے ان سب کو قتل کر دیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کر دیا۔ نیز اس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائیگی کے لئے سختی شروع کی۔

## ج

اس سال منصور حج کے لئے گئے انھوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس۔

## انتظامی عہدے

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو گزشتہ سال رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اسی سال عبد الجبار تھا، ابو جعفر نے بیت المقدس آ کر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لئے شام کے راستے رقبہ آئے۔ اور یہاں کچھ دن قیام کیا، منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ) ان کے سامنے لایا گیا منصور نے اسے قتل کر دیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ کو فہ آئے۔

## آغاز ۱۴۱ھ ہجری اس سال کے اہم واقعات

### راوندیوں کا خروج

بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا ابو جعفر سے مناقشہ ہوا جسے اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ واقعہ ۱۳۶ھ تا ۱۳۷ھ ہجری میں وقوع پزیر ہوا، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابو مسلم داعی بن ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تنازع ارواح کے قائل تھے۔ اور اس بات کا وعدہ کرتے تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آگئی ہے ان کا رب جو انکو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابو جعفر منصور ہے اور بشیم بن معاویہ جبرئیل ہے،

یہ لوگ منصور کے محل کے پاس آئے اور اب اسکا طواف کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے۔ منصور نے ان کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے ۲۰۰ کو قید کر دیا اس پر انکے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں قید کیا گیا۔ منصور نے انکے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا۔ اس طرح انھوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے۔ اس دن انکی تعداد چھ سو تھی ان کے اس شورش کی وجہ سے تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیے گئے ان میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔

چونکہ اس زمانے میں خاص محل میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور محل سے پیدل ہی نکلے اس واقعہ کے بعد سے انھوں نے یہ حکم دے دیا۔ کہ ایک گھوڑا ہر وقت محل میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور محل سے باہر آگئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لئے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا۔ ابو جعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المؤمنین کو خدا کو واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نمٹ لیں گے۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ابونصر مالک بن ہشیم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔



اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور مار مار کر ان کا برا حال کر دیا، شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے۔ خازم بن خزمیہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابو جعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انھوں نے اس کی اجازت دی۔ اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انھیں محل کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا۔ انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا اسے اور اس کی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ انھیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں ان سے لڑ پڑنا اس مرتبہ انھوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا۔ اور اب شعبہ ان کے عقب میں جا پہنچا اور اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

اس سے پہلے اسی روز عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انھوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انھوں نے ایک تیر اس کے مارا جو اسکے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جان بحق ہوا ابو جعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اسکی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے۔، انھوں نے اس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدے پر برقرار رہا اس کے بعد ابو جعفر نے ابو العباس الطوسی کو عہدہ دیا۔

اسمعیل بن علی اپنی فوج لے کر اس دن اسوقت آیا جب کہ دروازے بند کر دئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول دو میں تمہیں ایک ہزار درہم دیتا ہوں اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اس روز شہر میں موجود انعقاع بن فرار عیسیٰ بن موسیٰ کے کو تو ال نے باغیوں کے خلاف خوب جوان مردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا اس روز ربيع میدان جنگ میں آیا۔ تاکہ منصور کے گھوڑے لی لگام پکڑے مگر معن نے اس سے کہا آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابرونیہ بن المصمغان رئیس دنا دنا اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہو گیا تھا اور اس وجہ سے ابو جعفر کے پاس چلا آیا تھا ابو جعفر نے اس کی خاطر تو واضح کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انھوں نے اپنا رخ پھیر لیا اس نے کہا اجازت ہو تو ان سے لڑوں۔ انھوں نے اس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تو پھر اسے چھوڑ دیتا تھا۔

جب وہ سب قتل کر دئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دسترخواں بچھنے کے بعد انھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دی جائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اس کے آ جانے کے بعد قسم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اسکی جگہ انھوں نے معن کو بٹھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا اے ابو العباس کیا تم ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کی طرح ہیں اس نے کہا جی ہاں منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ معن

بھی اسی قسم کا شیر ہے۔ اس پر معن نے کہا امیر المؤمنین اللہ کی قسم جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں خود خائف تھا۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر ان پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا نڈر نہیں دیکھا تھا۔ آپ کو اس طرح دیکھ کر خود میرا دل قومی ہو گیا اور اسی وجہ سے میں نے اس طرح جرات کا اظہار کیا۔

ابن خزیمہ نے ابو جعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمھارے حوالے کرتا ہوں تم ان کو قتل کر دو۔ ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کر دوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس کی اطلاع ملتے ہی رزام نے جعفر بن ابی کی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اسکی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ابو بکر الہذلی کا بیان ہے کہ میں امیر المؤمنین کے دروازے کھڑا تھا جب وہ باہر آئے تو میرے پہلو میں کھڑا ہوا۔ ایک شخص کہنے لگا یہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المؤمنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تنہائی کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سنی اس کے بعد میں نے ان سے وہ قول نقل کیا اس سے سن کر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیج دیگا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری نافرمانی کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

## تین غلطیاں

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور اللہ نے ان تینوں کے انجام سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابو مسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اس وقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسی طرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بے باکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔ نیز جب میں شام گیا اس وقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہو جاتا تو خلافت ہی برباد ہو جاتی۔

## معن ابو جعفر کے دربار میں

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر سیاہ جھنڈا والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابو جعفر کے خوف سے مرزوق ابو النخیب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اسکے لیے معافی حاصل کر لے گا۔ راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ محل کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا منصور نے اس وقت ابو النخیب سے جو ان دنوں دربانوں کا چاؤش تھا۔ دریافت کیا کہ محل کے دروازے پر کون کھڑا ہے اس نے

کہا معن بن زائدہ منصور کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑوا عرب ہے، لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور شریف ہے اسے اندر لے آؤ، معن اندر آیا منصور نے اسے کہا کہوم معن کیا کہتے ہو اس وقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہئے اس نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ کے لئے شرکت کی عام منادی کر دیجئے اور جو لوگ لڑنے نکلیں ان کو خوب رقم دیجئے، منصور نے کہا آدمی کہاں ہیں اور رقم اس وقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا۔ معن تم نے کوئی مناسب رائے نہیں دی۔ میری رائے ہے کہ میں خود ان کے مقابلہ کے لئے نکلوں اور میدان میں ٹھہروں لوگ مجھے دیکھ کر ان سے لڑیں گے اور شجاعت دکھائیں گے۔ ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ کے لئے جائیں گے اور اگر میں ٹھہرا ہا تو یہ مقابلہ پر ثابت قدم نہ رہیں گے بلکہ پسپا ہو جائیں گے۔

یہ سن کر معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں امیر المؤمنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت قتل کر دیئے جائیں گے۔

### معن یمن کا گورنر بن گیا

اس کے بعد ابو الخصب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی منصور نے ان دونوں سے اپنا لباس لے لیا اپنا گھوڑا طلب کیا رکاب کے سہارے کے بغیر اچھل کر گھوڑے کی پشت پر بیٹھا اپنے کپڑے برابر کئے اور اب مقابلہ کے لئے نکلے معن اب بھی ان کی لگام تھامے تھا اور ابو الخصب انکے ہمراہ تھا ایک جگہ جا کر منصور ٹھہرے۔ ایک شخص ان کی طرف بڑھا انھوں نے معن سے کہا اس کافر کو لینا معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح پے در پے اس نے چار کافروں کو قتل کیا۔ منصور کو دیکھ کر اور لوگ انکے پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں ان سب کا سفایا کر دیا۔ اس کاروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا ابو جعفر نے ابو الخصب سے اسے دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر اچھی کارگزاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المؤمنین اس کی خطا معاف نہ کریں گے۔ تم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لیکر آؤ۔ چنانچہ ابو الخصب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا ابو الخصب نے منصور سے آ کر کہا کہ جو رقم انعام کے طور پر آپ نے اسے دی تھی وہ اس نے سب تقسیم کر دی ہے اور اب اسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جاسکے۔ ابو جعفر کہنے لگے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اسے وہ مل جائے یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کو پورا کیا۔

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبد الجبار بن عبد الرحمن نے بیعت توڑ کر بغاوت کی۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبد الجبار اہل خراسان کے سرداروں کو قتل کر رہا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ، چڑا متعفن ہو گیا ہے، اس نے ابو ایوب سے کہا کہ عبد الجبار نے ہمارے طرف داروں کو فنا کر دیا ہے۔ اس سے



اسکی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ اب رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے وہ اہل خراسان کے اُمراء اور رؤساء کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اسوقت آپ کی سرکوبی کے لئے جسے چاہیں بھیج دیں اس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہوگی منصور نے اس تجویز کے مطابق عبد الجبار کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان ہاتھ نکل جائے گا۔ منصور نے یہ خط ابو ایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اسے لکھئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلہ میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرہ کے روکنے کے لئے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں، یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں تاکہ اگر اس کی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں انکی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبد الجبار کے پاس پہنچا اس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے قحط کی وجہ سے ضروری اشیاء اسقدر مہنگی ہو گئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گی۔ جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اسے ابو ایوب کو دکھایا اس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اسکے معاملہ میں آپ انتظار نہ کریں۔

## محمد بن المنصور کی خراسان روانگی

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا۔ اس نے اپنے مقدمتہ کچیش پر عبد الجبار سے لڑنے کے لئے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا۔ اور اب خود آگے بڑھ کر نیشاپور آیا۔ جب خازم عبد الجبار کے مقابلے کے لئے چلا اور اسکی اطلاع اہل مرو اور ذکو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبد الجبار پر چڑھ دوڑے اور اس سے لڑ پڑے۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عبد الجبار کو شکست ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا۔ محشر بن مزاحم المروالرزوی نے وہاں جا کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور خازم کے وہاں آنے کے بعد اسے اس کے سامنے پیش کیا۔ خازم نے اسے پشیم کا ایک کرتہ پہنا کر اونٹ پر اس طرح سوار کیا کہ اسکا منہ اونٹ کی دُم کی طرف رکھا۔ اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اس کے ساتھ اسکے بیٹے اور س دوسرے خاص دوست تھے۔

## عبد الجبار کا قتل

منصور نے ان سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں انھیں کوڑے لگوائے اور اس طرح جس قدر ہوسکا اتنی رقم ان سے رکھوائی۔ پھر مسیب بن زبیر کو عبد الجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کر نیکا حکم دیا جسے وہ بجالایا۔ منصور نے اس کے بیٹوں کو دھلک لیجانے کا حکم دیا۔ یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے

اس جزیرہ میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے ان پر حملہ کیا اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لیا گیا۔ بعد میں زرفدیہ دیکر انھیں رہائی ملی ان میں صرف عبد الرحمن بن عبد الجبار ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور جس کا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۲۰۷ھ ہجری ہارون کے دور میں اس نے مصر میں وفات پائی،

### قلعہ مصیصہ کی تعمیر

اسی سال جبریل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی، نیز اسی سال محمد بن ابراہیم الامام نے ملتہیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

### عبد الجبار کی شورش متعلق اختلافات

عبد الجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ ہجری کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ ہجری کا واقعہ بیان کیا ہے۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبد الجبار ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱ھ ہجری کو خراسان آیا (۱۴ ربیع الاول بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز ہفتہ ۶ ربیع الاول ۱۴۲ھ ہجری اسے شکست ہوئی۔

بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبد الجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچ کر ٹھہر گیا مگر اس سے پہلے کہ یہ اس کا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پو جو اخراجات ہو چکے تھے ان کو بغیر کسی دوسری جگہ کام لائے رازکاں جانے دیا جائے۔ منصور نے اسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابو الخصب، خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصہند کے مقابلہ پر بھیج دو۔ اس زمانے میں اصہند مصمغان ملک دناوند سے لڑ رہا تھا اور اس کے مقابل ٹھہرا ہوا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی فوجیں اس کے علاقے میں گھس آ گئی ہیں اور ابو الخصب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے تو اس واقعہ کا مصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اس نے اصہند سے کہا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیش قدمی کو میں اپنے خلاف پیش قدمی سمجھتا ہوں۔ اس خیال کی بناء پر دونوں نے لڑنے کے لئے آپس میں سمجھوتا کر لیا۔

اصہند اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا۔

### طبرستان کی فتح

جب یہ لڑائیاں بہت طویل ہو گئیں تو ابو جعفر نے ابرویز مصمغان کے بھائی کے مشورہ پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا۔ اس کے متعلق ابرویز نے ابو جعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرویز اس سے سبناذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا، ابو جعفر نے

خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مستخر کر لیا۔ اور اس میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا، جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑتا رہا۔ آخر کار اس نے طبرستان فتح کر لیا اس کے اکثر باشندوں کو اس نے قتل کر دیا۔ اصہد نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اس نے قلعہ کو اسکی ہر شے سمیت حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی۔ مہدی نے اس کے بارے میں ابو جعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد وزاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کیلئے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شے کو لیکر واپس آ گئے۔ اصہد کے چچک نکل آئی وہ دہلیم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا۔ اس کی بیٹی قید کر لی گئی یہ ہی ابراہیم بن العباس بن محمد کی ماں ہے۔

## ”حوزی“ قوم

اس سے فارغ ہو کر اب اسلامی فوجوں نے مُصمغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھ بختریہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی اُم ولد مُصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مُصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پر اگندہ ہو کر حوزی ہو گئے اور حوزی انکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح وحشی ہو گئے تھے۔

## دیگر واقعات

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ، مکہ اور طائف کی گورنر سے برطرف کر دیا گیا۔ اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری عامل مقرر ہو کر جب کے مہینہ میں مدینہ آ گیا مکہ اور طائف پر ہشتم بن معاویہ العنکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔

اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی یہ شخص منصور کا صاحب شرط اور مصر ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اسکا بیٹا عینیہ اس کا قائم مقام تھا۔

اسی سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اسکی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اسکی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمد بن خالد عبد القسری تھا، مکہ اور طائف پر ہشتم بن معاویہ تھا کوفہ اور اسکے علاقہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسکی طرف سے سری بن عبد اللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔



## آغاز ۱۴۲ھ ہجری اس سال کے اہم واقعات

### خلافت عباس کے خلاف بغاوت

اس سال عینیہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کردی اس کے واقعات درج ذیل ہیں۔

### موسیٰ بن کعب کی بغاوت کی وجہ

اس کی اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیب بن زہیر شرط پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیب بدستور پولیس افسر تھا۔ مگر اب اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید یہ منصور عینیہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کر دے اس خطرے کو دور کرنے کے لئے اس نے یہ شعر عینیہ کو لکھ بھیجا مگر اس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا، وہ شعر یہ ہے۔

فَارَضَكَ اَرْضَكَ اَنْ تَاتِنَا

تَنْمِ نَوْمَةً لِّسَ فِيهَا حُلْمٌ

(ترجمہ) تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اس میں خواب تک

دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

جب معلوم ہوا کہ عینیہ نے بغاوت کردی ہے خود ابو جعفر اپنے دار الخلافہ سے روانہ ہو کر اپنی بصرہ کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی۔ یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ لعلگی کو سندھ کا والی مقرر کر کے عینیہ سے لڑنے بھیجا عمرو بن حفص نے سندھ و ہند پر قبضہ کر لیا۔

اس سال طبرستان کے اصہد نے معاہدہ شکنی کی اور ان تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا جو اس کے علاقہ میں

تھے۔

## اصبہذ طبرستان کی معاہدہ شکنی

### ابوالخصیب کی چال

جب ابو جعفر کو اصبہذ کے اس بغاوت کی اطلاع ملی تو انھوں نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جن کے ساتھ مرزوق ابوالخصیب ابو جعفر کا مولیٰ بھی تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا انھوں نے جا کر اسکا اور اسکے ساتھیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا، محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ بہت لمبا ہو گیا۔ تو ابوالخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ ڈالو، جب یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہو گیا تو وہ اصبہذ رئیس قلعہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ اور یہ تہمت رکھ کے میں آپ کا خیر خواہ ہوں میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جاسکتا ہے، اصبہذ اسکی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص ساتھیوں میں شامل کر لیا۔

### اصبہذ کا ابوالخصیب پر اعتماد

اس قلعہ بند شہر کا پھانک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھالیا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت وہیں جمادیا جاتا تھا۔ اس کام کے لئے اصبہذ نے اپنے خاص بااعتماد لوگوں کو مقرر کر رکھا تھا اور اس کے لئے اور ان کی ان کی باریاں مقرر کر رکھیں تھیں۔ ایک مرتبہ ابوالخصیب نے اصبہذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیسے اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام میرے سپرد کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہذ اس سے بھی کام لینے لگا جسے ابوالخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنا اعتماد جمالیا۔ چنانچہ اب اصبہذ شہر کے پھانک کھولنے اور بند کرنے میں اسکی بھی باری مقرر کرنے لگا، یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مقرر کر دیا اور اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

ابوالخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا اس میں بتایا کہ مجھے اب موقع مل گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ مقرر کردہ رات میں اس نے مسلمانوں کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو قتل کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنالیا گیا اسی میں ستر یہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یے باکند بنت الاصبہذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی۔ یہ خرنا ماں مصمغان کے حاجب کی بیٹی تھی اصبہذ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ ہجری میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

## دیگر اہم واقعات

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لئے عید گاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو اندنوں ابو جعفر کی طرف سے فرات اور ابلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا نگران تھا۔ ابو جعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلیٰ میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

اسی سال ۲۱ جمادی الثانی شب اتوار کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبد اللہ نے بصرہ میں انتقال کیا عبد الصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال اسمعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبد اللہ مدینہ کا والی تھا۔ ہشیم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اسکے تابع علاقوں کا گورنر تھا سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا گورنر تھا۔

اسی سال واقدی کے بیان کے مطابق ابو جعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اسکے ماتحت کر دیئے۔ یہ اپنی پوری زندگی اس خدمت پر مامور رہا۔

## آغاز ۱۴۳ھ ہجری

### اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

#### ویلیم سے لڑائی کی تیاری

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو ویلیم سے لڑنے کی دعوت دی اس کی تفصیل یہ ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ ویلیم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو انھوں نے حبیب بن عبد اللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لئے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود ویلیم کے مقابل پر جہاد کے لئے جائیں۔ اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی مقصد کے لئے کوفہ بھیجا۔

#### انتظامی تبدیلیاں

اس سال ہشیم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ سری بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس عبد المطلب کو مقرر کیا گیا سری یمامہ میں تھا کہ اسکے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چلا گیا



اور ابو جعفر نے قثم بن العباس بن عبد اللہ بن عباس کو یمامہ بھیج دیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اسکی جگہ نوفل الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال کوفہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبد اللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## آغاز ۱۳۴ ہجری

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبد اللہ بن محمد بن علی امیر المؤمنین ابو العباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ، واسط، موصل اور جزیرہ کے ساتھ ولیم سے لڑنے گیا۔

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے۔ ابو جعفر قرماسین تک ان کے استقبال کو گئے، اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔

اس سال خراسان سے آ کر محمد بن ابی جعفر کی مکنی ان کے چچا کی بیٹی ربط بنت ابو العباس سے ہوئی، اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے ٹھکانوں اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اسکی جگہ رباح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔

### محمد کی برطرفی اور رباح کا تقرر

#### برطرفی کا سبب

اس وقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیاد بن عبید اللہ کی برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابو العباس کی زندگی میں ابو مسلم کے ساتھ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم انکی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم ان سے ملنے نہیں آئے۔

#### محمد کی بیعت

مروی ہے کہ محمد کہتے تھے کہ جب بنی امیہ کی حکومت متزلزل ہو گئی اس وقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لئے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب وہاں پر موجود تمام

معتزلہ نے میرے لئے بیعت کی تو ابو جعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ انکے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انھیں آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ جب ۱۳۶ھ میں ابو جعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبید اللہ ان کے ہمراہ تھا اس ووعدہ کے بعد منصور نے اسے اسکے علاقہ پر جانے کی اجازت دیدی اور محمد اور ابراہیم کی اس سے ضمانت لی۔

## محمد کے بارے میں خلیفہ کی پریشانی

خلیفہ ہونے کے بعد ابو جعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے پوچھا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے، اس غرض سے انھوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً علیحدگی میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انھیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خود خواہش تھے اس وجہ سے وہ آپ سے خوفزدہ ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے۔ حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شجبہ نہیں کیا۔ البتہ اس نے ابو جعفر کو اس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کرے گا۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کے سمجھ میں آئے کیجئے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبد اللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے اللہ تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میرے والد کہا کرتے تھے میں اسی بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابو جعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ ابو جعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبد اللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابو جعفر کو عبد اللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب دان تھے کہ کسی کے بیان کئے بغیر معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابو جعفر نے مجھ سے عبد اللہ بن حسن کو دریافت کیا میں نے اسے وہی کہہ دیا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اس پر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کروں۔

## منصور سے متعلق سلیمان بن علی کی رائے

محمد بن اسمعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا کہ اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو۔ سلیمان نے کہا کہ اللہ کی قسم گویا اس وقت میں عبد اللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں

جب کے ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے، انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری کو عبداللہ کی اولاد اس کا ایک احسان سمجھتی تھی۔

ابو جعفر نے اعرابی غلام خریدے ان میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا اور دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں اور انھیں مدینہ کے علاقے میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا ان میں سے ہر شخص پانی کے چشمے پر رگیر اور کم کردہ راہ کی طرح آتا تھا۔ یہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔

## عقبہ بن سلم کا رسوخ

محمد بن عباس حبیب المہلسی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المؤمنین کے مولیٰ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المؤمنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا۔ سندھ سے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابو جعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکان خود دربار سے اٹھ کر چلے گئے تو انھوں نے عقبہ کو اپنے پاس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المؤمنین کا ایک فوجی اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں۔ انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع، پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت نکلتی ہے۔ میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جس کا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لئے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا۔ ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں بہت ترقی دوں گا۔ اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المؤمنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اسے پورا کر سکوں گا۔ فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں دن فلاں وقت میرے پاس آنا۔

## منصور کا عقبہ کو ایک اہم کام کیلئے بھیجنا

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا۔ منصور نے کہا میرے دو ہیالی رشتہ دار میری حکومت و خلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اس کا خاتمہ کر دیں۔ خراسان کے فلاں گاؤں میں ان کے طرفداروں کی ایک جماعت ہے جن کا اس سے رابطہ ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات و زکوٰۃ کی آمدنی نیز ان کے علاقوں کے میوے ہدیہ کے طور پر بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لیکر اپنی ہیئت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انھیں پر رکھو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی۔ اور اس طرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا۔ تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکسار و عاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تمہیں نکال دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا۔ تو تم



خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تمہیں اس کے دلی کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

### منصور کو اپنے باغیوں کا علم

یہ شخص جعلی خط لیکر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اس کا خط اور تحائف قبول کر لئے اور اب اس سے بے تکلف ہو گیا۔ عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اس نے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہوزبانی جا کر ان لوگوں سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں، عقبہ نے یہ بات آ کر ابو جعفر سے بیان کر دی ابو جعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ ہجری میں امیر حج بنا کر مکے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انہیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو ان کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

### عبداللہ کے بیٹوں کا فضل سے نہ ملنا

فضل مدینہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا گیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے ملنے نہ آئے یہ خاموش ہو رہا۔ جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آ رہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کیلئے نہیں آئے اس نے کہا بخدا ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی بری نیت نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بے حد دلدادہ اور ہر وقت اسی منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

### فضل کے دودھ پینے کا واقعہ

یہ جواب سکر فضل خاموش ہو گیا اور اس چوہرے پر آ کر بیٹھا جو اس کے لئے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا کہ وہ جانوروں کو اسکے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ اس نے ایک بڑے پیالہ میں دودھ دوہ کر اس میں شہد ملایا اور اسے لیکر چوہرے پر چڑھا عبداللہ نے اسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلاؤ اس کی طرف بڑھا جب اسکے قریب پہنچا فضل سے سختی سے اسے جھڑکا کہ دور ہٹ چرواہا پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا لپکا اور خود اس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اس نے پیالہ لیکر پی لیا۔

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبید اللہ کا میرنشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اسے محمد کی تلاش سے روکتا

رہتا تھا۔ عبدالعزیز سعد نے اس کی شکایت ابو جعفر کو لکھ کر بھیجی انھوں نے اسے وہاں سے بلایا زیاد نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن علی اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اسے ابو جعفر کی گرفت سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آیا۔

## محمد کی جماعت حراست میں

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ساتھ چھپ کر بصرے آیا یہ جماعت عبدالرحمن بن عثمان بن الرحمن بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمن نے اسے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس ٹھہرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو۔ محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمن نے کہا تو اس طرح میں تمہیں نہیں ٹھہرا سکتا۔ بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ اپنے لئے دعوت دیتا تھا ابو جعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرہ میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا۔ تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن شیبہ اللہبی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر ٹھہرا ہوا۔ ان کے نو جوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر ان کے ایک معمر شخص نے اسی نو جوان کے ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اس نے ایک بوڑھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اور کہا کہ اس بوڑھے کو دیکھتے ہو اس کا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آ کر اترتا تھا۔ اس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اس کے پیدا ہوا۔ جس کی اب یہ عمر ہو گئی ہے نہ ہم اس کے نام سے واقف ہیں نہ اس کے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ سے اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

## ابو جعفر کا بغاوت کی تحقیق کرنا

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آ کر عبداللہ بن شیبان جو (بنی مرہ عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس ٹھہرا۔ چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد ابو جعفر کو اسکے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس ٹھہرے۔ ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ ان سے جا کر ملے پہلے تو اس نے انکار کیا مگر آخر کار ہماری بات پیش گئی۔ اور وہ ابو جعفر سے جا کر ملا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ اتنے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اس نے کہا کوئی نہیں، ابو جعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں۔ عمر نے کہا بہتر ہے ابو جعفر واپس چلے گئے۔

ابو جعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے اس نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے

اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ انکی طرف توجہ کروں یا انکو کوئی خدمت دوں۔

ایوب القزازی راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے۔ میں نے پوچھا یہ آپ نے کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تیس ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو پورا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابو جعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے وہاں سے مدینہ آ گئے۔

## ابو جعفر اور عبداللہ کے درمیان تلخ کلامی

جب زیاد نے ابو جعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابو جعفر نے اسے مدینہ کی گورنری پر بحال رکھا حسن بن زید کو ان پتہ چلتا تھا۔ تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابو جعفر کو ان کے مقام کی خبر دیتا ابو جعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اسکے بیان کو سچ سمجھتے رہے۔ ۱۴۰ ہجری تک یہی حال رہا اس حال میں وہ خود حج کرنے گئے انھوں نے خاص طور پر آل ابی طالب میں بہت سی رقم تقسیم کی۔ عبداللہ کو بلایا انھوں نے اس کے دو بیٹوں کے بارے میں پوچھا اس نے اپنی بے خبری ظاہر کی اس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ ابو جعفر نے اس پر کم نسی کا عیب لگایا۔ اس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہ بنت رسول ﷺ کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین یا ام اسحاق بن طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ خبر یا بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مستب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا۔ اور عرض کیا امیر المؤمنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ مگر زیاد بن عبید اللہ نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور امیر المؤمنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجئے اور میں انکے دونوں بیٹوں کا کھوج نکالتا ہوں اور ان کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی خلاصی ہوئی۔

خرین الدلیلی ان دو شعروں میں جریار کے نسب کی وجہ سے عبداللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے۔

لعلک بالجریاء ولجاکتم

تفاخرام الفضل دانتہ ہشرح

ومامنہا الاحصان نجینہ

لہا حسب فی قومہا متر حج



شاید کہ تو جرباء اور حکا کہ کی بنا پر ام الفضل اور شرح کی بیٹی کے مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں عورتیں عصمت دار شریف زادیاں تھیں اور ان کی قوم میں ان کا حسب با وقعت تھا۔

## عبداللہ بن حسن کی گرفتاری

مروی ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابو جعفر کو اطلاع دی کہ میں بھی حج کے لئے جا رہا ہوں انھوں نے اس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں گا تو حسن کے بیٹے میری ملاقات کیلئے آئیں گے۔ ان میں عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اس وقت اسکی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اسے جگہ دوں گا پھر کھانا منگواؤں گا۔ جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اس وقت میں تمہیں آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اسکے روبرو آ کر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمہاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اس کے پیچھے ہو جانا اور اپنے پاؤں کے انگٹھوں سے اسکی پیٹھ میں ٹھونس دینا تاکہ وہ تمہیں اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اسکے سامنے نہ آنا۔

ابو جعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے حسن کے بیٹے ان سے آ کر ملے انھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوا یا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھ سے اس بات کا حتمی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے۔ عبداللہ نے کہا امیر المؤمنین میں اپنے اس وعدہ پر قائم ہوں اب ابو جعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا۔ عبداللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اٹھایا اب عقبہ اسکی پشت پر آ کر کھڑا ہوا اس نے اپنی انگلیوں سے اسے ٹھونس دیا۔ عبداللہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دو چار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابو جعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا۔ مگر انھوں نے کہا اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو اللہ مجھے معاف نہ کرے گا اس کے بعد اس نے اسے قید کر دینے کا حکم دیا۔

صالح صاحب المصطفیٰ راوی ہے کہ میں ابو جعفر کے سرانے کھڑا تھا اور وہ قبلہ رو بیٹھے انگلی بھی کے سامنے کھانا کھا رہے تھے اس وقت دسترخوان پر ان کے ساتھ عبداللہ بن حسن، ابوالکرام اور کچھ عباسی شریک تھے ابو جعفر نے عبداللہ بن حسن کو خطاب کیا۔ اے ابو محمد میں دیکھتا ہوں کہ محمد اور ابراہیم میرے پاس آنے سے گھبراتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا کریں۔ مجھ سے اپنے تعلقات بڑھا میں تاکہ میں انکو انعام و اکرام دوں اور اپنے میں شامل کر لوں عبداللہ بہت دیر تک تو سر جھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کر اس نے کہا امیر المؤمنین آپ کو اختیار ہے میرا تو ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں وہ میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ ابو جعفر کہنے لگے اے ابو محمد ایسا نہ کرو ان دونوں کو تم خط لکھو اور کسی ایسے شخص کے ہاتھ وہ خط ان کو بھیج دو جو اسے پہنچا دے۔ عبداللہ سے گفتگو میں مصروفیت کی وجہ سے ابو جعفر آج اپنا کھانا پورا نہ کھا سکے عبید اللہ قسم کھاتا رہا کہ اسے ان کی کچھ خبر نہیں ہے اور ابو جعفر برابر اصرار کرتے رہے کہ تم ایسا نہ کرو۔

محمد ابو جعفر سے اس لئے بھاگتا پھرتا تھا کہ معتزلہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابو جعفر نے مکہ میں اس کی

بیعت کی تھی۔

عباس بن محمد بن علی بن عبید اللہ بن عباس راوی ہے کہ جب ابو جعفر ۱۲۰ھ ہجری میں حج کے لئے گئے تو عبد اللہ اور حسن، حسن کے بیٹے ان سے ملنے آئے اس وقت انکے پاس یہ دونوں تھے اور میں تھا۔ ابو جعفر اس وقت ایک خط پڑھ رہے تھے اتنے میں مہدی نے کوئی بات کہی اور اسے غلط ادا کیا۔ اس پر عبد اللہ نے کہا امیر المؤمنین آپ کیوں اسے کسی استاد کے حوالے نہیں کرتے کہ وہ اسکی زبان درست کر دے یہ تو ایسی غلطی ہے کہ لڑکیاں ایسی غلطی کرتی ہیں میں نے عبد اللہ کو اشارے سے منع بھی کیا مگر وہ اپنے کہنے سے باز نہ رہا۔ اور پھر اس نے اس بات کو دہرایا اسی سے ابو جعفر ناراض ہو گئے۔ انھوں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادے کہاں ہیں اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ابو جعفر نے کہا تمہیں پیش کرنا پڑے گا وہ کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوں تب بھی میں ان کو تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔ ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ اسے قید کر دو۔

## عبد اللہ کا ایک شعر

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ عبد اللہ نے ابو جعفر کے سامنے یہ شعر پڑھا

الوتر حوشياً امسى يُنبى. بيوتاً نفعها لبنى بقليلہ

(ترجمہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ حوشب ایسے مکانات بنا رہا ہے جسکا

نفع صرف بنی بقلیہ کو ہوگا۔

یہ شعر ابو جعفر نے کبھی بھولنے نہ دیا قید کرنے کے بعد انھوں نے عبد اللہ کو یہ شعر یاد دلایا اور کہا جب کے متعلق تم نے کہا تھا وہ تمہارا سب سے بڑا حامی اور محسن تھا۔

ابو حنین کہتا ہے کہ قید کی حالت میں عبد اللہ سے ملا اس نے پوچھا آج کی خبر کیا ہے میں نے کہا تمہاری جائداد اور املاک اور لونڈی غلاموں کے بیچنے کا حکم دیا گیا ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ انکا کوئی گاہک کھڑا ہو۔ عبد اللہ کہنے لگا ابو حنین اس بات کو جانے دو۔ اللہ کی قسم آج مجھے اور میری بیبیوں کو بھی لونڈی غلاموں کی طرح فروخت کیا گیا تو ہمارے خریدنے والے بھی پیدا ہو جائیں گے۔

ابو جعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبد اللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابو ہبار المزنی راوی ہے کہ جب ۱۲۰ھ ہجری میں ابو جعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے بیٹے روپوش تھے۔ مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابو جعفر کو قتل کر دینا چاہا۔ اشتر عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ نے ان سے کہا میں اس کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ مگر محمد نے اسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ جب تک ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں۔ تم اسے اچانک قتل نہ کرو اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابو جعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوج بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابو جعفر کے سامنے آیا اور اس نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی۔ ابو جعفر نے اسے خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس کے کچھ ساتھی پکڑ لئے گئے۔ اس کا ایک غلام جس کے پاس

تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بیچ کر نکل گئے یہ اس رقم کو لیکر محمد سے جاملہ محمد نے وہ رقم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دی

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لئے اونٹ خریدے ان کو سفر کے لئے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لیکر چلا اور مدینہ تک اسے پہنچا دیا۔ جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابو جعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر ان کی دسترس ہوئی قتل کر دیا۔

## عجیب واقعہ

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبید اللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابو جعفر مدینہ میں تھے۔ زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا امیر المؤمنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری محل کو چھوڑ کر ان دنوں محلہ بلاط میں واقع اپنے مکان میں سکونت پزیر تھا) رات کے وقت امیر المؤمنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹ کھٹایا اس وقت سوائے پاجامے کے علاوہ اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا۔ میں اسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خوابگاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جا کر بیدار کیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ چاہے یہ مکان کے اس بیرونی حصے کو گرا دیں تب بھی تم لوگ ایک بات ان سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹکانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے۔ اور اب انھوں نے ایک تھوڑی دیر انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو پوری زندگی میں ایک یا دو ہی مرتبہ میں ان کے پاس رہے ہوں اور اب ان لوہے کے گرزوں سے انھوں نے دروازہ پٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آئے۔ اور اس مرتبہ تو انھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اُس پر کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں انکے پاس گیا انھوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا وہ تو مجھ کو کندھوں پر لا کر لے چلے۔ میں انکے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے۔ اسی طرح وہ مجھے قبہ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبہ کے دروازے کا پردہ اٹھا کر مجھے اندر کر دیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

میں نے اندر آ کر دیکھا کہ قبہ کے ہر طرف چراغ روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمت گار کھڑا ہوا ہے اور ابو جعفر اپنے تلوار کے گتکے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جس کے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلیٰ، سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں۔ ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں ہیں۔ میں اسی طرح خاموش کھڑا ہوا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس



سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگا اے فاحشہ کے بیٹے بتا محمد اور ابراہیم کہاں ہیں اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گر زکو پکتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے محمد اور ابراہیم کہاں ہیں اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔

میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجئے کہا! کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے ان کو اپنے سے متفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں رقم تقسیم کرنے بھیجا تھا اس نے قادیسیہ پہنچ کر ایک چھری نکالی اور اسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المؤمنین نے محمد ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں انکو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو۔ میں وہاں سے پلٹ آیا۔

## ابو جعفر کے قتل کی سازش

نصر بن قادم بن محول الحناطیین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابو جعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اس کی جماعت مکہ میں تھی۔ عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مردہ کے درمیان ابو جعفر کو قتل کر دوں۔ عبد اللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی انھوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا کام نہ کرنا، ابو جعفر کا ایک فوجی دربار خالد بن حسان تھا جسے ابو العسا کر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا سردار تھا اس نے عبدویہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابو جعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاروی اور تم یہاں مکے میں کس ارادے سے مقیم ہو۔ اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے ابو جعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے۔ اس نے کہا ہمیں عبد اللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی انکو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انھیں کچھ سمجھائی نہیں دیا۔

## محمد کی گرفتاری کی ناکام کوشش

حارث بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ کے قید کر دینے کے بعد ابو جعفر نے اسکے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لئے بہت کوشش کی شیعوں کی طرف سے محمد کے نام ایک جعلی خط لکھا ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں نے اپنی طاعت اور خروج کے لئے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا۔ نیز انھوں نے اسی جاسوسی کے ساتھ بہت بھاری رقم اور تحائف بھی کر دیئے۔ یہ شخص مدینہ آ کر عبد اللہ بن حسن سے ملا اور اس سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہنیہ کے کوہستان میں ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہے وہ انگریزوں سے بڑے جراتور ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پزیر ہیں وہ تمہیں محمد کا پتہ بتا دیں گے، یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اس نے محمد تک اسکی رہنمائی کر دی۔

ابو جعفر کا ایک پوشیدہ کاتب تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبد اللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اس کے بھیجے

جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اس کا خط پڑھ کر عبداللہ بہت گھبرایا انھوں نے ابوہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے۔ ابوہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمد کے پاس بھیج دیا ہے ابوہبار کہتا ہے کہ اب میں محمد کے پاس اس کے مقام پر پہنچا۔ محمد ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی، شجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوسی بیٹھے تھے اسی کی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ مگر مجھے دیکھتے ہی کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے میں بھی دوستوں کی اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔

اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا۔ اور علیحدگی میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے ایک پر عمل کرو اس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لیجاؤ۔ محمد نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہا نصیب ہے کہ ہم اس طرح اسے ساتھ لئے پھریں محمد نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے قید کر کے بنی جہنیہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجئے۔ اس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی کرتا ہوں اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی دوران وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا۔ ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا، انھوں نے کہا اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گر دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ چلا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔

## جاسوس ناکام واپس لوٹ آیا

دوسری طرف وہ جاسوس بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے ساتھ اونٹوں پر سامان تھا اس نے انھیں سے ایک سے کہا تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھالو۔ اس طرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر روپیہ معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔ مدینہ سے وہ شخص ابو جعفر کے پاس آیا۔ انھیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابوہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اس کے بجائے اس نے دبر کہہ دیا، ابو جعفر نے دبر الحزنی کی تلاشی کرائی۔ چنانچہ ایک شخص دبر نامی اس کے پاس بھیج دیا گیا۔ انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے قسم کھا کر کہا میں ان واقعات سے بالکل ناواقف ہوں ابو جعفر کے حکم سے سات سو درے اسکے لگے اور اسے قید کر دیا گیا۔ یہ شخص ابو جعفر کے انتقال تک

قید میں رہا۔

## محمد کے متعلق خبریں ابو جعفر کے پاس

ابو جعفر نے اب محمد کی تلاش میں بہت زیادہ کوششیں شروع کی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اسے پورا کرو، ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اسکے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ اور اس نے وعدہ امان دیکر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اس کا وعدہ کر لیا زیاد صبح اندھیرے میں سوار ہوا۔ اور اس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملونگا چنانچہ اسی مقام پر یہ دونوں ملے۔ محمد اس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اسکے پاس کھڑے ہو کر بازار والوں سے کہا دیکھ لو یہ محمد بن عبد اللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اس نے محمد سے کہا اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہو گیا۔ اس واقع کے متواتر خبریں ابو جعفر کو ملتی رہیں۔

ایک دن ابراہیم بن عبد اللہ زیاد سے ملنے گیا اس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اسے چھو کر محسوس کیا اور کہنے لگا اے ابواسحق کیا مجھ سے بھی بدگمان ہو۔ بخدا میں تمہارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کروں گا۔ عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کر کے محمد کو بازار میں لیکر آیا اسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کئے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

## زیاد کی گرفتاری

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابو جعفر کو پہنچیں تو انھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دیکر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اسے دیئے اور ہدایت کی کہ جب تک وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے۔ اس نے حکم کے مطابق اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز المطلب بن عبد اللہ کی ولایت مدینہ کا عہد لکھا ہوا تھا جو زیاد بن عبید اللہ کے قاضی تھے۔ زیاد کو بیڑیاں پہنادی گئیں اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اسکی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کر لیا گیا۔ نیز اسکے مقرر کردہ اعمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابو جعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابوالازہر ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱ھ ہجری میں مدینہ آیا زیاد اس وقت سواری میں تھا ابوالازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیئے گیا ہے ہر کاروں نے جا کر ابوالازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آ کر مروان کے مکان میں آ بیٹھا۔ ابوالازہر نے اسکے پاس جا کر ابو جعفر کے خط کا ایک تہائی حصہ حوالے کیا جسمیں اسے بے چوں چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بسر و چشم تعمیل کا اقرار کیا۔ اور اس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابوالازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب کو بلا بھیجو اس کے آنے کے بعد ابوالازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں ہدایت دی گئی تھی کہ تم ابوالازہر کی ہدایت پر عمل کرو۔ عبدالعزیز نے کسی پس و پیش کے بغیر اسکے لئے آمادگی ظاہر کی اسکے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا۔ جس میں اسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا



جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اب اسے عبدالعزیز کو اس کا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابویحییٰ کی مشکلیں بندھو دو۔ چنانچہ زیاد کے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا، سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اس کے تمام عامل بھی گرفتار کر کے اس کے ساتھ پابجولاں ابو جعفر کے پاس بھیج دیئے گئے۔ جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گزرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہلکاروں اور عہداروں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر قربان ہوا اگر ابو جعفر تمہیں اس طرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پروا نہ رہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محل کے نیچے چل رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے علاوہ مجھے اپنا کوئی قصور نظر نہیں آتا عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہو اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا اور اسکے بہانے سے پہلو تہی کی۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابو جعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابو جعفر نے مہوت اور ابن ابی عاصہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مہوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا۔

أَكْلَفُ ذَنْبٍ قَوْمٌ لَسْتُ مِنْهُمْ  
وَمَا جَنَّتِ الشَّمَالُ عَلَى الْيَمِ

ابولازہر سے ایک شخص کا لپٹنا

عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابو جعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبید اللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابو جعفر ابولازہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لئے بھیجا تھا ہم اسکے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابولازہر کے ساتھ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔ ابولازہر نے کہا دور رہو اس نے کہا اس میں امیر المؤمنین کی بھلائی ہے ابولازہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس حادثہ میں بہت زیادہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا۔ ابولازہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذار ویران راستہ آیا تو ابولازہر نے اپنی تلوار سے اسکے پیٹ میں زور سے ایک ٹھونس دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا مدینہ کا گورنر بننا اور معزولی۔

زیاد کے بعد ابو جعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں پوری کوشش کرے اور یہ بھی اجازت دیدی کہ اس کام کے لئے جس قدر رقم چاہئے خرچ کرے یہ مسلسل منزلیں طے کر کے ماہِ رجب ۱۴۱ھ ہجری کے شروع میں مدینہ آیا۔ اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے شقرہ سے آ کر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف

دوراتوں کی مسافت پر واقع ہے۔ اسکے بحیثیت گورنر آنے کی مدینہ والوں کی اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے۔

اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مدد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دار الخلافہ کو بھیجے انہیں اکثر خرچ اس مدد میں بتایا گیا۔ مگر اس قدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی۔ تو اب ابو جعفر نے اسے بلا وجہ کی مشقت خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے اسے محمد بن خالد پر شبہ ہو گیا ابو جعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ چلا دے انہوں نے رباع الغاضری مسخرے سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لئے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی۔ اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدیداروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی، قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں اس دوران اسکے ہر کارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے۔ لیکن اس کا کوئی پتہ نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اسکے عہدیداروں کو دوسرا فریق رشوت دیکر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدیداروں کو چیک لکھ کر دیئے تھے۔ مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابو جعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انہوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی گورنری سے علیحدہ کر دیا۔

### ابوالعلاء سے مشورہ

ابن قہر راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابو جعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انہوں نے ابوالعلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا۔ اور انکی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لئے آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجئے وہ بہلا وہ دیکر ان دونوں کی تلاش کرے گا۔ اور میں مکمل یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا۔ انہوں نے کہا تمہاری رائے درست ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا۔ البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اسکو سرانجام کر دے گا۔

### ریاح مدینہ کا گورنر بن گیا

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابو جعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لئے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اسید السلمی نظر آیا ابو جعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب آدمی بتاؤ میں اسے دولت مند بناؤں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یعنی عربوں کے سردار یعنی ابوالقسری کو اس کے حوالے کر دوں۔ تاکہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے کہ ایک ایک شخص میرے سامنے ہے۔ ابو جعفر نے پوچھا

کون، اس نے کہا رباح بن عثمان بن حیان الٹری ابو جعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ سواری سے واپس آ کر انھوں نے بہت تیز رفتار اونٹنیاں ان کا سامان اور کجاوے منگوائے اور اب ان کو سفر کے لئے تیار کیا گیا، عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے۔ رباح کو بلایا اس سے عبد اللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیاد اور قسری سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اسی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور حکم دیا کہ فوراً اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنی حکومت کی جگہ پر چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ۔ رباح پے درپے منزلیں طے کرتا ہوا۔ ۲۳، رمضان ۱۴۴ھ ہجری کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کے معاملہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابو جعفر اسکی وجہ سے سخت متردد رہنے لگے۔ اس زمانے میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے انکے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی۔ اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں رباح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں۔ انھوں نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور انکے معاملہ میں پہلے گورنروں نے سستی سے کام لیا ہے۔ اگر امیر المؤمنین مجھے مدینہ کا گورنر بنادیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ انکو پکڑ لوں گا اور سامنے لے آؤں گا۔ میں نے امیر المؤمنین سے جا کر یہ بات کہی انھوں نے اسی وقت اسکی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اسوقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبد العزیز بیان کرتا ہے کہ رباح مروان کے محل میں پہنچ کر جب اسکے چہو ترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ساتھیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں کہنے لگا یہ بھی عجیب محل ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں کوچ کرنے والوں میں ہونگے۔

زہیر بن المنذر عبد الرحمن بن العوام کو مولیٰ بیان کرتا ہے کہ رباح کے ساتھ ابو البختری نامی ایک دربان بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا۔ اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھے کہا کہ رباح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا یہ محل بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر ٹھہرا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبد اللہ اسی محل کی ایک کوٹھڑی میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا۔ جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا۔ تو جب اور لوگ اسے ملاقات کر کے چلے گئے تو رباح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں۔

چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے۔ عبد اللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ امیر المؤمنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے۔ جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکالوں گا۔ اس پر اس نے سراٹھایا اور کہنے لگا ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلی آنکھوں والا قیسی ہے جو اس معاملہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا



جائے گا۔

ابو البختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اسکی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ اور اس کے دونو پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اس سے کہا آپ اسکی بات کی طرف توجہ نہ کیجئے یہ غیب سے واقف نہیں کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اس نے جو کچھ اس وقت کیا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سنا کر کہا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

## مدینہ کے منشی کا قتل

رباح نے مدینہ آ کر قسری کو طلب کیا اور اس سے سرکاری رقم کا حساب مانگا۔ اس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے سرکاری خزانے کے حساب سے یہ مجھ سے زیادہ واقف ہے اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اس کے بعد رباح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے۔

## رزام پر ہونے والے مظالم

پھر اس نے اسکے منشی رزام کو جو اسکا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اس پر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے۔ اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اسے مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دیدے مگر اس سے اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا۔ ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کو تو ال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اسکے دونوں پیروں سے لیکر کانوں تک زخم ہی زخم ہے۔ عمر نے اس سے کہا کہ آج تمہاری پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں رہی جہاں تم کوڑے لگا سکو۔ کیونکہ ہر حصہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگالو۔ اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور اس پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

رباح کے آدمی مسلسل اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دیدے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے۔ اس نے رباح کی طرف پیغام بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں رباح نے مارکی ممانعت کر دی۔ اور پھر اس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لیکر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو۔ شام کے وقت رباح نے پھر اپنا آدمی اسکے پاس بھیجا۔ اور اسے بلایا رزام اسکے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ رباح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں۔ جس میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ رباح نے حکم دیا کہ اسے ایک سو ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں۔ چنانچہ اب ۱۰۰ کوڑے اسے مارے گئے

اور پھر اسے جیل میں بھیج دیا گیا۔

## آسمانی آئینہ کے ذریعہ محمد کی تلاش

عبید اللہ بن محمد بن عمر علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم کو جنت سے اتار کر جیل ابوقیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح زمین ان کے سامنے لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لئے ہے آدم نے کہا اے میرے پروردگار میں کس طرح جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے اللہ نے ان کے لئے ستارے ظاہر کئے اور کہا کہ جب تم کو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے۔ اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت آدم تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لئے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے۔

ان کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اس آئینہ پر قبضہ کر کے اسے توڑ ڈالا اور اس پر سبز زمین مشرق میں ایک شہر جابر نام بسایا۔ حضرت سلیمان نے جب اس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا آپ نے اسے بلا کر اس آئینہ کے بارے میں پوچھا اس نے کہا وہ شہر جابر کی بنیادوں میں موجود ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اسے لیکر آؤ اس نے کہا مگر ان بنیادوں کو کون گرا سکے گا لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ شیطان سے کہے کہ تو ہی یہ کام بھی کر۔ چنانچہ وہ شیطان اس آئینہ کو حضرت سلیمان کے پاس لے آیا حضرت سلیمان نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اسکے چاروں طرف تسمے باندھے اب اسمیں تمام جہان کی سیر کرنے لگے۔

آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیطین اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے لے گئے اس کا ایک ٹکڑا بیچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں بطور رواشت ہوتا ہوا۔ قبیلہ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اسے مروان بن محمد کے پاس لایا اس نے اس سے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اس میں اسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے۔ مروان نے اسے پھینک دیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کر دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک باندی کو دیدیا اس نے اسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھڑی میں ڈال کر اسے تالا لگا دیا۔ ابو جعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور مل گیا ابو جعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں انھوں نے محمد بن عبد اللہ کو دیکھا اور رباح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں اسکی تلاش کرو مگر چونکہ ابو جعفر کے کیسی خاص آدمی نے محمد کو یہ بات لکھ دی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔

اسی دوران ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسی کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابو جعفر نے رباح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں

پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں رباح نے ایسے مقام پر بھی اسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انھوں نے رباح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور تارگول ہوتا ہے رباح نے پڑھکر کہا یہ تو کوہ رضوی ہے چنانچہ اب اس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابوصفوان نصر بن قدید نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

## محمد کے بچے کی ہلاکت کا واقعہ

حارث بن اسحق راوی ہے۔ رباح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کو ہستان جھینہ کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام بیع کے علاقہ میں واقع ہے رباح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجعفی (از بنی حشم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا۔ اور اسے محمد کی تلاش کی ہدایت کی اسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ ایک سوار لشکر اور پیدل سپاہ لیکر اس کی تلاش میں چلا محمد کو اسکے آنے کی اطلاع ہو گئی وہ تو بڑی تیزی سے نکل بھاگا۔ مگر اس کا ایک بالکل کم سن بچہ جو اسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اسکی لڑکی لئے ہوئے تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا عمرو بن عثمان بے مقصد حاصل کئے بغیر واپس آ گیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اسے اس کا سخت صدمہ ہوا۔

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اس وقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد باندی ساتھ تھی میرا ایک شیر خوار بچہ اس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولیٰ ابن سیوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آگھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا میری باندی بھی بھاگی وہ بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہو گیا۔

اس بیان کا ناقل عبید اللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اس سے پوچھا تمہیں اس شیر خوار بچے کا واقعہ یاد ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں محمد نے اسے قید کر دیا اور محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

## رباح محمد کے قریب پہنچ گیا

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی خره میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اتر آتا تھا اتنے میں رباح دستہ لیکر آ پہنچا میں ایک کنویں کی طرف مڑ گیا اس کے دونوں کناروں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھ کر رباح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا بھلا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کس قدر وسیع ظرف تھا۔

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ رباح نے جان بوجھ کر محمد کو بیچ کر نکل جانے دیا۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لے جاؤ وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے میں صبح کی نماز پڑھ کر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اس وقت محمد نے ایک موٹی قمیص پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ جب ہم اسکی قیام گاہ



سے نکل کر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے رباح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوں نظر آیا میں نے اس کہا غضب ہو گیا رباح آ رہا ہے محمد نے بے پرواہی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اسے پشت پھیر کر بیٹھ گیا۔ اور اپنی چارو کا انچل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا۔ جب رباح اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھ کر شرمائی ہوئی ہے اور اس نے گھونٹ کر لیا ہے میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا رباح آیا۔ اور اس نے مسجد پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا۔ اسکے بعد محمد مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

## اولاد حسن کی گرفتاری

اپنے ظاہر ہونے تک محمد برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا، جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اس قدر دیر لگی تو وہ چڑھ گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا۔ اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابو جعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف حسن کے بیٹے آزاد پھر رہے ہیں۔ حالانکہ بخدا ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے دلوں میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابو جعفر نے اسکے بعد عبدالعزیز کو بلا کر پوچھا تمہیں کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے کہا فلیج بن سلیمان نے، چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد ابو جعفر کا جاسوس اور حاکم کے صدقات تھا انھوں نے فلیج بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابو جعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔

ابو جعفر نے رباح کو حکم دیا کہ تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس مقصد کے لئے انھوں نے ابو الازہر المھری کو مدینہ بھیجا۔ انھوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا۔ حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا چھوڑ دیا تھا۔ اور اس پر ابو جعفر کہتے تھے کہ ایسی ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

رباح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو، حسن بن جعفر بن حسن بن حسن کو، داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو، ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹوں محمد، اسمعیل اسحاق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو گرفتار کر لیا۔ آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اسکی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر عبید اللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لئے اسے چھوڑ دیں اسے لپٹا کر پیار کر لوں سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کہا تم زندہ نہ رہو گی نیز انھوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابو جعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کو بھی قید کر دیا۔

## ریاح کی بدزبانی

اب رباح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک

دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق بیعت توڑنے والے جنگ کا فتنہ برپا کرنے والے مفسد ہیں۔ پھر ابو عبدہ پوتی انکی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں۔ اسے سن کر سب لوگوں نے اظہار تعجب و حیرت کے لئے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا۔ اس پر اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے تم نے ہمیں اس کے لئے مجبور کر دیا۔ اللہ تمہیں ذلیل و خوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور مکاری کی شکایت لکھتا ہوں۔ اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر شرعی حد جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکراٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور مروان کے محل میں گھس کر اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا۔ تمام لوگ مسجد سے نکل کر اس کے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

### علی بن محمد کی گرفتاری

مذکورہ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، مصر کے گورنر کو اس کا پتہ چل گیا۔ علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابو جعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا۔ جن لوگوں کے نام اس نے ابو جعفر کو بتائے تھے اس میں عبد الرحمن بن ابی المولیٰ اور ابو حسنین بھی تھے ابو جعفر نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ابو حسنین کو سو کوڑے لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اس وقت اپنے اونٹوں کو چارا کھلا رہا تھا، حسن اسے کہنے لگا کہ عبد اللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو۔ اے غلام اسکی رسی کھول دو غلام نے انکو چھوڑ دیا پھر اس نے انھیں واپس لانے کے لئے آواز بھی دی۔ مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبد اللہ بن محمد عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں رباح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آ کر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں۔ میرے چچا عمر بن محمد نے مجھے کہا کہ ذرا اندر جا کر دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے، ان کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہا اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں۔

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ رباح کا یہ معمول تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم اس سے کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے۔ ایک دن میں اسکے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے اس وقت ایک شخص توڑے سے منہ چھپائے سامنے آیا۔ رباح نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا آپ کیوں آئے اور کیا چاہتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجئے اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن ہے۔ رباح کہنے لگا میں یہ بات

امیر المؤمنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمھارا لحاظ کریں گے، اس نے اسے بھی قید کر دیا۔  
سعید بن ناثرہ، جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابو جعفر ہی کی قید میں اس کا انتقال ہوا۔

موسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی۔ اس پر میرے باپ عبد اللہ بن حسن نے رباح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجئے۔ رباح نے اسے منظور کر لیا میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے جب قید بہت طویل ہو گئی۔ تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں رکھ دوں شاید اسی طرح انھیں رہائی نصیب ہو۔

ان کی ماں نے یہ کہا کہ اپنی ہیبت بدل کر پرانے چھترے گڈر سے پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اسکے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لئے بھلائی کریگا۔ تم جا کر اس سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومت کے لئے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے۔ ہمارے مصائب کی درستگی اللہ کے ہاتھ میں ہے، ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی اب محمد اپنے ارادے پر پور طرح جم گئے۔

اس سال حسن بن حسین بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل اور اسکے اسباب حسب ذیل ہیں۔

## حضرت حسن کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل

موسیٰ بن عبد اللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابو جعفر حج کرنے گئے انھوں نے محمد بن عمران ابن ابراہیم بن محمد طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزاء کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبد اللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں۔ یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے وہ پیغام پہنچا دیا۔ اسے سن کر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اس بد بخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے۔ اس پر ابراہیم نے حسن سے کہا کہ آپ ان کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو کیوں برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھ کر واپس آ گئے ان دونوں شخصوں نے ان سے وہ پیغام کہہ دیا انھوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو خود انکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ان دونوں ساتھیوں نے یہ پیغام ابو جعفر کو پہنچا دیا اسے سن کر ابو جعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے گرویدہ کرنا چاہتے ہیں بخدا جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں



گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اسکی رائے سے پھیر دیا۔

## قیدیوں کی مدینہ سے روانگی

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے، کہ اسکے بعد اسی سلسلہ میں ابو جعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اسکی نہر کے موڑ پر آئے۔ حارث بن اسحق کہتا ہے کہ بنو حسن رباح کے پاس قید تھے کہ ابو جعفر ۱۴۴ھ ہجری میں حج کے لئے آئے رباح ربذہ آ کر ان سے ملا انھوں نے اسے واپس مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کی اولاد کو میرے پاس بھیج دو۔ نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دینا۔ کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا ان کی سب کی وادی فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب تھی۔

رباح نے اسے بھی طلب کیا یہ اس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے رباح نے مدینہ بلایا اور پھر اسکے ساتھ اور تمام بنی حسن کو لیکر ربذہ روانہ ہوا۔ جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اس نے لوہاروں کو انکی بیڑیوں اور ہتکڑیوں سمیت بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتکڑی پہنائی گئی۔ عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیڑی کے حلقے ان کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہو گئے عبداللہ نے عبداللہ نے ایک مرتبہ ان کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اس پر اس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے رباح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اسکے پیر میں بخوبی آ جائیں گے یہ اسے پہنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دیئے گئے اور اب رباح انھیں ربذہ لے چلا۔

جویریہ بن اسراروی ہے کہ جب حسن کے بیٹوں کو ابو جعفر کے پاس لے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈال دیں۔ علی بن حسن بن حسن اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ ان بیڑیوں میں ایک بہت بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا کہ ابھی تو ابتدا ہے اسی پر تم گھبرا گئے آئندہ نہ معلوم تمہاری کیا حالت ہوگی اب اس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دیئے اور وہ وزنی بیڑی اسے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

حسین بن زید بن علی بن حسین کہتا ہے جب صبح کی نماز کے لئے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے۔ ابوالازہران پر متعین ہیں اور انکو ربذہ لے جا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آ گیا اس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا۔ میں انکے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محمولوں میں بیٹھا کر لے جا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ پھر اپنے ایک غلام کو بلایا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کر دیئے جائیں تو آ کر مجھے

بتادینا تھوڑی دیر میں اس نے آ کر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے۔

جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اونی پردہ کے پیچھے جہاں سے وہ سب نظر آتے تھے۔ مگر وہ خود کھائی نہ دیتے تھے آ کر کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بیٹھایا گیا تھا اس طریقے پر اسکے تمام خاندان والے ایک ایک کر کے بیٹھائے گئے تھے ان کو دیکھ کر جعفر آبدیدہ ہو گئے۔ بلکہ ان کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابو عبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر لئے گئے تو حارث بن عامر عبدالرحمن بن حارث بن ہشام ربذہ میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا خراج کر دیا حسن بن حسن یہ سن کر قدرے تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پرزور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

ابن ابیرو محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم دیہاتیوں کے لباس میں اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اسکے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لئے اجازت مانگتے۔ مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے انکو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابو جعفر تمہیں شریف لوگوں میں زندگی بسر کرنے سے روک سکتا ہے مگر وہ تمہیں شریف لوگوں جیسی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

## عبداللہ بن عمرو پر ہونے والے مظالم

جب بنو حسن ربذہ میں تھے اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک پھولدار قمیص اور اس کے نیچے ایک باریک کپڑے کی ازار پہنے ابو جعفر کے پاس آیا جب یہ اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ تو ابو جعفر نے اسے دیوٹ کہہ کر خطاب کیا محمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے۔ ابو جعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھ سے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا۔ تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اسکے حمل کی تجھے ذرا پروا نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوٹ ہے بخدا میں تجھ پر شرعی حد جاری کرونگا۔ محمد نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اس پر میں بدستور قائم ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس تہمت سے بری ہے البتہ اس کے حاملہ ہونے پر میرا گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اس کے شوہر نے اس سے خلوت اختیار کی۔

اسکی تقریر سے ابو جعفر بہت غصہ میں آ گئے انھوں نے اسکے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ ان کی قمیص ازر پر سے پھاڑ دی گئی اور اسکی شرمگاہ کھل گئی۔ اس کے بعد ابو جعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اس کے لگے اور ان

کے بدن کا کوئی حصہ ان کی ضرب سے باقی نہیں رہا۔ اس دوران ابو جعفر بلا توقف اسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اسکے چہرے پر لگا اس پر اس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی عزت و حرمت حاصل ہے اسکا لحاظ کرنا چاہئے۔ اس بات سے ابو جعفر کو اور بھی غصہ آیا اور جلاد سے کہا اب سر پر لگاؤ، چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اور اس کے سر پر لگے۔

اس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اس کے قد کے برابر منگوایا گیا، عبداللہ بن عمرو بن عثمان لمبے قد والا تھا وہ تختہ اسکی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اسکا ہاتھ اس سے باندھا گیا اور اس طرح اسے تشہیر کے لئے نکالا گیا جب یہ ابو جعفر کے کمرہ سے نکلا تو اسکے ایک آزادہ کردہ غلام نے لپک کر اس سے آکر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اس نے کہا اللہ تمہیں اسکی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی۔ بخد میری ازار کی درزیں جن سے میرا سطر کھلا ہوا ہے وہ اس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے، چنانچہ وہ چادر اسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے قید کر دیا گیا۔

## عثمان پر مظالم

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا غلام راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا ان کے ہمراہ عثمان بھی تھا اس کا رنگ چاندی جیسا تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیئے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابو جعفر کے پاس ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثماني کہاں ہے یہ کھڑا ہوا۔ اور اندر گیا اس کے اندر جاتی ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی، اس پر ایوب بن سلمۃ المحزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابو جعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے۔ اس لئے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لئے تیار ہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو۔ ابو عثمانی باہر نکالا گیا اس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اسکی آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو کون ہے جو ابن رسول کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے۔ مگر ایک خراسانی نے اسے پانی لا کر پلایا اس کی تھوڑی دیر کے بعد ابو جعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار باہر آئے ان کی دوسری جانب دہنی شق میں ربيع بیٹھا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عبداللہ نے للکارا اے ابو جعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا، اسے سنکر ابو جعفر شرمائے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثماني ابو جعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں ابو جعفر نے اس کے منہ پر گرز سے ضرب لگائی۔



## ابو جعفر اور محمد میں تلخ کلامی

بیان کیا گیا ہے کہ محمد کے بارے میں ابو جعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر رباح نے ابو جعفر سے ایک مرتبہ کہا امیر المؤمنین اہل خراسان آپ کے شیعہ، اور انصار ہیں۔ اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں اہل شام تو علی کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے۔ مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبد اللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اسکی حمایت کے لیے گزیر نہ کرے گا۔ اس تقریر نے ابو جعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کے لئے آئے تو یہ محمد ان کے پاس آیا۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اس نے کہا میں صرف فلاں سال منی میں اس سے ملا تھا۔ ابو جعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں ابو جعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المؤمنین زبان بند کیجئے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابو جعفر نے اسے ماں کی گالی دی محمد نے کہا میرے ماں کی گالی دیتے ہو ابو جعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے اس کے بعد ابو جعفر نے اس کے منہ پر گر ز مارا۔ محمد کی بیٹی رقبہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

## عبد اللہ بن حسن کی شدید بے چینی

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن حسن کو بھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا۔ اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا۔ اس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہ گیا اسے دیکھ کر عبد اللہ بن حسن زار و قطار رونے لگے۔

## موسیٰ بن عبد اللہ پر ہونے والے مظالم

موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابو جعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیج دو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آئے گا ان کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے آپ کو اس قربانی کے لئے پیش کرنے لگے ان کو انھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا۔ اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابو جعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بیہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب مار ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بغیر چار نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا اس کے بعد میں نے کہا امیر المؤمنین بخدا اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علیحدہ

ہوں اس نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لیکر آنا۔ میں نے کہا آپ مجھے رباح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہو وہاں جاتے ہی وہ میری نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لئے جاسوس و مخبر متعین کر دے گا۔ وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا۔ اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے۔ ابو جعفر نے رباح کو لکھ دیا کہ تمہیں موسیٰ پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو، مگر اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آ کر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں ٹھہرا۔ میں کئی ماہ اسی مکان میں مقیم رہا رباح نے ابو جعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے رہ رہا ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المؤمنین پر مصائب کا نزول ہو ابو جعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ رباح نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابو جعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجئے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اسے اپنے خط میں تو ان دونوں کو یہ لکھا تھا کہ تم ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہہ دیا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس تجویز سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابو جعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ میں مدینہ آ کر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابو جعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گزر گیا اور جس مقصد کے لئے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو رباح نے ابو جعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابو جعفر نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنو حسن ربذہ روانہ ہوئے۔ ان میں علی اور عبد اللہ، حسن بن حسن بن حسن کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبد اللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے، ان کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ تھی، اور عبد اللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب عبد اللہ بن حسن کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبد اللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کاروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔ اتنے میں حسن و علی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے ہوئے عبد اللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجالائیں گے۔ عبد اللہ نے انھیں کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ مفید نہیں کر سکتے، وہ دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا دردناک قتل

ابو جعفر کے حکم سے ابوالاثر ہرنے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابو جعفر کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباچہ اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا بخدا میں تمہیں اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے شخص کو قتل نہ کیا ہوگا

ابو جعفر نے ایک چوڑے کے ستون کو درمیان میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا، یہ اس قدر حسین تھا کہ اسکی زندگی میں لوگ اسکی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

## ابراہیم اور عبداللہ کا انتقال

ابوالازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلو او میں نے امیر المؤمنین سے اس کے لئے اجازت مانگی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجا۔

قید کئے جانے والے بنی حسن کی تعداد تیرہ تھی ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل ابن ہبیرہ کے محل میں رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا جہاں اس کا انتقال ہوا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اسکی قبر بتاتے ہیں وہ اسکی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

## محمد بن عبداللہ کا قتل

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو جعفر کی قید میں تھا وہ اسکی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابو عون نے خراسان سے ابو جعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اس پر ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ بنت رسول ﷺ تھی۔

کوفہ آ کر ابو جعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں۔ انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی کا عبداللہ کے بیٹے سے نکاح کر دیا ہے اس نے کہا نہیں ابو جعفر نے پوچھا تو کیا وہ اسکی بیوی نہیں ہے اس نے کہا اس کے چچا اور اسکے خسر یعنی عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے بھی اس نکاح کو برقرار رکھا ابو جعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کئے تھے اس نے کہا میں ان پر قائم ہوں انھوں نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کی مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اسکے عطر کی خوشبو تجھ کو نہیں آتی اس نے کہا میں ان سب باتوں سے مکمل طور پر بے خبر ہوں اس کی وجہ یہ کہ چونکہ یہ تمام لوگ اس عہد اور قرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ابو جعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تمہیں معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اٹھا کر میری اطاعت اور خیر خواہی کا عہد کرو۔ اس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اسکی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے۔ جس کی میں معافی مانگوں، اس پر ابو جعفر نے اسے اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کا سر کاٹ کر خراسان بھیج دیا۔ عبداللہ بن حسن کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ الٹی بات ہے کہ اس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اسکی وجہ سے امن میں رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دور حکومت میں قتل کیا گیا۔



ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ بن حسن ابو جعفر کے مقابلے میں ظاہر ہوا تو انھوں نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اس کے ساتھ کئی آدمیوں کو بھیجا۔

نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن فاطمہ بنت رسول صلعم کا سر ہے

## عبد اللہ اور حسن کا قتل

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن جعفر بن ابرہیم سے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ منصور کو اس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمد بن عبد اللہ بن حسن کا سر خراسان ابو عون کے پاس محمد بن عبد اللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا۔ تو اہل خراسان کو اس پر شک ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس آیا تھا پھر جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابو جعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبد اللہ بن عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں رہتے تھے اور ابوالازہر کے پاس جایا کرتے تھے جب ابو جعفر اسے خط لکھتے تو اسے اس طرح شروع کرتے۔ یہ خط عبد اللہ عبد اللہ امیر المؤمنین کی طرف سے ابوالازہر اسکے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اور جب ابوالازہر انھیں لکھتا تو اسے اس طرح شروع کرتا یہ خط ابو جعفر کے نام ابوالازہر کی طرف سے جو ان کا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے، ایک دن ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ابو جعفر کا خط اس کے پاس آیا اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا۔ وہ بنی حسن کے قیدیوں کے پاس چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا۔ اے ابوالازہر میں نے اس معزور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل کرو اور جلدی اسکی بجا آوری کرو۔

شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بخدا یہ عبد اللہ بن حسن ہے دیکھو کہ اب کیا کر کے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابوالازہر ہمارے پاس آ گیا اور بیٹھ گیا کہنے لگا۔ بخدا عبد اللہ بن حسن مر گئے تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اسکے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت میں باہر آیا مجھ سے پوچھا تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں اس نے کہا اس سے بھی بڑھ کر۔ میں نے کہا بخدا وہ اس سے بھی بہتر ہے جس کی تم اتنی لمبی لمبی تعریفیں کرتے رہتے ہو ابوالازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اور ادوا حزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کیوں کی۔ اس نے کہا عبد اللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کو ٹھڑی میں داخل ہو۔ اس کے اندر جا کر میں نے عبد اللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھ کر بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس کا بدلہ لینے کے لئے کوئی بھی کھڑا ہوگا میں ضرور اس کا

ساتھ دوں گا۔ مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گزری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الحمدانی عباسی سے بیان کی کہ ابو جعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انھوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا اس خبر کو سن کر عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

## بقیہ قیدیوں کا انتقال

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان کے بقیہ قیدیوں کو زہر دیکر ختم کر دیا گیا۔ ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحاق و اسمعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے۔ اور جوان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کئے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہنے لگی ابو جعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ انھوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

## ۱۴۴ ہجری

اسی سال ابو جعفر منصور بنی حسن بن حسن بن علی کو مدینہ سے عراق لائے اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابو جعفر نے رباح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی ان سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ رباح نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مکانی کرتے رہے۔ ابو جعفر انکی سرکشی سے سخت پریشان اور غمگین تھے انھوں نے رباح کو حکم بھیجا کہ وہ انکے باپ عبداللہ بن حسن اور اسکے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو جو انکی دادی فاطمہ بنت حسین کی وجہ سے انکا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنادے اور پھر ان کو ہمارے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابو جعفر کے پاس رब्ذہ لائے گئے ابو جعفر اس سال حج کرنے آئے تھے راوی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے رباح کو میرے متعلق بھی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا، مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور رब्ذہ تک پیدل چلایا گیا میں ان لوگوں سے آ ملا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور انکے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے محل سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر ان کو کسی زین کے بغیر محمولوں میں سوار کیا گیا۔ میں اس وقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا اس

لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبد الرحمن بن ابی المولیٰ سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً ایک سو چار آدمی جہینہ مزینہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کئے گئے تھے میں نے انکو ربذہ میں دیکھا کہ ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے، راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبد اللہ بن حسن اور ان کے گھر والوں کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہو کر ابو جعفر ربذہ آئے عبد اللہ بن حسن نے ابو جعفر سے ملاقات کے لئے اجازت مانگی۔ مگر انھوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبد اللہ بن حسن نے انکو زندگی بھر نہیں دیکھا۔

اس کے بعد ان میں سے ابو جعفر نے مجھے بلایا مجھے سوار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت عیسیٰ بن علی ان کے پاس تھا مجھے دیکھ کر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جس کا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اس پر سختی کریں گے۔ یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا میں نے ابو جعفر کو سلام کیا اس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتاؤ وہ دونوں فاسق اور چھوٹے فاسق چھوٹے کے بیٹھے کہاں ہیں۔ میں نے کہا امیر المؤمنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے میں نے کہا میری بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھے چار سو کوڑے مارے گئے چونکہ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس لئے اس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اٹھا کر میرے دوسرے اعزاء کے پاس لے آیا گیا۔

اس کے بعد اس نے دیباچ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کو بلوایا جسکی بیٹی ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کی بیوی تھی، جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اس نے کہا امیر المؤمنین بخدا مجھے انکا بالکل کوئی علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا۔ مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارے جائیں چنانچہ اسے ننگا کر کے ۱۰۰ کوڑے مارے گئے اس وقت لوہے کی ہتکڑیاں بھی اس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھیں مار کے بعد اسے باہر لائے اس کی وہی قمیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بھا تھا کہ وہ قمیص اس سے چپک گئی تھی اور اتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اسکے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اسکی مرہم پٹی کی گئی۔

اب ابو جعفر نے ہم سب کو عراق لیجانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لا کر وہیں قید کر دیا گیا ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبد اللہ بن حسن نے انتقال کیا جیل کے افسر نے آ کر کہا کہ تم میں جو اس کا قریب عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن علی نے اکی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان اس کا انتقال ہوا اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقے میں اسکی تشہیر کی گئی۔ جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت خلیفہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر



محمد بن عبد اللہ ابن فاطمہ بنت رسول کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبد اللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اسکے متعلق ان کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابو جعفر کے خلاف خروج کریگا۔ اس سال سری بن عبد اللہ مکہ کا گورنر تھا، رباح بن عثمان المرمی مدینہ کا گورنر تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا گورنر تھا۔ سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا گورنر تھا۔

## آغاز ۱۲۵ ہجری

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن عبد اللہ بن حسن نے مدینہ اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے بعد بصرہ میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

### محمد بن عبد اللہ کا خروج اور اس کا قتل

#### محمد کی گرفتاری کے لئے رباح کی تیز کوششیں

ابو جعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے رباح مدینہ منورہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں ایسی تیزی دکھائی اور اسے اس قدر تنگ کر دیا کہ اس نے ظاہر ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ رباح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمد کو اس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اس کے اور اسکے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لئے طے پایا تھا تو اس نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بیشک محمد کی تلاشی بڑی شدت سی کی جا رہی تھی۔ اور اسی سلسلہ میں اس کا کمن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اس کے قریب ہی آ گئے تھے۔ مگر وہ مدینہ کے ایک کونویں میں اتر کر اپنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کونویں میں سر تک غرق ہو گیا۔ اور جسامت کی وجہ سے ان کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

حارث بن اسحق کی روایت ہے۔ تمام مدینہ میں محمد کے جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خریدنے لگے بعض لوگوں نے تو اس کے لئے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ دیئے رباح کو معلوم ہوا کہ محمد نداد آ گیا ہے وہ اپنی فوج لیکر اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا محمد اس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اس کے ساتھ خبیر بن عبد اللہ السلمي، خبیر بن عبد اللہ بن یعقوب بن عطاء عبد اللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک سقہ کو اپنی سہیلی سے کہتے سنا کہ رباح محمد کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے۔ یہ سکر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا رباح اسی دروازے کے سامنے سے گزرا مگر اسے کیا خبر تھی کہ محمد یہیں چھپا ہوا ہے یہ نداد جا کر مقصد حاصل کئے بغیر

اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا عشاء کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبد اللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے رباح کو محمد کی اطلاع دی تھی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبید اللہ بن عمرو بن ابی ذویب اور عبد الحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمد کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو بخدا ساری امت پر تمہاری ہی تاخیر اور احتیاط سخت دُوبھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔

## ایک خوفناک چخ

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے، رباح نے ہمیں بلا بھیجا میں جعفر بن محمد بن علی بن حسین، حسین بن علی بن حسین، حسین بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی، حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علی بعض دوسرے قریش کے سردار جن میں اسمعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن مغیرہ اور اسکا بیٹا خالد تھے رباح کے پاس آئے۔ ہم مروان کے محل میں اس کے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سنی کہ اور کوئی شے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہوگی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکان کے اندر سے آرہی ہے۔ اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو رباح کے متوسلین میں تھا اچھل کر اپنی تلوار پر سہارا دیکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ میری بات مانیں اور سب کو ابھی قتل کر دیں۔

علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اسی رات ہم سب ذبح کر دیئے جائیں گے۔ مگر حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت گزار ہیں۔ اب رباح اور محمد بن العزیز مجلس سے اٹھ کر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے ہم سب وہاں سے اٹھ کر عبد العزیز بن مروان کے گھر کے راستے نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے اسمعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا تم مجھے اٹھا دو چنانچہ اس نے اپنے باپ کو اٹھا کر اس برآمدے پر چڑھا دیا۔

## خروج سے نمٹنے کیلئے تیاریاں

عبد العزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب رباح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمد خروج کرے گا۔ اس نے میرے بھائی محمد بن عمران عباس بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس ان کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ساتھ میں بھی گیا عشاء کے بعد ہم اسکے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پر سی کی اس نے آہستہ آواز سے خیر کہہ دیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا اے مدینہ والو امیر المؤمنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے اللہ کی قسم اگر اس

نے خروج کر دیا تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ میرا بھائی کہنے لگا اس کا خروج ہرگز کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اس کا کفیل ہوں رباح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المؤمنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ تم اپنے خاندان کو ہر موقع کے لئے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور انکو دعوت دو۔

## محمد کا خروج

میرا بھائی جانے کے لئے تیر کی طرح اٹھا مگر رباح نے اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو بلوایا جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے اور کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار لیکر آؤ۔ ان میں سے بشر اسی وقت آ گیا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا۔ یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا ان کی کثرت دیکھ کر میں نے رباح سے آ کر کہا کہ لیجئے یہ بنی زہرہ مسلح ہو کر آ گئے ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ ہیں انھیں اندر آنے کی اجازت دیجئے رباح کہنے لگا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں ان کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا۔ البتہ ان سے کہو کہ محل کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے ان لوگوں سے آ کر کہہ دیا کہ اس نے اندر آنے کی تو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔

وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ عباس بن عبد اللہ بن الحارث لشکر کے ساتھ رات کی گرد آوری کیلئے نکلا۔ اور گھائی کی چوٹی تک جا کر اپنے مقام پر واپس آ گیا اور اس نے اپنے مکان کا دیوارہ بند کر لیا۔ بخدا میں اسی طرح ان سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دوشہ سوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ یہ دونوں عبد اللہ بن مطیع کے مکان اور محکمہ قضاء کے احاطہ کے درمیاں پانی پلانے کی جگہ آ کر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب جنگ کا فتنہ برپا ہو گیا، ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے۔ اب محمد بن عبد اللہ مداد سے دوسو ۲۵۰ آدمیوں کے ہمراہ گئے بڑھا اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اسکی آواز آہستہ ہو گئی وہ اور آگے بڑھ کر ابن حنین کے کوچہ سے باہر آیا اور بازار کے راستے سے ہوتا ہوا کھجور والوں کے محلے سے سرکی والوں ہوتا ہوا۔ جیل خانہ آیا ان دنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا، جیل کا پھانک کھول کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے۔ وہاں سے بڑھ کر جب وہ یزید اور اولیس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اس وقت ایک بھیا نک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔

ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رچیہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھ کر یہ عاتلہ بنت یزید کے مکان پر آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اب سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے ایک سعدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔



جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد نداد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر ظاہر ہوا، ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن یحیر بن خوات بن خبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبد الحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اسے اس نے اٹھالیا۔ مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبد اللہ بن یزید بن زکاة راوی ہے کہ ابراہیم بن عبد اللہ نے اپنے بھائی کو کئی دفعہ تلواریں بھیجیں وہ اس نے نداد میں رکھ دیں خروج کی رات اس نے ہمیں بلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا وہاں سے دور استے نکلتے تھے۔ ایک بطحان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو۔ چنانچہ اب ہم اسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابو عمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مدینہ رکا تو اس وقفہ میں مدینہ سے کھسک گیا اگرچہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر میرے پاس بیٹھ گیا۔ مجھے معلوم نہیں وہ کس سمت سے آیا تھا میلے چیتھڑے اس کے جسم پر اور ایک میلہ عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آ رہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے۔

میں اس سے مختلف علوم پر گفتگو کرنے لگا اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اس کے تحر علمی سے حیران ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنیکی تمہیں ضرورت نہیں میں نے کہا نہیں میں اس سے ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو اسے سنکر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا اسخرق الخفین یشکو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھر کیلے دشوار گزار سر زمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے آناً فانظر سے اوجھل ہو گیا۔

نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں ا کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے، میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا پھر مدینہ آیا مدینہ آئے ہوئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک ایسا شخص نماز پڑھ رہا ہے جس کی آواز سے میں واقف تھا نماز میں اس نے سورۃ انشا فتحنک لک فتحات مبینا تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبد اللہ بن حسن ہے جو مجھے شہر کے باہر ملا تھا۔

اسماعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا

ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک ابو عبید نامی شخص سے بیان کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسماعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابو جعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا۔ کہ یہ ان کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص مصیب کے پاس پیش کیا گیا۔ جو اس وقت ابو جعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت کا اظہار میثب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابو جعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا۔

شَرُّهُ الْخُوفُ قَادِرِي بِهِ

كَذَاكَ مِنْ لَكِيْرِهِ حَرَّ الْجَلَدِ

(ترجمہ) خوف اس کا لباس بن چکا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔

وْخُطَّةٌ ذُلٌّ نَجْعَلُ الْمَوْتَ دُونَهَا

نَقُولُ لَهَا لَلْمَوْتُ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

(ترجمہ) ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعرا سے سنا دو۔

از ہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ ہجری کے دن محمد نے خروج کیا اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات نداد میں بھر کی اور رات ہی کے وقت وہ مدینہ آیا۔ جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اس نے ریاہ اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ جمادی الثانی کے ختم ہونے پر ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے ہوئے دیکھا عمامہ سے انے اپنی دونوں کوکلیں باندھ رکھی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے پھولدار پتکے میں اس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے انھیں روکا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ بالمقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔

## قصر مروان پر حملہ

انھوں نے اکٹھا ہو کر ایک دم حملہ کر دیا مگر مدد دفاع کرنے والوں نے اس باب الخوضہ کی طرف سے آگ لگادی باب الخوضہ کا کوئی شخص ادھر سے نہ جاسکا۔ البتہ قسری کے مولیٰ رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اس پر سے گزر گیا دوسرے لوگوں نے بھی اسکی پیروی کی۔ اور اس طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے اسی دروازے پر ریاہ کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا محل میں جو لوگ ریاہ کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے۔ خود ریاہ قصر مروان کے ابدار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے گرا دیا گیا مگر لوگ پھر بھی چڑھ دوڑے اور اسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے ہمراہ اس کا بھائی عباس

بن عثمان بھی قید کر دیا گیا محمد بن خالد اسکا بھتیجا یزید بن یزید اور رزام ریاہ کی قید میں تھے محمد نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاہ اور ان کے ساتھیوں کو جکڑ کر بند کر دے۔

## ریاہ کا منت سماجت کرنا

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمد نے ریاہ اس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا۔ راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاہ کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں۔ نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تمہیں اس کا اختیار دیا جاتا ہے یہ کہہ کر وہ باہر جانے کے لئے کھڑا ہوا ریاہ نے اس سے عرض کی اے ابوقیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ تمہارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے رزام نے اسے سنبھالا مگر ریاہ برابر اس کی منت سماجت کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اس قدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کر رہا ہے۔

موسیٰ بن سعید انہی راوی ہے ریاہ نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اسکی مدح میں اشعار لکھے تھے۔

## محمد کی تقریر

اسماعیل بن یعقوب التمیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر محمد نے حمد و ثنا کے بعد کہا ”اے لوگو تمہیں معلوم ہے کہ دشمن خدا ابو جعفر نے اپنے دور میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لئے ایک سبز قبہ بنایا ہے، جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا، دین کے قیام کے لئے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور ہمدردو انصار کی اولاد کا حق ہے اے اللہ ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوفزدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ، اے لوگو میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تمہیں اپنا بنایا ہے کیونکہ اللہ کی قسم تمام روئے زمین میں کوئی اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہو گئی ہو۔“



## خروج سے پہلے ریاح کی سپاہیوں کو ہدایت

موسیٰ بن عبد اللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا اس کی اطلاع محمد کو ہو گئی اس نے اسی رات خروج کر دیا۔ ریاح نے میرے ساتھ متعین کردہ سپاہیوں کی روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انھیں نظر آئے تو وہ میری گردن اڑا دیں چنانچہ جب ریاح محمد کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اس سے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اسے عراق بھیج دیا ہے۔ محمد نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اسے واپس لے آئے اس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اس کے ساتھ موجود سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے وہ فوراً اسے قتل کر دیں۔

اب محمد نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں محمد نے کہا اس کام کے لئے خاص آدمی منتخب کرلو۔ چنانچہ اس نے کئی آدمی انتخاب کئے، ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آ پہنچا کہ گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المؤمنین کے قاصد معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آ ملے اس وقت انھوں نے ہتھیار باہر نکالے ان کے سردار اور دوسرے اسکے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اونٹ کو بٹھا کر میری بیڑیا کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمد کے پاس لے آئے۔

## ابو جعفر کی دھوکہ دہی

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابو جعفر کا یہ معمول تھا کہ وہ محمد کے نام اپنے بڑے بڑے سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیج دیا کرتے تھے۔ ان خطوں میں محمد کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اس بنیاد پر محمد کہتا تھا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابو جعفر کے تمام سپہ سالار اس کا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

حارث بن اسحاق راوی ہے، مدینہ پر قبضہ کر کے محمد نے عثمان بن محمد بن خالد الزبیری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا عبد العزیز بن مطلب بن عبد اللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابوالقلمس عثمان بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کو کو تو ال مقرر کیا۔ عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المصور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمد بن عبد العزیز کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے اس نے معذرت نامہ بھیجا اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لئے آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکہ مکرمہ چلا گیا۔

عبد الحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبد اللہ کا افسر کو تو ال تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیج دیا اور میرے بعد پھر زبیری کو اس نے کو تو ال بنایا۔

## محمد کا ساتھ دینے والے سردار

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے درج ذیل سرداروں کے علاوہ باقی کوئی بڑا شخص ایسا نہ تھا جو محمد کے ساتھ نہ ہو گیا ہو جو لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام، ابوسلمہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر۔

## لوگوں کا مدینہ سے نکلنا

کشم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ان میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسما بنت حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ کے پاس جا چھپی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے۔

رَحِمَ اللّٰهُ شَبَابًا  
قَاتِلُوا يَوْمَ الثَّيْنَةِ  
قَاتِلُوا عَنْهُ بُنَيَّاتٍ  
وَاحْسَبَابَ نَقِيْقَةٍ  
فَرَعْنَاهُ النَّاسَ طُرُ  
غِيْرَ خِيْلٍ اسْدِيَا۔

(ترجمہ) اللہ ان جوان مردوں پر اپنا رحم فرمائے جو گھائی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے۔ اس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نو جوان لڑے جب کہ اسدی لشکر کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے) ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا۔

قَتَلَ الرَّحْمٰنُ عِيْسٰی  
قَاتِلْ نَفْسَ الزَّكِيَّةِ  
(ترجمہ) خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے)

## امام مالک کا فتویٰ

سعید بن عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک

سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابو جعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل نا خواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں بیعت توڑنے کی حالت میں قسم کا کفارہ عائد نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بناء پر اب لوگ جوق در جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

## ایک بوڑھے کا بیعت کرنے سے انکار

عبداللہ بن جعفر کا غلام ابن ابی ملیکہ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسمعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لئے بلایا یہ بہت بوڑھا شخص تھا اسمعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں یہ سن کر تھوڑی دیر کے لئے لوگ اس کی بیعت کرنے سے رک گئے۔ چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی امیہ سب سے پیش پیش تھے۔ اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننھیالی رشتہ دار کی مدد کے لئے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے۔ مگر اس سن رسیدہ بزرگ نے اس کے کہنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ انکی دشمن ہو گئی اور اس نے ان کو مار ڈالا محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے عبداللہ بن اسماعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے اور پھر اسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی محمد کے سامنے پیش کیا گیا محمد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اسے دیکھوں گا قتل کر دوں گا۔ عیسیٰ بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں قتل کر دیتا ہوں مگر محمد نے اسے اس بات سے روک دیا

## محمد بن خالد کی گرفتاری

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمد کی تقریر سنی جو اس نے منبر نبوی پر بیٹھ کر دی تھی اور اس میں اس نے جو دعوت دی اسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لئے پوری محنت و کوشش کروں گا۔ تب میں نے کہا امیر المؤمنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اس کے ناکے بند کر دئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیں کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چل کر اس کا مقابلہ کیجئے۔ ایک لاکھ تلوار چلانے والے آپ کے ساتھ ہونگے محمد نے ایسا کرنے سے انکار



کر دیا ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا، ابن ابی فرہ ابو النخیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اس سے بہتر کوئی شے میرے دیکھنے میں نہیں آئی محمد نے اس پر غارت گری کی تھی، میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی بہترین شے کو دیکھ پایا ہے اسی بناء پر میں نے امیر المؤمنین ابو جعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اس کے ساتھ ہیں محمد مجھ سے ناراض ہوا اور اس نے پھر مجھے قید کر دیا پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

## محمد کی ایک فعل پر تنقید

عبدالحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اس کے پاؤں میری گود میں رکھے تھے خوات بن بکیر بن خوات بن جیسر اسی وقت اس سے ملنے آیا اس نے سلام کیا محمد نے بے توجہی سے اسے جواب دیدیا جس میں گرم جوشی نہ تھی اس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اس سے ملنے آیا اس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اسے جواب دیا اس پر میں نے اس سے کہا کہ ابھی تک تمہارا تعصب ختم نہ ہوا اس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا جب انصار کے سردار نے تمہیں سلام کیا تو تم نے اسے معمولی طریقے پر جواب دیدیا اور جب قریش کے ڈاکو نے آ کر تم کو سلام کیا تو اس کے جواب نے تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تمہارا خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اس طرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

## محمد کا قتل

محمد نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اس کے ساتھ قاسم بن اسحاق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحاق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا تا کہ یہ دونوں ان علاقوں میں اس کے لئے دعوت دیں اس سے پہلے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچتے خود محمد ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

## حلیہ اور عادت

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور موٹا تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اسے قاری کہتے تھے بلکہ ابو جعفر بھی اسے محمد کے بجائے محمد پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد بن غلبہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اسکے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اڑ گیا یہ اسے نکل گیا بلغم نیچے سے نیچے اتر

گیا مگر پھر آیا پھر اسے نکل گیا وہ پھر آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا اسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چمٹا رہ گیا یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابو جعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین یہ سکر بہت خوش ہو گئے کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر کے مکان کا اگلارخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے، ابو جعفر نے کہا کیا اس بات سے تمہیں خوشی ہوئی ہے یا بات قابل خوشی نہیں ہے تمہیں معلوم رہے کہ یہ حصہ انھوں نے صرف اس لئے فروخت کیا ہے کہ اسکی جو قیمت ان کو ملے اس سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبد اللہ بن الربیع بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد الممدان بیان کرتا ہے جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور بانسوں کے ذریعے اپنے شہر بغداد کی حد بندی کر چکے تھے وہ کوئے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے للکارا میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچا دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں انھوں نے کہا مدینہ میں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اس کے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان۔

امیر المؤمنین میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المحزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے لشکر کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کونسا ہے ذرا مجھے اسکا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد بازوؤں والا ہے وہ تم سے سخت دشمنی رکھتا ہے عبد اللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت برا کہتا ہے۔ مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابوطالب مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی ڈر نہ تھا بخدا علی اور ان کا اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہونگے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ کا چچا کا اور ابن عباس کا پوتا ہے اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامیوں کی مدد ہے اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبد الملک کو چھوڑ کر جو عبید اللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبد اللہ اور عبید اللہ کو اپنا ولی عہد بنایا، میں نے کہا میں اس کی وجہ نہیں جانتا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبد اللہ کو ملے گی چونکہ عبد الملک کے مقابلہ میں عبید اللہ عبد اللہ سے زیادہ قریب تھا اسوجہ سے میں نے اسے بھی اپنا ولی عہد بنا دیا۔

## خروج کی اطلاع ابو جعفر کے پاس

ابو جعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے کہا اگر اس نے مجھ سے وہ بات نہ کہی ہو جو میں نے آپ سے بیان کی ہے تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

جس رات محمد نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اولیس بن ابی سرح سے

تعلق رکھتا تھا ابو جعفر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوا۔ اور نودن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے وقت دار الخلافہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا آخر کار لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے شہر کے اندر بلا لیا ربيع نے اسے پوچھا کہ اس وقت تو امیر المؤمنین سوار ہے ہیں تمہیں اس وقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور ان سے ملاقات کئے بغیر چارہ نہیں ربيع نے کہا تم مجھے بیان کر دو میں ان سے جا کر کہ دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اب ربيع نے اندر جا کر امیر المؤمنین سے اس شخص کا ذکر کیا انھوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کر دو ربيع نے کہا میں نے اس سے یہی کہا تھا مگر اس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا وہ آپ کی ملاقات کے لئے اصرار کر رہے ہیں۔

آخر کار ابو جعفر نے اسے اپنے پاس بلا اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ امیر المؤمنین محمد بن عبد اللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے ابو جعفر کہنے لگے بخدا اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اسے قتل کر دیا، مجھے بتا کون کون اس کے ساتھ ہے اب اس نے ان کے سرداروں اور خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے میں نے خود باتیں کی ہیں ابو جعفر نے اسے ایک حجرہ دیدیا۔ صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کو جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا نگراں تھا ایک قاصد بارگاہ میں خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے اس خبر کی توثیق کی اس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمد کے خروج کی ابو جعفر کو موصول ہوئیں۔ اب اس نے اولیس کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لئے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تمہیں مالدار کر دوں گا چنانچہ انھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نوراتوں کے نو ہزار درہم اسے دیئے۔

جب ابو جعفر کو محمد کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے حارث نامی نجومی نے ان سے کہا آپ بلا وجہ پریشان ہیں بخدا اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابو جعفر کو محمد کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف چھپے کہنے لگے میں ابو جعفر ہوں میں نے لومڑی کو اس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

## خروج کے مقابلہ کے لئے عبد اللہ بن علی کی رائے

جب ان دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابو جعفر نے عبد اللہ بن علی سے جو ان کی قید میں تھا یہ پچھوا بھیجا کہ فلاں شخص نے خروج کیا ہے اس کے متعلق تم اگر کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبد اللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اس نے کہا کہ میں قیدی ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے پہلے تم مجھے آزاد کر دو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائیگی اس کے جواب میں ابو جعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آ جائے گا تب بھی میں تجھے رہانہ کروں گا یاد رکھ کہ میں اب بھی تمہارے حق میں محمد سے اچھا ہوں۔



اور یہ حکومت تمہارے ہی خاندان کی ہے اس پر عبداللہ بن علی نے جواب دیا اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفہ جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اس کی گردن مار دو سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اس وقت رہے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمہارے پاس آئیں پھر ان کو خوب رقم اور انعام دے کر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمد کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابو جعفر نے ایسا ہی کیا۔

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی اس وقت عبداللہ بن علی قید تھا، ابو جعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ درست ہوتی ہے تم اس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اسے یہ نہ بتانا کی میں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے۔ یہ سب کے سب اس کے پاس آئے انھیں دیکھ کر عبداللہ بن علی کہنے لگا کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا کہنے لگے کہ ہم نے آپ سے ملنے کے لئے امیر المؤمنین سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں کہنے لگا یہ غلط ہے اصل بات کہو کیوں آئے ہو انھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابو جعفر) کیا کرے گا انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا نجل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ دل کھول کر رقم خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے پورا یقین ہے کہ یہ سب رقم اسے مل جائے گی اور اگر اسکے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے رقم میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابو جعفر عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لئے جاؤ اس نے کہا امیر المؤمنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجئے، مگر ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اور ابن ہرہ کے قول کے مطابق اس طرز کار کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

محمد بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمد بن بشیر سے سن کر لکھ لیا یہ سرکاری رسائل کی تصحیح کرنے والا تھا نیز ابو عبد الرحمن کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی ان رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جو ان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمد کا خط ابو جعفر کے پاس آیا تو ابو ایوب نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کا جواب لکھوں۔ مگر ابو جعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اس وجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو۔

### ابو جعفر کا محمد بن عبداللہ کے نام خط

محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابو جعفر نے درج ذیل خط اسے لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کی طرف سے محمد بن

عبداللہ کو لکھا جاتا ہے :

(ترجمہ) ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے، سولی پر لٹکایا جائے، ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دئے جائیں یا انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دیا جائے دنیا میں تو ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اسے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دستریں ہو سکے وہ توبہ کر لیں۔

اس صورت میں تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“ میں اللہ اور اسکے رسول کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے کہ میرا قابو تم پر چلے تا تب ہو کر اپنی حرکات سے باز آ جاؤ تو میں تم کو تمہاری اولاد کو تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پردوں کو انکی جان و مال کے متعلق مکمل طور پر امان دیتا ہوں اور اس دور میں جو خون تم نے بہایا ہے جتنی دولت پر قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دوں گا اور اسکے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کرو گے اور جس علاقے میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے تمہیں وہیں ٹھہراؤں گا نیز تمہارے ان سب اغرا و قربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کر دوں گا۔ جس شخص نے تمہاری آ کر بیعت کی ہوگی اس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملہ میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دوں گا نیز اس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا اگر تم اپنے لئے اس وعدہ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو۔ تاکہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرالے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے۔ خط کے شروع میں تھا، یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کے طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا گیا ہے،

## محمد بن عبداللہ کا جواب

محمد بن عبداللہ نے درج ذیل خط اس کے جواب میں ابو جعفر کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ) طسم۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات میں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لئے بیان کرتے ہیں، فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیر بنا لیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا، بیشک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور

ناتوان سمجھا گیا اور انھیں کو سر بر آوردہ اور اس ملک کا وارث بنادیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔

جو وعدہ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا ہمارے ہی پیرو کاروں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لئے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت نصیب ہوئی۔ ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کس طرح ان کی ولایت کے وارث بن گئے علاوہ ازیں تم چاہتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا کوئی ایسا شخص مدعی نہ ہو جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے ہم مثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو، کہ بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے۔

ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد میں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انھیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علیؑ ہیں ہم رسول اللہ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ کے لطن سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سردار ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسنؑ و حسینؑ کی اولاد ہیں جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں علیؑ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسنؑ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسنؑ و حسینؑ کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہوں میں ننھیالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میری رگوں میں نہیں ہے اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے ہیں یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے چنانچہ میں اس شخص کا نواسا ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا میں نیکوں میں سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب



سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں۔ اگر تم میری اطاعت اختیار کر لو اور میری دعوت قبول کرو تو میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس دوران میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق و العباد کے چاہے وہ کسی مسلمان کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کرونگا۔ البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباس کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کسی قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبد اللہ بن علی یا ابن مسلم کا۔

### ابو جعفر کا جوابی خط

بسم الرحمن الرحیم۔ میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مقصد سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخری کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تاکہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو، تجھے معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا، دادا یا عصبات اور اولیا کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول ﷺ کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام قبول کرنے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض رسول کی قرابت کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو وہ عبد اللہ کو ہوتا جو رسول اللہ کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر دلی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لئے پسند فرماتا ہے۔

انک لاتھدی من اجبت ولكن الله يھدی من یشاء وهو اعلم

بالمھتدین

(ترجمہ): بیشک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا

ہے سیدھے راستے لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔

جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

## وانذر عشیرتک الاقربین

(ترجمہ): تم اپنے قریبی اہل خاندان کو ڈراؤ۔

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلامی دی۔ دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنی اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول ﷺ کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں سب سے اچھا تھا حالانکہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی نہیں ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے بھلاشر میں خیر کہاں، کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی کسی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

(ترجمہ): عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا وہ کس کروٹ پلٹ جاتے ہیں،

تم نے علیؑ کی ماں فاطمہؑ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علیؑ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسنؑ کی والدہ پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسنؑ دو واسطوں سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول ﷺ کی اولاد ہو تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے یہ دیکھو کہ رسول ﷺ جو اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولاد ہیں اور ایک ہی واسطے سے عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

”تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے بہترین ہو

اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ

نہ کہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں دوڑتا ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے تم پر افسوس ہے کل قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے بڑھ چکے ہو اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اپنے باپ کی وجہ سے اول و آخر تم سے بہتر

ہے یعنی ابراہیم بن رسول ﷺ اور خود رسول ﷺ کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے حالانکہ خود تمہارے دادا

کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے لطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول ﷺ کے بعد علی بن حسینؑ سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا حالانکہ وہ

چھو کری کے لطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں ان کے بعد انکے بیٹے محمد بن علی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی ام ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی ام ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔ تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول ﷺ کے بیٹے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔

(ترجمہ) تم لوگوں میں محمد کسی کے باپ نہ تھے۔

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا تم کس طرح امامت کے وارث بن سکتے ہو۔ تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور اعلانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لئے ہزار کوششیں کیں۔ مگر لوگوں نے اس کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا۔ اور شیخین کو ان پر فضیلت دی نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا ماموں اور خالہ وراثت میں حصہ نہیں پاتے۔

تم نے علیؑ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی

تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی وفات کے وقت رسول ﷺ نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا۔ پھر ان کے بعد لوگوں نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنالیا اور علیؑ کو امام نہیں بنایا۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کئے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علیؑ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمن نے تو عثمانؓ کو علیؑ پر ترجیح دی جب عثمانؓ شہید ہوئے تو علیؑ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا، طلحہؓ اور زبیرؓ تو ان سے لڑ ہی پڑے سعدؓ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعدؓ نے معاویہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علیؑ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لئے اپنا پورا زور لگایا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود انکے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود انکی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شعبہ ظاہر کیا پھر انھوں نے فیصلہ کرنے والوں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا فیصلہ کیا اس کے بعد حسنؓ نے معاویہ

کے ہاتھ چند فچتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز جا کر ٹھہر گئے اپنے



طرفداروں کو معاویہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا۔ اگر خلافت کا تم کو کچھ ہی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے دولت کے عوض فروخت کر دیا۔

تمہارے چچا حسین بن علیؑ نے اپنے مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسینؑ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لیکر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دیدی تم کو آگ میں جلا دیا اور اپنے تمام علاقوں سے نکال دیا اسی معاملہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر دیا اور گدے اور تکیے کے بغیر محمولوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لئے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعہ ہم نے تمہارا عوض ان سے لے لیا ہم نے تمہیں ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنادیا ہم تمہارے آباء کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے انکی

لڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لئے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ، عباس اور جعفر سے افضل سمجھتے ہیں؟ اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ متفقہ طور پر ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ لڑائی میں مشغول رہے، بنی امیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی فرض نماز میں لعنت کرتے ہیں، ان کی حمایت میں ہم نے جھگڑا کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی

فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔

تمہیں معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم کی نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباسؓ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زم زم کے مالک رہے، ایک مرتبہ مدینہ میں بارش ہونے سے قحط پڑا عمرؓ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت

اگرچہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمرؓ نے ان کو اس کام کے لئے وسیلہ نہیں بنایا تمہیں معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباسؓ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول ﷺ کے وارث بنے۔ بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لئے پانی پلانے کی فضیلت

بھی انھیں کو حاصل رہی اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی انھیں کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام، دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباسؓ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباسؓ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت تنگی میں وہ ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباسؓ بادل نا خواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مر جاتے اور ان کو شیعہ اور عتبہ کی دیکھیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباسؓ بڑے سخت کہلانے والے تھے اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کئے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دیکر اسے رہا کر لیا اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم فدیہ دیکر تمہیں قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور اعزازات ہمارے آباء کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے خاتم الانباء کے وارث تم نہیں بلکہ ہم بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے، واسلام علیکم ورحمۃ اللہ“

## ابن القسری کا فریب

حارث بن اسحق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبد اللہ کو میرے غلام رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجئے تاکہ یہ وہاں آپ کے لئے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لیکر شام روانہ ہو گیا تو اب محمد پر حقیقت کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے محمد نے اسے اس کے چند ساتھیوں سمیت ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازہ کی جگہ کے سامنے واقع تھا، اور ان دونوں خروج الخصى کی ملکیت میں تھا قید کر دیا، رزام موسیٰ کو لیکر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اسکی بالکل جرات یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لئے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو قسم کھا کر بات کہی کہ اگر ایک دن رات بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کر دیں گے

اور ہمارا پتہ بتادیں گے۔ میں نے یہ خط تو آپ کو لکھ دیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ، رزام اور عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المصور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تیما پہنچے تھے کہ رزام زاد در راہ خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چلا گیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہاں سے مدینہ آ گئے۔

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبد اللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس مقصد کے لئے شام بھیجا کہ ہم ان کے لئے دعوت دیں۔ جب ہم دومتہ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی محسوس ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اتر کر ایک نالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچ کر میرے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تمہیں قتل کر کے تمہارا سر ابو جعفر کے پاس لیجاؤں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہوگی اور کسی کی نہ ہوگی میں نے کہا ابوقیس تمہاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی اللہ تمہیں معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے یہاں ان کی بخبری کردی گئی اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

## نافع کا محمد کی مدد سے انکار

عبد اللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے، محمد نے انھیں بلایا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آ کر ملے محمد نے کہا اے ابو عبد اللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تا کہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لئے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنئے! آپ کو کامیابی نہ ہوگی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی نہ ضروریات نہ زندگی اور نہ ہتھیار نہ میں خود تمہارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں آپ جائیں، یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لئے مسجد جاتے رہے جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے۔

## آل اوس کے ایک شخص کا انعام

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر مکے روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ ابولہب کی اولاد میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکہ مدینہ کے قریب نہ جا پہنچے سری بن عبد اللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لئے بڑھا ان کے سامنے پہنچ کر اس کے مولیٰ نے اس سے پوچھا کہ وہاب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن



معاویہ مکے میں داخل ہو گیا۔ حسین بن صحر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابو جعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے رات دن منزلیں طے کر کے ابو جعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابو جعفر نے کہا باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھنسا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیئے۔

## سری کے متعلق ہدایت

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہوئی تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں محمد نے کہا سری ہمیشہ ان کاروائیوں کو جو ہماری خلاف ہوتی رہی ہے ناپسند کرتا ہے۔ نیز وہ ابو جعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لئے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے الگ ہو جائے۔ تو اس کا بالکل تعاقب نہ کرنا حسن ان ہدایت کو سن کر کہنے لگا کی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ نبی عباس کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہوگی محمد نے کہا ہاں تمہارا خیال درست ہے مگر سری ہمیشہ ابو جعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

## سری سے تبادلہ خیالات۔

عمر بن ارشد غنچ کے غلام سے بیان کرتا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ظاہر ہوئے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ، قاسم بن اسحاق، محمد بن عبد اللہ بن عتبہ کو جو ابو احمرہ کے نام سے مشہور تھا مکہ مکرمہ بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا۔ سری بن عبد اللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنے مولیٰ مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی بہادر تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سری نے ابن فرس کو پانچ سو دینار بھی دئے بلطن اذ اخیر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اس گھاٹی پر جو ذی طوی کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ پر آ گئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل ہوئے پہلے خط و پیغامات کا سلسلہ شروع ہوا حسن نے سری کی طرف پیغام بھیجا چونکہ ہمارے لئے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خونریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکہ مکرمہ کو ہمارے لئے خالی کر دو اور مزاحمت نہ کرو۔ نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے قسم کھا کر اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ابو جعفر کا انتقال ہو چکا ہے۔

اس کے جواب میں سری نے بھی انھیں کی طرف حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المؤمنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے قاصد کا انتظار کرتا ہوں اور اس دوران تمہیں اور تمہارے سواری کے جانوروں کے لئے سامان خوراک پہنچاؤں گا۔ اگر اس کے بعد تمہاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمہارے خلاف پوری کوشش کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آ جاؤ میں تم پر غالب آ جاؤں۔

## سری کی فوج پر حملہ

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا لڑے بغیر ہم یہاں سے واپس نہیں جائیں گے۔ اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا۔

چنانچہ جب ہم نے ان پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا۔ اس نے بگل بجانے والے کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لئے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر اکٹھے ہو کر حملہ کیا۔ سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

## سری فوج کی پسپائی

سری اپنے چند ساتھی شہسواروں کو لیکر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لیکر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا۔ سری کی دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان نے قریشوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہو گئی سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آجانے دو اس کہا گیا کہ اب وہاں کوئی نہیں رہا یہ سکر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ۔ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں آ گئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابو رزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر گئے اور وہیں چھپے رہے، حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابو جعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لئے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابو جعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی لعقل پر سخت افسوس ہے۔

## دوسری روایت

ابن ابی مساور بن عبد اللہ بن مساور مولیٰ بن نائلہ جو نبی عبد اللہ بن محیص کے خاندان سے تھا کا بیان ہے میں سری بن عبد اللہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعبہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مکہ مکرمہ پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللہی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا۔ سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کر کے غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے۔ نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ

کورہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا فیصلہ کرونگا اسی دوران محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ عامل مقرر ہو کر مکہ مکرمہ آ گیا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے مدینہ منورہ میں کوئی گھرا یا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکہ مکرمہ پہنچ گیا ہے تو اب سری مکہ مکرمہ سے طائف آیا۔

ابن جریج حسن بن معاویہ سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارہ کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ حاصل کر کے بیت اللہ پر قبضہ کر لو۔ حسن نے کہا اے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکہ سے ڈراتا ہے بخدا میں آج رات مکہ مکرمہ بسر کرونگا یا اس سے پہلے اپنی جان دیدوں گا۔

اب وہ اپنی جماعت کو لیکر آگے بڑھا سری اس کے مقابلہ کے لئے آیا مقام فتح پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سری کے میرنشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی۔ جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکہ آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابورزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر کپڑا اوڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکہ میں داخل ہو گیا۔ جس نے چند روز مکہ میں قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکہ مکرمہ پر اپنا قائم مقام بنادیا اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی اطلاع ملی۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے پر چلے گئے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرہ میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحاق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچ کر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لئے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے اس سے نکاح کا رشتہ قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہو گیا۔

### حسن بن معاویہ محمد کی طرف روانہ

عمر بن راشد عیج کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکہ میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لئے تم ہر ممکن جلدی کیساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ دوپہر



کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا، (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمد قتل ہو چکا تھا) انج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور رصفان اور قدید کے درمیان واقع ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں کے ذریعے اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہوئی اور اب یہ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

## بصرہ پر ابراہیم کا قبضہ

ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ کا حاجب تھارات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں قصر مروان آ کر اس کمرے میں آیا جہاں محمد رات گزارتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی۔ اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لا حول پڑھا اور کہا اے خداوند! میں رات میں آنے والوں کی بڑائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں اس نے پوچھا خیر ہے میں نے کہا جی ہاں خیر ہے اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے، محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرہ کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لئے دعا مانگیں۔

## ایک شامی کی محمد کے بارے میں رائے

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ہمارے گھر آ کر مقیم ہوا اس کی کینت ابو عمر و کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو کیسا پایا اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں۔ تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمد سے پوچھا اس نے کہا ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹا پا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے عبد اللہ بن محمد بن مسلم ابو البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابو جعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمد کی طرف سے لکھ کر بھیجا جس میں اسے اپنی نصرت کی دعوت دی۔ خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا اے بنی ہاشم! ہم نے تمہیں پرکھا تو معلوم ہوا کہ تم دنیا کی لذیذ چیزوں سے محبت کرتے ہو۔ قاصد نے ابو جعفر سے آ کر واقعہ سنایا یہ جملہ سن کر ابو جعفر کہنے لگے کہ بیشک یہ اعمش کا کلام ہے۔

## محمد کی تائید

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیں اس کی اطلاع ملی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اس وقت بالکل جوان تھا میری عمر پندرہ سال تھی ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیض پہنے ہوئے تھا سفید رنگ کا عمامہ سر پر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرہ پر چپک کے داغ تھے

اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکہ مکرمہ بھیجا اور انھوں نے اس کے لئے مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا اور سفید جھنڈا بلند کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

امیر المؤمنین ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا فیصلہ کر لیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے۔ دونوں طرف میرا فائدہ ہے، چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ بھیجی نیز محمد بن ابی العباس امیر المؤمنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابو جعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس معاملہ میں مشورہ لے لیجئے ابو جعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو اللہ کی قسم اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو اب یا تو تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید مسیح کا مولیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہمارے پاس آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

### جعفر بن قحطبہ کا مشورہ

عبد الملک بن شیبان راوی ہے کہ ابو جعفر نے جعفر بن حظلہ البهرانی کو بلایا جو مبروص، طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ساتھ اس کے جنگوں میں شریک ہو چکا تھا۔ اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے۔ ابو جعفر نے کہا مدینہ میں جعفر نے کہا تو اب اللہ کا شکر ادا کرو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور نہ سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی غلام کو بھیج دو کہ وہ وادی القریٰ پر جا کر مورچہ زن ہو جائے اور شکم سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے بغیر اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

### کثیر اور عیسیٰ محمد کے مقابلہ میں

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جعفر نے کثیر بن حصین العبیدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی۔ اور اس کے گرد ایک خندق بنالی جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ چل پڑا۔ عبد اللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت عرصہ تک باقی تھی لیکن کچھ مدت کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابو العسکر مسمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کا داعی اہل بصرہ سے بچا لیا حالانکہ وہ لشکر لیکر اس پر چڑھ آئے تھے۔

سعید اس وقت ابو العسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کے ساتھ ملا کر کھارہا تھا۔ عیسیٰ نے اسے اپنے

ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابو العسکر اور مسعودی عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابو جعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے اس کو وہیں قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابو جعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تمہیں اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دیدینا اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ عیسیٰ نے مدینہ آ کر ایسا ہی کیا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لئے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المؤمنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی روانہ کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں۔ عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمتہ کجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا اس فوج کے ساتھ گھوڑے خچر اسلحہ اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں راستہ میں کسی جگہ ٹھہرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ نیز اس کے ہمراہ ابو جعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کی کو بھیج دیا یہ ابو جعفر کے ساتھیوں میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابو جعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اس وجہ سے انھوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا تھا۔ ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو۔ چنانچہ ابو زیاد کی دولت ضبط کر لی گئی اس دوران جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا اور جب ابو جعفر مدینہ آئے تو اس نے اسے گفتگو کی اور اس سے رقم مانگی ابو جعفر کہنے لگے تمہارے مہدی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

## ریشم پر خطوط لکھے گئے

فید پہنچ کر عیسیٰ نے ریشم کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن المطلب انحرومی اور عبید اللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بھی تھے۔ جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے سردار محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انھیں میں محمد بن عبدالعزیز المطلب بھی تھا اسے گرفتار کر کے پھر محمد کے پاس لایا گیا۔ یہ کچھ دیر قیام کر کے پھر چلا گیا دوبارہ پکڑ کر بلوایا گیا۔ چونکہ اس کا بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے زرد ریشم کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کم سن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا محمد نے ایسی شے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع



الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير .

(ترجمہ:) کہو اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

## اونٹ پکڑنے کا واقعہ

تم بغیر انتظار کئے فوراً اس تہذیب سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لیکر چلے آؤ۔ چنانچہ وہ عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبد اللہ محمد بن عقیل کے ساتھ مدینہ نکل گئے۔ انھوں نے افسس حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ساتھ مدینہ میں ٹھہرا۔ محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے ان کے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا عمر بن محمد نے اس سے آکر کہا کہ تم انصاف کی دعوت دیتے ہو اور وہ ظلم و غضب کے مٹانے کے لئے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے۔ میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں، محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دیئے۔ اور یہ اسی رات مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔

## گرفتاریاں

خود ابو جعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے سرداروں کے نام لکھ کر عیسیٰ کو دیدیئے تھے۔ اور ہدایت کر دی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کئے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے سرداروں کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابو بکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے مصلیٰ میں ابن ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کر کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں تم کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب تم پہاڑوں اور انھیں خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت پائیدار ہو گئی۔ تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہمیں قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنادی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو بہت زیادہ مارا ہے اور ان

کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنادی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے، عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

## مدینہ سے نکلنے کے بارے میں مشورہ

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ کیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا ہوں۔ اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابو جعفر تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے، سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بیشک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک سے مقابلہ کر رہے ہیں جہاں کے باشندے بڑے کڑوے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے، اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں، میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لیکر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہیں کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان، اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ”میں نے اپنے آپ کو ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔“

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے قریبی علاقوں کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے قبائل عرب میں سے جھنیہ، مزنہ، سلیم بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جھنیہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اس وجہ سے قیسی قبائل براہم ہو گئے۔

## خندق کھودنے کا فیصلہ

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننھیالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ میں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری کے جانور کثرت سے ہیں مسلمانوں میں دیہات میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنو سلیم ہی کا تھا۔ اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام دیہاتی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ آپ ہرگز خندق نہ بنائیں رسول ﷺ نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل فوج خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑ سکتی ہے اور نہ دستہ خندقوں کی درمیانی گلی کو چوں میں نقل و حرکت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جس فوج کے مقابلہ پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں

کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لئے خندق بنائی جائیگی ان کی آزاد قتل و حرکت میں خود ہی خندق رکاوٹیں دال دے گی۔

اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول ﷺ نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول ﷺ کی رائے کو چھوڑ کر تمہارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے تم اور تمہاری جماعت کے لئے دشمن کا مقابلہ سخت دو بھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لئے تمہاری رائے اس معاملہ میں کچھ موثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول ﷺ کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس نے رسول ﷺ کی اس خندق کو جو حضور نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھود دیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے خندق کھودنا شروع کیا اور رسول ﷺ کی بنائی ہوئی خندق ایک اینٹ اس سے برا آدمی اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو۔ یہی آپ کے دادا رسول ﷺ کی خندق ہے۔

### محمد کی تقریر

جب عیسیٰ مقام اعوص آ گیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمہارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص آ گیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

### بہت سے لوگوں کا محمد کا ساتھ چھوڑنا۔

عثمان بن محمد بن خالد الزبیری جسے ابو جعفر نے قتل کر دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جماعت جنگ کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آ جانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز و سامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آ گیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اجازت کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی یہ ان سب کو لیکر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لئے ان سے سخت عہد و پیمان لئے۔ مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لئے اکٹھا کیا تھا



اور صبر و ثبات کے لئے پختہ عہد و پیمان لئے تھے اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کے باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دیدوں اور وعدوں سے بری الذمہ کردوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے۔ اس اجازت کے بعد ہزار ہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رجب کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمتہ لکھیش ملا ان کی پیدل فوج ٹڈی دل معلوم ہوتی تھی ہم ان سے مقابلہ کے بغیر پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لیکر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابوالقلمص کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ واپس لائے۔ جس پر اس کی دسترس ہو سکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

### محمد کا غاخری سے مدد طلب کرنا

غاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں تم تو میرے ساتھ مل کر لڑنا میں نے کہا بہت اچھا، اگر آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اعوص ہی میں ہی میں ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلوار باندھیں گے تو جب وہ ہسفا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے۔ میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمول ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتداء کی تھی اس لئے اس کا خمیازہ بھی اس کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تمہیں کیا ہوا ہے کیوں مترد ہوا اہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں سفید جھنڈا بلند کر دیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچہ پاتا ہوں جبکہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔

ابو جعفر نے عیسیٰ کے ساتھ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آ کر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل فوج کے ساتھ لشکر کوئی موثر کاروائی نہیں کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہاری قیام گاہ میں گھس آئیں گے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبد الملک کے سقایہ کے پاس ٹھہرا اور کہنے لگا کہ پیدل فوج ایک ہلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائیگی کہ لشکر اسے آ لے گا۔

### عیسیٰ کا محمد بن ابی الکرام کو ہدایت دینا

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرف القدوم پر ٹھہرا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اسے اس وقت بیٹھا ہوا پایا اس کے پاس شمع روشن تھی اور رقم کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آ کر کہا ہے کہ محمد

کی حالت خراب ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ راہ گزیر اختیار کرے گا اور اب مکہ مکرمہ کی سمت کے علاوہ اور کوئی رخ اس کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے۔ تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہراہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچ کر ٹھہرے رہو۔ پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطادی میں ان کو لیکر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گزرا ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے ڈر گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز نہ ڈرو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی میں محمد بن عبد اللہ ہوں کچھ ستو ہوں تو لے آؤ۔ وہ لوگ ہمارے لئے ستو لے آئے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

## محمد کو سمجھانے کی کوششیں

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے سمجھا بھجا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المؤمنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دیدی ہے۔ محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفیروں کو قتل نہ کیا جاتا تو میں تمہاری گردن مارتا، میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہو تو ہمیشہ کے خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم کو رسول ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عزاب ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہو گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی اور اس کا گناہ بھی بہت ہوگ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے ساتھی سے جا کر کہہ دو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث فیصلہ نہیں رہی۔

ابراہیم بن محمد ابر الکرام بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لئے امان کا عہد دیکر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تمہیں امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور ان سے لڑے بغیر باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بناء پر لڑنا پڑے گا جس بناء پر تمہارے اشرف ترین دادا علی طلحہ اور زبیر سے لڑے تھے کیوں کہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر کو اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہا اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

## ابراہیم بن جعفر کا رلمب

ماہان بن بخت قحطہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلعیہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ بہت مرعوب ہوئے۔ یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تنہا اپنی فوج کے لئے طلعیہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پہنچ چکے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گزری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آ رہا ہے اور وہ جنش ہی نہیں کرتا، خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لئے روانہ کئے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے کی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گز پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے، معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر کا تھا اس میں طلائی کا کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

۱۲ رمضان ۱۴۵ھ بروز ہفتہ عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر ٹھہرا۔ اتوار اور پیر کی صبح وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکہ اپنے سوار اور پیدل فوج سے بند کر دیئے۔ البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا۔

## عیسیٰ کی مدینہ آمد

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ساتھ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ ہفتہ اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

زید مسیح کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک جھنڈا لیکر چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا۔ گھائی پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لئے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کر لو جو ہمارے علم کے نیچے آ جائے گا وہ مامون ہے، جو اپنے گھر بیٹھا رہے گا مامون ہے، جو مسجد نبوی میں جا رہے گا مامون ہے، جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا مامون ہے، جو مدینہ سے نکل جائے گا مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مد مقابل کے درمیان حائل مت ہو ہمیں اس سے نمٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور کہنے لگے اے بکری کے بچے اسے فلاں کے چنے وغیرہ وغیرہ، عیسیٰ اس دن واپس چلا گیا دوسرے دن اسی جگہ آ کر اس نے پھر امان کی دعوت دی۔ آج بھی لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے بہت ہی عمدہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے



## امان کا اعلان

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میں تمہیں امان کی دعوت نہ دیدوں تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھاؤں لہذا تمہیں تمہارے خاندان کو، تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائیگی، تمہارا قرضہ ہم ادا کر دیں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیگی، محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اور اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے، اب عام لڑائی شروع ہو گئی محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔

## عیسیٰ کی فوج پر تبروں سے حملہ

محمد بن زید راوی ہے، کہ پیر کے روز عیسیٰ کوہ ذیاب پر کھڑا ہوا گیا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک غلام کو بلایا جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لیکر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہمیں یعنی آل ابی طالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اٹھ کھڑے ہوں۔ چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ جا کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمر تھے، محمد بن عبداللہ بن عقیل قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علیؑ اور عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور امان دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لئے روانہ ہوئے اور سوق المظاہرین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انہوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں ہم تمہاری دعوت کی پرواہ نہیں کرتے۔ قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں پہلے رسول اللہ کے پوتے ہیں ہم تمہیں کتاب اللہ سنت رسول اللہ کے دعوت دیتے ہیں، نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انہوں نے ہمیں پھر گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو ۱۰۰ آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

## دوسری روایت

قاسم بن حسن جس کے ساتھ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا و داع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس

نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے۔ مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا ہزار مرد کو ابن ابی الصعیہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا کثیر بن حصین کو ابن افرح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا۔ جو بقیع الغرقہ میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھائی کی چوٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے اور ان پر پتھر پھینکے، مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لئے زرہیں بنوائی تھیں، مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوائے جہیہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو انھوں نے لبادہ دیدیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا۔ جنگ میں ایک تیر آ کر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

یارب لا تجعلنی من حسان

وباع باقی عیشہ فحشان

ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے اس جیسا نہ کرنا جو ہلاک ہو گیا۔

اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادہ کے خاطر بیچ دی۔

## تمیمی کا محمد کی طرف پیغام

اسمعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے آیا جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں اس نے کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی وہ ہمارے بالکل قریب آ کر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا پیغام پہنچا دے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لئے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھے سے کہا تم محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ فلا تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا ساتھی تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل پیر کے روز جس روز کہ وہ قتل ہوا، میں محمد کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے۔ ایک شخص اس شہد کو اپنے ہاتھ میں بھرتا ہے پھر اسے پانی میں ڈبو دیتا ہے اور اسے پلا رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کی پیٹھ پر گات باندھ رہا ہے میں نے وہ پیغام اسے پہنچا دیا اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لئے مناسب ہے۔

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افسس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد جھنڈا تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اسی طرح آل علیؑ میں سے جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعر جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کا اشعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

عبد الحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا جب وہ محمد اور ابراہیم کے مقابلہ میں آیا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی، اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ، مہینہ پر محمد امیر المؤمنین ابوالعباس کا لڑکا میسرہ پرداؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پریشم بن شعبہ متعین تھے۔

### محمد بن عثمان اور رسد کا تعاقب

سوق حطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایا اٹھالیا۔ اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپا لیا اب پھر دونوں لڑنے کے لئے میدان میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

### تلواری مقابلہ

محمد کی طرفداروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا غلام قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مقابلے کی دعوت دی۔ اس کے مقابلہ کے لئے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا خوبصورت اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لئے آیا ابن وائل اس کو دیکھ کر مقابلہ کئے بغیر پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت اثر پڑا اور وہ مرعوب ہو گئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ پاگلوں کے سردار کا برا کرے کہ اس نے ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے۔ اگر یہ شخص (ابن وائل) اس کا مقابلہ کے لئے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آ رہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مقابلے کی دعوت دی اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا ”یہ لے میں فاروق کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر ہے۔“



مسعود الرحال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آ رہی تھیں گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے مقابلے کی دعوت دی محمد کی فوج میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے کے لئے کہا ہو گا تا کہ دونوں برابر ہو سکیں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمد کے طرفدار نے اس کے فولاد دی خود پر جو اس کے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوڑے کے بل بے بس و حرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی دار ایسا لگایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد یہ شخص اپنی فوج میں واپس چلا گیا۔ اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے پہلے جیسے آدمی کی طرح قوی ہیکل و ہیت نکل کر آیا اس کے مقابلہ پر محمد کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آ چکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مقابلہ کے لئے نکلا محمد کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر جھوم پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھٹکا مگر پھر وہ تیزی سے اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

## خونریز جنگ

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ حملہ کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمد کی خندق کے سامنے قائم تھی۔ اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے دفاع کرنے والوں کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیجے اور انھوں نے اسے گرا دیا۔ اور جب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے عیسیٰ نے خندق کے عرض کے برابر پھانک بھیج دیئے۔ جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور دفاع کرنے والوں کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح سویرے سے عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آ کر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا، محمد بن عبد اللہ اپنے گھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا کئی روز تک شدید لڑائی ہوئی۔ جہنہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

## پہلی روایت کے مطابق

عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالیں گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جوثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوائے ان پر سے لشکر گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لئے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں آپ میں ان کے مقابلہ کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرآزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جا ملیں۔ کیونکہ آپ کے طرفداروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے، اس نے کہا اے ابو جعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں۔ تو تمام مدینہ والے قتل کر دئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا۔ البتہ تمہیں میری طرف سے نجوشی اجازت ہے کہ جہاں چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑوی اور زبائیں کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دو مرتبہ ہلاک ہونا پڑے تمہیں مکمل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تمہیں چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیار یاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آ گیا لڑا اور مارا گیا۔

## محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے۔ اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے۔ اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دے دی۔ مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے۔ اس نے ریح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کوز بردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آ کر محمد کو اس کی اطلاع دی۔ پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

## عباس بن عثمان کا قتل

ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا حارث بن اسحق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سرتن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا کر اسے مار ڈالا۔ نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر ڈالا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقیم تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے گھر کے دونوں دروازے بند کر لئے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی اس کے دفاع میں لگ گئے اس وجہ سے ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمد کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

جب عصر کا وقت آیا محمد نے عصر کی نماز بنی الدیل کی مسجد میں جو مئیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا۔ ریحہ بنت ابن الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دے گی، محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا۔ جب یہ کوہ سلع کے نالے لطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نوعمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں جن کی مالیت تقریباً تین سو درہم تھی وہ میں نے جمع کر کے اٹھالیں)، اب محمد نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیشک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہیں ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمد نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

از ہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے، ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے دشمن کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عیسیٰ نقل کرتا ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمرؓ بھی تھا محمد نے اپنے آدمی بھیج کر اسے پکڑ بلوایا اس پر شہر کے لڑکے اس پر آواز سے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبد العزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے مذاق اڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی الجبار کا ایک غلام نقل کرتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر کبھی میں بھاگوں مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ



ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اس وقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی تلوار کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ تو زخم نے دیکھی ہے اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لئے آزاد کئے جاتے ہو یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا۔

### نیزے پر سر آویزاں ہونا

محمد بن عبد الواحد بن عبد اللہ بن ابی فردہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہنم کے دیہاتی بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک ایسا نیزہ لئے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا۔ پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم، کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی دیہاتی اسے براشگوں سمجھ کر خوفزدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے۔ وہ شخص اس نیزے کو لئے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لئے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ”کوہبان“ یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آگئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ جھنڈا لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں آئے، دوسری طرف اسے اسماء بنت حسن بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے جو عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارہ پر بطور جھنڈا کے بلند کرادی۔ اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا ہے یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر حملہ کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسودہ جماعت کے لئے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرفداروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

عبد العزیز بن عمران نقل کرتا ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو لاکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبد اللہ ہوں حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم یعنی شریف ابن شریف ہیں اے ابو عبد اللہ بخدا میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان گھٹیا لوگوں کا صفایہ نہ کر لوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ساتھ تھا قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کر ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا۔ پیدل حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سرین پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پہاڑ کر اس کی پٹیاں اس کے کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لئے اپنی پشت پر باندھیں اور

پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھوں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہو گئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے لوگوں نے زخم کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور مٹی کی تلاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لئے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

## محمد کا قتل مختلف روایت

ماہان بن بخت قطبہ کا مولیٰ کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے پھٹ گیا ہے سنبھالنے کے لئے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

مسجد کے منارہ پر سیاہ جھنڈا دیکھ کر محمد کی فوج کے چھپکے چھوٹ گئے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اجماع کی گلی سے نکل کر بے خبری میں اچانک محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

سعود الرجال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ کر کہا کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آکر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنا دفاع جاری رکھا وہ کہتا جاتا تھا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمد گر پڑا ابن قطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

ابوالحاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولیٰ کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی۔

اچانک ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد لشکر کی بہت بڑی تعداد ہم پر آ پڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

## محمد کی تلوار

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسمعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمد کے پاس رسول ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمر بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین کی خادمہ تھی بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ساتھ تھا اور اس کے چار سودینار محمد پر قرض تھے دیدی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے لیگا اور تمہاری رقم ادا کر دیگا۔ چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی۔ جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لیکر چار سودینار اسے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا گورنر ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی، جب جعفر کو اس کا پتا چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ میں نے امیر المؤمنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فصیل بن سلیمان النمری کا بھائی کہتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آگھیر لیا ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی۔ میں نے محمد سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائیگی اور ان میں رخسہ پڑ جائیگا۔ محمد نے کہا امیر المؤمنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے، ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا۔ چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر لپٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر چھا گیا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ بے بر سے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کی چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جابر سا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد محمد کو زیت کے چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے مقابلہ میں جان بوجھ کر دیر لگا رہے ہو حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اللہ کی قسم آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جبکہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے



اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمد قتل کر دیا گیا۔

اس جنگ میں حمید لشکر کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر تہمت لگاتے ہیں بخدا اب جہاں کہیں میں نے محمد کو دیکھ پایا اس سے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۴ رمضان بروز پیر بعد عصر محمد مارا گیا۔

## محمد کا سر عیسیٰ کے پاس

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے عیسیٰ نے اپنے آدی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے بندھے ہوئے پڑے تھے اتنے میں محمد کا سر اس کے پاس لایا گیا۔ میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لئے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں۔ چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہہ دیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوا دیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بصر کی پھر اس نے مجھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لئے کہ اس نے امیر المؤمنین کے خلاف بغاوت کی اور مسلمانوں کے اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا یہ سکر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی نقل کرتا ہے ایک شخص نے مدینہ آ کر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابو الحجاج الجہال کہتا ہے میں ابو جعفر کے دائیں طرف کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور پہلے سامنے موجود جائے نماز پر ایک اعضا سے ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس اعضا سے

منبر پر کھیل کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ایک تیرا ابو القلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی آخر کار لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خوبخود اچھا ہو کر نکل آئے گا محمد کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ میں چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابو القلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا ہنسی کا موقع ہے اتنے میں میری نظر ایک اور مفروضہ پر پڑی جس کا کرتا اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک چھپا ہوا تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر ابو القلمس ہنسنے کی وجہ سے مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

## ابو القلمس کا قتل

ابو القلمس عرصہ تک فرع میں چھپا رہا پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے دشمنی کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے اس نے کہا ذرہ ٹھہرو میں تیرے لئے بناؤں گھاؤ کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دیدی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

## ابو الشدائد کا قتل

جب بنی فزارہ کئے درہ سے عیسیٰ کا لشکر مدینہ میں داخل ہوا اور محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابو شدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابو شداد سے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لئے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا بخدا اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی بابلہ کا ایک فرد ہوں اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ پر لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے۔ سر دیکھ کر ان دونوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہیں رہا ابو شدائد فالح بن معمر الفراری کا سر ہے جو پیٹوں سے بندھا ہوا ہے اس کے بعد

عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لیکر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

## ابن ہرمز کی گرفتاری اور لڑائی

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد جو اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کا پتا پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے ابن ہرمز ایک ملل کا کرتہ پہنے باہر آیا۔ سپاہیوں نے اپنے سردار کو گھوڑے سے اتار کر اوپر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگائے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حائل کی ہمیں یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔

حسین بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا کہیئے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہو گئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا آپ بخیریت اپنے گھر جائیے اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی لڑکی سے گھر کا دروازہ بند کر دیتے اور پردہ ڈال دیتے تھے پھر امت مسلمہ کی ابتدائی زمانہ کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ ان کی ڈارھی اشکوں سے تر ہو جاتی، انہوں جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے کہنے لگا ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لئے کہ جہلاء مجھے دیکھ کر میری اقتداء کریں۔

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جماعت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں رات کو قیام نہ کرے۔ جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ جرف کی طرف واپس چلا گیا، ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسری صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو فتح کی بشارت پہنچانے کے لئے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن ابی الکرام کے ہاتھ عراق بھیج دیا۔

## محمد کی تدفین

محمد کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ محمد کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہو گئی اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں۔ عیسیٰ نے جواب دیا اے میری چچا زاد بہنو! تم نے اپنے پیغام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے آدمی بھیج کر اس



کی لاش کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علی بن ابی طالب کی گلی کے سامنے جہاں دو گلی بڑی سڑک سے آ کر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

## جھنڈیاں

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیج دیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبد اللہ کے دروزہ پر ایک عباس بن عبد اللہ بن الحارث کے دراوزے ایک محمد بن عبد العزیز الزہری کے درازے ایک عبد اللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابو عمر والغفاری کے درازے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈوں کے پاس آ جائے گا یا مزکور الصدر کے مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے، بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹ رمضان کو صبح کو مکہ مکرمہ کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

## دوسرے مقتولین کی لاشیں

محمد کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دیدی دوسرے مقتولین کو ثنیہ الوادع سے لیکر عمر بن عبد العزیز کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش لٹکی ہوئی تھی اس کے پاس پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اس کے لاش کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لیجانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگے تو عیسیٰ نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پھنکوا دیا المفرح یہودیوں کا قبرستان تھا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذیاب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈال دیا گیا۔

## جعفر کی محمد کے بارے رائے

ام حسن بنت عبد اللہ بن محمد بن علی حسین کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبد اللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں، انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا حقیقی بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جب کے اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش و خروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کر لی۔

## محمد بن عبد اللہ کے سر کی روانگی

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی عامر بن اسماعیل نے ان دونوں ہارون بن سعد العجلی کا واسطہ میں محاصرہ کر رکھا تھا، ابو جعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبد اللہ کا سر لیکر حاضر ہوا ابو جعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ساتھیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابو جعفر نے پوچھا اس کے گھروالوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابو جعفر کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی ربیع نے کہا اس نے تو بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے، میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قتل نہیں ہوا۔

علی بن اسماعیل بن صالح بن ہشام راوی ہے جب محمد کا سر ابو جعفر کے پاس کوئے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا۔ میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرے پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ سلطنت کی تمام اطراف میں گشت کے لئے بھیج دیا گیا۔

جب بنو شجاع کے سر ابو جعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان جیسا ہونا چاہئے میں نے محمد کی سخت تلاش شروع کی انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لیکر نکلے اور اسکے ساتھ برابر نقل مکانی کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی بہادری سے لڑے کہ مثال ہے آخر کار اسی طرح سب کے سب مارے گئے موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن راوی ہے محمد کے خراج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں۔ جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہمارے گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

سویقہ بعد ساکنھا پیاب

لقد امست اجذھا الخراب

ترجمہ: جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویران بن جائے گا

اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہو گیا ہے

یہ سن کر مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس گیا۔ محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کے تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابو جعفر نے نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

## جعفر کے لئے معافی

ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابو جعفر سے ملے اور کہا امیر المؤمنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد

مجھے واپس کیونکہ اس کا کرایہ دار اسے کھائے جاتا ہے ابو جعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا میں تمہاری جان نکال لوں گا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجئے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی ابن ابی طالب نے انتقال کیا ہے اگر میں نے زندگی بھر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرطہ زندگی تمہارے بعد تمہارے جاں نشیں کے خلاف کر دوں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت و عذاب نازل ہو اسے سکر ابو جعفر کو ان پر رحم آ گیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابو جعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد کیلئے بحال کر دی۔

### بحریہ راستہ کا بند ہونا اور کھلنا

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لئے ابو جعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کر دیا چنانچہ سمندر کے راستہ کوئی چیز انھیں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت ختم کر دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی کی چیزیں مدینہ آنے لگیں۔

موسیٰ بن عبد اللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن بطحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نقل کرتا ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ سلیمان اور ادریس عبد اللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبد اللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق جھگڑا کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وراثت اب عبد اللہ ہوئے۔ انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المؤمنین ابو جعفر کو لکھ بھیجا ابو جعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے ان کی قریبی رشتہ داری اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انھیں واپس دیدی ہیں۔

### محمد کے ساتھ شریک بنو ہاشم کے لوگ

بنی ہاشم کے درج ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔

معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ابی طالب کے بیٹے حسن، یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابو جعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انھوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلادیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید، ابو جعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لئے قبائیں پہنچے محمد کے سر کے قریب کھڑے ہیں حسن بن زید نے جواب دیا امیر المؤمنین میں تو ان کی سیرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے



ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

قاسم بن اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر نے جعفر بن اسحاق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المؤمنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں بنی عہد شمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ ہو کر شریک جنگ تھے۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن سعید العاص بن امیہ بن عبد شمس،

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا، جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا گورنر مقرر ہو کر اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمائے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی، یہ سن کر ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا ساتھی تھا۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے غلام کے ساتھ خروج کیا تھا محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابو جعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا۔ کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا عمر کہتے یہ محض وہم ہے۔ مگر عبد العزیز بن ابی سلمہ بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا ہے کہ عبید اللہ نے خروج کے لئے محمد سے وعدہ کیا تھا اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

محمد کے ہمراہ ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سیرہ بن ابی رہم ابن عبد العزیز، بن ابی قیس بن ابی عبدود بن نصرہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی نے بھی خروج کیا تھا۔ نیز عبد الواحد بن ابی عون ازد کا مولیٰ بھی تھا عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمہ عبد العزیز بن عبد الدار امی عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب بنی سباع کا مولیٰ، خزاعہ کا ابن سباع جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم، اسحاق ربیعہ جعفر، عبد اللہ، عطاء یعقوب، عثمان اور عبد العزیز بن عبد اللہ عطا کے بیٹے تھے۔

زبیر بن حبیب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میں مر میں جو کوہ اصم کے لٹن میں واقع ہے مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی۔ ایک شخص مدینہ کے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا میری بیوی نے اس سے پوچھا محمد کیسے ہیں اس نے کہا وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں اس راہ گیر نے جواب دیا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے تل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بیشک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ بھاگا اور نہ پکڑا گیا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن کن خاندانوں نے محمد کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر نے انھوں نے پوچھا اور کس نے اس نے کہا آل عمر نے ابو جعفر کہنے لگے بخدا ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا

## ابو جعفر کی آل زبیر اور آل عمر کے متعلق رائے

ابو جعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیر کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بد معاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمر کے ایک ہزار آدمی میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں گا۔

## محمد بن عثمان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری

محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگے میں ان کے ہمراہ تھا اور ابو الہبار المزینی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ کی طرف ہم نے حکیم نامی شخص سے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تھائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام نا کے بند ہو چکے تھے صبح تک ہم شہر کے باہر ہی رہے۔ صبح سویرے شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں ٹھہرے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لئے کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں ایک لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لیکر آیا وہ کھانا لئے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے ہم نے حکیم سے کہا اسے اور دو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دگنی اجرت دیدو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد سواروں نے ہمارے مکان کو آگھیرا ہم نے مکان کی مالک سے پوچھا کہ یہ رسالہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے یہ سوار بنی سعد کے ایک شخص نمیلہ بن مرة کی تلاش میں آئے ہیں جس نے ابراہیم کے ساتھ خروج کیا تھا تھوڑی دیر میں وہی حبشی اپنا سر اور چہرہ اور سر ڈھانپنے ہمارے پاس آیا جب سواروں کو اس نے اندر بلا لیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا انھوں نے پوچھا کیا ہی لوگ ہیں اس نے کہا یہی ہیں یہ دیکھو یہ موسیٰ بن عبداللہ بن عثمان بن محمد ہے یہ اس کا بیٹا ہے اور اس چوتھے کو اگر چہ میں نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ بھی ضرور انھیں کے ساتھ کا ہے اب ہم سب کو گرفتار کر کے محمد بن سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا۔

اس نے ہمیں دیکھ کر موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تجھ سے میرا رشتہ قائم نہ رکھے کیا تمام اور شہروں کو چھوڑ کر تجھے یہیں آنا تھا اب اگر میں تجھ کو چھوڑ دوں تو امیر المؤمنین مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اگر گرفتار رکھوں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے تیری قرابت کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اس کے بعد اس نے ہمارا معاملہ امیر المؤمنین کو لکھ بھیجا اور ہمیں بیڑیاں پہنا دیں، امیر المؤمنین نے اس کے خط کے جواب میں حکم بھیجا کہ ہم سب کو ان کے پاس بھیج دیا جائے۔ سلیمان نے ہم سب کو فوج کی نگرانی میں بغداد روانہ کر دیا۔ جب ہم بطیمہ پہنچے تو وہاں ہمیں ایک دوسرا فوج کا دستہ ہمارا منتظر ملا اس کے بعد ہم اپنے راستے پر فوجی چوکیوں سے گزرتے گئے بغداد آئے ہمیں ابو جعفر کے

سامنے پیش کیا گیا۔ میرے باپ کو دیکھ کر پوچھا تو نے بھی محمد کے ہمراہ میرے خلاف خروج کیا تھا انھوں نے کہا جی ہاں ہوا تو ایسا ہی ہے ابو جعفر نے ان کو گالیاں دیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنے سامنے بلایا اور قتل کا حکم دیدیا چنانچہ انھیں قتل کر دیا گیا۔ پھر انھوں نے موسیٰ کے متعلق حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اس کے کوڑے مارے گئے اس کے بعد میرے متعلق قتل کا حکم دیا میں ان کے قریب کیا گیا حکم دیا کہ اسے لیجاؤ اس کے باپ کے سر اٹھنے کھڑا کرو جب یہ اسے دیکھے اسی وقت اس کی گردن مار دو عیسیٰ بن علی نے میرے متعلق عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا ہے میں نے عرض کیا امیر المؤمنین میں بالکل نا سمجھ لڑکا تھا میرے باپ نے جیسا مجھے حکم دیا میں نے اس کی اطاعت کی۔ اب ان کے حکم سے پچاس کوڑے مجھے لگائے گئے اس کے بعد مجھے جیل میں قید کر دیا گیا ان دنوں وہاں یعقوب بن دادو بھی تھا۔ یہ میرا بہت اچھا رفیق ثابت ہوا میں اس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور اس کے ساتھ بہت اکسار و عاجزی سے پیش آیا تھا اس وجہ سے وہ مجھے اپنے کھانے میں کھلاتا اور اپنی شراب پلاتا، ابو جعفر کی وفات تک میں اسی طرح قید رہا ان کے انتقال کے بعد جب مہدی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یعقوب کو نظر بندی سے رہا کیا یعقوب نے ان سے میری سفارش کی اور انھوں نے مجھے رہا کر دیا۔

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابو جعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمہارے پاس تھا کہاں ہے اس نے کہا وہ میں نے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ کو دیدیا ابو جعفر نے پوچھا امیر المؤمنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبد اللہ ابو جعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی عثمان نے کہا ہاں میں نے اس کی بیعت کی تھی جس طرح تو نے بیعت کی تھی۔ ابو جعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا۔ وہ لوگ ہیں جن کی مائیں کنیزیں ہوتیں اس پر ابو جعفر برہم ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیدیا لوگ اسے پیچھے ہٹالے گئے اور اس کی گردن مار دی۔

محمد بن عثمان بن خالد اثیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی جنگ میں شریک ہوا تھا محمد کے قتل اور اس کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے۔ انھیں لوگوں میں میرا باپ اور کثیر بھی تھے، ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے یہاں تک کہ جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا۔ اس نے محمد کے حامیوں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی۔ میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے گئے جعفر کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔ چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا۔ ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے خوف کیجئے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک دیہاتی ہے جسکو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں محض پیٹ بھرنے کے لئے اسے اپنا اونٹ ہمیں کرایہ پر دیدیا اگر اسے



ہمارے جرم کا علم معلوم ہو جاتا تو وہ کبھی ہمیں اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابو جعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابو جعفر کی عادت سے آپ خوب واقف ہیں اس لئے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہوگا، محمد بہت دیر تک سر نیچا کئے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ بخدا یہ ابو جعفر کا معاملہ ہے میں اس میں ہرگز دخل نہ دوں گا، اب ہم سب کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کئے گئے۔

## اونٹ والے کی رہائی

اس وقت ابو جعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا ابو جعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا تو اپنے اونٹ امیر المؤمنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے ایک مقام سے دوسرے مقام منتقل کرتا رہا ہے کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے اس کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے اس کا کیا قصور ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کو دشمن ہے میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک سخت خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا۔ اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا اس تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کئے بیٹھا رہا۔ اب ابو جعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا پھر چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکل کر غائب ہو گیا۔ اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ عثمان تو نے امیر المؤمنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی اس نے کہا سنئے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ ابو جعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہو گئی۔

## عبدالعزیز کی رہائی

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا اسے دیکھ کر وہ کہنے لگے اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دے سکتا ہوں کہہ کر ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابو جعفر نے اسے قتل کر دیا بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو جعفر سے کہا جناب والا یہ کچھ ان لوگوں سے زیادہ خطا دارانہ تھا ابو جعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن صبح کے وقت میں ابو جعفر سے ملنے گیا انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن حطب ان کے سامنے پیش کیا گیا انکے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے۔ اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو ان سے زیادہ جوان مرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں۔ بخدا میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جنگی ساری زندگی سخت محنت و جفاکشی میں بسر ہوئی تھی۔ پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے جابر نہیں رہ سکے حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی ساری عمر عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا

کیوں نہ ہوں یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت و شرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہونگی، یہ سکر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس دن سے اوندھا پڑا ہوں اس دوران اللہ کی نماز بھی وقت کی نہیں پڑھ سکا، کہنے لگے یہ تمہارے کیئے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کر دیا نیز ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔

محمد بن عمر روایت نقل کرتا ہے کہ کثیر القادفونج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد خرچ کر دی۔ نصف ماہ رمضان ۱۳۵ھ ہجری کو محمد مارا گیا اس کا سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سرد کھایا اس نے شناخت کیا عیسیٰ نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہو گیا، اور عام امان کا اعلان کر دیا محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قبل تک دو ماہ سترہ روز گزرے، اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابو جعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور عبداللہ ان سے ڈر

کر بھاگ نکلا۔

## مدینہ میں حبشیوں کی شورش

### ابن ربیع کا مدینہ میں فساد

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا عامل مقرر کیا، محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم کو لیکر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لئے تیار ہو گیا، جب عیسیٰ نے کثیر بن بن حصین کو مدینہ کا عارضی گورنر مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کے اسے ستر کوڑے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ عبداللہ بن ربیع ابو جعفر کی طرف سے مدینہ کو گورنر مقرر ہو کر بروز ہفتہ ماہ شوال ۱۳۵ھ ہجری کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا۔ اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے جھگڑا ہوا گیا انھوں نے قصر مروان آ کر جہاں ابن ربیع ٹھہرا ہوا تھا۔ سپاہیوں کی شکایت کی ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوایا اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چہرہ دست ہو گئے جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص بُری نظر سے دیکھنے لگا۔

بعض سپاہیوں نے قیمت ادا کئے بغیر بازار سے کچھ سامان لے لیا اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام

صراف کے پاس آئے اور اس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریادری کے لیے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اس کا مال اسے ملا۔ مدینہ کے سردار نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اس کی شکایت کی مگر نہ اس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ ان کی روک تھام کی۔ اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کے چھنگلیاں کاٹ دیں۔ سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اس پر جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا نیز انھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لئے جارہے تھے سپاہیوں پر لٹکارا حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے جان بوجھ کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

### حبشیوں کا حملہ

حارث بن اسحق راوی ہے صبحیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی چاہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اسے چھوڑ کر کان لگا کر اسے غور سے سنتا اور جب اسے یقین آ جاتا کہ یہ بگل ہمارے لئے بج رہا ہے وہ فوراً اس چیز کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اس کی آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آ جاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص و شیق، یعقل اور رmqہ حبشیوں کے سردار تھے یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے انھیں نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جالیا۔ ابن الربیع ان کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آ گیا یہاں پانچ مسکین مسجد میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے الربیع نے اپنی جماعت کے ساتھ جان بوجھ کر ان غریبوں پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا۔ پھر اسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجے پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے ان بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا ان کو امان کا وعدہ دیا وہ نیچے اتر آئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندھیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے ان کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا۔ انھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اسے ہر طرف سے آگھیرا جب اس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اس نے ان کے لئے درہم بکھیر دیئے۔ حبشی ان کے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ ان سے بچ کر نکل گیا اس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دور اتوں کی مسافت پر واقع ہے آ کر ٹھہرا۔

عسی راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا، و شیق، حدیا، عنقود اور ابو قیس ان کے سرگروہ تھے اگرچہ ابن الربیع نے ان کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اسے مار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں ٹھہر گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستوا نازیتوں کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ چیزیں اتنی کہ ایک بوجھ آنا اور درہموں



میں اور زیتوں کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

## حبشیوں کا رعب

حارث بن اسحاق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں کثیر تعداد میں ذخائر خوراک جمع تھے جو بحری راستے سے لاکر فوج کی سربرائی کے لئے جمع کیے گئے تھے حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا اور سب پر قبضہ کر لیا اسی روز سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہو کر ابو جعفر کے پاس آیا اور اس نے ہنگامہ کی اطلاع ابو جعفر کو دی۔

ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے تمام سپاہی ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہسوار کی حبشی سے مدد بھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لئے صرف تہہ استعمال کرتا اور اس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اس شہسوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لیکر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیتا ان کی اس جرات کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

مسور بن عبد الملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے اس ابو بکر بن ابی سبرہ کو قید کیا جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کر کے محمد کو لا کر دیدی تھی تو قریشوں کو اس کی جان کا خوف ہوا کہ کہیں یہ قتل کر دیا جائے۔ اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف حملہ کیا ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انھیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی۔

## شورش روکنے کی کوششیں

حارث بن اسحاق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اس نے محمد بن عمران، محمد بن عبد العزیز اور دوسرے عمائد کو بلوایا یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس نے خدا کا واسطہ دیکر ان سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المؤمنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا۔ تو سمجھ لیجئے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ ہو جائیں گے تمام غلام جماعت اس وقت بازار میں موجود تھی میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان سے جا کر ملیئے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لئے گفتگو کیجئے اور اپنی رائے کے مطابق ان کی طرز عمل کو بدل دیجئے۔ ان میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ ان کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور ان سے گفتگو کی انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو انھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کئے دیتے ہیں اس کے بعد مدینہ منورہ کے سردار انھیں کو مسجد لے آئے۔

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے ان سے کہا تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تمہیں فائدہ ہوگا اور نہ ہمیں۔ وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو آپ ہمیں اس سے اب نبٹ لینے دیجئے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چلے۔

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمرو نے ان سے جا کر پوچھا کہ وثیق کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار چار اور غلاموں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہمارے حکومت میں تمہیں شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں فائدہ اٹھاتا کرتا ہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

### حبشیوں کے ساتھ مسجد نبوی میں گفتگو

حارث بن اسحق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ساتھ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر بیٹھا اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز اب دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا اب گفتگو شروع ہوئی جتنے منہ اتنی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں۔ مگر ابن ابی سبرہ اس تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریری شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المؤمنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب دی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔

محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیسوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے، قریشی مقام مقصود میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی۔ محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کسما کس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب دیا اس نے ہر شخص کا نام لیکر کہ ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھائے گا جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصغ بن صفیان بن عاصم بن عبدالعزیز مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں۔

## اصبح کا نماز پڑھانا

اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے کہا سن لیجئے میں الاصبح بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز مروان ہوں اور میں ابو جعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کی قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا۔ نیز تم نے امیر المؤمنین کی فوج کے پاس جو شے ہو وہ لا کر واپس کریں اور اس کے لئے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

## ابن الربیع کی مدینہ روانگی

مسور بن عبد الملک رو یہ نقل کرتا ہے کہ قریش کا یہ مشورہ تھا کہ وہ ابن الربیع سے کہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کر لے تو پھر اس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تاکہ امیر المؤمنین کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہو سکے۔ چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کونائب بنائے بغیر مدینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ اس نے پوچھا کسے بناؤں اس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا۔ چنانچہ اسے بلایا گیا، قدامہ اسے کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تمہیں مدینہ اور اسکے تابعہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لئے رائے دی ہے وہ تمہارا خیر خواہ اور دراندیش نہیں میرے تقرر سے اس کا مقصد فساد پیدا کرنا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر حکومت کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے ابن الربیع مدینہ چلا گیا۔

حارث بن اسحاق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشیوں کے ساتھ ابن الربیع کے پاس لطن نخل میں جہاں وہ اسی وقت مقیم تھا اور ان سب لوگوں نے اسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اس نے نہ مانا آخر کار ابن عبدالعزیز نے تنہائی میں کچھ دیر ان سے باتیں کیں اس سرگوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا سب طرف امن و امان ہو گیا اور لوگ بھی امان و سکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا یہ اسے سمجھا بچھا کر مدینہ واپس لے آئے اس نے مدینہ آ کر وثیق، ابوالنار، یعقل اور مسعر کا ایک ہاتھ کٹوا یا۔



اس سال شہر بغداد کی بنیاد ڈالی گئی اسے مدینہ المنصور بھی کہتے ہیں۔

## بغداد کی تعمیر

### تعمیر بغداد کی وجہ

حکمران ہونے کے بعد منصور نے ابن ہبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا یہ مدینہ ابن ہبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب روانہ یہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں ٹھہرنا اچھا معلوم نہ ہوا۔ نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اس نے ان کی ہمسائیگی کو خیر آباد کہہ دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب و ہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے پہلے وہ جرّ آ یا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد آیا۔ بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا یہ فوجی چھاؤنی کے لئے بہت اچھا مقام ہے اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لیکر چین تک سے ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہو سکتا ہے اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینا اور اس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہنچ سکتا ہے، دریائے فرات بھی ہمارے قریب واقع ہے اس کے ذریعہ شام رقعہ اور اسکے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہو سکتی ہے۔

ان تمام فوائد و مصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اسی مقام پر ٹھہر گیا اور صراۃ پر اس نے اپنی چھاؤنی ڈال دی، شہر کی داغ بیل ڈالنی اسے چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دیدیا۔

### مناسب مقام کی تلاش

سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفہ والوں سے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت وہ فرمانبرداری ناقابل اعتماد کردی۔ نقل مکانی کے لئے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تاکہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لئے انتخاب کرے اس زمانہ میں راستہ مدائن سے ہو کر آتا تھا۔ چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہوئے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اس سے امیر المؤمنین کے دورے کیوجہ معلوم کی اس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لئے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورانا آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا اور ایک بنیاد بھر جائے گی۔ اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اسکی تعمیر چھوڑ کر اس کے ختم کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا۔

اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ پر اس کا پہلے سے زیادہ اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا۔ اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے ورثاء میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المؤمنین مقام کی تلاش میں اطراف چل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آ ملا اس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المؤمنین کو دی انھوں نے میرے رفیق کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں بچپن میں مجھے مقلاص پکارتے تھے بعد میں یہ عرض جاتا رہا۔

### مطلوبہ جگہ ملنا

ابن غیاش راوی ہے جب ابو جعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکانی کرنی چاہی تو انھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لئے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ بارما کے قریب کی ایک جگہ کی ان سے نشاندہی کی گئی جس کے منظر اور آب و ہوا کی خوبی کی تعریف کی گئی، منصور خود اس کے دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے، وہیں رات گزاری ہوئے صبح کو پھر اسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام ان کو پسند آ گیا انھوں نے اپنے ساتھیوں سلیمان بن مجالد، ابویوب الخوزی اور میر منشی عبد الملک بن حمیدہ وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضاء ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت معتدل و سزاوار معلوم ہوتی ہے۔

منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی، فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہو سکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب و ہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہو سکے اور میرے مزاج کے بھی موافق ہو جہاں ضروری اشیاء مہنگی نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی و تری کے راستے سامان معیشت مل ہو سکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت بڑھ جائے گا، ضروریات زندگی کم ہونگی اور اس درجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی، سفر کے دوران مجھے ایک ایسا مقام نظر آیا جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں میں آج رات وہاں بصر کر کے دیکھتا ہوں اگر آب و ہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہوگا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لئے کافی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

### سنگ بنیاد

ہشیم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آ کر وہاں ٹھہرے یہاں اب قصر اسلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا وہ محل کے قریب ایک راہب کی خانقاہ تھی۔ انھوں نے یہیں رات بسر کی

رات اور دن کو نہایت خوشگوار معلوم ہوئی میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے پورے روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا ان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے۔ ہر شے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی، نیز فوج اور عوام کے لئے بھی یہ جگہ ہر لحاظ سے بالکل کافی دانی ہوگی اب انھوں نے اس کی داغ بیل ڈالی اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ بنیاد رکھتے وقت یہ کہا کہ بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثها من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین، پھر کہنے لگے بنوا علی بركة اللہ (اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے)۔

## دوسری روایت

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے، جب منصور بن جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ ان کی کتابوں میں مقلاس کا ذکر آیا ہے ذکر کیا اور اس گرجا میں اترے ان کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ نیز اس نے اس بطریق کو جو رجا البطریق کا ملک تھا، بغداد اور محرم کے دیس مکھ کو اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے دیس مکھ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے ان کے مضمون کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے، کچھ کتنا ہوتا ہے، مچھر گھٹل، پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے۔ ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موضوع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضوع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آکر اس کی کیفیت بیان کی، اب منصور نے ان سب سے جن کو انھوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تیج و تنفید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا، منصور نے اسے بلا کر اسے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اس مربع میں جو ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہے۔

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کونسا مقام آپ کے لئے اختیار کیا جائے میری رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان قیام کریں مغرب میں دو پرگنہ قطر بل اور باوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذمی ہوں۔ اس طرح آپ ایک ایسی وسطی مقام میں سکونت پزیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے باغات ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہوگئی اور اس کی وجہ سے اس کی فصل بچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائیگی۔ اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، آپ سراقہ پر قیام کریں گے دریاے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو مہیا ہوتے رہیں گے۔ دوسری طرف سے دجلہ کے



ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور وسط سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تائمر کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گی۔ اسی طرح روم آمد، جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی، چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے درمیان ٹھہریں گے۔ اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کئے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لئے ان پلوں کو قطع یا برباد کریں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہونگے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا، اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔

یہاں سکونت پزیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے۔ نیز آپ صحرا، سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت ہو اس سے کام لیا جاسکے، یہ گفتگو سن کر منصور کا اسی مقام پر ٹھہرنے کا پختہ اور زیادہ ارادہ ہو گیا جو اس نے منصور کے لئے اختیار کی اتنے میں اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المؤمنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں۔ اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو سکتی، شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ ان کی فصیلیں ہوں، خندق ہوں، اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لئے خندق کا کام دیں گے۔ حماد التمری کہتا ہے ۱۴۵ھ ہجری میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لئے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں اگرچہ پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ اور اس لئے وہ خود معائنہ کے لئے نکلے اور اسی گرجا میں جو صراۃ میں پر واقع ہے رات گزاری، کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں فرات دجلہ، اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی دستیاب ہونگی۔

## تعمیر کی پیشن گوئی عیسائی کتب میں

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابو جعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو ان کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اسے آواز دیکر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی ایک شخص شہر بسائے گا اس نے کہا جی ہاں مقلاص نامی شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص کے حرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے۔ اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اس کی سخت مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے کہنے لگے اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند گرا دیں گے ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا ان کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور انھوں نے وہاں کے کلیسا راہب کو بلوایا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی

کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایت یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص نامی ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں۔ چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونہ پر شہر بسایا، شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فیصل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی۔

## مختلف علاقوں سے مردوں کا جمع کرنا

سلیمان بن مجالد راوی ہے کہ اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام، موصل، جبال کوفہ، واسط اور بصرہ میں اپنے عمال پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آگئے نیز ان کے حکم سے امین قابل ہوشیار سمجھدار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاة اور ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بھی تھے اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے، بنیاد کھودنے کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی تعمیر کا حکم دیا، اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں اس کی ابتداء ہوئی۔

## شہر کی ترتیب کا معائنہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور بغداد کی تعمیر کا پختہ ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لئے ان کی خواہش ہوئی کہ وہ اپنی آنکھوں سے شہر کی ترتیب و تقسیم کا وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں۔ اس غرض کے لئے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنادی جائے اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازہ سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں گلی کوچوں، اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اسی طرح معائنہ کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور اب پر مٹی کا تیل ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھا گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لئے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دیدیا اور کام شروع کیا۔

حماد التریکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ موقع کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبد اللہ کے خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے جو صراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا علاقہ بغداد اس کام کے لیے اختیار کیا۔ جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے شنی بن حارثہ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

منصور اس گرجا میں جا کر ٹھہرا موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا، یہاں ان کو کچھ مچھر کھٹل اور بھٹکے، بکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں، یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ پہنچتی رہیں گی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ منصور نے اس

گر جا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا ابوالدوانیق ہو گا یہ سن کر منصور نے اپنے دل ہی دل میں ہنسے، کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے سپرد کر دیا گیا۔

## امام ابوحنیفہ کی نگرانی

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ بن ثابت کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دوں گا۔ اس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انھوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے لئے ابوحنیفہ کو اس کی تعمیر کے لئے اینٹوں کے گننے اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا، چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس کی دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

ہشیم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ ابوحنیفہ کو بھی اس کی خبر ہو گئی انھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اس بانس سے اسے گن لیتا اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابو جعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔

## فصیل کی چوڑائی

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کی چوڑائی نیچے سے پچاس گز اور اوپر بیس گز ہو، اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی لکڑیاں رکھوائیں۔ جب فصیل قد آدم بلند ہو گئی یہ ۱۴۵ھ ہجری میں ہوا تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انھوں نے شہر کی تعمیر کو ادا کی۔

## تعمیر بغداد سے وہاں کی کیفیت

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ مدینہ میں ابو جعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کے لیے کاشت کی جگہ تھی اس کو مبارک کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابو جعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمینیں دیدیں اور قیمت بھی دیکر ان کو راضی کر لیا میرے دادا کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔ حماد التری کہتا ہے بنانے سے پہلے مدینہ ابو جعفر کی گردکئی گاؤں تھے باب الشام کی طرف خطاً بیہ واقع تھا



یہ باب ورب النورہ سے لیکر ورب الاقفاس تک آباد تھا۔ اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر یہ فتنہ کے زمانے میں کاٹ دیئے گئے اس قریہ خطابہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنو فردہ اور بنو قنوارہ کے نام سے مشہور تھے اسمعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انھیں میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفطرات راوی ہے کہ جو قریہ مربوعہ ابو العباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو نیوزارہ کہتے تھے، اس کا نام دردانیہ تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربوعہ ابو فردہ کے ساتھ ملا ہوا تھا یہ اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید بن خطیب کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابو الجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابو الجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطعہ میں پرگنہ دوریا کے فردیخ نام ہاٹ کے قریہ نیوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یاداد کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) یا دوریہ کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے ایک عرصے تک ہرنوں اور خرگوشوں کو ہنکایا ہے اس مقام سے اس کی مراد باب الکرخ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ تام ربیع کا مقطع ان مقطعوں میں سے ایک ہے جو اسے مہدی نے عطا کیے منصور نے اسے داخلہ دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کردی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اس نے بنوائی تھی۔

فرضہ جعفرہ جاگریں ہیں جو ابو جعفر نے اپنے بیٹے کو دیں تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا بنوایا ہوا ہے۔

حماد التریکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں ٹھہرے

ہوئے تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے۔ اس دن گرمی شدید تھی ۱۳۵ھ ہجری کا

واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے

میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گزر کر مقصورہ تک چلا آیا اب اس نے اندر آنے کی

اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اس کے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سلم بن ابی

سلم اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دیدی۔ اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع اسے

پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کی طرف حکم بھیج دیتے ہیں کہ وہاں سے حرین کو کسی قسم کا

سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر کی طرف سے غلہ پہنچنا بند ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دو بھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا۔ نیز انھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھ دیا جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد میں یہاں سے کوفہ جا رہا ہوں تم سے جس قدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے بھیجتے رہو امراء شام نے کو بھی انھوں نے اسی قسم کے خط لکھ دیئے اور کہا کہ اگر ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکتا ہے تو اسے بھی بھیجتا کہ جو آدمی آئیں ان سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اس کذاب کو ہوگی اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا۔ ہم سب نہایت شدید گرمی میں روانہ ہوئے اور کوفہ آ گئے اس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت ختم نہ ہوئی۔ منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے

### محمد کے متعلق اشعار

ابو جعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی محمد بن عبد اللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہے راستہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم اسحق بن مسلم یعقوبی اور عبد اللہ بن الربیع المدانی مناسب لوگ ان کے ساتھ دیکھا منصور اسی وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزاء اور اقرباء ان کے گرد تھے ان کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چال بازی، ہوشیاری موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنالیا ہے۔ اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہوگی علاوہ ازیں جنگ لڑائی میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے۔

فکم من غارۃ و رعیل خیل  
تدارکھا وقد جمی اللقاء  
فرد فجلھا حتی لناھا  
باسمہ ما یری فیہ التواء

شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور سالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے سپہ سالار کو اس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا۔

## منصور کے متعلق اشعار

اسحق بن مسلم کہنے لگائیں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور  
پر رکھا ہے وہ سخت تر شروا کڑوا ہے مضبوط طاقتور ہے اس کے گرد جو  
اس کے اعزائیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں۔  
سمالی فرسان کان وجوہہم  
مصایح بند وفی الاظلام زواہر  
یقود کیسش اخو مصمئلا  
عبوس السری قد نوجتہ الہواجر  
ایسے شہسوار ہمارے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں  
تھے جس طرح رات تاریں ستارے ان کی قیادت ایک ایسا جفاکش  
اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دوپہر کی لٹوؤں میں جھلس کر  
شکن ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا خشم  
آگیں شیر نیستاں ہے جو اپنے مقابل کو آنا فنا پھاڑ ڈالتا ہے اور اس  
کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اس حالت ابوسفیان بن  
الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے،

وان لنا شیخا اذا الحراب شموت

بدیہۃ الاقدام قبل التوافر

ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے،  
چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں رہائش اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے  
مقابل بھیجیں جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

## ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ کا بھائی تھا منصور کے خلاف بصرہ میں علم  
بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

## محمد اور ابراہیم کوفہ میں

جب ابو جعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر لیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور



عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق کا خوف دامنگیر ہوا وہ سمندر کے راستے سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو انکا پتہ دیدیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اس وقت ابو جعفر کوفہ میں موجود تھے۔

### ابراہیم بن صبیحہ کا خاندان

منہ بنت المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بن ابی صبیحہ کے ایک خاندان میں حارث بن عیسیٰ کے مکان میں ٹھہرا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اسکے ساتھ اس کی ایک ام ولد بھی تھی۔ میں جا کر اس سے باتیں کیا کرتی تھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں کہ جنہیں مسلسل پانچ سال سے کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس کبھی کرمان، کبھی جبال، کبھی حجاز، اور کبھی یمن میں قیام ہوا۔

### ابراہیم بصرہ میں

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ساتھ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک دیہاتی ہمارے پاس ساتھ مل گیا۔ ہم نے اس سے نام پوچھا اس نے فلاں بن ابی مصادا الکلمی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں تو ایک شام کا باشندہ ہے، جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ اور اسکی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نظر بن سیار راوی ہے کہ ابتداءً ۱۴۳ ہجری میں ابراہیم اس وقت بصرہ آیا جب کی حجاج حج سے فارغ ہو کر اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان اللہلی سے لیکر آیا تھا اسی نے اس کو سزا دیا اور اس کے ساتھ دوسری جانب نخل میں بیٹھانی لیٹ کے ایک مکان میں اسے اتارا۔ ایک عجمی سندھی باندی خرید کر اس کو دی تھی بن زیاد کے گھر میں اس باندی کے لطن سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔

### ابراہیم کے متعلق خط

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلیل العبسی کی اولاد کے پاس ٹھہرا۔ فضل بن صالح بن علی حاکم قسریں نے ابو جعفر کو اسکی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچے پر لکھ بھیجی جو اس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا اس اطلاع میں لکھا:

کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چلا گیا ہے۔ جب یہ خط ابو جعفر کو موصول ہوا انھوں نے اس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی پریشان کن خبر ان کو نہ ملی۔ انھوں نے وہ خط ابو ایوب الموریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے

بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کر دیا۔ البتہ جب دفتر پیشی والے صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے تیار ہوئے تو امان بن صدقہ نے جو اس وقت ابو ایوب کا پیشکار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پر چہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا، میں امیر المؤمنین کو اطلاع دیتا ہوں اس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابو جعفر کے پاس گیا ابو جعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مخبر متعین کر دیئے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھادی جائیں۔

### ابراہیم ابو جعفر کے دسترخواں پر

خود ابراہیم سے روایت ہے، مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر پریشان کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے دسترخواں پر بیٹھ کر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاشی شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکل جاتی تھی میرے لیے بھاگنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں۔ عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی میں بھی ان کے ساتھ سرکاری دسترخواں پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس دوران تلاشی ملتوی ہو چکی تھی۔

ابو نعیم الفضل بن وکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گزرا تھا اور میں کوفہ میں اس وقت اس سے ملا بھی تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد مدائن اور نیل اور واسط آیا۔

### ابراہیم کے حامیوں کے نام خطوط

نصر بن قدید بیان کرتا ہے، ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہل بیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابو جعفر پر حملہ کر دیں گے۔ اس وعدہ کے بناء پر ابراہیم نے خروج کیا، بڑھتا ہوا وہ ابو جعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا جو ان دنوں بغداد کے ایک گرجہ میں ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا۔ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے، اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب معمول ایک دن ابو جعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

## ابو جعفر نے ابراہیم کو دیکھ لیا

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابو جعفر نے صراۃ کے پرانے پل کے بنانے کا حکم دیا یہ اس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں ان کی نظر ابراہیم پر پڑی ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا ازدہام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اس کے پاس پناہ لی اس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانے پر چڑھا دیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابو جعفر نے اس کی تلاش میں بڑی جدوجہد کی ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا ابراہیم چپ چاپ اپنے مکان میں بیٹھا رہا۔ اگرچہ ابو جعفر نے اس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش خرچ کر دی مگر اسے اس کا پتہ نہ چلا۔ اس وقت سفیان اعمیٰ اس کے پاس تھا اس نے ابراہیم سے کہا کہ اب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو ابراہیم نے کہا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

## سفیان کا ابو جعفر کو دھوکا دینا

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المؤمنین سے ملنے کی اجازت چاہی اس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتایا ربیع نے اسے ابو جعفر کے سامنے پیش کر دیا اس پر نظر پڑتے ہی انھوں نے اسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کی اس سزا کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا طلب گار بنکے آیا ہوں اور اپنے کئے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اسے اور اس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ کیا صلہ دیں گے۔

ابو جعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہیں اس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہو گا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اسے عبدی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ میرے لیے میرے ایک غلام کے لیے، اور ایک فوجی افسر کے لیے راہ داری کا خط لکھ دیجئے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دیجئے۔ بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجئے میرے اور میرے ایک غلام کے لیے کا خط لکھ دیجئے۔ میں اسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں ابو جعفر نے راہ داری کا خط لکھا اسے دیدیا فوج اس کے ساتھ کر دی نیز ایک ہزار دینار بھی دیئے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں خرچ کرنا سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضروریات نہیں ہے اس نے اس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اس رقم کو لیکر ابراہیم کے پاس آیا جو کہ کوٹھڑی میں مقیم تھا اس نے پشیمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا سفیان نے اسے آواز دی کہ کھڑا ہوا وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا۔ اب یہ اس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے ان کو عبور سے روکا سفیان



نے راہداری کا پروانہ اس کے حوالہ کر دیا اس نے پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا نہیں بخدا یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن ہے اچھا جائے میں تم کو نہیں روکتا اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا ابراہیم بھاگ گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبدی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور چھپ گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابو جعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان میں جس میں دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا دس کو ایک دروازے پر بیٹھا تا اور کہتا جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابو جعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی متفرق کر دیا۔ اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا، سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلا لیا اب اس نے عتمی کو تلاش کروایا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔ ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اس نے ان دونوں کو ابو جعفر سے بچا دیا۔

### ابراہیم مختلف صورتوں میں

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے دجلہ کے کنارے پر اپنے ایک مکان میں اتار دیا کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بناء پر میری شکایت کر دی اس نے مجھے سو کوڑے لگوائے مگر میں نے ابراہیم کے متعلق قطعی اقرار نہیں کیا جب اس نے مجھے چھوڑا میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اس سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چلا گیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہو گیا۔ ناصر گزار کر واپس آیا ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایک ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو باز کا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازر پہنے تھا ہاتھ میں جلاہک کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کر رہا تھا، جب عبدالرحیم واپس آیا تو اس کے متعلق سواک کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بھیس بدلتا رہتا تھا۔

نصر بن قنید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابو فردہ کے پاس ٹھہرا خود چھپا رہا دیہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفیروں کے ذریعہ دعوت شروع کی۔

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ شہر ہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجلہ کے کنارے میرے پاس ٹھہرا تھا اور محمد بن الحصین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے لکھا ہے کہ بخومیوں نے انکو بتایا ہے کہ ابراہیم ہواز میں دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے۔!

میں نے اس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجلہ کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرہ سے امیر المؤمنین کے مرادہ جگہ ہو جو دجلہ اور مرقان کے درمیان ہے۔ میں نے ابراہیم سے جا کر کہہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے

بقیہ دن اس کے ساتھ گزراتے ہی میں اسے لیکر نکلا اور گمشدہ کے درے دشت تک ارک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اسے ٹھہرا آیا پھر اسی رات میں ابواز واپس آ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا۔ یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں ابواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اسے عشاء کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار رہتے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جیل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا۔

اتنے میں رسالہ نے مجھے آ لیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے ابو محمد اس وقت تم کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا سرے شام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں کہنے لگا کہ تو کچھ سپاہی ساتھ کر دوں وہ تمہارے گھر تک تمہیں پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤنگا میں چپ چاپ اسی طرح اپنے راستے ہولیا۔ جب دستے کے آخری سوار مجھ سے گزر گئے میں مڑ کر پھر ابراہیم کے پاس آیا اس کا گدھا ڈھونڈا بارے اسے پالیا۔ ابراہیم اس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آ کر بسر کی، صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیج کر دکھاؤ، میں خود اس جگہ آیا جہاں بیٹھ کر اس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے۔

متصل بن عبد الرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابو جعفر کہنے لگے کہ بصرہ کے بیانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اس پر قابو پانے کے لیے میرے لیے بہت کٹھن ہو گیا ہے۔

## ابراہیم کا نصر کو دعوت دینا

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آ کر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نصر بن اسحاق کے پاس لایا اور اس سے اس کی یوں ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اس سے گفتگو کی اور خروج کی دعوت دی نصر نے اس سے کہا چونکہ میرے دادا عبد اللہ بن خازم اور اس کے دادا علی ابن ابی طالب میں مخالفت تھی اس وجہ سے بھلا میں کس طرح تمہارے صاحب کے ہاتھ بیعت کر سکتا ہوں۔ ابراہیم نے اس سے کہا گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گزشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجئے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بناء پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا، موسیٰ نے اس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے یہ بات بتا دیتے تو میں اسے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا۔

## عوام کو دعوت

نصر بن قنید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی یہ ابو فردہ کے مکان میں ٹھہرا ہوا تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مرۃ عفو اللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیا، عمر بن سلمہ الجعفی اور عبید اللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت میں ابھارا اس کے بعد عرب کے بعض بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفرغ اور ایسے ایسے جواں مرد تھے کہ اس دعوت کو قبول کیا بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے۔ اور اب اس کی تحریک اعلانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے درمیان میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ ب سانی آپ کے پاس آ سکیں گے۔ ابراہیم ابو فردہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابو مروان کے مکان میں جواہل نیشاپور میں سے تھا آ کر ٹھہرا۔

یونس بن بخدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بنی راسب میں عبدالرحمن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرفداروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفو اللہ بن سفیان، برو بن، لبید الشکری، مضاعی، طہوی، مغیرہ بن الفرغ، نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو الہمسانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڑھی سے گزرتے ہوئے طفادہ آئے وہاں سے کروم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی شکر کے مقبرہ میں ابو مروان کے مکان میں آئے۔

عفو اللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوفزدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے۔ مجھے خروج کرنے کے لیے کہا ہے اس کے بعد دیر تک سر نیچا کئے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے۔ مصاعی، طہوی، مغیرہ، میں اور بہت سے سردار آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر بلہ کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ساتھ ہوگا، یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا۔

## ابراہیم کے متعلق ابو جعفر کے مشورے

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے جعفر بن حظلۃ البہرانی کو بلایا جو صاحب الرائے اور سمجھ دار تھا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیج دو۔ ابو جعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابو جعفر نے اسے پھر بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اسی بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو۔ ابو جعفر نے پوچھا کس بناء پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں۔ اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر نگین ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے، اہل شام و آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے، اب صرف بصرہ رہ گیا اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابو جعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی طے کے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی، اور مشہور سپہ سا



لا رہے تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبد الملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے ابو العباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ انھیں بلا لیجئے۔ ابو جعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو اس نے کہا ہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو، ابو جعفر کہنے لگے اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے، اس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو ہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ آئینگے ابو جعفر نے کہا بہتر ہے تمہاری رائے پر عمل کیا جائے۔

جب ابراہیم بصرہ آ رہا تھا تو اب پھر ابو جعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور ہواز سے اسے مدد نہ پہنچنے دو۔

### بوڑھے کا مشورہ

محمد بن حفص لد مشقی، (مولیٰ قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے اہل شام کے ایک بڑی عمر کے صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیج دو، ابو جعفر نے اس مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی کہنے لگے کہ بڑھاٹھیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بوڑھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرہ میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے، اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھیج دو ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کا کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے گورنر کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ ابو جعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا عمر بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لیکر کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

سلم بن فرقہ کہتا ہے کہ جب جعفر بن حظلہ نے ابو جعفر کو شام سے فوج بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کیسے درپے درپے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر ان کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ ان کو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

عبد الحمید ابو العباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابو جعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کیت گھوڑا تھا جب ہم کوفہ میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس گزرتے دیکھا ہے اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابو جعفر نے اسے بصرہ بھیج دیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرہ میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد جو ابیور کے

باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا۔ مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کو ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روک رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالابار میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے بیڑیاں ڈلوادیں۔ ابو جعفر نے ان کے ساتھ عبدالقیس کا ایک معمر نامی فوجی سردار بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید النضعی ابو جعفر کی طرف سے پندرہ سو اور پانچ سو پیدل کے ساتھ سفیان کے پاس آیا تھا۔

## عام لوگوں سے مشورہ

ابراہیم کے بارے میں ابو جعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اسکے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش دلاتی ہو جاتی ہے آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

## تفتیش کے لیے گرفتاریاں

محمد بن سلیمان کا مولیٰ مسلم النخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اسی وقت ابو جعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں ٹھہرے۔ اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی،، مسیر بن زبیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مسیب رات سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی۔ چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا اسے ایک چادر میں لپیٹ کر گھوڑے پر لادیتا، رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے باز پرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

ابو جعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے، اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ پھل فروش تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انقاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔

عباس بن سلم قطبہ کا مولیٰ راوی ہے امیر المؤمنین ابو جعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں گھس پڑتا اسے باہر لاتا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بناء پر محمد بن ابی العباس کا مولیٰ جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے ترکہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فردی بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے محمد

سے آ کر کہا کہ کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابو جعفر کو اطلاع دی اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مگردن نام ابو جعفر کا اجاسوس تھا۔ ابو جعفر نے اسے بلایا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے مجھے اب تک اس کی اطلاع نہیں دی اس نے کہا امیر المؤمنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی وزیر لیتا ہوں ابو جعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔

ابو جعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادیسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرہ کے راستے پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادیسیہ آتے وہاں سے عذیب اور وادی الباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آ جاتے۔ ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی الباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسکا بکر نامی ایک غلام ملا واقعہ سے دو میل درے واقع ہے رہنے والا اور مسجد مولیٰ کے اہالی سے تھا اس نے ابن معقل کو جا کر اس کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادیسیہ سے چار فرسخ درے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا گیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فراضہ العجلی نے اچانک طور پر حملہ کرنا چاہا تھا مگر ابو جعفر کی موجودگی سے اس کی جرأت نہ ہو سکی اور ابن اغرالا سدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

غزو ان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابو جعفر نے خرید لیا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آرہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں۔ ابو جعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحشا پر اس نے انھیں جا ملا یا۔ اور سب کو قتل کر دیا، یہ مسافر جو تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد دوسرے برگزیدہ لوگ بھی تھے ان میں ایک شخص ابو الفرعان شعیب السمان کی اولاد میں تھا وہ کہنے لگا اے غزو ان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے میں تو ابو العرفان تمہارا ہمسا یہ ہوں میں تو آٹا لیکر آیا تھا وہ میں نے اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزو ان نے کسی کی کچھ نہ سنی اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیج دیا جہاں وہ تشہیر کے لیے اسحق الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ تک منظر عام سولی پر لٹکا دیئے گئے ابو احمد عبد اللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

## خارجیوں کی سرکوبی

گھاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں ٹھہرے تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابو جعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ حشا پہنچا۔ تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابو جعفر کی مدد کے لیے ہم تمہیں یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تمہارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے



دو گران لوگوں نے میری بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تمہیں ہرگز ہرگز آگے بڑھنے نہ دیں گے۔ حرب الاراندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لیکر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا سارے حالات سنائے ابو جعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

بنی یزید بن حاتم کا مولیٰ دحیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آکر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجئے میں ابراہیم کو زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤں گا سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں ہے تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر، دحیف اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

### پتھر مارنے کا واقعہ

جابر بن حماد سفیان کے کوتوال کا کہنا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی لشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازیں کیں اور پتھر مارے، سفیان کہنے لگا کیا اس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی راستہ نہ تھا۔

عاقب سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی لشکر کے مقبرہ سے گزرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنے راستہ پر چل پڑا۔

### خروج کے متعلق دیگر روایت

ابو عمرو الحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا مخرومیوں کے مکان میں نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابو جعفر اپنے محل میں تھا اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ وہ تمہارے علاوہ ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے واقف نہیں ہیں جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف ہرگز کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دونوں منصور کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا ابراہیم بن عبد اللہ سے مل گیا تھا اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ باقی نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان

محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبد اللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اس سے خلیفہ تسلیم کر لیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس معاذ بن معاذ عباس بن القوام، اسحاق بن یوسف، الازرق، معاویہ بن ہشام، اور علماء فقہاء کی ایک جماعت تھی، یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابو جعفر کے مقابلہ کے لیے خود کوفہ پر پیش قدمی کرنے کی تیاری کی۔ یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ ہجری کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہ گئی تھی کے اس دوران وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

جب دوسرا دن کو ابو جعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کاروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا۔ اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور پھر گرفتار کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر نے مجالد، محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا۔ انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف و ڈر ہوا کہ اگر چند دن تک میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آ جائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے پیر کی رات رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوانوں کے ساتھ جن میں عبید اللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا۔ بنی یثکر کے مقبرہ آ گیا، نیز اسی رات ابو حماد الابصر دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمیعت چوک میں ٹھہری رہی۔

## چٹائی الٹنے سے فال لینا

اب ابراہیم مقابلہ پر چڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے۔ اس نے مسجد جامع میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو کر اس کے ساتھ اس کے دو دھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزار ہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیے آئے تھے۔ جب اس کی مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ فضول ہو گا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے وعدہ معافی لے لیا تو اب اس نے محل کا دروازہ ابراہیم کے لیے کھول دیا۔ ابراہیم اندر آیا پیش دالان

میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک چٹائی بچھا دی گئی، اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی، لوگوں نے بری فال نکالی ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہہ دیا کہ ہم شگون کے قائل نہیں ہیں اور اس الٹی چٹائی پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرہ پر نمایاں ضرور تھا۔

محل میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو محل میں نظر بند کر دیا اور دکھانے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابو جعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

## ایک چھوٹی سی جھڑپ

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرہ میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اسکے مقابلہ چھ سو فوج کے ساتھ آگے بڑھے جس میں پیدل سوار اور قابو انداز سب ہی تھے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاد بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کے دستہ کے ساتھ بھیجا۔ مضار نے ان دونوں کو شکست دی، اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا پکڑا۔ اور اس کی ران میں نیزہ مار دیا، اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفروہ کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود محل سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو محمل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی اس سے تعرض نہ کرے۔

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرہ پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو کروڑ درہم ہے۔، بہر حال اس رقم سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

## مغیرہ کی اہواز روانگی

بصرہ پر قبضہ کے بعد اس نے ایک شخص حسین بن ثولاکو اہواز بھیجا یہ وہاں اس کے لیے یہ شخص بیعت لیکر اس ذمہ داری کو اچھے انداز میں انجام دیکر پھر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا۔ اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے جمع ہو گئے اس وقت ابو جعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے آیا قصبہ اہواز سے دو میل کے فاصلے پر دشت اریک پر دونوں کا مقابلہ ہوا ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، مغیرہ اہواز میں داخل ہو گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بصرہ سے باخمری جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا۔



## بصرہ اور اہواز کی فتح

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی طرف جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرة العیشی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفرغ کو جو بصرہ عوف کے خاندان سے تھا اہواز بھیجا۔ محمد بن حصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا، نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کا فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیج دیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں یعقوب بن الفضل سے ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی۔ یعقوب اس کے پاس چلا گیا عمرو بن شداد و فادار آیا۔ اسماعیل بن علی بن عبد اللہ ابو جعفر سے فارس کا عامل تھا عبد الصمد بن علی اس کا بھائی بھی اس وقت اس کے پاس تھا، جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطغر پہنچ گئے۔ تب اسماعیل اور عبد الصمد کو ان کے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دار بجر کی طرف جھپٹے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے، اس طرح سارا علاقہ فارس کسی مزاحمت کے بغیر عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آ گیا۔ اب بصرہ اہواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔ سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسسان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف چلا یہ واسطہ آ گیا۔ جہاں ہارون بن حمید الایروی ابو جعفر کی طرف سے متعین تھا، حکم کی پیش قدمی کی خبر سنکر یہ محل کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا اہل واسطہ حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس بھیجی کے مقابلہ میں آپ واسطہ پر حکومت کر رہے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفص نے واسطہ کو اپنے تصرف میں لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابو مقرن انجیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔

## ابراہیم کا ہارون کو واسطہ کا گورنر بنانا

عمر بن عبد الغفار بن عمر الفقیہی، فضل بن عمرو الفقیہی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم ہارون بن سعد سے کلام بھی نہیں کرتا تھا، ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد سلم بن ابی واصل سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے ساتھی کو میری اطلاع دو اور پوچھو ان کو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی چلتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے، ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلایا ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل ہو اور اہم ہو وہ میرے سپرد کر دیجئے ابراہیم نے واسطہ اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

## جھڑپیں

ابو الصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرہ سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا

یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ساتھ تھے۔ ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھا اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کے برابر تھا وہ عبدالرحیم الکلمی تھا، یہ بھی بڑا بہادر تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے ان میں عبدویہ کرام الخراسانی اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن لکار بھی تھا اسی کے متعلق منصور بن جہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروا نہیں رہتی۔ ابو جعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسماعیل الکلمی کو بعض رایوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا کئی جھڑپیں ان کے درمیان ہوئیں۔

ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لیکر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسماعیل نے واسط پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا، خود ابراہیم کے بصرہ نکلنے سے پہلے ہی ابو جعفر فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

## عامر بن اسماعیل واسط میں داخل

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسماعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک ہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابو جعفر نے عامر کے پاس ڈبیہ بھیجی جس میں صمغ عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون انھیں لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے سردار کا ان کے سردار سے کیا مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لیے بات بالکل صاف ہو جائیگی۔ اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضائع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرہ سے روانہ ہو کر باخمری آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جوان میں غالب ہوگا اس کا اتباع کر لیں گے۔ چنانچہ ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسماعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اندر نہ آنے دیا۔

سلیمان کہتا ہے جب اہل واسط کے پاس ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر پہنچی تو انھوں نے امان کے وعدہ پر عامر سے صلح کر لی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی۔ اب عامر بن اسماعیل واسط میں داخل ہو کر وہیں مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھوڑا۔

## اہل واسط کا قتل

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر میں قتل نہ کروں گا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے ابراہیم کے قتل کے بعد اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرہ کی طرف

بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے راستہ میں مر گیا۔

## عامر کا قتل

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ چھپ گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا۔ البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلایا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا، محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دو سو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھو اور بتا کہ ان کا وظیفہ مقرر کیا جائے اس نے یہ کام کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہو گیا مگر راستے میں اس کا ایک چچا زاد بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو اللہ کی قسم تمہیں دھوکا دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان گرا دیا۔

ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرہ میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار مختلف علاقوں میں متعین کر کے روانہ کرنے اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔

## ابراہیم پر غمی کے آثار

نصیر بن قنید کہتا ہے ابراہیم نے بصرہ میں بہت سے خاص قوانین نافذ کر دیئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی۔ یہ سب لوگوں کو لیکر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہاں اس نے سب سے محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سکر اس کے ساتھی ابو جعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ احتیاط سے لڑنے لگے۔ دوسرے دن صبح کے وقت اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نیمیلہ کو بصرہ پر پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرہ میں چھوڑ دیا علی بن داؤد کہتا ہے کہ عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آ کر کہہ دیا تھا یہ شخص مارا جائے گا۔

## ابو جعفر کا فوج تیار کرنا

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا۔ میں نے ابو جعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعب کے افریقہ میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے اللہ کی قسم اگر میں اس معاملہ میں کامیاب ہو گیا۔ تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین



رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابو جعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے آلاؤ روشن کئے جاتے تھے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

جب ابو جعفر کو ابراہیم کے خروج کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ خط لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ۔ عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابو جعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر ابو جعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

### ابو جعفر کی پیشن گوئی

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو۔ اس کی جماعت سے خوف نہ کھانا اللہ کی قسم یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے۔ چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ابراہیم مارا گیا اس پر مجھے ابو جعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا ان کی پیشن گوئی کس قدر سچی ثابت ہوئی۔

سعید بن سلم کہتا ہے ابو جعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی، ابو یحییٰ بن خزیم اور ابو ہر اسہ اسنان بن حمیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے اس میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی۔ چنانچہ بنی بابلہ عرب اور ان کے ساتھی اس سے آملے اور دوسری طرف منصور نے رے میں موجود مہدی کی طرف خط لکھا کہ تم خازم بن خذیمہ کو اہواز روانہ کرو۔ مہدی نے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آ کر مغیرہ سے لڑا مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا، اس نے تین دن تک شہر میں قتل و غارت کی۔

### ابو جعفر کی بے چینی

سندھی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانے میں منصور کا خادم تھا نہ یہ میں ان کے سراہنے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلیٰ پر گزاری اس پر رات کو سو جاتا تھا اس نے ایک رنگین رنگ کا ایک جبہ پہن رکھا تھا۔ اس کا گریبان اور ڈاڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا۔ مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دیدی نہ اس نے وہ جبہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا۔ البتہ اس زمانہ میں جب وہ دربار کے لیے بیٹھتا تو اس جبہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھ کر اپنی مسند پر آ کر بیٹھ جاتا مگر اندر جا کر پھر اس کی وہی ہیئت ہو جاتی اس زمانہ میں ریسانہ جس نے

مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور دوسری ام الکرم بنت عبد اللہ، (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجیں تھیں ان سے ملنے کوفہ آئیں۔ چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور بے توجہی کا ان دونوں پر بہت برا اثر ہوا اور ان کو آپ سے بدگمانی ہو گئی ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا یہ زمانہ عورتیں استعمال کرنے کا نہیں ہے۔ جب تک مجھے معلوم نہ ہو لے کہ ابراہیم کا سر میرے پاؤں کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

### منصور سے خط و کتابت

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرچی کے ٹکڑ پر خط لکھا کہ اس وقت صرف وہی تھا جو اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا۔ منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب اسے یہ خط ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرچی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً سمجھ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دھوکہ کیا ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبد الرحمن الخثلی اور ابو یعقوب مالک بن ہشیم کے داماد کو بلا کر ایک زبردست لشکر کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا۔ اور دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس رکھ لینا کہیں جانے نہ دینا۔ البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی ٹھہر جانا ان کے حکم کی تعمیل کرنا نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں ان کو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا۔ اور اس بات پر کہ ابراہیم کو ان کی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرات ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زبردستی کے خط آخر میں یہ شعر لکھے۔

### اشعار

ابغ بنی ہاشم عنی مغفلة

فا ستیظوان هذا فعل نوام

بدو الذئاب علی من لا کلاب له

وتتقی مر بضى المستغفر الحام

بنی ہاشم سے علی الاعلان کہہ دو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے

، قاعدہ کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیے حملہ آور ہوتے ہیں

اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیے ان کے پاس بھی نہیں آتے۔

حجاج بن قتیہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے

ملنے گیا اس زمانے میں ان کو بصرہ، ہوا، فارس، مدائن، واسط، اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال

معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کوزمین پر مارتے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں انکے ورد زباں تھا

ونصب نفسي للرياح دريته

ان لـلـرئـیس لـمـبـشـل ذاک نـعـول  
میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کر دی ہے  
اور بیشک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

میں نے کہا اللہ امیر المؤمنین کے استراز کو ہمیشہ قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کر کے آپ  
پر عشاء کے یہ شعر صادق آتے ہیں۔

وان حـرـبـہـم اوقـدت بـیـنـہـم  
فـحـرـت لہـم بـعـد ابرادہا  
وجـدث صـبـوراً علی حـرہا  
وکـمـر الحـر و ب و تـر دادہا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی تھوڑی سی ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر  
بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج  
ثابت ہوتا ہوں۔

منصور نے اسے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت، و بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ  
کی وجہ سے جو میری قیام گاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ  
ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ بصرہ سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے۔ مگر اس نے بھی ہر جگہ کا  
نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و مصروف بہادر خوش بخت اور مبارک  
سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے مگر  
میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت وہ قوت مجھے حاصل ہے یہ سب  
اللہ ہی کی بدولت ہے۔

## ابو جعفر کے متعلق حجاج کی رائے

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں منصور کو سلام کی غرض سے  
حاضر ہوا تو میرا گمان تھا چونکہ پے درپے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے  
اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی قیام گاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے  
تیار ہیں وہ میرے سلام کو جواب بھی نہ دے سکیں گے۔ مگر اس کے برعکس میں نے انہیں نہایت مستقل مزاج شاہین  
کی طرح تیز و جری پایادہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کر کے ضروری اور  
مناسب تدابیر میں مصروف تھے۔ موقع کے مناسب عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا  
کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں بزدل ہو گئے ہوں۔



## ابراہیم کا ہنکنہ سے نکاح

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبد اللہ نے اپنے بھائی کو ابو جعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا اس کے برخلاف ان دنوں ہتمیہ ابو جعفر کے پاس بھیجی گئی۔ انھوں نے ابراہیم کے معاملہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور قیام گاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈال دیا بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ سے نکاح کر لیا تھا یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن کر سنور کر اسکے پاس آتی تھی

## ابراہیم کوفہ کی طرف

ابراہیم نے ابو جعفر پر پیش قدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلہ ملہوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا۔ انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ، اہواز، فارس، اور واسط آپ کے قبضہ میں آچکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں ٹھہریں اور فوج کو مقابلہ پر بھیج دیں تاکہ فوج کا کوئی دستہ شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیج دیں۔ اسی طرح اگر کسی سردار کو شکست ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیج دیں اس طرح آپ کا دشمن پر رعب و بدو بہ قائم ہو جائے گا۔ وہ آپ سے خوف کھائے گا آپ اس سے محفوظ رہیں گے مال گزاری وصول کریں گے۔ اور اس طرح آپ کی حکومت مضبوط ہو جائے گی اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپ کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

## ابراہیم کی فوج کا اندازہ

عبد اللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ابراہیم کے ساتھ بصرہ سے چل کر باختری آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری قیام گاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی، اسے سکر وہ پلٹ آیا دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگائیں میں اس کے ساتھ ہوا، اب پھر اس نے گانے بجانے کی آواز سنی اسے سکر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

عسفان بن سلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے اس وجہ سے ہمیں اس کی قیام گاہ میں آیا، میں نے دس ہزار سے بھی کم آدمی اسکے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔

## ابراہیم کا مشورہ کو قبول نہ کرنا

ابو جعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر متعین کیا خود ابو جعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے۔ اور یہاں سے پلٹ کر آئے اب ابراہیم اپنی ماخورد کی قیام گاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا۔ اس بن مہلبہل القسعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا اس وقت قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ساتھ ہولیا۔ جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار قیام گاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی حالت کی مثال میں قظامی کے چند اشعار پڑھتے سنا انہیں سن کر میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہیں۔

جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابو جعفر کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورہ کو قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں ہم شب خون مارنے کے عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں اس نے کہا کہ میں شب خون کو مارنا پسند نہیں کرتا۔

## ابراہیم نے لشکر کی رائے قبول کی

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہہ دیا تھا کہ جب تک تمہارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تمہیں ابو جعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ البتہ کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے باوجود کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور ہی پر تمہاری بیعت کے لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جماعت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت علی اعلان تمہارے لیے شعار بلند کر دوں۔ جو شخص وہاں تمہاری دعوت دیتے سنے گا فوراً اس پر لبیک کہے گا، جب خود کوفہ کے اطراف و اکناف میں ابو جعفر کو یہ مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

ابراہیم نے بشیر الرجال سے پوچھا اسے ابو محمد بتاؤ کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کو پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا مناسب ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائے گی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابو جعفر اپنے لشکر کے ذریعہ بے گناہ عورتیں بچوں اور بوڑھوں سب کو تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدہ کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا، اس جواب پر میں نے بشر سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں ابو جعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم رسیدہ ضعیف العمر، کمسن بچے، عورتوں اور مردوں کے قتل سے کس طرح بچنا چاہتے ہو۔

کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے۔ بشر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جاسکتا، ابراہیم نے بشر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی، ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمی آیا۔

## سلم کا ابراہیم کی طرف پیغام

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمی پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبدالکریم کے ذریعہ اسے پیغام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس طرح خطرہ میں پڑے بہتر ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنالو۔ تاکہ صرف ایک ہی طرف سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ابو جعفر نے اپنی قیام گاہ کو بالکل ننگا کر دیا ہے، حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لیکر بڑھو اور اس کی پشت سے اس پر حملہ کر دو۔

## خندق اور صف کے بارے میں مشورہ

ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر اس بارے میں مشورہ لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا ہم کبھی ایسا نہ کریں گے، ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم یہ تو کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں، وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا، ہم جب چاہیں گے اس کا خاتمہ کر دیں گے، ابراہیم نے حکیم سے کہا سن رہے ہو واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی، میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف میں ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ۔ تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا یقاتلون فی سبیلہ۔ (وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں)۔



عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمری پر ٹھہرے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمہاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لیے بند کر دے گا تا کہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے آپ تک نہ پہنچ سکیں تمہارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی بغیر اسلحہ کے ہیں مجھے اجازت دو۔ میں دشمن پر رات کے وقت حملہ کرتا اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دوں گا ابراہیم نے کہا میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے؟

## فریقین میں جنگ

محمد بن عمر راوی ہے ”جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے قتل کی خبر ملی یہ ابو جعفر منصور سے لڑنے کو فہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ“ ابو جعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لیکر پہنچا جبکہ وہ عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا۔ اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا، انھوں نے اسے بہت سے سرداروں باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبد اللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لیے آیا جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس سے زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقام باخمری پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف کے درمیان نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمہ الحیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو رو رو کا ثابت قدمی و جان نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اس کی نہ سنی اور بھاگتے چلے گئے۔

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا اسے حمید اللہ اللہ جان نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا اب اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کسے؟ اس طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کے فرد و گاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا۔ مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ جنگ کی ابتداء سے کھڑا ہوا تھا اپنے سو خاص خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا۔ کسی نے اس سے کہا بھی کہ جب تک آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجئے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لیکر جوابی حملہ کیجئے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہیں ہٹوں گا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

## عیسیٰ کی فوج کو ابتدائی شکست

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیر المؤمنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبیثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتداء میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آ جائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا۔ چنانچہ اللہ کی قسم یہ ہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں، میں نے کہا میں ہر گز ایسا نہیں کروں گا۔ اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفروضہ سے جو میرے پاس سے گزرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ لوگوں کے لیے چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کے خاطر میں نے لگا دی۔

## اچانک حملہ کی وجہ سے فتح

میں اس پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے جا رہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر حملہ کر دیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کر رہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے۔ اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ وہی ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی۔ یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا، نیز خدا کی یہ کار سازی ملاحظہ کیجئے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے تو ان کے سامنے بلند گھاٹیوں والی نہر حائل ہو گئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور کسی مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

اس کے متعلق محمد بن اسحاق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمری میں سکونت پزیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا۔ چنانچہ صبح کو اس کی قیام گاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا، مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کر سکے اس نہر میں پانی بہا دیا تھا اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جبکہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم اپنے طرفداروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جمارہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی، بعض نے چار سو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

## فتح کے متعلق دوسری روایت

محمد بن عمر کا بیان ہے، عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر، راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جمارہا اب ابراہیم بن عبد اللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا۔ اسی نوبت پر ایک شہسوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا اور سیدھا اس کی طرف ہو گیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لئے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اس کے ساتھ پلٹ پڑی۔ چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر لڑنے لگے شدید جنگ ہوئی حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزار ہا آدمی قتل کر دیئے۔

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ساتھ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے۔ عیسیٰ کے پاس آیا لوگوں نے کہا یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور اس تمام دن ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیز جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آ کر پیوست ہوا اس نے اسے ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا مجھے اتار لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا۔ اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ساتھی اسکے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جانفروشی کرنے لگے۔



## ابراہیم کا سرمنصوز کی طرف

اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں۔ حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو وہ سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی خوشی میں عیسیٰ زمین پر سجدہ ہو گیا اس نے اس کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز شنبہ ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا، قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھی خروج سے قتل تک تین ماہ سے پانچ دن کم تک زندہ رہا۔

## قتل ابراہیم کے متعلق ابوصلابہ کی روایت

ابوصلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیسے مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ ابراہیم کے فوج والے بھگڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے قہقری کو پلٹایا تھا۔ ایک بڑے ہوئے تاگے کے موتی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیت نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آ کر پیوست ہو گیا اس وقت میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

## محمد بن ابی الکرام کی روایت

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفروور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سکر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں۔ ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کی شکست خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انھیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعہ ابراہیم کو شکست ہو گئی۔

بیان کیا گیا ہے، کہ جب ابو جعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے چلے جانے کا عزم کر لیا

تھا،

## جنگ کے متعلق مسلم کی روایت

مسلم بن فرقد، سلیمان بن مجالد کا دربان بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری شکست ہوئی ان میں کوئی ترتیب یا قوت مقابلہ باقی نہ رہی تھی بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آچکے تھے مجھ سے میرے ایک کوئی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آ گئے ہیں۔ یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکاں میں موجود ہے اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اور اہل و عیال اور مال کے بچانے کا انتظام کر لو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابو جعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کر دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کر دیں گے۔ شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تاکہ اگر ایک سمت سے ہم پر حملہ ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں راوی سے جب دریافت کیا گیا بصورت مجبوری ابو جعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

انیخت نامی نجومی ابو جعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المؤمنین فتح آپ کی ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجئے اگر میرا حکم سچ ثابت نہ ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی اس وقت انھوں نے معقر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا۔

فالقت عصاها واستقرت بها النوى

كما قتر عيناً بالاياب المسافر

اس نے اقامت کے لیے لکڑی لٹکا دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی۔ جیسے کہ مسافر کی واپسی سے

آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

ابو جعفر نے اس کے بدلہ میں اسی وقت نیخت کو دو ہزار جریب زمین نہر جویرے کنارے دیدی منگل کی رات ذی القعدہ ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سران کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اس بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرادیا۔

## ابراہیم کے قتل پر ابو جعفر کا رنج

بیان کیا گیا ہے کہ سردیکھ کرا ابو جعفر اتاروئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہو گئی تھی کہ وہ رہتایا میں رہتا۔

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سران کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص اندر جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا۔ ابو جعفر اس دوران خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے تغیر تھا اتنے میں جعفر بن حظلہ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو معاف کرے جو اس نے آپ کے حوزے کے بارے میں کی تھی یہ سن کر اب ابو جعفر کا رنگ زرد پڑا اور انھوں نے اسے مخاطب کر کے کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آ کر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو متنبہ ہوا کہ ابو جعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو ابو جعفر بن حظلہ نے کہا تھا۔

## اس سال کے دیگر واقعات

اس سال باب الابواب میں ترک اور خضر نے حملہ کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا، اس سال سری بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس بن عبد المطلب کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ کا غافل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبد اللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفی اور اس کے علاقہ کا والی تھا، سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔



## ۱۴۶ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو جعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابو جعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔

### بغداد کی تعمیر کا ذکر

#### تعمیر کی لکڑی جلائے کی وجہ

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی۔ ساگوان کے شہتیر وغیرہ تیار کر لیے تھے مگر اب انھیں محمد بن عبد اللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کوفہ کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اسلم نامی اپنے ایک غلام کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کو تعمیر کے لیے تیار کرائے۔ جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابو جعفر کی فوج کو شکست دیدی ہے اس نے اس تمام ساگوان لکڑی کو جبل کی نگرانی کے لیے ابو جعفر سے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے جلائے کا حکم دیا کہیں اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے جب ابو جعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے خطرہ تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا، اس جواب کو دیکھ کر پھر ابو جعفر نے کچھ نہ کہا۔

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے مشورہ لیا جب میں خالد بن برمک بھی تھا اس نے بغداد کا مشورہ دیا، اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈال کر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسری کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا، اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے، اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا مستحق ہے۔ چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مد نظر ہے علاوہ ازیں اس میں حضرت علی کا ایک مصلی بھی ہے۔ یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی جمعی عصبیت باقی ہے۔

## قصر ابیض کے گرانے کا واقعہ

منصور نے قصر ابیض کے گرانے کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا تو اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر بار برادری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیں مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے گرائے بغیر نہ چھوڑیں تاکہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے گروانہ سکے مگر منصور نے اب اسے گرانے کا خیال ترک کر دیا اور گرانے کے عمل کو بند کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

## فولادی کوڑا

موسیٰ بن داؤد المہندی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر مضبوط اور مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں۔ تاکہ کم از کم اسے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں، شہر کے لیے ابو جعفر کو کوڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمن المہمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے نبائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ایک شہر زند و درنامی تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑے زبردست کوڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کوڑوں کی ساخت لوگوں کے امکاں سے باہر ہے کوڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں۔ واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر جڑ گیا حجاج ان فولادی کوڑوں کو زند و در سے واسط لے آیا اور یہاں اس نے ان کو نصب کر دیا، اب جبکہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کوڑوں کو لیکر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جب اب تک وہیں نصب ہیں۔

## دروازے

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی ان کوڑوں کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں گئیں۔ اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگادی، باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی، باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ نصری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی، البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کوڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کوڑوں سے بہت کمزور ہیں۔ شہر کو گول دائرہ کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے برابر فاصلہ پر ہے، اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے کے درمیان میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔

## جامع مسجد

بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاة نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے۔ رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کے مطابق میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

ابو جعفر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک تعمیر کے نگران کے سپرد کر دیا تھا تا کہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصے کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا۔ خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمہ نکالے اور اس جرم میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک میں نے وہ رقم ادا کر دی، جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں۔ ان کا عرض و طول ایک ایک گز تھا، بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے ٹوڑا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سو سترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تو لا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر لکھا ہوا تھا۔ ابو جعفر کے اکثر فوجی عہداروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے سے مسجد کی صحن کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے محل تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دیدیجئے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار۔

## بازاروں کی تبدیلی

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے مکانوں کے کوچوں کی طرف نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا۔ اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو مکانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے۔



ہر کمان میں ایک ایک بازار الگ گیا، ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اس شہر کی سیر کرائے تاکہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے۔ ربیع نے اسے سب میں پھرایا، جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، یہ شہر کی فصیل اور برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں، ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دیدیا۔ نیز انھوں نے اخراج سے پہلے ہی ابراہیم بن حمیش الکونی کو اس کی اطلاع کر دی اور اس کے ساتھ جو اس بن المسیب الیمانی اپنے مولیٰ کو شامل کر دیا اور حکم دیا کہ کرخ کے قریب بازار بناؤ جس میں دکانوں کی کئی قطاریں ہوں اور ہر جنس و ضرورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حصے رکھے جائیں اور پھر ان کو لوگوں کے حوالے کر دیا جائے،

## بازاروں کی منتقلی

جب یہ دونوں بازار بن چکے تو اب ابو جعفر بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا، جب آبادی کی کثرت ہو گئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حمیش اور جو اس کو ان کے بنانے کا خیال نہ آیا تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی۔ اس وجہ سے ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

اس کے بعض رایوں نے اس تبدیلی کی وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابو جعفر سے کہا کہ غرباء وغیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے ان میں جاسوس اور مخبر ہوں کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابو جعفر نے تمام بازار شہر سے نکال دیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دیدیں اور تاجروں کے لیے باب طاق الحرانی، باب الشام اور باب الکرخ پر بیروں شہر دکانیں بنادیں۔

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیلی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ ہجری میں منصور نے ایک شخص ابو زکریا یحییٰ بن عبد اللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا۔ یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد اور ذلیل لوگوں نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور و غل برپا کر دیا۔ منصور نے ابو العباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بجھا کر انہیں خاموش کر دیا نیز اس نے ابو زکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابو العباس کے دربان موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابو زکریا کو قتل کر دیا نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں انہیں توڑ دیا جائے شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اس قدر گرا دیا۔ نیز انھوں نے تمام بازار کو کرخ میں منتقل کر دیئے۔

## خصوصی محراب کی تعمیر

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر نے بازاروں کی تبدیلی کا حکم دیدیا تو ابان بن صدقہ نے ایک پھل فروش کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک پھل فروش کان میں اس مثال کے بناء پر ڈھنی دی۔

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا محل تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارت اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جولاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بحد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو مستب کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک ہایت ہو شیار معمار یہاں حاضر کرے۔ میں خود ہی مستب کے پاس آیا اور میں نے امیر المؤمنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت معمار عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کر دیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہو تم نے اس قصر کو ہمارے عہد داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار اور بختہ اینٹ کی کیا اجرت کی ہے اس کچی سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا اور رعب کی وجہ سے خاموش کھڑا رہا اس سے مستب کو اندیشہ ہوا کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے، منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو اس نے کہا جناب والا میں نہیں جانتا۔ منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں میں اس سے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے۔ منصور نے اس کا اتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اسے اس کمرہ میں لے کر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشیں دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے سامنے میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا جو اپنی زاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔

اس پر وہ معمار اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عیش کرنے لگے، معمار نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانے پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔

## خرچ کا حساب اور مستب کی گرفتاری

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ خرچ ہوا اسے بھی انھوں نے جرت کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا۔ اس کے بعد مستب کو بلا کر حکم دیا کہ جس خرچ سے اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کر دو، حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کیا ایک درہم کم کر دیا۔

جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرہ کی مقدار معلوم کر لی اور تمام گتہ داروں اور میتب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانت دار معماروں اور انجینئروں سے اس کی جانچ پڑتال کرائی انھوں نے صحیح لاگت تجویز کر دی اس معیار پر منصور نے میتب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دیکر تمام حسابات جانچے اس حساب سے میتب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے محل سے رہائی نہ ملی۔

## کل خرچہ

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابو جعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام مسجد جامع، قصر الزہب، بازار، کوچے، خندق، برجیاں اور دروازوں پر چار کراٹھ سو تینتیس درہم خرچ کیے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے معمار کو روزانہ ایک قرأت چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

اس سال منصور نے سلم بن قننہ کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

## بصرہ کی ولایت سے سلم کی علیحدگی

بصرہ کا والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کے مکانات کو گرا دے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے۔ اس پر سلم نے منصور کو لکھا جناب والا ارشاد فرمائیے کہ کیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹاؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے کھجور برنی یا شہر یز پہلے برباد کئے جائیں یہ بالکل فضول سوال ہے اور اسی بناء پر منصور نے سلم کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا، محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ ابراہیم کی شکست کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا۔ اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو گرا دیا جو بنی یشرک کے محلہ میں واقع تھے نیز عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد اور خیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلہ عدی میں واقع تھے اور عفوان بن سفیان کے مکان کو گرا دیا اور ان سب کے باغات کو کٹوا دیا۔

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الرقیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔



نیز اسی سال سری بن عبد اللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبد الصمد بن علی مقرر ہوا، عبد الوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

## ۱۴۷ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

### استرخان کا محلہ

اس سال استرخان الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جماعت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبد اللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا ان خارجیوں کے ہنگامہ کو ختم کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا۔ جب ابو جعفر کو ان کے حملہ کا علم ہوا انھوں نے جبریل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا حرب جبریل کے ساتھ ہولیا۔ لڑائی میں مارا گیا، جبریل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

### عبد اللہ بن علی کا انتقال اور اس کے سبب کی تفصیل

اس سال عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے انتقال کیا اس کے انتقال میں اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پرولی عہد کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ ہجری میں ابو جعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیج دیا۔ اب انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبد اللہ بن علی کو اس کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے والی عہد ہو اور خلافت تمہیں ملنے والی ہے تم اسے لیجاؤ اور اسے قتل کرو۔ اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا اور میری یہ ساری محنت برباد جائے گی یہ ہدایت کر کے ابو جعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہو گئے اور راستے میں انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی۔

عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے، اس جواب پر ابو جعفر کو اپنے طور پر مکمل یقین ہو گیا عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت کرتے ہوئے عبد اللہ کا کام تمام کر دیا ہے دوسری جانب

جب عبد اللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا تو اس نے اسے اپنے پاس چھپا لیا اپنے میرنشی یونس بن فردہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے۔ یونس نے کہا اس سے انکا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہیں اور اسے دونوں کو قتل کر دے اسی وجہ سے انھوں نے تم کو عبد اللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کر دو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے۔ عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبد اللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبد اللہ کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ تسلیم کیا کہ اس نے عبد اللہ کو خفیہ طور پر قتل کئے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی کی عیسیٰ نے اس کی رائے پر عمل کیا۔

جج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبد اللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لوں گا اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی حاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قریبی رشتہ داری کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ عیسیٰ آ گیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبد اللہ بن علی کو جج کے لیے جانے سے پہلے تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المؤمنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا، منصور کہنے لگا ہاں تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جاں بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ عیسیٰ نے کہا امیر المؤمنین آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری کی میں نے اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو، عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے، انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبد اللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو،

اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے آئے ہزار ہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقع مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھاتا کہ اسے قتل کر دے عیسیٰ نے اس سے کہا کیا تم واقع مجھے مارنا چاہتے ہو اس نے کہا بے شک عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیر المؤمنین کے پاس لیکر واپس چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے، عیسیٰ نے اس سے کہا کہ اس کے قتل کر دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں لیجئے آپ کے چچا صحیح و سالم زندہ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو

میں ابھی ان کو پیش کئے دیتا ہوں منصور نے کہا اسے حاضر کرو عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے سمجھ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا۔ منصور نے کہانی الحال اسے محل میں بھیج دیا جائے پھر جو مناسب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔ منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ گر گئی اور عبداللہ اس میں دب کر مر گیا، اسی سال اس کی وفات ہوئی، باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴ھ ہجری میں باون ۵۲ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لئے باہر نکلے عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور ان کے برابر چل رہا تھا۔ منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خارجی جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انھوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں، اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث عبداللہ بن الزبیر اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا بیشک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی اس میں میرا قصور نہیں، عبداللہ بن عیاش نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ، کو ولی عہد کے منصب سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

## عیسیٰ کی ولی عہدی

### عیسیٰ کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقہ کی گورنری کو برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں۔ ایک عرصہ تک یہی معمول جاری رہا، خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد عیسیٰ کے بجائے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا، جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انھوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدہ کی خلافت ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور سخت قسمیں اوپر عائد اور لازم کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔



امیر المؤمنین یہ بات نہیں ہو سکتی اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اب ابو جعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور انھوں نے اسی وقت سے اپنے اس کے تعلقات میں تھوڑی سی ناراضگی اور کشیدگی ظاہر کرنا شروع کی حکم دیا کہ ملاقات کے لئے۔ جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جائے چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی دائیں جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اس سمت مہدی سے بلند تر جگہ میں بیٹھ جاتا۔ مگر دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی ناراض ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لئے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر بعد عیسیٰ کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو تمام عرصہ یہی گمان کرتا رہا کہ ابو جعفر ان لوگوں کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورہ کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بناء پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کی زبان سے نہیں نکالا۔ مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اس کے ساتھ بد سلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھود جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک طرف سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا، اس کے بعد اسے اندر بلا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا میرا خیال یہی ہے کہ راستہ کی خاک ہے۔ اس سوال کہ تہہ منصور کی نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہد کے منصوبہ کو اپنی خواہش کے مطابق طے کرانے کے لئے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ کا دخل دینا ناگوار گزار اور اس سے وہ یہ سمجھتا کہ منصور اسی طرح اسے تکلیف دے رہا ہے۔

## عیسیٰ کی بیماری

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شے کھلا دی گئی ہے وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو، اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ، عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں محل کے صحن میں نہیں ٹھہر سکتا۔ منصور نے پوچھا تو آخر کہاں اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں۔

وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کی آتشدان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا عیسیٰ نے اس کے کوفہ جانے کی اجازت مانگی منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علا ج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی۔

اس اصرار پر اسے اس کی طبیب معالج بخت شیوع بن جبرائیل نے جرات دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرات نہیں کرونگا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے، آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت انشاء اللہ تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائیگی۔

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ بنا کر حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہو گئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے اس خلافت کا منتظر ہے اور دراصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو اس سے کہو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائیگی عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

### عیسیٰ کی معذوری کے سلسلے میں موسیٰ اور عباس کی گفتگو

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا۔ مگر چونکہ میں آپ پر بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے مکمل اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں عباس نے کہا اے میرے بھتیجے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لئے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے، کبھی دیواریں ان پر گرائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلا دی جاتی ہے مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انہوں نے دست برداری دیدی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں۔

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی، موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المؤمنین کے پاس بلائے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لئے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہوگئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اگر خلافت ملی بھی تو وہ کتنے دن کے لئے ہوگی تمہارا یہ انکار تمہارے بیٹے موسیٰ کے خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے اللہ کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ، کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں۔ اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہو گئے تو شاید اس طریقہ سے کوگزریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لئے تمہیں مجبور کیا جاسکے۔

### حنیفہ کا موسیٰ کی تجویز پر عمل

عباس نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تمہیں اس کی جزاء خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کے خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے عباس نے ابو جعفر سے آکر یہ بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعادی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی خواہش سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لئے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لئے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو، اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا امیر المؤمنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کاہم تمہارے لئے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں۔ البتہ مجھے قریب تر نالی بتادی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کر لوں۔ منصور نے اس کام کے لئے اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی مندریل تمہارے پاس ہو تو وہ انکو پیشاب جذب کرنے کے لئے دیدینا۔



عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا موسیٰ نے جا کر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھالئے اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے۔ ان نے اپنا نام بتایا عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حقدار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آ گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا بخدا اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکا رہا ہے آؤ اس کے اس کہنے کی وجہ سے میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المؤمنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یکسوئی ہو جائے گی۔

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہیں آ کر بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المؤمنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہوگا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دیدی وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کر دیں۔ عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، موسیٰ نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ علی نے مجھ سے اور یہ بات کہی ہے امیر المؤمنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاوش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا اس کی طرف سے دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہونگے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی پھر ہمیں کوئی پروا نہیں رہے گی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تمہیں خوش کرنے کے لئے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار یہ بات آئندہ تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ کر بیٹھا ابو جعفر اس دوران اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا۔ مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراوا اور دھمکی دینے لگے کہنے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے۔ ربيع تو جا کر موسیٰ کے پر تلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے، ربيع اٹھا اس نے موسیٰ کے پر تلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا، موسیٰ چلانے لگا اے امیر المؤمنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا اس سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اس کے علاوہ اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے۔ تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں، اس دوران میں ابو جعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربيع اس کا

خوب گلا گھونٹو اس طرح مار ڈالو۔ ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعہ سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرخت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المؤمنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اس کے چھوڑنے کا حکم دیجئے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جاسکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لئے اسی وقت تیار ہوں۔

اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویوں کو طلاق میرے غلام آزاد ساری جائیداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے

## عیسیٰ مہدی کا ولی عہد بن گیا

منصور نے اپنے حسب منشا عیسیٰ سے مہدی کے لئے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل نا خواستہ میرے لئے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں ایک کام اپنی خوشی سے میرے لئے کرو تا کہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی قبول کر لو عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اس قدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گزر رہا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا معاملہ دوسرے دن طے ہو گیا۔

## ولی عہدی مسخ ہونے کے متعلق دوسری روایت

مذکورہ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملے کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کر لی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر نامناسب فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا

کہ تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگرچہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہدی ہے مگر اس کی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ کچھ دیر کے لئے وہ لوگ خاموش رہے مگر پھر اسے ستانے لگے ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

یہ خط عبد اللہ المنصور امیر المؤمنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے۔

## امیر المؤمنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیک،

میں تمہارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی ذات معبود نہیں ہے مابعد: اس خدا کی ثناء کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا مخلوق کا کوئی فرد اس کی حقیقت کو نہیں پاسکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے اور نہ کوئی وزیر مددگار ہے جو اسے مشورہ دے، جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر نہیں رہتی بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لئے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شے کا جوزمین پر ہے مالک ہے اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے۔ تبارک اللہ رب العالمین تمہیں معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر خم تسلیم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے آخر کار ان کا وقت بھی پورا ہوا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی، اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہلبیت پر رحمت و برکت نازل فرمائی مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لئے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے بہترین مددگار بنے ان کی مختلف اغراض ہماری اطاعت میں ایک ہو گئیں اللہ تعالیٰ نے ہماری دوستی اور نصرت کے لئے ان کے دل اکٹھے کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ نہ ہم ان سے کبھی ملے اور نہ کبھی ان کے کسی معرکہ جنگ میں شریک ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں ہماری ایسی محبت ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لئے ہوئے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لئے امنڈ آئے جہاں گئے کامیاب ہوئے ان کا رعب ایسا تھا کہ جن سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لئے ہم نے یہ



ساری کوشش کی تھی یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان و فضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت و قوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سمجھدار ہو گیا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جس کی وجہ سے ہمیں یہ نعت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کے کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی و سعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رب انسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المؤمنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر ان کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کے علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اس کی طرف ہے تو امیر المؤمنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دیدیا ہے اور اس کے لئے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لئے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح و مشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگرچہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المؤمنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ خلافت پہلے سے مہدی کے لئے مقدر ہو چکی ہے اس وجہ سے اگر باپ کی طرف سے اس کو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جبکہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المؤمنین کے لئے اس کے تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا امیر المؤمنین کے خاص احباب اور معتدین چاہے وہ فوجی عہدہ دار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قربت اور ان کے مزاج میں دخل کرتے ہیں وہی اس معاملہ میں سب سے زیادہ مصر بھی اب اس کے علاوہ امیر المؤمنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخص اور ذاتی طور پر خود امیر المؤمنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت و سعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مر صالح پیدا کیا جس کے لئے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی حضرت ذکریاء علیہ السلام نے دعا مانگی رب ھب لی من لدنک ولیاً یرثنی و یرث من ال یعقوب واجعله رب رضیا“

(اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب تو اسے پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا)۔

اس کے برخلاف اللہ کے خود ہی امیر المؤمنین کو ایسا ولی بیٹا عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا دعویٰ کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متخیر اور اس بد بخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لئے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور ان کو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دیا جو حق دار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں، امیر المؤمنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تمہیں اس معاملہ پر سے جس پر ان کے رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں چونکہ امیر المؤمنین تمہیں اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت سعادت و عزت کے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے چاہتے ہیں، اس وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لئے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عمر کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے ان کی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کی ابتداء خود تم اپنی طرف سے کرو تا کہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لئے آنا وہ ہو علاوہ بریں جس فضل و سعادت کا انھوں نے مہدی کے لئے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہو گا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے امیر المؤمنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح و صلاح ہے والسلام، علیک ورحمۃ اللہ۔

## عیسیٰ بن موسیٰ کا طویل جواب

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا درج ذیل جواب لکھا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کے نام لکھا جاتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد: مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے قطعہ قرابت و تعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لئے لیا گیا تھا اور جس کا پورا کرنا سب پر یکساں طور پر لازم تھا اس ناجائز کاروائی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ نے اپنے رشتے نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں کو بیچہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاکت و بربادی کے اسباب و علل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں یہ اللہ کی جل شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے، اس کے فیصلے کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار باطل ہے

اور شیطان کی اطباع ہے،

جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے اسے بچھاڑ دیتا ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے جو اس کے مقابلہ میں کسی شے کے حاصل کرنے کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہے، اللہ اسے ناکام و رسوا کر دیتا ہے، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کے لئے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی بنیاد قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو پہلے خلیفہ نے اللہ کے لئے میری ولی عہدی کے لئے کیا ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سے برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تدبیر کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے اگر اس کا پورا کرنا ضروری ہے تو اول الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو سکتی ہے تو اس طرح پہلے کا حق بھی محفوظ نہیں رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اول الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس کے بعد پورا نہ کرنے کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کی آزمائش کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفا عہد کی ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع ملے گا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے خود آپ کی طرف سے اس

بری رسم کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بیباک اور مستعد ہوگا اس کے نتیجہ پر غور کیجئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیئے اور اسے مضبوطی سے تھامیئے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیئے اللہ نے یہ سچہ وعدہ کیا ہے جس میں خلافت ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت تک کا خیال اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے واللہ یعلم خائنة الاعین دما تحفی الصدور، (ترجمہ) اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے،

علاوہ اس کے واقعات زمانہ اور موت کے آنے سے ہم محفوظ نہیں ہیں کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آجائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتہ قرابت کو نہ کاٹا ہوگا



اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہیں ہوگا آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ معاملہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جن کی تدبیر اور تمفیذہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے بے شک اس بارے میں شک ہی کیا ہے آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرف سے واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی نقصان کو دفع کیا ہے اگر ان معاملات کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ پر اللہ نے ہم کو اب پہنچا دیا ہے ہم اپنی طاقت و قوت سے تو کبھی اس تک پہنچنے پاتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کے کسی وعدے کے ایفاء کسی عہد کی تکمیل یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب ذرائع بھی خود پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم و مکمل کر دیتا ہے جس شے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پزیر کر سکیں اور جس شے کے بروے کار آنے کا وقت آچکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اطاعت سے ڈرایا اور اس کی دشمنی کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ اہل حق کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلبی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے،

”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى الْقَيُّ الشَّيْطَانُ فِي أَمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ“  
(ترجمہ) ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے۔

”إِذَا مَسْتَهْمَ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ“  
(ترجمہ) جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب سے پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے اب اگر امیر المؤمنین کی نیت دلی خواہش اپنے سے پہلوں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی

وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور و خوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیال دل سے نکال ڈالے ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی نہیں روک سکتا اور نہ اس کی کوئی عطا کو روک سکتا ہے اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے موخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ قبول کر لیا اور اپنے وعدوں اور معاملات میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہیں کی اس اچھے فعل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدراک کر دیا ان کی حکومت و اقتدار کی حفاظت کی اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کر دیا، اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے و سلام علی اللہ۔

### منصور کی عیسیٰ پر ناراضگی

ابو جعفر اس خط کو پڑھ کر بہت ناراض ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی شروع کر دی اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم، اور نصیر بن حرب، بن عبد اللہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لئے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”نذ مجوہاد ما کا دوا یفعلون (آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آ کر اس طرز عمل کی شکایت کی اے میرے بھتیجے کیونکہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جانوں کو خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقدر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آ جائیں گے عیسیٰ نے ان کی بات ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس خواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا۔ ”اس خلافت کی ولی عہدی سے کنارہ کشی کرو دنیا میں اس کا عوض تمہیں ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب وہی سے مامون رہو گے۔

### ولی عہدی فسخ ہونے کے متعلق تیسری روایت

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق مندرجہ بالا دو بیانیوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نیدرج ذیل واقع بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابو

جعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہمارے سامنے تو اس نے بالکل انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو خالد نے کہا بہتر ہے آپ میں سربراہ اور وہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجئے۔

### خالد کا مایوس ہو کر واپس لوٹنا

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا عیسیٰ نے کہا چونکہ مجھے اللہ نے اس منصب پر فائز کر دیا ہے، اس لئے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہو سکتا خالد نے خوف اور لالچ کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جمار ہا مایوس ہو کر اس کے پاس سے خالد باہر آ گیا اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے خالد نے ان سے پوچھا اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے، کہنے لگے ہم اس کا خط امیر المؤمنین کو دیدیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اسے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف گواہی دیں گے انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المؤمنین کو ان کی منشاء کے مطابق قصص کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابو جعفر کے پاس آئے خالد بھی ساتھ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اس وقت مہدی کی بیعت کے لئے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں بھیج دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے جعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں ابو جعفر نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابو جعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کا روائی پر خالد کا شکر ادا کیا مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی عقلمندی کی تعریف کرتا تھا۔

### ابن حارث کی روایت

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ ابی سلم کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے عہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لئے جا رہا تھا اتنے میں ابوخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا، ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابوخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زارہ کے قعقاع نامی ایک شخص کے پاس، جو عیسیٰ بن موسیٰ کا ساتھی تھا، مقیم تھا۔ اس نے مجھ کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ کا ساتھی ہوں۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس بیعت کے سلسلہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں۔ لہذا مجھے خطرہ ہے کہ اس کو علم ہو گیا تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔

آخر اس نیاں قدر اصرار کیا کہ مجھے نکلنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ سلیمان مجھے کہا کہ تم ابوخیلہ کو ساتھ لے



جا کر میرے مکان میں اچھی جگہ ٹھیرا دو۔ اور خادموں کو ہدایت کر دو کہ وہ اس کے اور اس کے متعلقین کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

پھر سلیمان نے ابو جعفر کو بھی ابوخیلہ کے وہ اشعار سنائے جو اس نے مہدی کیلئے کہے تھے۔ جس روز ابو جعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لئے بیعت لی ابو جعفر نے ابوخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنائے کہ فرمائش کی اس نے اشعار سنائے سلیمان بن عبد اللہ نے ابو جعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لئے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم اسے دلوا کر ہی چھوڑے۔

### ابوخیلہ کا نظمیں پڑھنا

ابوخیلہ کہتا ہے میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا، مگر ان تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبد اللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر ابھارا جائے اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔

اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور اس کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ احسان کا معاملہ کریں میں نے کئی نظمیں اس کی مدح میں لکھیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہو گئیں ابو جعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناة کا ایک شخص ہے ابو جعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کی دائیں طرف بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدیدار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا میں نے بلند آواز سے عرض کیا امیر المؤمنین آپ مجھے اپنے قریب بلا لیجئے تاکہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے پہنچ گیا اور وہاں کھڑے ہو کر میں نے خوب بلند آواز سے ابتداء سے آخر تک اپنے اشعار سنائے اس وقت تمام حاضرین دربار میں خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سن کر اس سے مزہ لیتے رہے۔

### ابوخیلہ کا قتل

جب شعر پڑھ کر میں باہر آیا تو عسقال بن شبہ نے میرے مونڈ بھے پر آ کر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المؤمنین کو خوش تو کر دیا ہے اب اگر معاملہ اسی طرح کامیاب ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے اشعار میں آرزو کی ہے تو بخدا تمہیں اس کا بہت سلا ملے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو گیا تو پھر تمہاری یہ خیر نہیں پھر تمہیں زمین پر دھنس کر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزین ہونا پڑے گا منصور نے رے کے نام سے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جالیا اور ذبح

کر کے اس کے چہرے کی کھال اتار لی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لے کر رہے تو واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا

## ولی عہد سے برطرف ہونے کی وجہ

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدمہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اسے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدمہ کر کے اس کی بیعت کر لو وہ تمہیں ولی عہد پر برقرار رکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے تم اس حق سے محروم بھی نہ ہو گے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمہاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لئے تیار ہوں سلم منصور سے آ کر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لئے تیار ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی اوقات ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہو گئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لئے بیعت کر لی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریری کی اور کہا کہ میں مہدی کو عیسیٰ پر مقدمہ کرتا ہوں اس کے بعد عیسیٰ نے تقریری کی اور اس نے کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدمہ کرتا ہوں اس معاملہ میں منصور نے عیسیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے پورا کیا اس معاملہ کے متعلق ابو جعفر کے بعض مصاحب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کے ولی عہدی سے علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے دولت کے لالچ منصب جلیلہ کے بار عظمیٰ سے سبکدوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی اور مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا ابو عبیدہ مہدی کا تب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المؤمنین کے لئے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدمہ کر دیا ہے ابو عبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی عیسیٰ نے کہا اچھا عبد اللہ امیر المؤمنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر تیار ہوں کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دئے جائیں تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیئے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیئے جائیں پھر میں دلی رزامندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت حق اثر و قوت کے خلافت کے بارگراں کو اٹھانے کے لئے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں اس کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا دعویٰ کروں تو غلط سمجھا جائے اس معاملہ کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا ہے ابو عبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تا کہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے عہد نامے کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگائی بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے محل میں آئے امیر المؤمنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا گورنر رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدمہ کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی گورنری صوبہ

دار اس سال رہی وہی لوگ تھے جو سزا سبق میں رہے تھے۔

## ۱۲۹ھ شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا اس کے ساتھ حسن بن قطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہو گیا اس سال منصور نے بغداد کی فصل اور خندق وغیرہ کی تعمیر مکمل کرائی نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا عبد الصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ بن ابراہیم مقرر کیا گیا مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ گورنر اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۲۷ھ اور ۱۲۸ھ میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا۔

## ۱۵۰ھ شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

#### اوران کا ذکر

اس سال استاذ سیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کر لیا اور اب آگے بڑھے اہل مرالذوذ کا ان سے مقابلہ ہوا حجم المزدوی اہل مرالذوذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا حجم اور اس کے ساتھ مروالذوذ کے کئی ہزار آدمی مارے گئے کئی بڑے مشہور سردار جنگ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ جبریل بن تیجی حماد بن عمرو ابوالحکم الحسبستانی اور داؤد بن قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں ٹھہرے ہوئے تھے خازم بن خویلد کو مہدی کے پاس بھیجا مہدی نے اسی کو استاذ سیسی کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا تھا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

### خازم کو فوجی اختیارات ملنا

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبید اللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیشاپور میں مقیم تھا معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہا تھا



خازم نے اس کے تدارک کے لئے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا اور اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا دواپی لی اور ڈاک کے ذریعے مہدی کے پاس نیشاپور آیا سلام کر کے علیحدگی میں ملاقات کرنے کی درخواست کی ابو عبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابو عبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی آخر کار ابو عبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔

جب علیحدگی ہو گئی تو اب خازم نے مہدی سے اس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ دارانہ تعصب میں مبتلا رہا اسے اور پیدا کر رہا اسی طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کی طرف لکھے ہیں

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خود سر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے میری بات سنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معلومات کی باگ نہیں ہوگی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدہ دار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذ سب کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے مکمل اختیار دیا جائے ابو عبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدیداروں کے نشان اتر وادوں اور ان کو میرے حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لئے آمادہ ہوں، مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لی خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا اب اس نے اپنے اختیار سے کام کرنا شروع کیا ہر عہدیدار کو اپنی حیثیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اسے منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلے پر شکست یا بھوک چکی تھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر ان کو بطور مزید تعداد بڑھانے کے لئے ساتھ لیا چونکہ ان کے دل دشمن سے مرغوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی اس فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھائے اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کیے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ نو جوانوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی حسن بن شعبہ بن زہیر کو مہینہ پر نہار بن حصین العبیدی مشیرہ پر متعین کیا بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا ترار خدا جو خراسان کے عجمی روسہ کی اولاد میں تھا وہ شا کا جیش پر متعین تھا زبرقان اس کا لوا برادر اور اس کا مولیٰ تسدم اور اس کا علم برادر تھا۔

## جنگی پسپائی

اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی مؤثر جنگی نقل و حرکت شروع کی کہ اس نے ان کو چکمہ دے کر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی اس کے بعد خازم ایک مقام پر جا کر ٹھہر گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضروریات اکٹھا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے گرد جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنی مقدمۃ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج

کردی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکرار ہو گیا باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال پھاڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ ان کو لیکر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں اندر آنے کے لئے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا دشمنوں نے بکار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس کی فوج مقابلہ نہ کر سکی، اور ان کو پسپائی کے بغیر چار انہیں رہا یہ فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آ پڑے بکار یہ رنگ دیکھ کر خود تیر کی طرح اس خطرے کے مقام پر آیا خندق کے دروازے گھوڑے سے اتر اور اپنے خاص آدمیوں کو اس لئے لٹکار کر کہا کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ کرے گا یہ سن کر اس کے خاندان اور علاقے کے تقریباً

پچاس آدمی پیدل ہو گئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کا دفاع کیا اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کر دیا جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریث الجستانی نامی ایک شخص جو کہ اوستا ذسیس کے ساتھ اور ان کے معلومات کا نظام تھا حملہ آور ہوا اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ہشیم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لے کر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کی طرف جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیش قدمی کرنے میں مصروف ہے جب تم ان کی جد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

## مسلمانوں کی فتح

اس وقت مسلمان ابو عون اور عمر بن مسلم بن قتیہ طخارستان سے ان کی مدد کے لئے آنے کے متوقع بھی

تھے

اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ہشیم بن شعبہ کی برقیں بڑھتی ہوئی نظر آئی تم خوشی میں لے نعرہ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان تمہاری مدد کے لئے آ پہنچے ہشیم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریث الجستانی کے مقابلہ پر نکلا دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم اور ثابت کے ساتھ حملہ آور ہو گئے اور اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے اب ہشیم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لئے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لئے آ پہنچے قریش کی فوج نیز ان لوگوں کی بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آنا تھی ان جھنڈوں پر نظر پڑ گئی کہ خازم نے دشمن پر نہایت شدید حملہ کر کے ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ہشیم کی فوج نے عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے ان کو سخت نقصان پہنچایا نہار بن حصین اپنی فوج لے کر مصرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لیکر ان پر حملہ آور ہوئے اور انہیں مار بھگایا شکست کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس جنگ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے اوستا ذسیس نے اس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی اس جگہ ابو عون اور عمر بن مسلم قتیہ اپنی جماعتوں کے ساتھ خازم

سے آملے خازم نے ان کو ایک سمت ٹھہرا دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں رہیں جب ہمیں ضرورت ہوگی آپ کو مدد کے لئے بلا لیں گے اس کے بعد اوستا ذسیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا۔

آخر کار انھوں ابو عون کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیئے چونکہ اس شرط کے علاوہ انھوں نے دوسری کسی سرحد پر ہتھیار رکھنے کے لئے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابو عون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری سوائے صوابدید پر ہتھیار رکھ دیں ابو عون نے ان سے جا کر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے اوستا ذسیس اور اس کے بیٹوں وغیرہ کو لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور دوسروں کو شھوڑ دیا گیا یہ تیس ہزار تھے خازم نے بھی ابو عون کے اس فیصلے کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو کپڑے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمنوں کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی، مہدی نے امیر المؤمنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اوستا ذسیس اور حریش نے ۱۵۰ھ ہجری میں خروج کیا۔

اور ۱۵۱ھ ہجری میں اوستا ذسیس کو شکست ہوئی۔

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی گورنری سے علیحدہ کر کے

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن

بن حسن بن علی بن ابی طالب کو والی مدینہ مقرر کیا۔

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ الاسلام میں وفات پائی منصور نے اس کی نماز جنازہ

پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

اس سال موسم گرما میں مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائقہ پر منصور نے

اسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج وابق میں پڑا رہا۔

## حج انتظامی عہدے

اس سال عبدالصمد بن علی عبداللہ بن عباس عامل مکہ اور طائف کی امارات میں حج ہوا یہ بھی بیان کیا گیا

ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابرہیم بن محمد تھا، اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان

بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن مسلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۱ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات

اس سال قوم کرک نے بندر گاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی، نیز اس سال عمر بن حفظ بن عثمان بن

ابی صفرہ سندھ کی گورنری سے علیحدہ کر کے افریقہ کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو الغلسی والی



مقرر ہوا۔ اس عزل و نصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

## عمر بن حفظ کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر

منصور نے عمر بن حفظ الصفری ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبد اللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبد اللہ کے خروج تک اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبد اللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبد اللہ اشتر کو چندزیدوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے خرید کر عمرو بن حفظ کے پاس چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنہوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی۔ اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتی تھا۔

یہ جماعت ابراہیم بن عبد اللہ کے پاس آئی یہاں انہوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے، سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمرو بن حفظ کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نحاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کئے جائیں انہوں نے وہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمرو کے قریب آئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے بلالیا۔ اس شخص نے کہا ہم آپ کے پاس ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا و دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجیے ایک یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمائیں اور اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل چھپا کر رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقے سے واپس چلے جائیں گے۔

عمرو نے ان کو امان دی انہوں نے کہا ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھیے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن آپ کے پاس موجود ہیں ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انہوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ عمرو نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی عبد اللہ بن محمد کے لیے حکم دیا گیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے۔ چنانچہ وہ اسی کے پاس ٹھہرا عمرو نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے علاقہ کے سربراہوں کو محمد کی بیعت کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی۔ اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے، سفید قبائیں، اور سفید کلاہیں پہنا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

بدھ کے روز بصرہ سے ایک تباہ کن جنگی جہاز سندھ آیا اس نے عمرو بن حفظ کی بیوی خلیدہ بنت المارک کا ملازم قاصد بن کر عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں اسے محمد بن عبد اللہ کے قتل کی خبر دی گئی تھی عمر نے محمد بن عبد اللہ سے آکر یہ واقع بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے

بیعت کی تھی۔ مگر اب ان کے ساتھ یہ واقع پیش آ گیا عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت حاصل کر چکا ہے، میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست سردار ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا بہت زیادہ ہے باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمہارے اور اس کے درمیان محبت کا رشتہ قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا اس نے اسکی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچ کر ٹھہر نے لگے۔ اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر بہادر اور علماء اس کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ اس جماعت کے ساتھ سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے ترک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشر کی اطلاع منصور کو ملی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی۔ عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کا جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقع کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گیا گران کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑیں گے۔ اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً تم مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو۔ وہ ضرور میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرے خیال میں سندھ میں جو قوت و دبدبہ تمہیں حاصل ہے نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز و اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کاروائی نہیں کریں گے، عمر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے مجھے تمہارے متعلق بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا کہ اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھوں گا عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈالا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انھوں نے اسے قتل کرا دیا۔

### سندھ کے گورنر کے لیے غور

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کس کو سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جا رہے تھے کہ ہشام بن عمرو التلعسلی ان کے ہمراہ تھا۔ منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھا کئے، اپنی قیام گاہ واپس آ کر جب انھوں نے کپڑے اتار دیئے تو ربیع نے آکر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی۔ منصور نے کہا ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی، ربیع نے کہا اسے ایک بہت اہم بات آپ سے کرنا ہے، منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے اور اب

ہشام بن عمرو کو تلاش کر لیا اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال ذہانت و فراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کردوں منصور دیر تک سے جھکائے بید کی لکڑی سے زمین کھرچتے رہے اور سوچتے رہے اور پھر کہا اچھا اس وقت جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تمہیں بعد میں مل جائے گا۔ اس کے جانے کے بعد منصور نے ربيع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر کہے۔

لا تطلب خود ولتہ فی تغلب

فالزنج اکرم منهم اخوالا

بنی تغلب کو کبھی اپنا نہیناں مت بنانا کیونکہ نا نہائی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس نکاح کے علاوہ اگر تم امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آئندہ مجھے اس رشتہ کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز قبول کروں گا۔ خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے میں اس بات کے عوض تم کو سندھ کا گورنر مقرر کرتا ہوں، تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبد اللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

دوسری طرف منصور نے عمرو بن حفص کو افریقہ کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیج دیا، ہشام بن عمرو التعلسی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لیا اور عمرو بن حفص دورے ممالک طے کر کے افریقہ پہنچ گیا۔ سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا کہ وہ عبد اللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر اپنے ساتھیوں سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں کس صلح و آتش سے کام نکل جائے۔ اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے ابو جعفر کو اس کی جان بوجھ سستی کرنے کی اطلاعاتیں مسلسل ملتی رہیں انھوں نے اس خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو اسی دوران میں سندھ کے ایک علاقے میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ یہ اپنی قوت لے کر اس سمت چلا جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا سفنج بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبد اللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو خیال ہوا کہ یہ اس دشمن کا مقدمہ انجیش ہے جس کے مقابلے پر جا رہا ہے اس خیال کی بناء پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلّاع روانہ کیے انھوں نے آ کر بیان کیا یہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلے کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبد اللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریا سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے۔

یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ ان کے مشیروں نے کہا



کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے جان بوجھ کر ان سے کنارہ کشی کی تاکہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلے پر نہیں آئے ہیں بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور انھیں نہ چھیڑیں۔ مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقرب و رسوخ بنالے۔ لہذا میں خود ہی اس موقع سے فائدہ کیوں نہ اٹھا لوں عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مدافعت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی اطلاع دیتا، چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک خط بھیجا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ خود جان بوجھ کر اس کے مقابلہ پر گیا تھا کہ اب تم اس رئیس کے خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی، اور اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر سے کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفنج اس رئیس سے لڑا اس پر فتح حاصل کی اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور رئیس کو قتل کر دیا اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد مع ان کے بیٹے سمیت منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اس بچہ کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچہ کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزاء کے سپرد کر دینا۔

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے ان کے پاس آیا مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک بات دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزاء شام، کوفہ، اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مہدی نے صلہ کے طور پر نقد، لباس اور سواریاں ان کو دیں منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا ان کا وظیفہ پانچ پانچ سو مقرر کیا اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

## رصافہ کی تعمیر

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اسے مشرق کی جانب ٹھہرایا اور اس کے رصافہ بنوایا اس کی ایک فصیل اور ایک خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا نیز اس کے لیے پانی جاری کر دیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچتا تھا۔

## قسم بن عباس کی خفیہ تدبیر

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب روندایہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شور شعب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس جو ان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا۔ منصور نے اس سے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ کس طرح یہ سپاہی ہم پر شیر بن گئے مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر اب سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں اس کا آپ کے سامنے اظہار کروں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار اور مستحکم رہے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا۔

منصور کہنے لگے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو یہ ممکن نہیں قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں اور اگر آپ مجھ پر پورا اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار دے دیں منصور نے کہا اچھا جو تم نے سوچا ہے اس پر عمل کرو۔

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان پر آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کل میرے دربار میں جانے سے پہلے تم امیر المومنین کے محل میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ میں وہاں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس لیے کہ تم مجھے رسول اللہ ﷺ، عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر قسم دینا جب میں رک جاؤں اور تمہاری درخواست کو سن کر اس کا جواب دوں گا اس کے بعد میں تمہیں سخت جھڑکی دوں گا اور برا بھلا کہوں گا۔ تم ان باتوں سے پریشان نا ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم حائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مضر میں کون شریف تر ہے جب میں اس کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اسی جگہ جا بیٹھا جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قسم قصر آیا تو اس کے غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کی پدایت اسے دی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضر میں کون افضل ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اسی میں کلام اللہ نازل ہوا اسی میں بیت اللہ واقع ہے۔ اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں یہ جو بن کر یمنی سرداروں کو بہت ناگوار گزرا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بھی بات بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہہ دیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں۔

پھر اس نے اپنے غلام سے کہا تم اس بڑھے کی خچر کی باگ پکڑ کر سختی سے جھٹکا دیکر روکو اور جب تک کہ وہ

اس معاملہ میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے سکے اسے آگے نہ بڑھنے دو غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری کی اس زور سے اسکے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب یہ ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قسم کورو کا تھا) جا کر ہاتھ کاٹ دے۔ اس غلام نے جا کر یمنی غلام کے ہاتھ کاٹ دیا اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متفرق ہو گئے قسم نے اپنے خچر کی باگ موڑ دی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا۔ فوج میں انتشار پیدا ہو گیا کئی فرقے بن گئے۔ مضر کا ایک فرقہ، یمن کا ایک، خراسانیوں کا ایک اور بن ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔ قسم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کاروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اس کو کچل دیں گے۔ اب صرف ایک بات اور باقی ہے منصور نے پوچھا وہ کیا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری طرف ایک محل میں ٹھہرا دیجیے۔ اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر میں منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے۔ تاکہ اگر کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں اگر کبھی بن مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن، خراسانی، اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

### منصور کی حکومت میں استحکام

منصور نے اس رائے کو قبول کیا اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو جانب شرقی کی حد بندی تقسیم، شوارع، تعمیر کا نگران بنایا جس طرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا۔ باب الجسر، سوق تکبی، مسجد خضر، رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو مخلوں اور احاطوں سے زائد بچی تھیں اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

س سال منصور نے اپنے، اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اسکے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد عام کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اجازت دی بیعت کے بعد پر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بوسہ دیتا، مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

### موسم گرما کی مہم

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، اس سال عقبہ بن سلم



بصرہ پر اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنایا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابو جعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بقیہ مہدی کو دے دیئے مہدی نے ان پر احسان کر کے انکو آزاد کر دیا اور ہر ایک کو مرد کے دو پارچے دیئے، اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

## اسد کا قتل

اسد بن المرزبان کی باندی افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا۔ تاکہ اس کے اعمال و احکام کی جانچ پڑتال کرے، سلم نے خوشامد و درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنالیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا۔ بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی، منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابو سوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا اسد کے پاس بھیجا۔ جب یہ ڈاک کے ذریعے آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابو سوید اس کے پاس پہنچا اسد تیزی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا ابو سوید نے کہا جو حکم میں تمہیں دوں گا تم اسے بلا حجت مان لو گے اس نے کہا جی ہاں، ابو سوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اس نے ہاتھ ہاتھ پھیلا دیئے ابو سوید نے ایک ہی وار میں اسے کاٹ دیا اور پھر دوسرا پاؤں اسی طرح جب اسے باری باری چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابو سوید نے گردن اڑادی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابو سوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

## انتظامی عہدے

واقعی کہتا ہے کہ اس سال ابو جعفر نے معن بن زائدہ کو سجتان کا گورنر مقرر کیا اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا محمد بن ابراہیم کو مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا محمد بن سلیمان بن علی کو فہک والی تھا۔ جابر بن توبہ الکابی بصرہ کا والی تھا سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۲ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال خارجیوں نے لیت سجتان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۲ھ ہجری کو خراسان کو والی مقرر کیا تھا کابل پر جہاد کیا عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی۔ مگر یہ درہ سے آگے نہ بڑھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا، اس سال ابو جعفر نے ہاشم بن الاشنان کو بھی قتل کیا جس نے افریقہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی اور خالد المروزی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے منصور نے قادیسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشنان کو قتل کر دیا۔

اس سال منصور کی امارات میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا، بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار ہی تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

## ۱۵۳ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے جنگی بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی، جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے ایک فوج تیار کی۔ اس مرتبہ جو ان کے بصرہ آنے کا آخری موقعہ تھا وہ بڑے پل پر فروکش ٹھہرے ہوئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ الاسلام واپس آ گئے۔

## ابو ایوب الموریانی پر عتاب

ابو ایوب الموریانی پر منصور کا عتاب نازل ہوا انھوں نے اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابو ایوب کے کاتب نے منصور سے اسکی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص بن ابی صفرة افریقیا میں ابو حاتم الالباضی، ابو عدا اور انکے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں ترپن ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا۔ اس باغی جماعت کے ساتھ ابو قرہ الصفری بھی چالیس ہزار کے جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولیٰ عباد، ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن اعلوان خراسان سے زنجیروں سے جکڑ کر بارگاہ خلافت میں لائے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کی تہمت تھی۔

## اہم واقعہ لمبی ٹوپیاں پہنے کا حکم

منصور نے لوگوں کو بہت ہی لمبی ٹوپیاں پہنے کا حکم دیا یہاں تک کہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپوں کے اندر سر کنڈے رکھ لیتے تھے اس پر ابوالامہ نے یہ شعر کہے۔

وکنانرجی من امام زیادتہ  
فذاد الامام المصطفیٰ فی القلاس  
تراھا علی ہام الرجال کانھا  
دن ان یھود جلدت بالبران  
(ترجمہ) ہم امام سے اضافہ کے کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام  
نے ٹوپوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہو گئیں کہ  
لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں  
جن کے اوپر برنس منڈھا رکھا ہے،

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبد اللہ الخثعمی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے، معیوف بن یحییٰ الجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوئے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگجو اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا۔ یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینا کو والی مقرر کیا۔

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارات میں حج ہوا محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا حسن بن زید بن



حسن مدینہ کا والی، محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ سوار قاضی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابو جعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

## ۱۵۴ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنہوں نے افریقہ میں شور مچا رکھا تھا۔ اور وہ ان کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کئے اس سال منصور نے شہر رافقہ کے ساتھ بنانے کا ارادہ کیا اہل رقبہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے کہتے تھے اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار اور دکانیں خالی ہو جائیں گی ذریعہ معاش جاتا رہے گا۔ ہمیں اپنے موجود گھروں میں رہنا دشوار ہوگا ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایت یہ خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا میں مقلص ہوں، محمد بن عمیر نے بیان کیا کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابو ایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہلاک ہو گئے منصور نے ابو البعاس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابو ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے انکو قتل کرنے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا موسیٰ نے اس حکم پر عمل کیا۔

منصور نے اس سال عبدالملک بن طہیان النمیزی کو بصرہ کا والی بنایا۔ زفر بن عاصم الہالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امرات میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ حسن بن زید مدینہ کا۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا۔ اور عبدالملک بن ایوب بن ظہیان بصرہ کا والی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۵ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

یزید بن حاتم نے افریقہ فتح کر لیا۔ اس نے ابو عباد، ابو حاتم اور ان کے تابعین کو قتل کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن و امان قائم کر دیا وہ قیروان آ گیا۔

## رافقہ کی تعمیر

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقبہ بھیجا مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کے طرز پر آباد کی جتنے دروازے، محلے، چوک اور سڑکیں بغداد، میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آ گیا۔

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مالکداری سے وصول کی۔

## کوفہ کے گرد خندق اور فصیل کی تعمیر

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظنیان کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے یثیم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا۔ سعید بن دج عکج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنوائے۔ یثیم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے۔

يَا قَوْمِي مَا لِقِينَا

مِنْ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ

تَسْمُ الْخَمْسَةَ فِينَا

وَجِيَانَا الْارْبَعِينَ

امیر المؤمنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا پہلے تو ہم پر پانچ پانچ

درہم مقرر کئے اور پھر چالیس چالیس وصول کیے۔

## قیصر روم سے صلح

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔

## عباس بن محمد پر عتاب کا واقعہ

اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولادت سے برطرف کر دیا اس پر ایک کثیر رقم

جرمانہ کی اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا۔ اس واقعہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا موالی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے وہ ناراضگی بدستور چلی آرہی تھی کہ منصور علی بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا ناراض ہوئے اس موقع پر اس کے تمام اعزاء اور اقربا جن میں ان کے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھیے اس کے باوجود آپ کا احسان و اکرام ہے سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبد اللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگی آپ کو اسمعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کے آپ کو تنگ کر دیا۔ عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا۔ یہ سن کر منصور نے عباس کو بلایا اور اسے معاف کر دیا۔

جب عباس بن یزید بن اسید کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا تو اس معزولی میں اس نے یزید کی توہین کی تھی۔ یزید نے ابو جعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی۔ اس کے جواب میں یزید نے کہا امیر المومنین خطا معاف ہوا مگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر مزید احسان ہے۔

## انتظامی تبدیلیاں

اس سال موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسب بن زہیر کو مقرر کیا۔ مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ ہجری میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر انھیں کو انھوں نے ۱۵۵ھ ہجری میں کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے کوفہ میں خندق بنائی۔

## محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علیحدگی

## ابو الجبار کا قتل

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا۔ اس کی سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینہ الاسلام آئی



انہوں نے ابو جعفر پر اس قدر زور ڈالا کہ آخر کار انہوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے دوسرے حکم کے آنے تک تم اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کرنا۔ ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابو جعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی اور کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تمہیں اس قدر دوں گا کہ ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا تم نے مجھے اس کو یاد دلادیا میں اسے بھول گیا تھا۔ جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات دلا دینا۔ چنانچہ جب محمد جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر پلٹا ابوالجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دیا جب اسے یقین آ گیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا تو کہنے لگا اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دیں ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے جس دن روزہ رکھنا چاہیے اس روز میں نے کھانے کی اجازت دی اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کرادیا۔

### منصور کا خط محمد کے نام

اس قتل کرادینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کاروائی نہ کرے اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو تو اسے اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا خط پڑھ کے محمد نے ابو جعفر کے قاصد سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اس کا بدن کناسہ میں مصلوب حالتیں موجود ہیں اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہ ہی امیر المومنین سے جا کر بیان کر دو۔

### محمد کی گورنری سے معزولی اور بحالی

قاصد نے یہ پیغام ابو جعفر تک پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا اور کہنے لگے بخدا میرا ارادہ ہے کہ اس پاداش میں میں اسے قید کر دوں۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورہ کی بنا پر اس نا تجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دیدیا تھا اس کا خمیازہ مجھے ہی بھگتنا پڑے گا اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو میری رائے لیے بغیر قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار نہیں کرتا میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھ دیا ہے۔ اور خدا کی قسم دیکھو میں اس کو اس کی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے گا عیسیٰ بن موسیٰ سخت کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب ان کا غصہ ذرا کم ہوا تو اس نے عرض کیا جناب والا محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا۔ امیر المومنین اگر محض اس فعل کی پاداش میں اسے معزول کرتے تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہوگی اور آپ بدنام ہو جائیں گے یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کر دیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مساور بن سوار الجرمی کو تو وال نے منصور سے محمد کی خاص اخلاقی

لغزش کی شکایت کردی اور اس وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا یہ مساور بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا

لحسبک من عجیب الدیرانی  
اخفاف واتقی سلطان جرم  
(ترجمہ) زمانہ کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں  
مساور کے اقتدار و اثر سے ڈرتا ہو

## انتظامی عہدے

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسکی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کیا فلیج بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کر کے اس کے ہمراہ مدینہ متعین کر دیا۔  
اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا، عمر بن زہیر کوفہ کا، یثیم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۶ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابو جعفر کے عامل بصرہ یثیم بن معاویہ کے ہاتھ آگیا اور اسے بصرہ میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

### عمرو بن شداد کا قتل

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن ورج یا یثیم بن معاویہ سے آکر اس کا پتا بتایا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور مرید میں اس مقام پر جہاں اب اسحق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا یہ عمرو بن شداد بنی جج کا غلام تھا۔

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ یثیم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینہ الاسلام کے ارادے سے روانہ ہوا۔ راستہ میں یہ اپنے ایک قصر جو نہر معقل پر واقع تھا آکر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہرکار آیا جو ابو جعفر کی طرف سے یثیم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اس خط میں یثیم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اس کے حوالے کر دے یہ اسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکار نے اسے اسکے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ کر گردن ماردی اور پھر مربد میں اس کی لاش کو سولی پر لٹکایا۔

اس سال منصور نے یثیم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے تابع علاقوں سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبد اللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضا اور صدارت دونوں اسے سپرد کر دیں گئیں نیز منصور نے سعید بن علیج کو بصرہ کا کو تو ال اور عامل مقرر کیا۔

اس سال یثیم بن معاویہ نے اچانک مدینۃ الاسلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا۔ انتقال کے وقت وہ اپنی ایک باندی سے مجامعت کر رہا تھا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

## حج کے انتظامی عہدے

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کیا عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ الاسلام میں مقیم تھا۔ اس کا بیٹا ابراہیم بن محمد مکہ میں اس کا نائب تھا مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا، بصرہ کا کو تو ال ناظم اور بصرہ کی عرب نوآبادی کے صدقات کا محصل سعید بن علیج تھا سوار بن محمد عبد اللہ القاضی بصرہ کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔

عمار بن حمزہ اضلاع، دجلہ، اہواز اور فارس کا والی تھا ہشام بن عمرو کرمان کا والی تھا یزید بن حاتم افریقیہ کا والی اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۶ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنوایا انھوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولی ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔

### یحییٰ کا قتل

اس سال یحییٰ ابو ذر کربا المہتسب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ الاسلام سے باغ الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحریں کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن علیج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحریں بھیج دیا۔ اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا معائنہ کے لیے انھوں نے دریا دجلہ کے کنارے مقام قطریل کے درے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لیے انھوں نے اپنے تمام اعزاء و اقرباء مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہنے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا اور خود بھی انھوں نے زراپہنی کلاہ کے اوپر ایک



سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

## عامر بن رکاع غسل کا انتقال

عامر بن اسماعیل المسلمی نے مدینۃ الاسلام میں انتقال کیا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن وعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی منصور نے ان کی جگہ عبید اللہ بن الحسن بن المحیض کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔

## پل کی تعمیر

اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرانی کی نگرانی میں اس پل کی تعمیر مکمل ہوئی۔

## انتظامی تبدیلیاں

محمد بن سعد الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابو جعفر المنصور کا مولیٰ مصر کا والی مقرر ہوا سعید بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا معبدان دنوں خراسان میں تھا یہیں اسے فرمان تقرر ملا۔ یزید بن اسید المسلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے باطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا۔ سنان نے وہاں مال غنیمت اور لوٹڈی غلام حاصل کیے۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارات میں حج ہوا محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا کہ اور طائف کا ولی محمد بن ابراہیم تھا فارس اور اہوز پر عمار بن حمزہ تھا کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

## ۱۵۹ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات

### عموی بن کعب کی برطرفی تقدیر خالد کا گورنر بننا

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقبہ روانہ کیا اور ہدایت کی تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے خالد بن یحییٰ برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا۔ اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ منصور نے خالد بن برمک پر تیس لاکھ درہم جرمانہ کیا جس کی ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی عدم ادائیگی کی

صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے تکئی سے کہا مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ انتی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے۔ اب تم اپنے حرم اور اہل و عیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کر دو پھر اس کے بعد خالد نے تکئی سے کہا مگر میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے بہتر ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ صالح (صاحب المصلیٰ) اور مبارک الترمذی سے جا کر ضرور ملو اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

تکئی کہتا ہے باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان سے جا کر ملا ان میں سے بعض تو بہت سختی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انھوں نے مجھ سے ملنا تک گوار نہ کیا مگر میرے پیچھے ہی رقم بھیج دی۔ میں عمار بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوا اپنے مکان کی چھت کو دیکھتا رہا میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر جرمانہ کیا گیا ہے آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے میری بات کا اس نے مطلقاً اس نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں بھیج دوں گا۔

جب میں ان کے پاس سے پلٹا تو دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت تکبر کے ہوتے ہوئے اس رقم پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے گا میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بیشک مجھے اسی قدر بھروسہ ہے اتنے میں عمار بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آپہنچا ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے تھے اب صرف تین لاکھ باقی رہ گئے تھے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہوا اور اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری ساری کوشش رائیگاں جائے گی۔

میں بغداد کے پل پر بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے ہوئے اسی تردد و فکر میں میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا مبارک ہو تمہارا کام ہو جائے گا میں اس کی طرف دھیان کئے بغیر آگے بڑھ گیا مگر وہ فوراً میرے پاس آیا میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا اللہ کی قسم معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی انشاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اس مقام سے پوری شان و شوکت اور پرچم و علم کے ساتھ جلوس میں گزرو گے اب میں اس کی بات سے تعجب سے اس کی طرف مڑا اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا دشوار ہے اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی مان لیتا میں اپنے راستے پر چلا گیا اس دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑ بڑ مچ گئی ہے اور کروڑوں نے سورش برپا کی ہے منصور نے پوچھا کہ کون شخص اس بندوبست کے لیے موزوں ہوگا۔ مسیب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا عرض کیا کہ اس معاملہ

کے متعلق میری ایک رائے ہے اگرچہ میں جانتا ہوں آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا منصور کہنے لگے ضرور بیان کرو میں اسے کسی بد نیتی پر محمول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لیے خالد جیسا آدمی ہونا چاہیے منصور نے کہا کہ کیا کہتے ہو تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری میں پورا ترے گا اس نے کہا بے شک میں اس بات کا مکمل یقین رکھتا ہوں آپ نے تو صرف اس معیار سے اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔

میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دے دیئے میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے۔ انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے نیز انھوں نے مجھے ہدایت کی کہ آپ کا قرض ادا کر دوں میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سردمہری سے پیش آیا جس طرح کے پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا سا ہو کار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ میں نے اپنے باپ سے آکر اسے سارا واقع سنایا کہنے لگے یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کی جاسکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذر بایجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر کے بغیر جو رعب و ادب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جا گزیں تھی۔

## تکبی کا گورنر بننا

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقبہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل کا اور جزیرہ کا گورنر بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ساتھ چلے اس سے پہلے منصور نے تکبی کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے



تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر میں جب تک تمہیں خود نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانہ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا بیع نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی۔ یحییٰ کھڑا ہوا بیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی۔ چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انھوں نے اسے اور اس کو باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک بات دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور کو یحییٰ بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

## مسیب کی برطرفی

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نام میں سکونت اختیار کی اس سال وہ مسیب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوانی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن شبیر الکاتب کو اتنے درے لگوائے کہ وہ اسی صدمہ سے مر گیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افرامال گزاری تھا۔ تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی فضول بات کی تھی منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے بردار کو کوتوال مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے اسے چند روز قید ہی میں رہنا پڑا انھوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

## منصور کو چوٹ لگنا

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا، اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابردوں کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو روقہ روانہ کیا تو اس کے ساتھ چلنے کے لیے کچھ دور خود چلے موضع حب سا قاتک آ کر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزواتات کے ایک راج بہے جو نہر دلیائی کی سمت بہتا تھا پہنچے اس کے بندھ پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سربراہی سے عاجز ہو گیا تو جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائیداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑا اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

## غلاموں کی تقسیم

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جن کو تنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا پہلے تو منصور کا ارادہ اسے قتل کر

دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کئے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا۔ البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

اسی سال مہدی رقبہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ الاسلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسری کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کے بنائی ہوئی عمارتوں کی انٹیمیں ہوں چونکہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں گی مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لے کر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں در آیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجے کے دونوں فریق الگ ہو گئے۔

## گرفتاریاں

اس سال مکہ مکرمہ کے امیر محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے منصور کے حکم سے ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر ابو جعفر کی اجازت کے بغیر ان کو رہا کر دیا۔ اس وجہ سے ابو جعفر اس سے ناراض ہوئے محمد بن ابراہیم کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ آل علی بن ابی طالب کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم تھے قید کر دو نیز ابن جریج عباد بن کثیر کو قید کر دو محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا اس کے پاس کئی افسانہ گوشتے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا تو وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظریں زمین پر گر گئیں اس نے ایک حروف اپنی زبان سے رواں نہیں نکالا جب مجلس ختم ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا جس تردد و فکر میں آپ مہمک میں اسے سمجھ گیا ہوں فرمائیے کیا عندیہ ہے۔ اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے اب امیر المومنین مکہ مکرمہ آرہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کر دیں ان کا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب و داب اور بڑھ جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا کہ میں امیر المومنین کی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ اونٹ کی سواری لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ یہ لے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا سلام کہو اور کہو کہ آپ کا چچا آپ سے درخواست کو تا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچالیں اور اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ نیز یہ پچاس دینار زادراہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اسکے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ

داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی۔ میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں اس نے محمد کی درخواست مان لی اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا وہ بری الذمہ ہیں میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

## منصور کا انتقال

منصور مکہ مکرمہ کے قریب آگئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک اور تر میوہ اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لے کر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو پٹوایا اور اپنی قیام گاہ میں نہیں آنے دیا۔ جب وہ بریموں آگئے تو خود محمد بن ابراہیم ان کے استقبال کے لیے یہاں آیا ان کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انھوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا ابو جعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہو کر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر ان کی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابو جعفر اترے تھے۔ اس نے ان کا برازد دیکھا جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہ ہی ہوا مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی باز پرس سے بچ گیا۔

## منصور کے علاج سے متعلق روایات

اس سال ماہ شوال میں ابو جعفر مدینۃ الاسلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے دوران سفر میں قصر عبدویہ کے قریب ٹھہرے۔ یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ صبح سویرے کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرجا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا۔ ابو جعفر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرہ کی نیت کر کے روانہ ہوئے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزرے تھے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی ان کے بال کٹوا کر اور ان کے گلوں میں قلاوہ ڈال کر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر ان کے پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمے سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ اس درد کے سبب میں اسباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانہ سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جو راشیں بنانے کے لیے خواہش ظاہر کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا میں کمی کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے کہ تمام جو راشیں فوری طور پر تو اثر کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے موجود مرض سے زیادہ بیماری پیدا ہو جائے گی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اس زمانہ میں ہندوستان سے ایک بیدوان ان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کی کسی دوا کی تجویز کی



خواہش کی اس نے ان کے لیے کئی سفوف اور جوراشیں تیار کیں جن کے اجزاء و عناصر گرم تھے منصور نے ان کو کھانا شروع کیا ان کا کھانا ہضم ہونے لگا اس بناء پر انھوں نے بید کی تعریف کی۔

عراق کے مشہور طبیب کنیٹر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدہ کی بیماری سے میں مریں گے میں نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوراشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدہ کے خاردوں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدہ کے مرض ہی سے ہلاک ہوں گے۔ اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے انھوں نے ایک مثال بیان کی، فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترہ پر رکھو اور اس کے نیچے ایک کچی انیٹ رکھ دو اس گھڑے سے پانی رستہ ہو تو اب بتاؤ کیا وہ رستا ہوا پانی اس میں شگاف پیدا نہ کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا ہے یہ ہی ہوا کہ ابو جعفر معدہ کے مرض ہی سے ہلاک ہو گئے اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت گرم دوپہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے انھیں لو لگ گئی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا باوجود کبر سنی کہ وہ بہت محروم و المیزاج واقع ہوئے تھے صفر الاحمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا بہت روز تک یہ ہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں ٹھہرے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکے پہنچنے میں دیر لگ گئی ایک دن ابن المرافع کے کنواں پر منزل کی وہاں سے چل کر بیریموں آئے۔ وہ ہر وقت پوچھتے تھے ہم کب حرم میں داخل ہونگے۔ جتنی وصیتیں کرنا تھیں ربيع کو کر دیں اور اسی مقام پر ۶ ذی الحجہ ہفتہ کی رات صبح سویرے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

## وفات کے دوسرے دن دربار کی کیفیت

وفات کے وقت سوائے خادموں کے اور ان کے مولی ربيع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا ربيع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو نوچہ کرنے سے منع کر دیا اب صبح ہو گئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسیٰ بن علی کو اندر بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بار ہوتا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے۔ اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر و اعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربيع نے موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر اول امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی۔ جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران اور عسا کر کو بیعت کے لیے بلایا۔ عیسیٰ بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا۔ البتہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا یہ کون کافر کا بچہ ہے اور اس سے چمٹ گیا وہ تو اسے قتل کرنا چاہتا تھا یہ

رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی۔ اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی مسیب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کیا اور میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا۔ اور یہاں تمام بقیہ سردارن فوج اور دوسرے سرداروں نے اس سے بیعت کی عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لے لیں ان دنوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا۔ اس نے رکن اور مقام کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

### منصور کی تجہیز و تکفین

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی اس کام کے لیے اس کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد، ربیع، ریان، چند خدمتگار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے۔ نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتداء تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا اب ان کے تمام گھر والے اعزاء و خاص غلام سولی ان کا جنازہ لے کر چلے واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خور کی گھائی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائیں کیونکہ یہ ہی مدینۃ الاسلام میں ان کی جگہ نماز میں امام ہوتا تھا۔ علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کی قیام گاہ کے خیموں میں اس کے اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہا جو شخص خلافت کا آرزو مند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بناء پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نو جوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور شینۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کئے گئے اس مقام کو شینۃ المحلاہ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی، عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

### ابو منصور کی عمر اور عہد حکومت

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے ۶۴ سال بیان کی ہے، بعض نے ۶۵ سال اور بعض نے ۶۳ سال بیان کی ہے ہشام بن الکسبی نے ۶۸ سال بیان کی ہے اور کہا ہے کہ چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکسبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت

سات رات کم بائیس سال ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے عمر بن شبہ صرف دو دن کم بائیس بائیس سال بتاتا ہے۔

اس سال ابرہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارات میں حج ہوا اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

## ابو جعفر کے ذاتی حالات

### سیرت و صورت

ان کا رنگ سانولا تھا، دبلے پتلے دراز اقامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حمیہ میں پیدا ہوئے ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں چھپا ہوا تھا اس کا پتا ملتے ہی قتل کر دیا اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا۔ مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی وجہ سے عیسیٰ سے یہ حرکت ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے ارادے سے رک گئے اور انھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

### عیسیٰ کے نام ایک خط

اما بعد اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تمہیں سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے۔ تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور ان کو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جرات ہی نہ ہوتی اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی تم ان سے علیحدہ رہو اور امیر المومنین کی رائے کے بغیر کسی ایسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعے معاف کر دیا ہو کسی ایسے فعل کی بناء پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے امن و امان دیا ہو جس کی وجہ سے ایک کینہ پروردشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور دلی کافیتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف خطر ہیں اللہ کسی خوش نصیب کو نچا کر دے اس طرح اگر خدا چاہے تو اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی ذلیل کو عزت دے۔ والسلام

### منصور کے گھر کی حالت

فضل بن ربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ لہمی بھی لہو و لعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو و لعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی۔ البتہ ایک دن ہم نے اس کے بیٹے



عبدالعزیز کو جو سلیمان عیسیٰ اور ابنائے ابو جعفر کا حقیقی بھائی طلحہ بیوی سے تھا (یہ بالکل جوانی ہی کے دور میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیت بنائے کمان کندھے پر ڈالے ایک عمامہ باندھے اور مثال چادر زیب تن کیے اور ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا سوار جا رہا ہے اون گونوں میں وہ ہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیے لایا کرتے ہیں مثلاً چھوڑے، تسے، اور مسواکیں بار تھیں۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگوں نے تعجب کیا اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا۔ وہ نوعمر امیر اپنے راستے پر چلا گیا پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیس۔ ان گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کر لیا اور اس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کر وادیں۔ اب وہ نوعمر امیر اسی طرح ان دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

## دربار کے مختلف واقعات

حماد التری بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن منصور کے سر کے قریب کھڑا ہوا تھا انھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا دیکھو یہ کیا شور ہے میں اس مقام پر آیا جہاں بے آواز آرہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار لڑکیوں میں بیٹھا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں۔ انھوں نے پوچھو یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں۔ میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگا تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ طنبورہ اسے ہی کہتے ہیں میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا۔ کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکر یاں اور خادم دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا کہ یہ ہی طنبورہ پکڑ کر اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا اسے میرے محل سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بچ دے۔

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا میں اور ایک دوسرا غلام گھر کے اندر اس کی خدمت گزاری کیا کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھڑی تھی ایک خمیہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا ہوا تھا اسی میں وہ رات گزارتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے۔ اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت و خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں میں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے۔ البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ترش رو ہو جاتے آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اس ہیت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کو ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد جب وہ پھر اندر واپس آنے تو اس وقت بھی ان کی ترش روی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کے لیے بڑھتے وہ بسا اوقات وہ اس حالت میں

ہم پر عتاب کرنے لگے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے جب تم دیکھو کہ میں درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار میں واپس آ رہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کسی وقت اپنی جھلاہٹ میں میں تم کو ایذا پہنچا دوں

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے کہ منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا تم مجھے سب سے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف نہیں ہو کہ تمہیں سب سے پہلے اجازت مل سکے۔ اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے۔ تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔

ایک دن میں منصور کے دربار میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا برسا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمل تھی جس کی شام زمین سے ٹکراتی جاتی تھی ایک برا عمامہ باندھے ہوئے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردہ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انھوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا۔ میں نے عرض کیا بلیک یا امیر المومنین، فرمایا میرے پاس آؤ جب میں ان کے قریب گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دوڑا نو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گدہ کھینچ لیا اس کے ساتھ ہی ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے۔ میں نے جو انمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ جب میں آپ کے صحیح مقصد کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر سکوں گا۔ فرمایا پھر کہو کیا کہا میں نے اعادہ کی اسی طرح کئی مرتبہ اس جملہ کو داہرتے رہے اب گز کو اس کے محل پر رکھ کر پائنتی مار کر بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا فرمایا معن یمن میں کچھ گڑبڑ ہے میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا فرمایا اچھا ہم تمہیں اپنا معتمد بناتے ہیں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ ربیع سے کہا محل میں جس قدر آدمی ہیں ان سب کو باہر کر دو ربیع اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کی رقم سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نہ نکل سکے بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنادیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے بھیج رہے ہیں ربیع کو حکم دیں کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تاکہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت ناپا سکے۔ انھوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا پھر ربیع کو بلا کر کہا میں نے معن کو والی یمن کی مدد کے لیے مقرر کیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو اس کا فوراً بندوبست کر دو تاکہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیر باد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابوالوالی مجھ سے

ملاتی ہوا کہنے لگا اے معن میں اس میں تمہاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو۔ میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کر دے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

محمد بن عمر الیمامی ابوالردین کہتا ہے کہ معن کا اردہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو ٹھنڈا کریں اور معن کی طرف سے ان کے دل میں جو گرانی پیدا ہو گئی اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنا دیں معن کہنے لگا میں نے ان کی اطاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں۔ یمنیوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزاء اور اقربا کو ہلاک کر دیا اور اب وہ شخص اس رقم کی وجہ سے جو میں نے ان کی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کی ایک جماعت جو بنی ربیع کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاہد بن الازہر بھی تھا معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تمہیں امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہوں گا اور یہ کہوں گا مجاہد کی باری آئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کروں گا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب معلوم ہوگا میں وہ کروں گا معن نے یہ جواب سن کر کہا اچھا میں نے یہ کام تمہارے سپرد کر دیا اس کے بعد اس نے عبدالرحمن عقیق المزنی سے مخاطب ہو کر کہا تم اپنے اس ابن عمر کے لیے قوت بازو بنو۔ ان کو اپنے سے مقدم رکھنا اگر اس سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی پابجائی کر دینا، ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہو گئی تو ان کو رخصت کر دیا۔

## مجاہد کی تقریر

یہ ابو جعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاہد نے اللہ کی حمد و ثناء اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے تیار ہو کر آیا ہے اب اس نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت شروع کی کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا۔ پھر اس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہو گئے اور عرش عرش کرنے لگے۔ اب اس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے ان کو کیسا شرف عطا کیا اور کس قدر اہم منصب ان کو سپرد کیا ہے یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف لوٹا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا۔



## منصور کا مجاہد کی تقریر پسند کرنا

جب اس کی تقریر ختم ہوئی تو منصور نے کہا تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ کہا ہے اللہ اس سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کو احاطہ کر سکے رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے یا وہ خود ان کی فضیلت بیان کر دی ہے تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے ان کو اس عظیم منصب پر فائز کرنے سے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی اور انشاء اللہ وہ جب تک اس کی اطاعت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو معین و مددگار رہے گا البتہ اپنے آقا کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا وہ سب جھوٹ اور بغو ہے جو قابل توجہ نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاہد نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے یہ ساری جماعت حکماء دربار سے خارج کی گئی۔ جب یہ ایون دربار کے پائین میں پہنچے تو منصور نے اسے اس کے ساتھیوں سمیت پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاہد نے اپنی پہلی تقریر اس طرح دہرا دی کہ گویا وہ کسی درق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا تھا اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکال دیئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر منصور نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے۔ اور جو مصری روسا دربار میں حاضر تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آگیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اس شخص کو نکال دیتا میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا۔

غلام اسے پکڑ کر واپس لے آؤ جب مجاہد ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا منصور نے کہا اچھا تمہاری اپنی اور تمہارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو اس نے کہا امیر المومنین معن آپ کا بندہ ہے آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی نیزہ زنی کی اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا۔ اب اہل یمن امیر المومنین کے (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے اگر کسی چغلقخوروں کی چغلقخوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہوئی تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی اطاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا خط پڑھ کر سنایا تو معن نے خوشی میں مجاہد کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ان کو ان کے مراتب خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمائندوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کے پاس قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

## مجامعہ کا انعام

معن نے مجامعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کر دیں ایک یہ کہ معن کے خاندان کے نام کی امیر ذادی زہرا نام پر عاشق تھا اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجامعہ کا ذکر کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت غریب آدمی ہے کیا وہ اپنے پشیمنے کے بجے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا۔ جب مجامعہ منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجیے چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے اس کی شادی کر دی اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش ظاہر کرو اس نے کہا مقام حجر میں میرا جو گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے معن نے وہ دیوار خرید کر مجموعہ کو دلا دی اب پوچھا کہ تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا دولت دیجیے معن نے تیس ہزار نقد دیئے اس طرح ایک لاکھ درہم دے کر اسے گھر بھیج دیا۔

## چار اہم آدمی

ابوالفرج، عبد اللہ بن جبلة الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانت دار اور پاک باز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ چار آدمی کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سیدھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر ایک پایا بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا۔ ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو دوسرے کو تو ال وہ ایسا شخص ہے جو قوی کے مقابلے میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے۔ تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری قبولی کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے۔ کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے، چوتھے اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھا تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا ڈاک کا وہ افسر جو ان اعمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

## عامل کی معافی

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو باز پرس کے لیے جس نے سرکاری مالگزاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی طلب کیا کہا جو تم پر واجب ہے ادا کرو اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں، اسی دوران کسی ندا کرنے والے نے ندائی ”اشھدان لا الہ الا اللہ“ یہ سن کر منصور سے کہا امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی ”لا الہ الا اللہ“ کہتا ہوں آپ اس مطالبہ کو جو مجھ پر عائد ہے بخش دیں، منصور نے اسے

معاف کر دیا۔

## لگان کے محصل کو تنبیہ

ایک مرتبہ انھوں نے ایک شامی کو کسی لگان کا محصل مقرر کیا اس وقت اس کو نصیحت کی اور اس کی طرف بڑھکر فرمایا اس وقت جو بات تمہارے دل میں اس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت تک باہر نکل کر اپنے دل سے کہو گے دیانت اور اندارج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے۔“ پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سعاد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر فرمایا جو تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دوں گا ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک ان کی ملازمت کی اپنا حساب کتاب ہمیشہ بحال رکھا اور ان کے خیر خواہ رہے۔

## حضر موت کے گورنری کی معزولی

منصور نے ایک عرب کو حضر موت کا والی مقرر کیا۔ صدر فجر نے ان کو لکھا یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا ہے منصور نے اس گورنر کو برطرف کر دیا اور فرمان میں یہ لکھا اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نہ شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھے مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منظم ہماری جو خدمت تمہارے سپرد ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ۔

## سہیل کا واقع

ربیع بیان کرتا ہے کہ سہیل بن سالم الغبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا پھر برطرف کر دیا اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے سہیل نے کہا کہ میں آپ کا غلام ہوں کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں کہا تیرے لیے نہیں۔

## خارجی کو معاف کرنے کا واقع

ربیع کہتا ہے کہ ایک دن منصور کے سامنے یا ان کے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا۔ اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تا کہ تمہاری گردن ماری جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے کہ اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے شخص نے میری فوجوں کو بھگا دیا خارجی نے کہا یہ تمہارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمہارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اتر آئے اگر میں



بھی اس کے جواب میں تم کو گالیاں دوں تو تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔ میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

## مہدی کی بیعت کے دن کا اہم واقعہ

عمار بن حمزہ بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دو پہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے۔ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا میں نے دل میں سوچا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ اس میں تاخیر کی جائے اس وقت ان کو اس کی اطلاع ہونی چاہیے۔ حاجب نے کہا تم ابھی ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آیا ہے میرے لیے بازیابی کی اجازت حاصل کرو میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے میں نے عرض کیا کہ ایک خاص واقعہ پیش آ گیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ سے بیان کر دوں کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے ہم بیان کیے دیتے ہیں مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے کہا اس سے کہو ہوش میں آؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری دترس نہیں ہو سکتی۔

## حجاج کے متعلق ابو جعفر کی رائے

ابراہیم بن صالح کہتا ہے کہ ہم منصور کی خدمت میں پہنچنے کے لیے محل کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آ گیا۔ ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی ندامت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید پھر ہم سب مجلس میں پہنچے حسن بن زید نے یہ ہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا کہ امیر المومنین مجھے یہ گمان ہے کہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہوا اور اس کی تعریف نہ کی جائے۔ اور میں اسے سنوں پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تمہیں ناگوار گزری ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کرتا اور کسی جرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا۔ معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص موجود ہیں کہ اگر آپ نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہو۔ معن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بے جا نہیں ہے فرمایا ہر گز نہیں تم ایسے نہیں ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانے دے دی۔ اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

## ایک تمیمی کی دربار میں حاضری

ابوبکر ابوالہذلی کہتا ہے کہ میں امیر المومنین کے ہمراہ مکہ مکرمہ گیا۔ ایک دن میں ان کے ساتھ سوار تھا کہ ایک شخص سرخ اونٹنی پر سوار ملل کا جبہ پہنے ہوئے عدنی عمامہ زیب سر کئے ہاتھ میں ایک اتنا لمبا کوڑا لیے ہوئے جو زمین سے چھو رہا تھا جو اپنی عجیب و غریب ہیبت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتے ہوئے سامنے سے گزرا۔ اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں میں نے اسے بلایا وہ آیا امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب، علاقہ اور اس کا قومی وطن پوچھا۔ نیز اس سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے پھر اس سے کہا کچھ شعر سناؤ اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ اور قبیلہ بنی تیم بن عمرو کے دوسرے شعراء کے شعر سنائے نیز دوسرے افسانے سنائے اسی نے ظریف بن تمیم التعمری کے یہ شعر پڑھے۔

ان قنالی لبغ لا یوسھا  
غمز الشقان ولا دھن ولا نار  
متی اجر خائفات امن مسار حد  
وان اخف امنات قلقل بدالد  
ان الاموارز اور دتھوا صدرو  
ان لا مود لھو وورد واصلدا

(ترجمہ) میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جس کو سیدھا کرنے کے لیے سیدھا کرنے والے آئے یا تیل یا آگ کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوفزدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیے تمام راستے چاہے وہ کس قدر وسیع ہوں بے خوف خطر بن جاتے ہیں اور اگر کسی بڑے جھتے والے اور قلعوں والوں کو دھمکی دوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین و پریشان ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود ان کے بگڑ جانے کے ان کو ساحل مراد پر لے آتا ہوں اور بیشک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا اب بتاؤ تم میں یہ ظریف کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لیے نہایت سخت اور دو بھر تھا جس کی گرفت بہت شدید تھی وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت مبارک نصیب والا تھا دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لیے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلے میں تمام عربوں نے اس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اس کی تمقظ کی اور کہا کہ بخدا لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے۔ یہ سن کر اس نے عہد کیا وہ اپنے شکار کے علاوہ آئندہ کوئی گوشت نہیں کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کی جرات و شجاعت کا شہرہ آفاق میں پھیلے منصور نے کہا

اے تمیمی تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا زیادہ میں مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں میری تعریف کی گئی ہے۔

## روزانہ کے معمولات

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے ہدایت دیتے، ممانعت کرتے، عزل و نصب کرتے سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کی تعین کرتے راستوں کے امن کا انتظام کرتے، آمدنی اور خرچ کو دیکھتے، رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے۔ تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے۔ البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف ان کو ہی اس وقت ملاقات کی اجازت ہوتی عشاہ کی نماز کے بعد ملک کے مختلف اطراف سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خواہ گاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہو کر تہجد کی نماز پڑھتے رہتے پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار چلے جاتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

## دربار میں مختلف قسم کے لوگوں کا ذکر

ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسمعیل بن عبد اللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتدا ہوئی اور وہ عرب کے یادگار ہیں اہل عراق اسلام کے رکن اور اس کے جنگجو ہیں۔ اہل شام امت اسلام کے لیے بمنزلہ قلعہ ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں، اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے۔ اہل ہند حکما ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں رومی اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمان سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا۔ نبطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے اعراض کرتا رہے پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو۔ پوچھا شاہی مفاد کے لیے اطاعت خوف مناصب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں عذر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے کہ جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اس میں اجتہاد زندہ رہتی ہے۔ اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا پوچھا کہ کن لوگوں کی اطاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان



اور زیادہ فائدہ پہنچا سکیں پوچھا اس کی شناخت کیا ہے اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہوا اس نے کہا جب کہ قلب سلیم ہو اور حرص و حوس کا اس کے پاس سے گزر بھی نہ ہو۔

## مہدی کے لیے ہدایات

ولی عہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبد اللہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو غفور کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیوی لذتوں اور آرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے۔

منصور نے مہدی سے کہا جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا فکر اس کے لیے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن اور قبح نظر آتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے صحیح نہیں ہوتا رعایا طاعت کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام اور دوام دولت سے ہے ملک کا انتظام ملک کی تمام خبروں کے حاصل کیے بغیر کیے درست نہیں رہتا۔ جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو۔ ایک موقع پر کہا اے ابو عبد اللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علماء کی شرکت سے خالی نہ کرنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نہ ہے اسے نہ پسند کرتے ہیں اور مادہ اسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل سچ ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔ ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس کا انتظام کر دے اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔ ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگا تم تو اس خلافت کو تباہ کر دو گے۔ تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں خیر میں نے تمہارے لیے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری اس عدم توجہ کو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

## خالصہ کے سردار کا واقع

خالصہ کہتی ہے کہ میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ داڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبرؤں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ

تمہارے پاس اس وقت کتنا مال ہے۔ میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ بتاؤ کہ کتنی رقم تمہارے پاس ہے میں نے کہا دس ہزار دینار فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خزران سے یہ بات بیان کی مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے جھٹکا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئیں تھیں ان کو در نہیں یہ محض بہانہ ہے بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے رقم مانگی تھی اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنی دولت ان کو لیجا کر دے دو میں نے رقم پہنچا دی۔ مہدی ان کے پاس آیا اور کہا کہ ابو عبد اللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے یہ ضرورت پوری ہو گئی۔

### پیوند لگانے کا ذکر

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں اکٹھے کر لو جب تمہیں مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں۔ میں پرانے کپڑے جمع کر کے لایا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہوگا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اس وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس کی مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے جاڑا سر پر آگیا ہے ہمیں اپنے بچوں کے لیے جڑواں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں کہنے لگے جیسے تمہاری خوشی ہو ویسا ہی کرو۔

### شاعر کی زائد رقم ضبط

مول بن امیال نامی شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولی عہدی کے زمانے میں حاضر ہوا۔ اس نے مہدی کی مدح کے بدلہ میں چند شعر کہے مہدی نے اس میں بیس ہزار درہم اسے دیئے عامل نے مدینۃ الاسلام میں مہدی کو اس واقعے کی خبر لکھ بھیجی۔ منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر مذمت کی اور لکھا تمہارے لیے مناسب تھا کہ اگر کوئی شاعر مکمل ایک سال تمہارے دروازے پر پڑا رہتا تو اس وقت تم صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں ابو قدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دوں میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملا میں نے لکھ دیا وہ مدینۃ السلام گیا ہے۔ منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا جو شخص پل پر سے گزرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح مول کو پکڑ لاؤ فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے مائل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میرا نام موئل بن امیال ہے امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی۔

مول کہتا ہے کہ یہ سن کے ابو جعفر کے ڈر سے میرا دل پھٹا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ

سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا۔ اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا ربیع نے مجھے پیش کیا اور میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور اب میں نے خیال کیا خیریت ہے فرمایا تو موئل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل نا تجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکہ دیا میں نے عرض کیا اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف، کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکہ دیا یا وہ اس دھوکہ میں آ گیا۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو شعر تم نے اس کی تعریف میں کہے ہیں سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بیشک تم نے خوب کہا مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے برابر نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے عرض کیا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتر دیا چار ہزار مجھے تول دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

## رقم کی بازیابی

اس کے بعد جب مہدی خلیفہ بنا تو اس نے ابن ثوبان شکایات کا رفر مقرر کیا یہ رصافہ میں اجلاس عام رکھتا تھا۔ جب اس کی چادر درخواستوں سے بھر جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک درخواست پر اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کیا جب ابن ثوبان نے تمام درخواستیں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسنا ابن ثوبان نے پوچھا امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ میں اس درخواست کی وجہ جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

## مہدی کو تنبیہ

منصور کا غلام واضح بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے ہوئے تھا اس نے آ کر امیر المومنین کو سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابو جعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے خوشی کے ساتھ برابر دیکھتے رہے جب وہ ایوان دربار کی دہلیز پر پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی۔ مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کیے بغیر اپنے راستے پر چلا گیا ابو جعفر نے حکم دیا کہ ابو عبد اللہ کو میرے پاس بلا لاؤ ہم اسے لے آئے منصور نے کہا کہو یہ تمہاری بے پروائی کیا اللہ تعالیٰ کی عطاؤں و آرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض یا وغایت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع و نقصان سے ناواقف ہو۔ جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجا لاؤ گے اللہ اس میں زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لیے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا۔ مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہم آپ کے ان ارشادات سے بہرہ مند ہوتے رہیں۔ میں خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر بجا لاتا ہوں اور اس کی رحمت سے



مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں یہ کہہ کر مہدی چلا گیا۔

## ابن عطا کے احوال سے متعلق گفتگو

وضین بن عطا کہتا ہے کہ چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے میری ابو جعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں مدینہ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھو کہو تمہاری جائداد کتنی ہے میں نے کہا کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں اور ایک عورت اور ایک ان کا خادم کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ میرے سامنے دہرائی۔ جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم عربوں میں سب سے زیادہ دولت مند ہو ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرنے چلتے ہوں۔

## نجومی کے لیے ایک درہم

بشر نجومی کہتا ہے کہ ایک دن مغرب کے وقت ابو جعفر نے مجھے بلایا اور ایک کام کے لیے بھیجا جب میں واپس آیا تو انھوں نے اپنے مصلے کا ایک کانہ اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

## غلام کی دولت کے متعلق تفصیل بتانا

ابو مقاتل خراسانی کہتا ہے کہ میرے ایک غلام کے متعلق ابو جعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں ابو جعفر نے وہ اس سے لے لیے اور کہا یہ میری رقم ہے اس غلام نے کہا یہ رقم آپ کی کیسی ہو سکتی ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا اور نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ہے مگر تو نے عینیہ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ رقم لونڈی کو اس وقت ملی جب کہ عینیہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میری دولت کو غبن کیا تو یہ حقیقت میں وہ ہی رقم ہے۔

## باروسا کے گورنر کے ساتھ سلوک

ابو جعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مالگزاری کا تحصیل دار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی اس شخص نے کہا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس دولت میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مشقال ہے۔ جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس جب جاؤں تو خچر کرایہ کر کے اپنے گھر جاسکوں۔ اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبیہ میرے پاس نہیں کہنے لگے میں تجھے سچا سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم دو منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے منہ کے

نیچے رکھ لیا اور کہا میری اور تمہاری مثال مجیرام عامر کی ہے اس نے پوچھا یہ مجیرام عامر کون ہے منصور نے اسے بجوا اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنا دیا کہ اسے کچھ نہ دینا پڑے ابو جعفر نے اسے سخت ست بھی کہا۔

## قسم کا معنی بیان کرنا

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ایک مرتبہ قسم بن العباس کسی ضرورت سے ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت ایک طرف رکھو پہلے یہ بتاؤ تمہارا نام قسم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے بالکل ناواقف ہوں کہنے لگے قسم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا ہے کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا

ولکبراء اکل کیف شاؤنوا

ولصغرا اکل واقشا

سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں  
اور کم سن کھاتے ہیں

## تحائف میں فرق کی وجہ

ایک مرتبہ منصور نے سلیمان بن محمد کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے جعفر نے عرض کیا جناب والا نے باوجود اس بات کے محمد مجھ سے چھوٹا ہے اس کو زیادہ دیئے اور مجھے کم، کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو ہم جس طرف جاتے ہیں محمد کے رفا عامہ کے کام نظر آتے ہیں خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان سے کوئی بھی بات نہیں کی۔

## ابن ہبیر کے محصور ہونے کا ذکر

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ وامن دونوں میں کسی کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا۔ اس کے باوجود کے میرے ساتھ عرب کے مشہور سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک قید رکھا ہم نے اپنی تمام کوشش اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا مل جائے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں۔ اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نہ ملا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا تو میرے سر میں ایک بھی بال سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بھی بال سیاہ نہ رہا۔ اُشی کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں۔

يقوم على الرغم من قومه

في عفو از اشاء او نتيقنم

اخو الحرب لا ضرع واهن

ولم نعمل نبعال الخدام

وہ اپنی قوم کے منشاء کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے  
جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا  
ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے کمزور و بزدل نہیں  
اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں -

### ابو جعفر اور ازہر السمان کا عجیب واقع

ایک مرتبہ ابو جعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے پہلے مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام آیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا گیا پوچھا کیوں آئے ہو۔ کہا چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہے میرا مکان گر گیا ہے اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے ابو جعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا ازہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس مت آنا اور نہ سلام کے لیے آنا اس نے کہا بہت بہتر ہے کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا پوچھا اب کیوں آئے ہو اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز مت کرنا وہ مستحب نہیں ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی اس مرتبہ انھوں نے اسے بغیر کچھ دیئے جانے کی اجازت دے دی۔

### شیر اور سور کے واقع کا بیان

جب ابن ہبیرہ واسط میں قید تھا اور ابو جعفر اس کے مقابل جمعے ہوئے تھے اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تجھے مقابلے کی دعوت دوں گا اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے بڑھ گیا۔ اللہ نے جو وعید تجھ پر کی وہ اس کو سچ کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں باندھی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شے کو اللہ نے اب تک دور رکھا ہے شیطان نے اسے قریب کر رہا ہے وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھے معلوم ہو جائیگا۔ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی تکلیف ہوئی تو اس میں میرے لیے رسوائی ہے سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہہ دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے۔ شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلود ہوں۔

### بوڑھے کا انعام لینے کا واقع

ایک مرتبہ کسی نے ابو جعفر سے ہشام بن عبد الملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا ابو جعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو بلوایا۔ جو ہشام کے ساتھ ان کے مقام رصافہ ہشام



کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں پوچھا اچھا بتلاؤ فلاں سال ہشام نے جو لڑائی لڑی اس نے اس سے کہا کیا تدبیر اختیار کی تھی۔ پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انھوں نے ایسا انتظام کیا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آ گیا کہا اٹھ جاؤ اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا۔ میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بوڑھا یہ کہتا ہے کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بناء پر کہی اس نے کہا جو میرا آئنا سامنا ہو انھوں نے میرے ساتھ سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے دروازے پر سوال کی ضرورت نہ پڑی۔ تو اس احسان کی وجہ سے کیا تم مجھ پر بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کو ذخیرہ کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جس کے تم بیٹے ہو اور وہ بہت عمدہ رات تھی جس رات تم پیدا ہوئے میں گواہی دیتا ہوں شریف و کریم ماں باپ کے بیٹے ہو اس کے بعد انھوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کے لیے انعام کا حکم دیا اس نے کہا اگرچہ امیر المومنین مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اس کے لیے میں اس کا ذکر کروں انعام لے کر وہ بوڑھا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام کرنا چاہیے افسوس کہ میری قیام گاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

## اہل کوفہ کی اصلاح کا طریقہ

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے حکومت پر طعن ہوتا ہے۔ ڈاکو نے اس خط میں اپنی شکایت لکھ دی منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جگہ جمع پائیں جائیں تو میں ان کے سر اور داڑھیاں منڈوا دوں گا اور ان کی پیٹ پر درے لگوں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آ کر سنا دیا ابن عیاش نے ان سے آ کر کہا اے عیسیٰ بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیغام ہم تک پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کر دو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ داڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں (ابن عیاش کی داڑھی میں بال ہی نہ تھے) ربیع نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہہ دی سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے۔

## اصبغ کا واقع

نصر بن حرب ابو جعفر کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے کہ کسی علاقے سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا۔ گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا میں نے اسے ابو جعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے

دیکھ کر انھوں نے کہا اصبح اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت و سلطنت کی بربادی کے لیے جدوجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین مجھے معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا کہ دیکھو یہ اصبح موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمرہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانچ سو درہم تھے اصبح کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ اشارہ کیا کہ اسے لو۔ یہ خاص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ عمارہ کہتا ہے کہ میں نے اصبح سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھایا کرتے تھے۔

## اصبح کا قتل

نصر کہتا ہے کہ اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے پہلے کی طرح اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا۔ جب وہ ان کے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا ”اصبح“ اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور یہ سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کر دیا۔

## داڑھی پر خضاب لگانے کی عادت

ابو جعفر زعفرانی خضاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے داڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسوؤں بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔

## بنی امیہ کے بارے میں معلومات

بنی امیہ کا ایک سربراہ آوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دے دو۔ اور پھر تمہیں امان ہے اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجیے پوچھا کہ بنی امیہ کے حقیقی زوال کی وجہ کیا ہوئی اس نے کہا ”خبروں کا انتشار“ پوچھا کس مال کو انھوں نے سب سے زیادہ فائدہ مند پایا اس نے کہا جواہرات کو پوچھا کون سی جماعت وفادار ثابت ہوئی اس نے کہا ہمارے مولیٰ یہ سن کر منصور کا پہلے ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کر دے مگر میں اسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں کی مدد لی۔

## نجرے کی حالت

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوائی کھائی ہے یہ سردی کا زمانہ تھا اس

روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا۔ تاکہ مزاج پر سی کروں اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا کہ جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا میں ایک چھوٹے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی۔ اس کے عرض میں ایک دروازہ تھا اور ان کا برآمدہ سا گوان کے ایک ستون پر قائم تھا در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا میں اندر گیا دیکھا وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف اور تو شک کے اور کچھ نہ تھا میں نے کہ امیر المؤمنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہاں ہی بسر کرتا ہوں اور کچھ نہیں ہے کہنے لگے گی ہاں بس یہ ہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

### معزول عہدے دار کے ساتھ معاملہ

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البطین کے مکان میں قید کر دیتے جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا تھا دجلہ کے کنارے واقع تھا پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو بر طرف کر دیتے اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت المال المظالم رکھا تھا۔ مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم اس سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے جن کا نام میں نے رقم مل مظالم رکھا ہے اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائیں گے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

### محمد بن عبید اللہ کی معزولی کا واقع

منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث کا بلقا کا والی مقرر کیا کچھ عرصہ بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس قید کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ یہ شخص ڈاک کے ذریعے دربار خلافت میں روانہ کر دیا گیا دو ہزار دینار اس کے پاس سے دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس کے سامان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ اس کے سامان میں سو سنجروں کا ایک مصلہ، ایک خیمہ، ایک گدا، دو تکیے، ایک طشت، ایک لوٹا اور پیتل کی ایک سیلا پنچی تھی۔ یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تولے لیے مگر اس کا سامان نکالتے ہوئے اسے شرم آئی کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید جس کا لقب ابراہیم تھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔

### ایک پہرہ دار کے ساتھ سختی کرنے کا واقع

صبح بن خاقان کہتا ہے کہ جب ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا یہ



ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہر دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف پیدا کر دیا ابو جعفر نے بہت ہی ترچھی نظروں سے اسے دیکھا مجھ سے کہا اس کی ناک پچی کر دو میں نے گز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کئے جائیں تو ویسی ناک نہیں ملتی اس کے بعد دوسرے پہرے داروں کے گزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا۔ پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینک دیا اصمعی کہتا ہے کہ مشہور گویا شعب ابو جعفر کے عہد میں بغداد آیا بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا اس نے اپنا گانا ان کو سنایا ان کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بوجھ معلوم نہ ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کہ ہیں۔

لمن طلل بذات الجیش امستی دام بسا خلقا  
علون بظاہر البید فالمحزون قد قلقا  
ترجمہ بتاؤ کہ ذات الجیش میں کس کے شکستہ ٹٹے والے کھنڈرات  
ہیں وہ تو صحرا میں چلی گئیں اور عاشق غمگین حالت میں ہاتھ  
ملتا رہا۔ ۷

اشعب نے کہا جہان تک اسے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی۔ اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

### اشعب کی بیٹے سے گفتگو

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا ہے میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپکا ارشاد بجا ہے انشا اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنی ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

### گرمیوں میں خس استعمال کرنے کا معمول

ایران کے بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرہ کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لپیٹا جاتا اسی میں وہ دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹنیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں۔ اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھ دیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنہوں نے موسم گرما میں خس استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرہ کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابو ایوب الخوزی

نے کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اسکی ٹھنڈک منصور کو بہت زیادہ خوشگوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ اگر ان موجود کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کرینگے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے حس لیا گیا یہ ان کے قبہ پر جمادیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفائے حس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

## غلط عقیدہ والوں کے خلاف رد عمل

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ راوندی جماعت میں ایک برص کا مریض تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم میں تھی وہ علی بن ابی طالب میں آئی ان کے بعد دوسرے آئمہ میں منتقل ہوتے ہوئی ابراہیم بن محمد کے پاس آئی۔ یہ سب آئمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہم بستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔ پھر انھوں نے ابو جعفر کی پرستش شروع کی۔ خضرار پر چڑھ کر اس طرح کو دے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی اعلان نمودار ہوئی یہ ابو جعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے ”تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے“ قصر کی سمت آئے خود ابو جعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے اور کہتے تھے ”تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے“ ان کی ایک جماعت خضرار پر چڑھ کر اس طرح کو دپڑی کہ گویا اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

## عبداللہ کے معاملے میں رد عمل

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کو ٹھے پر برآمد ہوا۔ اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولیٰ تھے اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل اور وجیہ تھا۔ اسکی چال میں ایک حکمانہ چال تھی نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولیٰ سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو غصہ آ گیا۔ فرط غضب میں دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اس نے کہا خوب اب تک ہماری راہ میں ایک نوکدار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولیٰ سے اس کا نام لے کر کہا تو ابھی اتر کر جا اور اس کا سر لے کر آ۔

## اہل شام کو معاف کرنا

جب ابو جعفر نے عبد اللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبد الرحمن تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بناتا رہے۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے ہیں جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحركات اور بے عقل ہو گئے جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہو گا جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھ دیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

## زید نامی غلام کی بیٹیوں کا معاملہ

عیسیٰ بن نہیک کا مولیٰ زید کہتا ہے کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا ”زید“ میں نے کہا جی امیر المومنین۔ ابو زید نے کتنی دولت چھوڑی میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا کہ وہ بی بی نے ان کے ماتم پر خرچ کر دیئے۔ اسے سن کر انہیں بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اس کی بیوی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم پر خرچ کر دیئے۔ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو اس کا نہ اُس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور حکم دیا کہ میں موسیٰ کی ہر ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دے دوں۔ اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ رقم لے لی تھی میں نے کہا جی امیر المومنین۔ کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو کے اعتبار سے برابر لڑکے لیکر حاضر ہو میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن علی کے بیٹیوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے ان سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانے سے لے کر ان کو دیں۔ مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کی دولت سے ان کے لیے جائیداد خریدوں تاکہ اس سے ان کی گزراوقات ہو سکے۔ میں نے حکم کی بجا آوری کی۔

## رشتہ داروں میں رقم تقسیم کرنا

یہم کہتا ہے کہ ایک دن منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کیے اور صرف اپنے ایک



چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو دے دی ہو۔ منصور نے اپنے چچا سلیمان عیسیٰ صالح اور اسمعیل علی بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹیوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی۔

### اہل مدینہ کا حصہ

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انہوں نے اس کے لیے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے۔ ان میں سے عمر بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوض نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائیداد سے محرام ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے کہا وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

لا تادیبن لخرمی رائت بہ  
فقرا والقی الخرمی فی النار  
والد اخلین علی عثمان فی الدار  
کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینی چاہیے  
وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔  
انہوں نے ذی شہب کی لڑائی میں مروان کو بہت تکلیف پہنچائی تھی  
اور یہی عثمانؓ پر ان کے مکان پر چڑھ آئے تھے۔

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احواض نے ولید بن عبد الملک کی شان میں کہا تھا جب احوض نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلایا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کر لیں۔ یہ واقعہ سن کر ابو جعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کر دیئے گئے اسی طرح انہیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابو ایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لا کر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس حاجت کی درخواست لے کر آیا ہے پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھ دیا جائے۔ کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کر دی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کر کے آل حزم میں قانون وراثت اسلام کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کر دیا جائے۔ جو ان میں مر گیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کر کے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکا۔

### بیماری کی خبر

ایک مرتبہ منصور عرصہ تک برآمد نہ ہوئے اور نہ سواری کے لیے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ علیل

ہیں وہ کثیر تعداد میں دربار خلافت میں مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جا کر کہا۔ اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ آپ بیمار ہیں تھوڑی دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے۔ پھر کہا ربیع عوام کو اب ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں تو پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے جھگڑوں کے فیصلے کے لیے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات بلا خطر سفر کر سکتے ہیں۔ اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا اب کیا باقی ہے۔ اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے لیے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

### محمد کوز ہر پلانے کا موقع

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ”ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئی زندیق شرابی اور اوباش کر دیئے۔ ان میں حماد بن عجز بھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجراہ میں رہا کرتے تھے“ محمد نے زینب بن سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا۔ یہ مرید آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دیکھتی نظر آجائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس بارے میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

یا ساکن المرید قد هجت لی

شوقا فمما الفک بالمرید

اے مرید کی رہنے والی تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کر

دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصب اس کے بارہا آنے کی وجہ سے خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر یہ دراصل دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں کوئی ڈرنہ تھا۔ منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعے اسے کھلا کر بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دو اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور میں اپنا کام کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے بخار ہو گیا خصب نے کہا تم اس کے لیے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنا لاؤ خصب اس میں زہر ملا لایا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جاں بحق ہو گیا اسکی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصب نے میرے بیٹے کو زہر دے کر قتل کیا ہے۔ منصور نے کہا اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصب دربار میں حاضر ہوا منصور نے تمیں درے اس کے لگوادے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ دن قید بھی رکھا پھر تین سو درہم دے کر رہا کر دیا۔

## منصور کا بیوی سے ایک معاہدہ

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمر یہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کریں گے اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہوں گے اس کے لئے انہوں نے باقاعدہ عہد نامہ لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرادیئے تھے اپنی خلافت کے عہد میں انہوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد ثانی کر سکیں۔ اسکے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی اسے بھیج دیتی۔ ابو جعفر وہ معاہدہ فتویٰ کے لیے پیش کرتے مگر اس معاہدہ کی موجودگی میں اور اس تحریر کو دیکھ کر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابو جعفر کو برسر حکومت آئے دس برس گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی موت کی اطلاع ملی اسی روز ایک نو جوان باکرہ عورتیں ہدیہ ان کو پیش کی گئی۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے لطن سے تھے۔

## شراب کے شیدائی مہمان کا واقعہ

علی بن جعفر بیان کرتا ہے بخمشوع الاکبر منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے محل میں داخل ہوا منصور نے اس کے لیے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھ گیا تو اس نے کہا ”شراب“ کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا کہ میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ منصور کو اس کی اطلاع دی گئی انہوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشاء کا کھانا سامنے رکھا گیا اس نے پھر شراب مانگی اس مرتبہ بھی کہہ دیا گیا۔ کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور جلد کا پانی پی لیا دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شے شراب کا بدل نہیں ہو سکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

## پھل بیچنے کے متعلق ہدایات

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا پھل بیچ دو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آئیں۔ مفلس و قلاش ہم سے جیت جائے گا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور اس کی قیمت نہیں ملے گی اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ فروخت نہ کیا جائے اور جس سے قیمت وصول ہو وہ اگر کم بھی دام لگائے تو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔

ابو جعفر کا مقولہ تھا جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔



## مقولے اور دعائیں

فصل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کو کہتا سنا کہ عرب کہا کرتے تھے کہ ”سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔“

پشم القاری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت ولا تُبذر تبذیرا آخر تک تلاوت کی منصور اسے سن کر اللہ سے دُعا مانگنے لگے کہ اے اللہ تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ پشم نے ان کے سامنے یہ آیت الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل تلاوت کی سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لیے حصن اور دین و دنیا کے لیے بمنزلہ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لیے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ایک مرتبہ اہل علم ملاقات کے لیے آئے پہلے تو کچھ جچے نہیں اور ابو جعفر نے ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے حاکمانہ سوال کیے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کس طرح حاصل ہوا انھوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بیشک آپ کے تجربہ علمی کی یہ ہی وجہ ہے

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ۔ جو شخص بغیر سوچے سمجھے کوئی کام کریگا یا کیے بغیر اندازہ کوئی بات کہیگا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ افشائے راز حریم سے ساز و بازار حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہذا اس کا اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی نے منصور سے بغاوت کی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے۔ کہنے لگے حرام زادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ دوران تقریر کہا ”اے اللہ کے بندو ایک دوسرے پر ظلم مت کرو“ کیونکہ ظلم ہی کی مکافات کے لیے روز قیامت آئے گا۔ اگر کوئی خطاوار اور ظالم نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے بازاروں میں تم سے ملتا جلتا۔ نیز اگر مجھ سے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بارگراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے حلیم اپنی ناراضی کا اظہار کنایہ کرتا ہے اور بے وقوف صاف صاف کہہ دیتا ہے۔

ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت

ولا تجعل يدك مغلولة الى

عنقك ولا تبسطها كل البسط

آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا جس شخص نے احسان کے عوض میں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دے دیا۔ جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر گزار ہوں گے اس لیے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزت و شرافت قائم رکھی۔ اسکے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہیے کہ دے کر اپنی آبروریزی نہ ہونے دو۔

اسحق بن عیسیٰ کہتا تھا۔ تمام بنو عباس میں صرف ابو جعفر داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

## حج کے موقع پر تقریر

اسمعیل بن ابرہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں یہ تقریر کی۔

صاحبو۔ میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعے تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اللہ کے فئے کا خزانہ دار ہوں اس کے ارادہ کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اسکی اجازت سے دے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے خزانے کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا روزیوں کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ اے میرے ساتھیو اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کر لیا) اللہ سے دُعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایات پر فائز ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو داکر دے۔ کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

## ایک اور خطبہ

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا

ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس مقام پر ان کی دائیں جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذکر کر رہا ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاد دہانی کی۔ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بن جاؤں اور معصیت کے قریب میں آ جاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراطِ مستقیم سے ہٹک گیا مگر اے ٹوکنے والے بخدا اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں تیرا چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نہ خطبہ کے دوران کھڑے ہو کر یہ بات کہہ دی۔ اس پر عتاب ہوا مگر اس نے صبر کیا میں تجھے معاف کر چکا ہوں و عنہ اس گستاخی کی بعد یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو سو گوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہو اسے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی موقع کے مطابق تمہیں اس کے اتار چڑھاؤ پر لائینگے اور لے جائینگے۔ یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا رہ جائے گا دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

## بغداد کی جامع مسجد میں خطبے کا واقع

ابن ابی الجوز کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابو جعفر بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جا کر یہ آیت ”یا ایہا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون“ (اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔ نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا کہنے لگا تو کون ہے۔ تیرا مطلب یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہوا ب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے میں ان کے پاس سے بچ کر چلا آیا۔ ایک مرتبہ بغداد کی جامع مسجد میں منصور خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے اتقوا اللہ حق تقاتہ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے)

ابو جعفر نے خطبہ روک دیا کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندہ بتاؤ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سن کر کٹ گیا کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابو جعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو پھر تم برداشت نہ کر سکو آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹوانگا اور مدت تک کے لیے قید کر دوں گا۔ رجب اس شخص کو اپنے



پاس روک لو۔ سراڑاؤ۔ اس واقع کے راوی ابراہیم بن عیسیٰ کا کہنا تھا کہ ربیع کا نام سن کر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا یہ دستور تھا جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تو مسیب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد انھوں نے اس مقام سے جہاں خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں یہ بات لوگوں کو بہت اچھی معلوم ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر قصر شریف لے چلے۔ عیسے بن موسیٰ حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پا کر پوچھا۔ ابو موسیٰ۔ میں نے کہا جی امیر المومنین کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ میں اسے کوئی سزا دوں گا۔ اس نے کہا بخدا میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے زیادہ ہے اور ان کی نظر ان سے بہت اعلیٰ و رافع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملے میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آ کر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا ”اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبذبہ والے شخص تک میری رسائی کی اور اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور نیکیوں میں مصروف رکھتا تو یہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزہ رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لیے زحمت سفر گوارا کرو، ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔

### خطبہ مکہ کے متعلق ابن ماعدی کی روایت

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کے لیے گئے مکہ میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

ولقد کتبنا فی الذبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون  
(ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں)

یہ قطعی فیصلہ ہے، سچی بات ہے، تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ظالموں کی وہ جماعت ہلاک ہو گئی۔ جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری ملگزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا مجموعہ سمجھ لیا تھا۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا خاندان رسول اللہ ﷺ پر مظالم کیے۔ انھوں نے سرکشی کی، ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

## حادثات کے بعد رد عمل

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے در پے، ابو جعفر کے پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تفرقت الظہیٰ علیٰ خدّاش

فما یدری خدّاش ما یصد

اس کثرت سے ہر نیاں خدّاش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں

کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کی کس کا شکار کرے

اسکے بعد ہی انھوں نے تمام سپہ سالاران فوج، موالی، مصاحبین اور اپنے اہلیت کو طلب کیا حماد النزکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زبیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر لے۔ پھر چند روز میں خود بھی ایک سواری پر نکلے اور منبر پر تقریر کے لیے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے امیر المومنین آج اسقدر خاموش ہیں اللہ کی قسم وہ مشکل پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے تھے، آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انھوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر شروع کی اس میں یہ شعر پڑھے۔

مالی اکفکف عن ساعد ویمشی

ولو شمت بنی سعد لقد سکتوا

جھلا علی وجنبا عن عدوہم

لبست الخلتان الجہل والجبن

کسقدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ بھی

اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے

حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل خاموش ہو جائیں

اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو جہیں معلوم ہوتی ہیں

ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ

اپنے دشمن کے مقابلے میں بزدل نکلے۔ اور

یہ جہل اور جین دونوں سخت عیب ہیں۔

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا

فالقیث وعن راسی القناع ولم اکن

لا کشفہ الا لاحدی العظام

اب میں نے اپنے سر سے رومال کھول دیا ہے

اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے  
اسی وقت میں اپنا سر کھول دیتا ہوں۔

جب وہ خود اس کی حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قائم کر دیا انھوں نے ہماری اس خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور اٹے چلنے لگے۔ اور ہمارے ساتھ ترشروائی اور گستاخی سے پیش آنے لگے۔ انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈال دیا، کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کر لوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کروں گا۔ جو میری توہین کرے اگر وہ حق قبول نہیں کریں گے تو اس کا تمام خمیازہ انہیں اٹھانا پڑے گا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کروں گانیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے غلام گھوڑا لایا اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

### اولاد حسن کی گرفتاری پر خطبہ

محمد بن علی کا مولیٰ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بیان کرتا ہے کہ منصور نے عبدال بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے رشتہ داروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثناء کے بعد انھوں نے کہا!

اے اہل خراسان تم ہماری اتباع کرنے والے اور انصار ہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم نے کسی اور کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تمہیں میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علی بن ابی طالب کی اولاد ہے۔ بخدا اس حکومت کے معاملے میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انھیں کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ حصہ نہیں لینا چاہا۔ علی بن ابی طالب خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ، مددگار و دوست رازدار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسن بن علی خلیفہ ہوئے مگر بخدا وہ اس کے مرد نہیں تھے جب انھیں مال پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تمہیں ہی اپنا ولی عہد بناؤں گا وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفاء دے دیا۔ اور اسے معاویہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں کو استعمال کرنے میں مصروف ہو گئے روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دے دیتے اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسین بن علی اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے انہیں دھوکا دیا کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اس سیاہ سر زمین کے باشندے بخدا بڑے جھگڑالو، منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے۔



انہوں نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے ان کو بعد زید بن علیؑ اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدہ کیے۔ جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انہوں نے ان کو اعلانیہ خروج کے لیے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھے رہے ان کے خروج سے پہلے، محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دے کر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں سولی دی جائے گی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مطلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح بتادی تھی۔ مگر انہوں نے کسی کی بات نہ مانی اور خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے۔ انہوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا۔ حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ خروج کی وجہ سے الٹا انہیں کی گردنوں پر ہمارے اعزاء کا خون تھا۔ انہوں نے ہمیں شہروں سے جلا وطن کر دیا۔ ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شیرازہ آخر کار اللہ نے تمہیں اے اہل خراسان ہماری مدد کے لیے بھیج دیا اور تمہارے ذریعے اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیاء کیا تمہارے ذریعے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارہ کیا اور جو میراث نبی ﷺ سے ہم کو ملنی چاہیے تھی وہ بھی دلوادی۔ اب حق حقدار کو ملے گا۔ حق کا مینار سر بفلک ہوا اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی تمام تعریفیں اس ذات واحد کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلے کی بناء پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہو گئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلا وجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث ہمیں دے کر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر حملہ کر دیا۔

جہلا علی جنبا عن عدوہم لنست الخلنان الجہل والجبن

اے اہل خراسان بخدا میں نے اس معاملے میں بلا سوچے سمجھے سرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی کہ مجھے ان کے متعلق یہ شکایت پہنچی کہ انہوں نے میرے حقوق میں کوتاہی کی ہے یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر دولت ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لیے ان کا قتل اور خون حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انہوں نے میری

بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر میرے خلاف خروج کے لیے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تذراک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کیے اس معاملے میں ہاتھ ڈالا ہے۔

یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترتے اترتے منبر کے زینہ پر یہ آیت

و حیل بینہم و بین ما یشہون کما فعل باشیا عہم من قبل انہم کانو فی شک مرب (ترجمہ) اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیاں اور اس شے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شے میں ڈالنے والے گمان میں (بتلا) تھے تلاوت کی۔

## مدائن کی تقریر

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو! طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینان کی طرف مت جاؤ اپنے دلوں میں اپنے اماموں کے متعلق برے خیالات پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل سے یا قول سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لیے اس کو اپنے امام پر ظاہر کرتا ہے، علوہ ازیں ہم نہ تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی بخدا جو اس قمیض کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کرے گا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لوں گا۔ اب مسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر کہ جو ہماری بیعت کو توڑے گا اس کا خون مباح ہو جائیگا۔ خود اس نے ہمارے لیے دوسروں سے بیعت لی تھی اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو ہمارے لیے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا یہی مقولہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں لوگ سرداری کرتے ہیں اور آخرت

میں انبیا۔

## کاتب پر ناراضگی

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل) میں یہ رندہ کا قدیم باشندہ تھا حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک دیا جائے۔ یہ اپنی برات بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے یہاں سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر لٹا کر پندرہ درہ

لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کر دی گئی۔ پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتاں کا پا جامہ نہ پہننا یہ فضول خرچی ہے۔ جب ابو جعفر نے محمد بن عبد اللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبد اللہ کے باختری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا۔ ابو جعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لیے علی بن ابی طالب کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارہ اور مشورے سے ہوا ہے تم لوگ حکومت کے طلبگار ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں تم سے تمام تعلقات توڑ لوں اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم نے پہل بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے۔ تم پر بنی امیہ نے جو ظلم کئے تھے اس کے انتقام کے لیے ہم تمہارے یک جدی اٹھ اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی، خط کے آخر میں انھوں نے سمیع بن ربیع بن معاویہ الیربوعی حالات کے موافق چند شعر لکھے۔

## تنخواہوں کی شرح

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی۔ مامون کے عہد تک ہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہد داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف اور یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔

## عاملان پٹہ کے فرائض

عاملان پٹہ روز آ نہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے تھے یا والی جو احکام نافذ کرتے تھے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ کر بھیجتے۔ جو رقم بیت المال میں داخل ہوتی تھی یا اور قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے اور صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلمبند کر لیتے اور پھر رات کے وقت جو بات پیش آتی اسے علی الصبح لکھ دیتے۔ ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قائم ہوں تو تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا تو فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آجاتے اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات ضابطہ کے خلاف نظر آ جاتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔



## ولید کے ذکر پر رد عمل

محمد اور ابراہیم کے معاملے سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لیے ولید کا ذکر کیا۔ سکر کہا ”اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے“ اس وقت ابو بکر الہذلی ابن عیاش المثنوف اور شرقی بن قطنی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے۔ ابو بکر الہذلی نے فرزدق کی یہ روایت اس وقت نے بیان کی۔ کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبیری کے یہ شعر گا کر سناؤ۔

لیت اشیاء خیی بیدر شہدوا  
جزع الخزع عن وقع الاسل  
وقتلنا الضعف من ساداهم  
وعدلنا میل بدر فاعتدل  
کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو  
نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے  
جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا  
اور بدر کی کچی اس طرح نکال دی کہ وہ درست ہو گئی۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المؤمنین! میں ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھ کو گانا پڑے گا۔ ورنہ میں تیرا گلے چیر دوں گا۔ اس نے مجبوراً سنا دیئے۔ سن کر خوش ہوا۔ تعریف کی اور کہا میں ابن زبیری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ سن کر منصور نے اس لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا کہ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ مند کیا ہے

## آرمینا کے گورنر کی مفرولی

ابو بکر الہذلی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ آرمینا کے گورنر نے ان کو لکھا کہ فوج نے سرکشی اختیار کر لی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا ”ہم تجھے ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرات نہ ہوتی“

## فلسطین میں خروج کرنے والی گرفتاری

ایک یہودہ شخص نے فلسطین میں ابو جعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے فلسطین کے عامل کی طرف لکھا

کہ ”تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیجا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔“ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری کوشش کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابو جعفر کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابو جعفر نے اسے اپنے پاس بلا لیا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا کہ تو نے میرے عمال پر حملہ کیا تھا اللہ کی قسم میں تیرا قیمہ کر دوں گا۔ اس شخص نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔ اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آواز بہت پست تھی۔

اتر و رض عرسک بعد ماہرمت

ومن الغناء رياضته الهرم

کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے

حالانکہ بڑھاپے میں تربیٹن محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں

اسکی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا

کیا کہہ رہا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے۔ العبد عبدکم والمال

م

فهل عذابك عنى اليوم منصرف

میں آپکا غلام ہوں یہ میرا سب مال آپ کا ہے

کیا آج میں آپ کی سزا سے مامون رہوں گا ؟

یہ سنکر کہار بیچ ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا واکا کی مقرر کر دینا۔

## عامل کے خلاف رد عمل

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے۔ منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا ”اگر عدل کو اختیار کرو گے تو ہمیشہ سلامتی سے رہو گے۔ بہتر ہے کہ اس شکایت کرنے والے کی شکایت دور کرو۔“

## تعمیر مسجد کی اجازت

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلے میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھ دیا کہ قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

## چند مختصر واقعات

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابو جعفر نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کربخ میں

(راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا ہے اگر یہ بات میرے نزدیک یا یہ ثبوت کو پہنچ گئی تو میں اس مقام کو آگ لگا دوں گا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلے کرخ میں انتقال کیا تھا۔ اہل کرخ نے اس کو دفن کرنے میں پس و پیش کیا۔ ربیع نے اس کام کے لیے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے ساتھ جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کہتا ہے کہ جب منصور محمد، ابراہیم، عبداللہ بن علی، عبدالجبار بن عبدالرحمن کے فتنوں سے فارغ ہوئے بغداد آ رہے اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشا طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تبيت من البلوا على حد مرهف  
موارا ويكفي الله ما انت خائفه  
بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی  
طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے  
جس سے تم خائف تھے، عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان  
باغیوں کو سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا۔  
ورب امور لا تضيرك ضرته  
ولقلب من محشاتهن وجيب  
: بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ دل ان کے عواقب بد  
سے سخت خائف ہوتا ہے

مگر حقیقت میں اس سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

یثم بن عدی کہتا ہے کہ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر  
مختلف مقامات پر چھپے پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا

ان قناتى منبع لا يوسيهـ  
غمز الشفاف ولا دهن ولا نـ  
مسي اجر خائفات من مسارحه  
وان اخف امنات قلق بدلدار  
سيروالى وعضوا بعض اعينكم  
انى نكل امري من جاريه جار

میرے نیزہ کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجے کی گرفت نیل کی تری آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں



کسی خوفزدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔  
تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو ہر شخص جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں۔

### قمیض اور چادر خریدنے کا معاملہ

ابو جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ انھوں نے مجھے دو بار یک اور نرم کپڑے خریدنے کا حکم دیا۔ میں ایک سو بیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں، کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لیے دوسرے دن میں ان کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے ان دونوں کے مالک کو لے جا کر واپس کر دیا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگا تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیض بنواؤ اور ایک کو چادر بنادو۔ میں نے جب حکم کے مطابق اسی طرح کر دیا پندرہ دن تک بدلے بغیر وہ یہ ایک ہی قمیض پہنے رہے۔

### خوش پوشی کا حکم

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے، لباس فاخرہ پہنے۔ اور خوشبو اور اللہ کی نعمت کو شکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے۔ اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے کہ تمہاری ڈاڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی نہیں دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی ڈاڑھی کیسی چمکدار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل و صورت اچھی بنائیں۔ اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تاکہ عوام پر ان کا رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی عزیز کو عمدہ لباس پہنتے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

### ہشام کے متعلق بدگوئی پر تنبیہ

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن اوہم سے حوثر بن سہل کے بھائی کا واقعہ پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہشام بن عبد الملک ہمارے سامنے سے گزرا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احوال ہمارے پاس سے گزرا ہے عجلان نے پوچھا احوال سے کیا مراد ہے اس نے کہا ہشام۔ عجلان کہنے لگا تم امیر مومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا ایسے شخص کے ساتھ موت و زندگی نافع ہے۔

### عرب خادم کی آزادی

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور اس میں کوئی

برائی نہ تھی۔ ایک دن انھوں نے اس سے اس کی قوم پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ کر لے گئے انھوں نے مجھے خسی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمتگاری کیلئے مقرر ہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے۔ تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

## فضل کا قتل

منصور نے کوفہ کے فقیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا کامدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابو عبد اللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبید اللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارتہ یہ بات کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولیٰ ریان اور ہارون بن عزوان عثمان بن نہیک کے مولیٰ کو فضل کے پاس بھیجا۔ وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فیصل کو دیکھتے ہی قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھ کر ان کو دے دیا۔ نیز انھوں نے جعفر کو بھی اس کے متعلق لکھ کر بھیجا کہ ہم نے ان دونوں کو ایسا حکم دیا ہے مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان کو ہدایت کی جب تک تم اسے قتل نہ کر دو۔ جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل نکل کر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا۔ اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعرض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاکباز اور عقیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلے میں بالکل بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت جلدی کی اس پر منصور نے ایک دوسرا قاصد دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالو گے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا مگر یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

## فضل کے قاتل کے متعلق گفتگو

جعفر کا مولیٰ موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلوایا اور کہا امیر المومنین ایک نیک متقی عقیف شخص کے بلا جرم و قصور کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اسکے اسباب سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دے کر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھ کر وجلہ میں ڈال دو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا میں نے کہا اچھا میں اس سے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں جعفر نے کہا اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا بھلا تمہارے باپ

سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی، عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے اہل بیت کو صریح ظلم سے قتل کر دیا تو ان سے کیا پوچھا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے دنیا داروں میں سے انھوں نے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئے گی تو شاید فرعون کے خواجہ سرا اس کی طرف سے جواب دیں سکیں، یہ جواب سن کر جعفر ہنسنے لگے اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولیٰ تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا استاد مقرر کر دیا تھا کہ یہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے۔ یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بھی بنی امیہ کا مدح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے فعل کو کبھی برا نہ سمجھا یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے گفتگو کی چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا غلام ہوں انھوں نے کہا تمہارے حلیہ جیسا کوئی غلام میرا نہیں جسے میں پہچانتا ہوں اس نے کہا میں آپ کا غلام اور خادم ہوں میں عبد مناف کا غلام ہوں یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا غلام ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

## منصور کی اولاد اور بیویاں

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے۔ ابو جعفر، اکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور، یزید بن المنصور الحمری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔ سلیمان، عیسیٰ اور یعقوب، ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔ جعفر، الاصغر، اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنالیا تھا۔ اس کے بیٹے کو ابن الکروہ کہتے تھے۔

صالح المسکین۔ اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفرشہ کے نام سے مشہور تھی۔ قاسم۔ یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آج تک ”ام القاسم کے باغ“ کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔ عالیہ۔ اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحاق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ خود اسحاق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین سے تمہاری شادی کی ہے میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔



## منصور کی وصیتیں

### قصر عبوریہ کے سفر میں وصیتیں

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبوریہ میں آ کر ٹھہرے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ سفر کے دوران اسے وصیت کرتے جاتے تھے۔ اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح و شام مہدی کو خزانے اور ملک کی حفاظت کے متعلق وصیت کرتے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

جب وہ دن آیا جس میں ان کا ارادہ وہاں سے جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں تمہارے لیے پہلے ہی مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں ہے البتہ اب میں چند اور نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند رہو گے۔ ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر موجود تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوانہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے ہمیشہ اس کی کنجی اپنی قمیض کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تو صرف حماد بن الترقی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارہ کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر گیا ہوتا تو پھر سلمہ خادم پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

### پٹارے کے متعلق وصیت

مہدی سے کہا گیا اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے اباء کا تمام علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آئیں گیں وہ سب ان میں درج ہیں، اگر کسی معاملے میں تمہیں دشواری پیش آجائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں سے معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو بہت اچھا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں کہ ساتوں دفاتر ختم کر دو۔ اگر ان میں سے کسی سے کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض میں دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

### اپنے شہر کے متعلق وصیت

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہر گز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ انتظام مملکت کے اخراجات اہل و عیال اور اہل خاندان کے لیے معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے بالکل کافی ہوگا۔ تم اس شہر کا

خیال رکھنا جب تک بھرار ہیگا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کار بند رہو گے۔

## خاندان والوں کے بارے میں نصیحت

میں تم کو اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا، ان کی اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری اور شہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

## غلاموں اور اہل خراسان کے لیے وصیت

اپنے غلاموں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا، ان میں اضافہ کرنا، کیونکہ ضرورت کے وقت یہ ہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اس پر اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں یہی وہ ہیں جنہوں نے تمہاری حکومت کے لیے جانیں اور مال قربان کیا اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے۔ تو کبھی بھی تمہارے دلوں سے ان کی محبت زائل نہیں ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا ان کی خدمات کا صلہ دینا، جو ان سے مر جائے۔ اسکی جگہ اس کی اولاد یا اعز میں کسی کو مقرر کرنا مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے

## متفرق وصیات

مدینہ شریفہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر مت بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ایسا ضرور کرو گے۔

## قرض کی ادائیگی کی وصیت

وصایا کے متعلق مذکورہ بالا بیان بیٹم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ اب میں جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہر حال ایک دن ہمیں اللہ کے ہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سر بہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو، مہدی نے کہا میں بسر و چشم اس کے لیے حاضر ہوں۔ پھر کہا یہ میرا قصر میرا ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنی ذاتی رقم سے بنایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا برطرف نہ کر دینا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی مگر ان کو اس وقت برسر کار رہنے کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی مہدی نے اس کے لیے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگا البتہ میری ذاتی جائیداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی

تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دے دینا اور جائیداد میں البتہ تم ان کے برابر کے شریک رہو گے میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمہارے لیے مبارک اور سرفراز کرے اور ہمیشہ تمہارا کلمہ ساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے قربانی کے اونٹ ساتھ لیے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلاوہ باندھا۔ ابھی ماہ ذیقعد کے کچھ ہی دن گزرے تھے

## خزانے کے متعلق وصیت

جرمۃ العطارہ۔ جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو اپنی بہوریطہ بن ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رہے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ وعدہ لیا ان خزانوں کے کٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور مہدی کے علاوہ اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی خبر معلوم ہو میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کٹھوں کو کھول لیں۔ وہاں کوئی تیسرا شخص نہ ہو۔ جب مہدی رہے سے مدینہ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ دے گئے ہیں اور تاکید کی ہے کہ جب تک تمہیں میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تم نہ کٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا۔ چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب خلیفہ ہوا تو اس نے کٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ساتھ تھی متعدد ستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کی کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے، جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوایا۔

## سفر حج کے وقت متفرق وصایا

اسحاق بن عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے اسنے کہا میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ مکرمہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت ہوتے وقت یہ کہتے سنا اے ابو عبد اللہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی۔ اب میرے دل میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہو گی۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کی باگ تمہارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر دے گا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں



محمد ﷺ کا خیال رکھنا، اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا، کسی کو بلا وجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔

ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا حد و شرعیہ کو قائم رکھنا مگر اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین میں اصلاح اور بندو کو گناہوں سے روکنے کے لیے حد و مقررہ کے علاوہ اور تدابیر سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دیتا البتہ تمہیں معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سر زمین میں فتنہ و فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ہے انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا (پوری آیہ) بیشک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (یہ ہے) اے میرے فرزند حکومت اللہ کی مضبوط رسی، مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی کرنا اس کا دفاع کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دنیا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا۔ اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دیئے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے، سرکاری مال گزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لیے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا اس کے ہوتے ہوئے اس کی تمہیں حاجت ہی نہ پڑے گی برسر حکومت آتے ہی اپنی فرمانروائی کی ابتداء عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا سرکاری خزانے میں فضول خرچی نہ کرنا اور نہ یہ رقم اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنا۔ سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج اور اسلحہ تیار رکھنا، اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا راستوں پر امن رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا معاش میں اضافہ کرنا، عوام کو جمعیت کی خاطر عطا کرنا، رفاہ عام کے لیے انتظام کرنا، ان کی تکلیف کو دور کرنا۔ سلطنت کی آمدنی میں اضافی کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آجاتے ہیں بلکہ زمانے کی ہمیشہ کی یہ عادت ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی، جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھائے رکھو کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کا رہو جائیگا۔ اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا اور فیصلے کے لیے جو معاملات پیش ہوں انھیں ان کی ترتیب کے مطابق انجام دینے میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا رات کے لیے ایسے مشیر اپنے پاس جمع کرنا جو دن میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہوں تمام احکام خود دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوص کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ در ماندہ اور ست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا، اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان، شب بیدار رہنا۔

جو لوگ تمہارے دروازے پر رات گزار رہے ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا، اپنے دربار

میں آنے کے لیے سہولت دینا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پا سکے۔ جو لوگ اپنا جھگڑا تمہارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا، ان تمام جھگڑوں کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور لطفیہ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا کیونکہ جس روز سے تمہارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیر باد کہا۔ اس وقت دونوں کے دل اُمند آئے اور وہ رو پڑے۔

## دوسری روایت

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ منصور اپنے انتقال کے سال حج کے لیے روانہ ہوئے تو مہدی نے ان کے ساتھ چلا منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کیا ہے کہ جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا اس طرح میں نے اس قدر موالی تمہارے لیے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیے تھے اس طرح میں نے تمہارے لیے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمہارے متعلق صرف دو شخصوں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف شورش برپا کریں گے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ایفائے بیعت کے لیے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشہ کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی اسے تو تم اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیے اگر تم تمام روپیہ بھی خرچ کر دو اور یہ اپنے تمام موالی کو ادا دو اور یہ شہر بھی گروادو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

## ایک مکان پر منصور کی موت سے متعلق اشعار

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخری منزل میں ٹھہرے تو ان کی نظر مکان کے صدر دروازہ کی طرف پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتک والنقضت  
سنوک وامر اللہ لا بد واقع  
ابا جعفر هل کاهن او منجم  
لک الیوم من حرالمنتہ مانع  
اے ابو جعفر تمہاری موت قریب آگئی ہے  
اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور آکر رہے گا

اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے نہیں بچا سکتا ہے  
یہ پڑھ کر انھوں نے ان مکانوں کے منظم کو بلا کر پوچھا کہ میں نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میری قیام گاہ  
میں اسی بد معاش کو گھسنے نہ دینا پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے  
بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو  
وہاں کچھ نظر نہیں آتا انھوں نے دربان کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس  
نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کر اے جو ضبط تحریر میں  
لائے گئے تھے اس کے بعد انھوں نے دربان سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس  
سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہوا۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔  
اس نے سن کر غصہ میں حکم دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ چنانچہ اس کے جڑوں پر تھپڑ رسید کئے گئے  
۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا امیر المومنین اس  
آیت کے علاوہ تمام قرآن مجھے بھول گیا اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔ ایک گھوڑے  
پر سوار ہوئے جب سقر نامی وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر  
کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انتقال کیا اور بیرمیموں میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

## ہاتف غیبی کے اشعار

محمد بن عبد اللہ بن ہاشم کا ایک مولیٰ ایک اہل علم وادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ  
کے قصر میں ایک هاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آپہنچا۔  
عبد العزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام  
کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی اس حالت کو دیکھ کر واپسی کے لیے مڑا تو  
انھوں نے چونک کر کہا کہ کوئی شخص مجھے شعر سنارہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے اس قدر  
پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں آپ پریشان نہ ہوں۔ اس  
واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمرو وغیرہ نے بیان کیا کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے  
انتقال کیا تھا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ ہفتہ کا دن تھا ۶ ذی الحجہ  
۱۸۵ھ ہجری تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نورانی باتیں باقی  
تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ام موسیٰ بنت منصور بن عبد اللہ بن زید بن شمر الحمیری تھی۔



## مہدی کی خلافت

نام، محمد بن عبد اللہ بن محمد علی بن عبد اللہ بن العباس

## مہدی کی بیعت کے واقعات

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے ”جس سال ابو جعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راست حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابو جعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا۔ میں ذات عراق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آ کر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت کمزور اور لاغر تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیرمیموں پہنچ کر انھوں نے قیام کیا اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا میں روزانہ ان کی قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ مکرمہ واپس آ جاتا۔ دوسرے تمام بن ہاشم کا بھی ہی دستور تھا۔ ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی دوران وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں بھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول اگلے دن صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار جمائل کر لی میں محمد بن عون بن عبد اللہ بن الحارث کے ساتھ جو بن ہاشم کے سربراہ اور بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج بھی وہ گلابی رنگ کے دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا۔ ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار جمائل کر لی تھی بن ہاشم کے بزرگ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بن جعفر کی حدیث نیز اس کے متعلق حضرت علیؑ کے قول کی وجہ گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔ جب ہم اس طرح پہنچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑ کر ان کو سلام کیا اور پھر اپنی راہ ہو لیے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنالیں واقعہ بھی ہی تھا

ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ کبیل میں لپٹا ہوا ایک شخص ہمارے سامنے آیا صبح کی روز نشی ہونے کے باوجود اسکی صورت ہمیں اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے آ کر ہمارے دونوں کی گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا منصور کا انتقال ہو گیا ہے یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے اس شامیا نے میں آئے جہاں آ کر روز بیٹھتے تھے وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیا نے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آ کر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح قاسم بن منصور بھی شامیا نے کے ایک کونے میں موجود ہے۔ جب سے ہم ذات عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ

دیکھا کہ منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم ان کے آگے آگے ان کے اور پولیس افسر کے بیچ میں ہو کر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دیدے۔ جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آگیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہی ہوئے تھے حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑک کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آگئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی حسن نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے کہا نہیں ایسا تو معلوم نہیں ہوتا البتہ اب یا تو معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔

ہم یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ ابو الغبر حبشی منصور کا ایک خاص خدمت گار سینے اور پشت سے اسے اپنی قبادریدہ کئے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا ”ہائے امیر المومنین“ ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابو جعفر کے خیموں کی طرف چلے جا رہے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روک دیا اور اگلے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے سے نہیں گزرا دل ٹھکانے رکھیے اور تشریف رکھیے، سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کم سن بچہ تھا وہ اس طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

### ابو جعفر کا منشور

اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طور مار تھا جس کا نچلا سرازین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بن ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین بھی رو پڑے اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ لوگوں کو گریہ پر ضبط کرنے کی قدرت نہیں مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے جو بہر حال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیے جب سب چپ ہو گئے اس نے پھر پڑھنا شروع کیا ”اما بعد میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں آج میرے لیے اس دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے تاکہ آپ ایک دوسرے کی تکلیف سے محفوظ رہیں میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اور انھیں اپنی سلطنت کے قیام و عہد کی وفا پر ترغیب دی بھی، یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

## مہدی کے لیے بیعت

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیئے تھے۔ بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہرے پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا ”حضرات امیر المؤمنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائیداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک نہ صرف بحال کی بلکہ ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طبیب خاطر کے سے ان کے لیے بیعت کرے۔

## منصور کی تجہیز و تکفین

اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع بن محمد عون کے پاس آیا اور ان کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کو مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا۔ وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیے ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق، اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے۔ اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑھے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آ جاتا، چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی ڈاڑھی کے بال اڑ رہے تھے خضاب بھی جاتا رہا تھا ہم اسی طرح انھیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ ہامان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا آپ مہدی کی دوبارہ بیعت کریں۔ اس تجویز کا بانی اصل تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بناء پر جو سردران فوج وہاں موجود تھے وہ اسکے پاس آتے اور جاتے رہے آخر کار علی بن عیسیٰ بن ہامان اٹھا۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لے کر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھنے لگا کہنے لگا سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کئے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولیٰ نے منارہ منصور کے دوسرے



مولی کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لی جانے کی خبر پہچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں ترکہ میں چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابوالعباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارتہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب دستور بھالالے کر صالح بن المنصور کے آگے ہوا منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کو سپرد تھی قاسم بن ناصر بن مالک نے جو اس روز موسی بن المہدی کا پولیس افسر تھا بھالے کو توڑ ڈالا۔ اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسی بن ماہان کو عیسی بن موسی کے ہاتھوں اذیت پہنچی تھی۔ یہ اذیت اس کے راوند یہ فرقے میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسی بن موسی کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی۔ اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسی بن موسی پر طعن آمیز اور نامناسب فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا پتنگو بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے۔ مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اس کی جدوجہد کی وجہ سے یہ شور غوغا غائب ہوا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔ محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسی کو موسی بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے بر طرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اور اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے۔ ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی۔ نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف اکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے اب مدینہ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

ربیع کہتا ہے کہ جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اس میں مکہ کے راستے میں غدیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا اس خواب سے وہ بہت گھبرائے کہا کہ ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا موت سر پر پہنچی ہے۔ اب تم ابو عبد اللہ مہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو لمبی زندگی دے گا اور انشا اللہ آپ خود ابو عبد اللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہنچا دو اس خواہش کو بار بار دہرتے جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور نفس پر زیاتوں کے بوجھ سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہنچے میں نے کہا لیجیے یہ بیر میموں آگیا آپ حرم میں داخل ہو چکے ہیں یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اسی وقت انتقال کیا۔

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کئے جائیں اور قناتیں لگا دی جائیں جب یہ سب کچھ ہو گیا تو اب میں امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا

دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب دال ڈال دی۔ جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت نہ معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا یہ ہیبت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت میں کچھ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ اب تم پھر ابو عبد اللہ المہدی کے لیے اب دوبارہ بیعت کرو تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کاروائی کرنے کا لالچ ہی پیدا نہ ہو۔

اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم ان کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں، میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا کہ بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی حاضرین میں جس قدر بڑے لوگ اور اکابر موجود تھے مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہوئی۔ اس بیان کا پہلا راوی یثیم بن عدی کہتا ہے کہ تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک کرتا اور سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے کہنے والے کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب وہ بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے دفن کیا گیا کہ کہیں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس لیے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کے اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

تمام خلفائے بن عباس کی قبروں کا یہ ہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگزشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اس سے ڈانٹ کر پوچھا اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیسے مانع نہ آئیں، بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا، مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ صالح بن منصور جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا تمام لوگ اس کے جلوہ میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلوہ میں تھے اور خود صالح بھی اسی کا ہم رکاب تھا۔

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن اس سال مکہ کا عامل تھا عمرو بن زبیر الطہیبی مستب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے

کہ اسماعیل بن اسماعیل التوفی کوفہ کا عامل تھا۔

اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف راویت ہے کہ یہ قیس کے بن نصر کا مولیٰ تھا شریک بن عبد اللہ الحنفی کوفہ کے قاضی تھے۔ اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضاء بھی شریک بن عبد اللہ ہی کی تقویض تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ منصور کی موت کے وقت عبید اللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضاء کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا تو ال عبد الجبار بن عبد الرحمن کا بھائی تھا بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ ابن کعب بغداد کا کو تو ال تھا بصرہ اور اس کے علاقے کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا عبید اللہ بن الحسن الغبری بصرہ کے قاضی اور پیش امام تھے سید بن علی بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں لوگ فوت ہو گئے۔

## ۱۵۹ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات

### موسم گرما کی مہم

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے انگورہ تک پہنچا۔ اس کے مقدمہ الجیش پر حسن غلاموں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا مہدی نے عباس کے ساتھ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ ہو گئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا بلکہ عزل و نصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صبح سالم واپس آ گئی۔

### انتظامی تبدیلیاں

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے اہل خراسان کا عامل تھا ہلال ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبد الملک بن یرید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال حمزہ بن مالک سحجان کا والی بنایا گیا اور جبریل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اسی سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے



عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ کی ولایت سے ایک شکایت کی بناء پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن صفوان انجی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

## ہندوستان کی مہم

اس سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی فرقوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضا کاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں سے ایک سردار ابن حباب المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ساتھ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسوارکین اور سباحہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہوئے اس نے المندر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہماتی فوج کا سردار بنایا اور اپنے دوسرے بیٹے عبدالوحد بن عبدالملک کو ان پندرہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے۔ البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزاد قائد رہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ ہجری میں ہندوستان کے شہر پہنچی۔

## قیدیوں کی رہائی

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابو عبداللہ وزیر کے مشورے سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ وعدہ معافی ان لوگوں کے لیے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں پکڑے گئے یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیز جرم یا مطالبہ حقوق میں پکڑے گئے۔ چنانچہ اس حکم کی بناء پر لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولیٰ بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن ابی طالب بھی قید تھا۔

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔

## حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے

## نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب

جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا اور اس حکم کی بناء پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا۔ تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا

جاؤں گا اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ تجویز سوچی کہ اپنے بعض خاص اعتماد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاشہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتے تھا از دیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاشہ اس پر اعتماد کرنے لگا یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاشہ سے آکر کہا میں مہدی کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابو عبید اللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاشہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المؤمنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملے میں عجلت کرنا چاہیے اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کا انجام خطرناک ہوں گے۔ ابن علاشہ نے ابو عبید اللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو ظاہر کیا ابو عبید اللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی۔ جب یعقوب اس سے آکر ملا تو اس نے ابو عبید اللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تاکہ میں ان سے ان کی نفع کی بات کہوں ابو عبید اللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابو عبید اللہ اور ابن علاشہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا جب تک یہ دونوں اٹھ نہ جائیں میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کے چلے جانے کا حکم دیا۔

اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے مہدی نے اس کی اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک با اعتماد آدمی کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بناء پر مہدی نے حسن کو جیل خانے سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن بہت زمانہ تک اس کے پاس قید رہا۔ پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لئے تدبیر نکال لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آ سکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبید اللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے یعقوب اب عبید اللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کے ارادہ سے مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روح پوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے یقینی واقفیت نہیں ہے البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں اگر اسے میں آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس کے عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے مہدی نے اس کی خواہش

کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفاء کا اقرار واثق کر لیا یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ اس کا بالکل تذکرہ نہ کریں اور اس کی تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چونکا ہوگا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک نہ ٹھہرتا ہوگا اب اس کے معاملے کو آپ میرے اوپر چھوڑ دیجئے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔

یعقوب نے کہا امیر المؤمنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت وسیع ہو گئی ہے بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کروں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوش فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر اس کے باوجود بہت سی باتیں آپ کے دروازے سے باہر ہوتی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر نہیں ہوتی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور منصور کے نام جہشی کے ذمہ یہ کام لگایا خادم تھا یہ کام کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المؤمنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔

اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت قلعوں کی تعمیر مجاہدین کی تقویت ناکس خداؤں کی شادی قیدیوں کی رہائی گرفتاروں کو آزادی اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجتمندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پاسکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا نیز مہدی نے اسے اللہ کے لئے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لئے ایک باضابطہ فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گیا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیئے گئے یہ پہلا انعام تھا جو مہدی یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دو گنی رات چلنی مہدی کے پاس برہتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ اشعار کہے۔

## اسمعیل کی برطرفی

اس سال مہدی نے اسمعیل بن اسمعیل کو کوفہ کی گورنری اور مہماتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبد اللہ قاضی کوفہ کے مشورہ سے اسحاق بن صباح الکندی ثم الاشعشی کو اس عہدہ پر مقرر کیا۔ مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب وہب بن حذافہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔



## کوفہ کے اہم عہدے

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبد اللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسیٰ جنگی کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے انھوں نے اسحق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا، اس زمانہ میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا۔

لست تعدوا بان تکون ولو  
نلت سہیلا صنیعتہ لشریک  
تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا  
چاہے تو سہیل ستارہ تک پہنچ جائے۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسحق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہا۔

صلی وصام للدنیا کان یاملہا  
فقد اصاب ولا صلی ولا صام  
اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا۔  
دنیا تو اسے مل گئی مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز میں شریک کے تفویض کر دی تھی اور اسحق بن الصباح بن عمران بن اسمعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا پولیس افسر مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا اسحق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

## بصرہ کی انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے سعید بن ولج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا۔ اور عبید اللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبد الملک بن ایوب بن ظبان الخمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبد الملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن ولج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبد الملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

## یمامہ کی انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراضگی کی وجہ سے یمامہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اسی وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشیر بن المہند راجلی کو یمامہ

کا عامل مقرر کیا نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علیحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا۔ اور یثیم بن سبید کو

جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اسی سال مہدی نے ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبداللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگی جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں سامان سمیت جل گئیں۔

## مصر میں تبدیلی

اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کی گیا اور اس کی جگہ ابو حمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

## عیسیٰ کو ولی عہد سے الگ کرنے کی کوشش

اس سال بن ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کی جگہ موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک کا علم ہوا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ یہ خواہش کی وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفیٰ دیدے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر گورنر متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کو تو ال مقرر کیا، مہدی چاہتا تھا کہ روح ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کاروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا موقع نہ ملا۔

عیسیٰ نے یہ کیا کہ رجبہ میں جو اس کی جائیداد تھی وہاں جا رہا سال کے کے صرف ماہ رمضان میں نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ آ جاتا تھا۔ اور عید ضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائیداد کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں کھڑا ہو جاتا۔ روح نے مہدی کو لکھا عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں نماز کی جگہ پر اپنی سواری کے جانوروں کو لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو، روح نے اس کا حکم پورا کیا۔ یہ ہی جگہ خثبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد دے بالکل لگا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثے سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آ جاتا اور وہیں ٹھرتا اگر جمعہ کی نماز کے لیے مسجد آتا تو

ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازہ تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی۔

ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنا ولی عہد بنائیں۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ دسرا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم نے میری بات مان جاتے ہو تو اس کا تمہیں فوری نفع پہنچے گا۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی موسیٰ اور ہارون کے لیے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا بقول دوسروں کے دو کروڑ تو نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا عیسیٰ کو ولی عہد سے علیحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بناء پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا آپ عیسیٰ کے پاس جائیں۔ اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیغام پہنچانا تھا وہ اس نے پہنچا دیا اس معاملہ میں عیسیٰ نے جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آکر بیان کر دیا۔ عباس کے آجانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا۔ ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہنچتے ہی سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی جماعت کوفہ میں داخل ہو گئی داخلہ کے ساتھ سب نے مل کر اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پر سخت ہیبت طاری ہو گئی۔ ابو ہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لیے کہا اس نے اپنی عدالت کا حیلہ کیا مگر ابو ہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

ج

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں حج ہوا جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آرہا تھا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا۔ تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

انتظامی عہدے

اس سال عبید اللہ بن صفوان الحنظلی مدینہ کا امیر تھا اسحق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبد اللہ قاضی تھے۔ عبد الملک بن ایوب بن ظہیان النیرمی بصرہ کا



پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسرِ احداث تھا اور اس کی طرف سے میسور بن محمد عبد اللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبید اللہ بن حسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاعِ دجلہ، اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا۔ بشر بن المہذایمہ کا عامل تھا ابو عون بن عبد الملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا۔

## ۱۶۰ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

#### یوسف بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرزِ حکومت اور طرزِ زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علمِ بغاوت بلند کیا۔ بہت بڑی تعداد میں لوگ اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے سردار بھی بھیجے، جب یہ جماعت نہروان پہنچی۔ تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دے دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی گردن اڑادی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکرِ مہدی کے متصل دجلہ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کو ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

#### عیسیٰ کے ولی عہد کے متعلق روایاں

اسی سال ۶ محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابو ہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں ٹھہرا۔ جو عسکرِ مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ ہمیشہ آیا کرتا تھا زبان سے کچھ نہ کہتا تھا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی، بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اسی طرح مہدی سے کچھ تھوڑا سا انس بھی چلا ہوا ایک دن مہدی کے باہر آنے سے پہلے وہ ایوان میں آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربيع کی جوشست گاہ تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا اس حجرِ ہمیں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ سرداروں نے آج یہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایتِ عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربيع کی نشت میں موجود تھا۔ ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے

اپنے گز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا یا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل دیتے۔ انھوں نے نہایت سخت اور فحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگرچہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا بلکہ انھوں نے اپنے طرز عمل میں شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سربراہ اور لوگوں نے مہدی کے سامنے حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس مسئلے کو اٹھایا۔ اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولی عہد کے اس قدر مخالف ہیں۔ انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر یہ زرد ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دیکر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدہ کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل اور مال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس میں سے کسی طرح عہدہ برا نہیں ہو سکتا مہدی نے چند فقہاء اور قضاتہ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبد اللہ بن علاشہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔

انھوں نے حالات کے پیش نظر رکھ کر فتویٰ دے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی۔ اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر رقم درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغلط قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر رقم کی ضرورت ہو اسے مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اس قبول کر لیا۔

جس وقت مہدی نے عیسیٰ سے استعفیٰ کی خواہش کی تھی یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں قید تھا آخر کار اس نے استعفیٰ پر رضامندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی براءت کر لی دوسرے دن بروز جمعرات جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئیں تھی کہ دن چڑھے اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت کر لی۔

## مہدی کی تقریر

جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی حمد و ثناء کے بعد انھوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ ابن موسیٰ کو علیحدگی کے متعلق اس فیصلہ کی اطلاع دی جو ان کی اہل بیت، تابعین، سردارن فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرار داد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی

ہے کہ ان تمام مذکورہ اکابر و مشائخ نے اس عظیم منصب کے لیے موسیٰ کو اختیار کیا۔ میں نے بھی ان کی خدمات، اطاعت اور الفت کے مد نظر ان کی اس تہنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افرق جماعت کا پورا خطرہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی۔ وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے حق میں منتقل ہو گئی کیونکہ ہم نے، ہمارے اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بالکل مطابق حکمرانی کریگا اب آپ حضرات اٹھئے اور اس کی بیعت کیجیے۔ جس طرح کے دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں اس جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

## موسیٰ کی بیعت

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تا کہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو چھونے کے لیے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔ عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا۔ نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و کراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے علیحدگی اختیار کر لی بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنہوں نے اس کی ولی عہد کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسمتوں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے عمر کے اعتبار سے فردا فردا بڑھکر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سربر آوردہ امرائے عسا کر اور عمائد شیعہ تھے انہوں نے اسی طرح بیعت کی۔

## عیسیٰ کی تحریر

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عام سے بیعت لینے کا کام انہوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو سرانجام دیا اور سب سے بیعت لے لی۔ مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شرار اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق باقاعدہ تحریر لکھوائی جس پر اس کی اہل بیت کی ایک جماعت نے مصاحبین نے، تمام شیعوں، کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کرنے کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لیے بھیج دی گئی تا کہ آئندہ عیسیٰ کو اس کے متعلق جس میں وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور اگر یہ تحریر اس کے



خلاف بطور حجت قطعی کا کم دے۔ عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریر عبد اللہ المہدی محمد امیر المومنین اور مسلمانوں کے ولی عہد موسیٰ بن المہدی کے لیے ہے، ان کے خاندان والوں کے لیے تمام سرداران فوج کے لیے، ان کی خراسانی فوج کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں، میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعے میں اس منصب ولی عہد کو جس پر مقرر کیا گیا تھا اب اس لیے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دیئے دیتا ہوں۔ کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے۔ اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضا مندی سے خود میں عہد برآ ہو چکا ہوں۔ اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری ذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولی عہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدہ کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی نیز ان کے سامنے تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا۔

اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد کا دل و جان سے نثار عقیدت مند، مطیع اور فرمانبردار رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا۔ اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں ان کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھوں گا اور ان کے دشمن کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس معاملے کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں۔ کوئی بات اس پختہ عہد کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کے خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروکار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جواب ہے یا آئندہ ہو وہ مغفلہ ہے جس کی طرف میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو

یا آئندہ تیس سال کے عرصے میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔ میری تمام غیر منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد یا قرض، زمین کی شکل میں قلیل ہوں یا کثیر، قدیم ہوں یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصے میں حاصل کروں گا، وہ سب مساکین کے لیے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کا حق ہوگا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تیس پاپیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام معاملات کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے نیز مجھے راقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بن ہاشم اموالی، قریش کے مصاحبین و زرا اور قضاتہ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر ۱۶۰ھ ہجری میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کی دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

### یار بد پر حملہ

اس سال ۱۶۰ھ ہجری میں عبدالملک بن شہاب المسمعی نے اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ یار بد آیا۔ وہاں پہنچے کے دوسرے ہی دن اس نے اپنے اہل شہر پر حملہ کر دیا اور دو دن اس پر مسلسل حملہ کرتا۔ پھر انھوں نے تحقیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اللہ نے بزور شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھ مسخر کر دیا۔ ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہیں آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی۔ جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں کے قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے۔ اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دے دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے قیام کے دوران مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جاں بحق ہو گئے ان میں ربیع بن صبیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹے یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آگھیرا۔ اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے بار بد کے راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالہ کر دیا۔

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر ہوا۔ مہدی نے ابو عون پر کسی بات پر ناراض ہو

کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا۔ اس سال ثمامہ بن ابولید العمی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔

## آل ابی بکر پر احسان

اس سال مہدی نے آل ابی بکر کو ان کے ثقیفی نسب سے نکال کر دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے مشرف کر دیا اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کے خدمت میں باریاب ہوا۔ اور اس نے اپنے تقرب کے لیے دلائے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین چاہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکر کو پھر دلائے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں۔ جس میں معاویہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ ﷺ کے اس اشاد کے حکم بچانے کے لیے کہ ان الولد للفراش وللعاهر الحجر

(بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لیے پھتر ہے)

شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے غلاموں میں کی جائے۔

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکر اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ لکھا جائے۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل بکر کو ان کی رسول اللہ ﷺ کی دوستی سے مشرف ہونے اور لقیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائیداد جو بصرہ میں ہو۔ اس کام کے لئے متعینہ نگرانوں کے ذریعہ واپس کر دو جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر کرو۔ محمد نے آل ابی بکر کے افراد ان افراد کے علاوہ جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے تمام افراد پر اس حکم کو نافذ کر دیا۔

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا چچا زاد بھائی ہوں انہوں نے پوچھا کیسے اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ فاحشہ کے بیٹے تو میرا چچا زاد بھائی کس طرح ہوا وہ غضب آلود ہوئے اور انہوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔ عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین



ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے۔ مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابو عبد اللہ آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوں اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آگئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیکر آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجئے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے مکان آکر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انہوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو اس کی طرف سے بصرہ کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کر دو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کر دے۔ اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے دلائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس اقرار کرنے والے کو واپس دیدے۔ اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ بصرہ کے گورنر نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سردفتر کو رشوت دیدی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔ خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے۔

ان زیاداً و نافعاً و اباً  
بکرة عندی من اعجب العجب  
ذا قرشی کما یقول و ذا  
مولی و هذا بزعمہ عربی  
مجھے زیادہ نافع اور ابو بکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے  
اور یہ دوسرا مولیٰ ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے۔

## بصرہ کے گورنر کے نام خط

ذیل میں وہ خط نقل کیا جاتا ہے جو مہدی نے اس بارے میں بصرہ کے گورنر کو لکھا تھا۔  
”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد۔ مسلمانوں کے صاحبان امر اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لئے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف خوشی کے ساتھ ان پر عمل کرے کیونکہ صرف

اسی طرح اللہ کے حقوق و حدود کی پابندی ہو سکتی ہے۔ اس کے حقوق کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اس میں اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو خواہش نفس کے غلبہ کی وجہ سے ان احکام سے روگردانی کرے گا اسے دین و دنیا میں خسارہ و نقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد بنی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور خود وہ لوگ بڑے عالم، زاہد، فقیہ، متقی اصحاب تھے۔ معاویہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے نسب کے اس دعویٰ سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی، اتباع سنت یا گزشتہ آئمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت میں کی تھی۔ نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الولد للفراش و اللعاهر الحجر“ اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے۔ اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا۔ میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہر گز ہر گز ابوسفیان کے گھریا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا۔ حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن حجاج بن علاء السلمي کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انہوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا۔ نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تمہارے لئے معاویہ کے فیصلہ سے بہتر ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بناء پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ومن

اضل ممن اتبع هواہ بغیر ہدی من اللہ ان اللہ لا یهدی قوم الظالمین‘  
ترجمہ: اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے اللہ کے حکم کے بغیر اپنی خواہش کی اتباع کی۔  
اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت، نبوت، دولت اور خلافت الہی عطا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض“ آخر آیت تک (اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا) امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس معاملے کو مناسب سمجھا ہے کہ زیادہ اور اسکی اولاد جو اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیئے جائیں۔ تاکہ اس میں رسول اللہ کے فرمان اور صلحا اور آئمہ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی خلاف ورزی میں معاویہ نے اس معاملہ میں جو جرات کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ سے رشتہ داری قریبی قرابت رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”فما اذا بعد الحق الا الضلال فانی تصرفون“ (حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جاسکتے ہو)

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تمہیں معلوم ہو چکی ہے اس لئے تم زیادہ اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ انہیں مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کر دو تاکہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔ ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں و سلام علیک و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

## حکم کا نفاذ

اس خط کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے۔ مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمری کے نام بھی بھیجا تھا۔ چونکہ یہ قیس کا



سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔

## انتظامی تبدیلیاں

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الحکمی نے انتقال کیا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیر مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر فائز رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الحکمی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا۔ بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔ اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و شیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ساتھ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لئے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ساتھ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے۔ تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لئے یعقوب ہی نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں پہنچا۔ مہدی نے بہت سامان و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرف خاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

## کعبہ سے غلافوں کا اتارنا

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے گرنے کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لئے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لئے گئے اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے بنے ہوئے تھے۔

## صدقہ

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا رقم صدقہ کی۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انہوں نے صرف کردی ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیئے۔

## مسجد نبوی کی توسیع

مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ کو چھوٹا کر دیں تاکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے۔ اور معاویہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔ مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انہوں نے اس بارے میں علماء و فقہاء سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا منبر میں جو معاویہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لئے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے۔ کہیں اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

## انتظامی تبدیلیاں

انہوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران پانچ سو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لئے بھرتی کئے تاکہ یہ عراق میں ان کی حفاظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا۔ نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آگئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانہ میں مہدی نے رقیہ بنت عمرہ العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لئے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انہیں واپس دیدیں۔

اس سال اسحاق بن صباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر حادث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرہ کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ اور اضلاع دجلہ بحرین عمان اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبید اللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا۔ فضیل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمرہ مصر کا ناظم تھا۔

## ۱۶۱ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

## حکیم المقتنع کا خروج

اس سال حکیم المقتنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے ساتھ گمراہ ہو گئے۔ اس کی تحریک نے بڑی

طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لیکر ماورالنہر کے علاقہ میں جا ٹھہرا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لئے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے۔ ان میں معاذ بن مسلم بھی شریک تھا جو ان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم، جبریل بن یحییٰ، اور لیث خود مہدی کا مولیٰ بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرش کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور موقع محاصرہ کے اندیشہ سے کش کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

اس سال نصر بن محمد بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آچکا تھا مہدی نے عبداللہ کو سرکار جیل خانہ میں قید کر دیا۔

## عبداللہ بن محمد مہدی کے دربار میں

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رصافہ میں عام دربار منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہہ کر مخاطب کیا۔ اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیر المومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیر المومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرات پر عیش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا بالکل برانہ مانا۔

## قتل کے فیصلے کا عجیب واقعہ

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لئے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلہ الاشعری نے مہدی کے سامنے مقدمہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو فیصلے کے لئے قاضی عافیہ کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔ مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گزرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد اور جھوٹا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا میرے علاوہ کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا۔ اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لئے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی باز پرس بھی اب نہیں کی۔



## موسم گرما کی مہم

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی ثمامہ نے وابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت روما میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانہ پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے اطلاع اور مجبوروں نے اس تیاری کی آ کر اسے اطلاع بھی دی۔ مگر اس نے اس پر اعتبار نہ کیا اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لئے نہایت تیز دم تیز رفتار لشکر لے کر بڑھا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔ مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زیالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابو جعفر کے بنائے ہوئے مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں۔ اور ابوالعباس کے بنائے ہوئے مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے پانی کے ہر چشمہ پر عمارت بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیئے، تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنویں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام دیا گیا۔ اگلے تک یہ کام اس شخص کے سپرد رہا اس کام کے لئے اس کا بھائی ابوموسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

## بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

## یعقوب کا امین بننا

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو سلطنت کے تمام علاقوں میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اب طریقہ کاریہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لئے حکم نہ بھیجتا۔ اس سال ابو عبید اللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد مقننین مہدی کے دربار میں متعین کر لئے اسماعیل بن علیہ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہاء کا رئیس تھا۔

## ابو عبید اللہ کے زوال کے اسباب

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبید اللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبید اللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں، مگر منصور ابو عبید اللہ کے احکام کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور علیحدگی میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انہیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابو عبید اللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل غلاموں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابو عبید اللہ کے ساتھ مہربان رہے اور عزت سے پیش آئیں۔ اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبید اللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو کبھی مہدی سے تنہائی کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابو عبید اللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے سے روک دیا اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہو گئی۔ جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے۔

جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑ ابو عبید اللہ سے ملنے کے لئے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لئے اب ہمارے لئے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے اثر و رسوخ کی وجہ سے جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لئے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازہ پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لئے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابو الفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انہوں نے حاجب سے کہا کہ ابو عبید اللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔

اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے۔ ابو عبید اللہ صدر مجلس میں اپنے مصلی پر گاہ و تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئیں گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لئے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا

میں نے سوچا کہ ان کے لئے بھی مصلی منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبید اللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو امید تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لئے جو کام انہوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انہوں نے اس کے ذکر کی ابتداء کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کہ میری راہ میں سد باب نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہاں۔ مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔

اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لئے روکنا چاہتا ہے۔ اس بناء پر انہوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابو عبید اللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبید اللہ کی خواہگاہ میں ابو الفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے وہ خود ہی کھڑے ہو گئے۔ اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا غلطی ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہیے تھا کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تمہیں واپس ہو جانا چاہیے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے۔ خدائے لایزال کی قسم میں اب ابو عبید اللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کے بعد اب ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔ اس دوران ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابو عبید اللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابو عبید اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لئے پوری کوشش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدہ کی قابلیت نہیں رکھتا تو کسی کو اس بات پر یقین نہیں آئے گا کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو اس پر کوئی یقین نہیں کرے گا کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر



ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر تیار ہے تو اس پر بھی کوئی توجہ نہیں کرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگالیا اس کی پیشانی چومی اور اب اس نے ابو عبید اللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہوگئی اور وہ محمد بن ابو عبید اللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آگیا تو انہوں نے ابو عبید اللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظہ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابو عبید اللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا، مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لئے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اب مہدی کے دل میں ابو عبید اللہ کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوگئی۔ ربیع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا۔ اس طرح ربیع نے ابو عبید اللہ سے اپنا پورا بدلہ لیکر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت سزا دلوائی چونکہ یہ شخص ابو عبید اللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل بہتر ہے۔ انہوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابو عبد اللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

## انتظامی تبدیلیاں

اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آ کر اپنی خدمت کا جاؤ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی پھر عبد الملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔ یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ فروکش ہو گیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ

داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقہ کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاشہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور عمر بن حبیب العدوی سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو تغلبی آذر بیجان کا عامل مقرر کیا گیا اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ابوالوزیز عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ امان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیب کا وزیر اور میرنشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابو حمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضہ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحاق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

## ۱۶۲ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

#### اس سال عبدالسلام الخارجی کا قسریں میں قتل

#### قتل کی تفصیل

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزار ہا آدمی اس کے پیروکار بن گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے اس کے بہت سے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی۔ مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ

میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔ ان میں شعیب بن واہج المرور ذی بھی تھا۔ جب شعیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے ایک ہزار مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کر کے اور ہر ایک کو مدد و معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دیکر شعیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے وہ اب عبد السلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قسریں آیا شعیب نے وہیں اسے جاملایا اور قتل کر دیا۔

## محکمہ پیمائش کا قیام

اس سال مہدی نے محکمہ پیمائش اور بند و ست قائم کیا عمر بن بزلیج اپنی مولیٰ کو افسر بند و ست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان کو عراق کا مہتمم بند و ست بنایا۔

## روزینے مقرر ہونا

مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کیے۔ ثمامہ بن ولید النہسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا مگر یہ کام اس سال پایہ تکمیل تک نہ پہنچا۔ اس سال رومیوں نے حدت پر دھاوا کر کے اس کی فسیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضا کاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمہ اوز ولیہ پہنچا اگرچہ اس نے نہ کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگادی اور تباہ و برباد کیا۔ رومی اسے تین کہنے لگے بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن برص کا مریض تھا یہ ضمیمہ علاج کے لئے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لیکر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید الکلسی نے براہ درہ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کیے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔ اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کے بجائے عبد اللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا۔

## انتظامی تبدیلیاں

اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسیٰ بن لقمان مقرر کیا گیا۔ وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الاخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولیٰ مصر کا والی مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال حمرہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبد القہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبد القہار اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔



ج

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لئے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادہ حج ظاہر نہیں کیا تا کہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیر المومنین میں نے ارادہ اجازت لینے میں تاخیر اسی وہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

### انتظامی عہدے

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرہ کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن علیج کے تحت تھے اور جرجان مہملہ بن صفوان کے تحت تھا۔

### ۱۶۳ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

### مقنع کی ہلاکت

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرثی نے اسے کش میں قید کر لیا۔ جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اپنے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اس نے خود بھی زہر کھالیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دیدیا۔ اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کے دربار میں بھیج دیا جو اس وقت حلب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

### صائفہ کی مہم کیلئے بھرتی

اس سال مہدی نے صائفہ کے لئے مہماتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بروان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لئے مقیم رہے۔ اس مہماتی فوج کو انہوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کے ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن

مہدی مہماتی فوج کے پاس آنے کے لئے بروان روانہ ہو گئے اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ایان بن صدقہ ان کا میرنشی تھا۔ عبداللہ بن علاشہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کو تو وال تھا۔

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کے ساتھ چلنے کے لئے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا جب وہ مسلمہ کے محل کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے۔ جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجب طلحہ میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کیئے جائیں۔ جب وہ آئے انہوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلوائے اور ان کے یوئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

یثیم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو روم کے علاقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا

### ابن قحطبہ امیر المومنین کے دربار میں

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے محل میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ حسن بن قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میری آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کر دے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے۔

حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد با اعتماد سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیغام ان کو سنا دیا۔ انہوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبکدوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسماعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی تھی۔

## رشید کو جہاد کیلئے بھیجنا

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لئے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عبد الملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولیٰ ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر کیوں رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بناء پر چونکہ آپ نے مجھے مدینہ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ۔ اور ولی عہد اور ربیع و حسن سے جاملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کر۔ میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جاملے۔ چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بلے سے گیند کھیل رہے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبد الملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔

میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کئے ہو تم کو تمہارے خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انہوں نے کہا خیر ہے۔ کیا بات ہے میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبد الملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادہ کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لئے مخصوص کر دیا جائے تاکہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں اجازت کے بغیر نہ آ سکے۔

## نوشتہ کی تحریر

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھے سے کہا کہ یہ عمر بن یزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفا کے عہود حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت حکومت دیکھی تو اس میں دل سال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پوشیدہ رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی انہوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سر دپڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔ میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبرہ (اس سے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس



کے چالیس لکھو۔ اس نے حکم کے مطابق دوسری تحریر لکھی۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

## رومیوں کے خلاف مہم میں فتح

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لئے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انتظام اخراجات کی نگرانی، سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انتظام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا۔ خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لئے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت و شوکت میں اضافہ ہوا۔ سالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں۔ وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں، اس جماعت کا جو منجم نجفی تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کی خوش بختی کی وجہ سے لوگوں نے برکی رکھ لیا۔

## یحییٰ کا مقشی بننا

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو مقشی ہوں حاضر کیئے جائیں۔ تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لئے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے مقشیوں کے ساتھ میں بھی پیش کیا گیا۔ اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں جان بوجھ کر اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ سامنے آؤ میں سامنے گیا کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت و مصاحبت فوج کے انتظام و انصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لئے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لئے کافی غور و خوض کرنے کے بعد تم کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر مقشی اور میر بخشی مقرر کیا۔ یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے ہاتھ چوما۔ زادراہ کے لئے انہوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیئے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔

## عبدالصمد کی برطرفی

ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے مہدی کی خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا۔ مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ

چلے آئے اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ چلنے کے لئے کچھ دور تک گئے تھے انہوں نے جزیرہ کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا

## عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب

یہاں کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا۔ جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہنچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا۔ نہ ان کے ٹھہرنے کے لئے قیام گاہیں تیار کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہو گئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزارنے مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیج دیئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انہوں نے عبدالصمد کو اپنی قیام گاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔ اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضگی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہنچے تو اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی مہدی نے اسے بہت سخت دست کہا عبدالصمد نے بھی اس کو برداشت کرنے اور خاموش رہنے کے بجائے ویسے ہی جواب دیئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

## زند یقوں کا قتل

عباس بن محمد نے مہدی کے لئے قیام گاہوں کا انتظام کیا۔ جب یہ حلب پہنچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انہوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی وابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دیدی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں مہدی نے چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرادیا۔

## فوج کا معائنہ

یہاں انہوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دیدیا۔ ان کے اعزاء میں سے جو لوگ یہاں آ کر ان سے ملے تھے ان کو انہوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لئے بھیج دیا۔ خود بھی اس کے ساتھ درے سے گزر کر جحان آئے یہاں انہوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جحان پر ہارون کو خیر باد کہا۔

## قلعہ کی فتح

اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک ہاٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجیق لگادیں محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرایا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس جنگ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا جلاوطن نہ کیا جائے گا، ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے گا، مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس جنگ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح و سالم دارالسلام واپس لے آیا۔

## بیت المقدس جانا

اس سال اور اسی سفر کے دوران مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ساتھ تھے۔

## انتظامی تبدیلیاں

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذر بیجان اور آرنیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مال گزاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میرنشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر اس کے پاس ہوا۔ یہاں مقام سلمیۃ میں انہوں نے اس کی جوشان و شوکت دیکھی تو بہت تعجب ہوا اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انہوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مسیب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحارثی اصہبان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن وعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلبہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔ علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان سامہ مدینہ مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحاق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ اس کے ملکات ضلع دجلہ، بحرین، عمان، فرص اور اضلاع ہامواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔



## ۱۶۲ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے واقعات

### روم کی طرف پیش قدمی

اس سال عبدالکبیر بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب نے ورہ حدیث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طاز از الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لئے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی سزا میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور قتل کے بجائے اسے سرکاری جس میں قید کر دیا گیا۔

### محمد بن سلیمان کی برطرفی

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا۔ اب انہوں نے داؤد کے تحت دیدیا۔ عاصم بن موسیٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مال گزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبید اللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

### سفر حج

اس سال مہدی نے عیسایا ذ الکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک محل تعمیر کرایا۔ نیز انہوں نے ذیقعدہ میں بروز بدھ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی۔ اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے جب عقبہ پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آ گیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ کار تھا سخت ناراض ہوئے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد بن الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

## عبداللہ بن سلیمان کی معزولی

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی دلایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلمبند کر لے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اس اس نے تمام رقم کا اقرار کر لیا جو جو اہر اور غنبر کی وجہ سے ان کے ذمہ تھی۔ اور سب ادا کر دیا۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا سال انہوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تا کہ یہ امارت حج کرے چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔

## انتظامی عہدے

جعفر بن سلیمان۔ مدینہ مکہ طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ ضلع دجلہ بحرین عمان۔ فرص اور اضلاع ابواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سیط بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور جرجان کا والی تھا۔ دیناوند اور قومس کا عامل فراشتہ مولیٰ امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا۔ اور بختان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

## ۱۶۵ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

## موسم گرما کی مہم

اس سال ہارون بن محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا تو ار کے دن جب کہ ماہ جمادی الثانی کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ اپنے مولیٰ ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام روم کی فوج میدان سے اکھڑ گئی یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دمشق بنجھو دیہ کی طرف بڑھا جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا۔ (۹۳-۹۵)

## رومیوں کے معاہدہ کی شرائط

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوجی تھے۔ اس کے اخراجات کے لئے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہمار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہنچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کمسن تھا اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا۔ ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفیر ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لئے زرفدیہ پر امن برقرار رکھنے کے لئے ایک سمجھوتہ کرنے کے لئے آئے گئے۔ ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لیا اور اس کے ذمہ یہ شرط عائد کی کہ جو دوستی کا عہد اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لئے ضروری اشیاء کے لئے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قائم کرادے گی اور رہبر فراہم کرے گی۔

## شرائط مقرر کرنے کی وجہ

ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت و دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔ شرائط صلح یہ تھیں کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نسیاں اول میں ستر ہزار یانوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ فیصلہ منظور کر لیا۔ ملکہ نے مسلمانوں کے لئے ان کی واپسی میں جا بجا بازار قائم کرادیئے۔ نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا، چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لئے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔ ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے۔ اور چون ہزار رومی مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری سمیت ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لئے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ باقاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔

## ملنے والا سامان

اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہو گئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔ مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے۔

اطفت بقسطنطنیہ الروم مسنداً



الیہا القنا حتی اکتسی الذل سورہ  
و ما رمتهما حتی اتک ملوکھما  
بجزیتھما والحرب تغلی قدورھما  
شدید جنگ کے بعد تو نیزے لیکر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا  
اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کرادیا  
اور اس کے حکمرانوں کو جزیہ دینا ہی پڑا۔

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے مولیٰ عیسیٰ کو مقرر  
کیا صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو  
گذشتہ سال تھے۔ البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع و جلع، بحرین، عمان، کسکر  
ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا مولیٰ معلیٰ اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل  
تھا۔

## ۱۶۶ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے سے تیرہ راتیں پہلے واپس  
آیا۔ نیز رومی سفر اجزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی، دو ہزار  
پانچ سو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون اپنے ساتھ لائے تھے۔  
اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولی عہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لئے موسیٰ کے بعد اپنے تمام  
عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

### عبید اللہ کی معزولی

اس سال مہدی نے عبید اللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن  
عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفیٰ لے لیا۔  
اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور اس تمام علاقہ کی ولایت سے الگ کر دیا گیا جو اس کے سپرد تھے۔  
اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

## یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی

### داؤد کا مال ضبط ہونا

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے ایام میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ رخ جب ابو مسلم نے یحییٰ کے خون کے انتقام کے لئے دعوت دیکر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو قتل کر دیا جنہوں نے یحییٰ کے قتل میں مدد کی تھی تو اب داؤد بن طہمان اس ساز و باز کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف و خطر ابو مسلم کے پاس چلا آیا۔ ابو مسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا۔ البتہ اس جائیداد کو ضبط کر لیا جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروٹی جائیداد بحال رکھی۔

### داؤد کی اولاد کی گرفتاری و رہائی

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مورخ نکلے انہوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انہوں نے دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا بلکہ زید یہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انہوں نے آل حسینؑ سے اپنے تعلقات قائم کیے۔ تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبد اللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبد اللہ کی بیعت لینے کے لئے مختلف ممالک کے سفر کیے، محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔ محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لئے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی زندگی بھر قید رکھا۔

ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحاق بن الفضل بن عبد الرحمن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہتے جو اسحاق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور راسخ محبت پیدا

ہو گئی۔ اسحق بن الفضل بن عبد الرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لئے جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کیلئے زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسیٰ بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ کو گرفتار کرنے کی فکر ہوئی جو ان کی قید سے بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زید یہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن اور عیسیٰ بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہوتا کہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن اور عیسیٰ بن زید کے درمیان ذریعہ معلومات بن سکے اس کام کے لئے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوسٹین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید مہمل کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسازیب برتھی۔ مہدی نے اس سے بات چیت کی اور اسے پرکھا تو اسے کامل پایا عیسیٰ بن زید کو دریافت کیا۔

## تمام امور یعقوب کے حوالے

یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے اور عیسیٰ بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا۔ مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر اس کے باوجود لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی ہی تھی۔ غرضیکہ اب اس کی منزلت اور رسوخ روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے خلافت کے تمام امور اس کے حوالے کر دیئے اس نے اپنے زید یہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں اہم امور مفید عہدے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی اسی لئے بشار بن برد نے یہ شعر کہے۔

بنی امیہ ہوا طال نونکم  
ان الخلیفۃ یعقوب ابن داؤد  
ضاعت خلافتکم یا قوم فاطلبوا  
خلیفۃ اللہ بین الدف والعود  
اے بنی امیہ تم بہت سوچکے  
اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے  
اے میری قوم والو اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کرلو  
کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص و سماع میں مشغول ہے۔



یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام غلام اس کے دشمن بن گئے اور اب انہوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ کے لئے مہدی سے معافی لے لی۔ اور بیچ میں پڑ کر مکہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرادی۔ اس واقعہ سے آل حسن بن علی اس کے طرف سے بدگمان ہو گئے اور اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحق کے دن پھریں۔ اب اسحق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے سب سے رابطہ کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہیے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریر پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحق بن الفضل کے لئے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے بھر گیا۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سر پہنے کھڑا ہوا کھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پر داز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحق بن الفضل۔

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں۔ پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ کر لیا۔

## تعلقات کی خرابی کا پہلا سبب

موسیٰ بن ابراہیم الحمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنالوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی انہوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا سوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسایاں آباد کیا ان کے ایک منہ لگے خدمتگار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال

سے پانچ کروڑ کے خرچ سے اپنے لئے ایک سیرگاہ بنائی ہے۔

اس خدمتگار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انہوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصود مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیرگاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کرام الکاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

## عورتوں کے قصے

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بیباکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بناء پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخافین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہیں یہ یعقوب کا کام ختم کر دیں گے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لئے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے۔ کہتے میری عمر کی قسم ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو وہ کہتا آج شب میں نے اپنی باندی کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لئے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا۔ اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علیحدہ ہو جاتے۔ اس کی اطلاع جب یعقوب کے در اندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا کیا کہتے ہو یعقوب اسراف ہی اسراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو نخلی اور بخیل میں امتیاز ہی نہیں ہو سکتا۔

## یعقوب کے لئے عطایا

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں کھڑے تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھی اس قدر خوبصورت ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک بے مثال خوبصورت باندی بیٹھی تھی جو اپنے حسن قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے

ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے کہ یہ سب کچھ میں تمہیں دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ باندی بھی اسی کے ساتھ تم کو دے جاتی ہے تاکہ تم مسرور ہو سکو۔ اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعادی۔

## یعقوب کو ایک علوی قتل کرنے کا حکم

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے ناراض ہیں۔ میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ یہ لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا پختہ اقرار کر لو اور اسے پورا بھی کر دو۔ میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا میں نے یہ اقرار تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر وعدہ کرو۔ میں نے کہا آپ کے سر کی قسم کہا۔ نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر اس کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا اور آپ کی حاجت برآوری کروں گا۔

## یعقوب کی علوی سے گفتگو

جب انہوں نے مجھ سے پکا وعدہ لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اسے قتل کر کے مجھے اس کی جانب سے مطمئن کر دو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے کہا بہتر ہے۔ اب انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لیجاؤ میں اس باندی اور اس کے ساتھ اس ایوان میں جس قدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انہوں نے اور دیئے میں ان ب کو لے کر اپنے گھر آ گیا چونکہ اس باندی کے ساتھ مجھے انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے ایسی جگہ ٹھہرایا کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کہ اس کا حال پوچھا اس نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا۔ اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے۔ گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے خون کا بار لئے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے یاد رکھو کہ میں فاطمہ بنت محمد کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل تردد میں نہ پڑیں بھلا آپ کے لئے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار ہوں گا دعا دوں گا اور تمہارے لئے دعائے مغفرت کروں گا۔ میں



نے کہا اچھا تو آپ کو نسا طریقہ آپ اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلا لیں۔ یہ رقم لیجئے اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جائیے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلائیے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔

## واقعہ کی اطلاع مہدی کے پاس

اس باندی نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کر دی۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزادی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہنچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیج کر تمام راستے اور نا کے بند کرادیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرادی۔ تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی اس کے دونوں ساتھیوں اور اس رقم کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشاندہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔

## مہدی کا یعقوب کو بلانا

دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں پہنچا۔ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دیدی ہے۔ پوچھا گیا میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی میں نے کہا اللہ کی قسم وہ مر گیا کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی اب انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کو ٹھہری میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی اپنے دونوں ساتھیوں اور رقم کے ساتھ موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔

## یعقوب کی گرفتاری

مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لیجا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنویں میں مجھے اتار دیا گیا۔ ایک زمانہ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

## رہائی

میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکا یک مجھے بلا کر باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو میں نے کہا مہدی کو انہوں نے کہا مہدی پر اللہ نے اپنا رحم کیا میں نے کہا ہادی کو کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انہوں نے انتقال کیا۔

## مہدی کا نبیذ کو ناپسند کرنا

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس پر ہیز کی وجہ ان کے خیال میں اس کی حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو پسند نہ تھی۔ البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع، معلیٰ ان کا مولیٰ مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع کی مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لئے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ منجگانہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبد اللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کی نیکیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

## یعقوب کا اپنی معزولی کیلئے خلیفہ سے درخواست دینا

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات ک بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انہوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کے دربار میں توبہ تو کر لوں گا

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرمادیں۔ اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کر دیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کر لیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام اہم معاملات میرے سپرد کر دیئے ہیں فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سر لوں میری اس گزارش پر وہ کہتے اے اللہ تو اسے معاف کر دے۔ اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا۔

فدع عنک یعقوب بن داؤد جانباً

واقبل علی صہباً طیبۃ النشور

: تو داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے

اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے۔

## یعقوب کے بیٹے کے لئے عطا

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک باندی عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ میرا مومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جاسکتا۔

## یعقوب کا بیمار ہونا

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ رات کے وقت مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی۔ اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طلیمان پہنے تھا یہ تھوڑا گنجا تھا طلیمان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نیند کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادہ کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادہ کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہنچا اور سوار ہونے کے لئے اسے پیچھے ہٹانے لگا گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی یعقوب نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ کو دیکھ



کر اس قدر بے قرار ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے پھر کرسی پر بٹھا کر اسے اس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے۔

## یعقوب کی گرفتاری

اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آ گیا اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لئے چھوڑ دیا۔ اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنچے جو پہنے پایا جائے گا اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ نیز انہوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں مجبوس کر دیا۔ اس کے بعد ان کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف و اکناف سلطنت میں برطرف کیئے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

## یعقوب اور اسحاق پر تشدد

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر چھپ گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحاق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحاق اور اس کے خاندان والے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو ہمارے مقابلے میں بزرگی سن حاصل ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو مہدی نے درے طلب کیئے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیج دیا۔

اب اسحاق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانہ جاہلیت میں مرچکا تھا اور آپ کے والد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔ دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو گذشتہ میں کہی تھی اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجئے۔ میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوٹی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابوالوزیر حاضر ہوا تھا (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی کہ اسحاق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہاں ہاں اب مجھے یاد آیا تم سچے ہو پھر انہوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر

پھر جیل میں بھیج دیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانہ میں تھا اسے رہا کر دیا۔

## دیگر مختصر واقعات

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انہوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عیسایان میں آکر سکونت اختیار کی۔ یہی قصر اسلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے نیز یہاں انہوں نے درہم و دینار تیار کیے۔

اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکہ مکرمہ اور یمن تک نخروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

اس سال مسیب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہو گئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ جستان بھی اس کے تحت دیدیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دلج کو جستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسماعیل بن سلیمان بن مجالد محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کئے گئے انہوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس بھیج دیا جو ان دنوں بصرہ کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشروی، عبداللہ بن عبید اللہ الوزیری کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا۔ ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینہ رسول کا عامل مقرر ہوا اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔

اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلح بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ کسکڑ متعلقات بصرہ، بحرین اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلیٰ امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقہ کا والی تھا۔ یحییٰ الحارثی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ و نباوند اور قوس کا والی تھا اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال مسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لئے نہیں بھیجی گئی۔

## ۱۶ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے واقعات

### طبرستان کی مہم

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی۔ طبرستان کے رؤسا و دنداہر مزاور شرویں سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انہوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا واقع نوایس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نصیع منور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے دنداہر مزاور شروین کے مقابلہ کے لئے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

### عیسیٰ کا انتقال اور اسکے بیٹے کا نماز جنازہ پڑھانا

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازہ میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا۔ بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

### مہدی کی روح پر ناراضگی

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح پر غصہ ہوا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لئے مدعو نہیں کئے گئے تھے۔ اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انہوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مال گزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت تک مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انہوں نے جرات نہیں کی۔



## زندہ یقوں کے خاتمے کی کوششیں

اس سال مہدی نے زندہ یقوں کے خاتمے میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف و اکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کر دیا عمر الکوازی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا۔ چونکہ اس نے اعتراف جرم کر لیا۔ اپنے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ کیا جاسکا۔

## انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے ابو عبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ میرنشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات ناجائز طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میرنشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

## کھانسی کی وبا

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔ اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابو عبید اللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

## مسجد الحرام میں توسیع

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں توسیع کی گئی۔ بہت سے مکانات اس میں شامل کئے گئے یہ تعمیر جدید تقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

## یحییٰ کی معزولی

اس سال یحییٰ الحارثی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے سپرد تھے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ فراشر مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا اس سال ذی الحجۃ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہرا چھایا کہ دنیا اندھیر ہو گئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

## حج

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہر کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی

روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔  
اس سال عقبہ بن سلیم النہائی کو عیسایا ذ میں جبکہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

## انتظامی عہدے

اس سال عبید اللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا عبد اللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان الیمتی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ کسکر متعلقات بصرہ بحرین عمان اور اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا والی المعلیٰ مہدی کا مولیٰ تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ بزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا طبرستان اور رویان پر عمر بن العلا تھا جرجان دناوند اور قومس کا والی فراشہ مہد کا مولیٰ تھا۔ رے پر سعد المؤمنین کا مولیٰ عامل تھا۔

## ۱۶۸ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نفیض تک پورے بتیس ماہ گزرے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قسریں نے یزید بن بدر بن البطل کو ایک سر یہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارت گری کے لئے بھیجا اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

اس سال مہد نے سعید الحارثی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔  
اس سال عمر الکواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسیٰ جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہد نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انہوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسط آئے اسے نہر الصبلہ اس لئے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے رشتہ داروں کو جاگیر میں دے دیں اور اس طرح ان سے صلہ رحمی کریں۔

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقیطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہد کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب بہت سے استاد اس کے پاس

جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں۔ اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کئے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مال گزاری سے متعلق اسناد کے دفتر کا افسر اسماعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔ اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

## ۱۶۹ھ ہجری شروع ہوا اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبدان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کر دیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کر دے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کر دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے مگر اثناء راہ میں ان کو حادثہ پیش آ گیا۔ علی بن یقظین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں انہوں نے وعدہ کر لیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبدان جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے تو کل کے لئے میری دعوت قبول کی تھی۔

انہوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ، علی کھانا لے گیا مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

## مہدی کی وفات

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ باسندان کے قریہ زد میں شکار کے لئے گئے۔ میں عصر کے بعد تک ان کے ساتھ تھا اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر تھا علی صبح نوبت مقرر کرنے کیلئے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ جشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آ کر مجھ سے کہا۔ ابوہل اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قناتوں کے قریب آیا۔ سرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ



تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ سرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے ان کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

## دوسری روایت

علی بن ابی نعیم المرذی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک باندی نے اپنی ایک سوکن کو زہر آلود کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیساباذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھایا اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

## تیسری روایت

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی یا سندان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا۔ اس کی باندیہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو علی تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں مہدی کی ایک دوسری باندی کو جسے وہ بہت چاہتے تھے تاکہ اس کا کام تمام ہو وہ خادمہ اس قاب کو لئے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لئے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتیاں کہیں لئے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھالیا وہ معدہ میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا منہ پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

عبداللہ بن اسمعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم باسندان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی بیماری نہ تھی۔ دوسری صبح معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے۔

احسن فی العرشی و اصبحن علیہن المسوح

کل مظاح من الدھر یوم نطوح

لست بالباقي ولو عمرت ماعمر نوح  
فعلی لفسک ان کنت لا بدتنوح  
ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی  
اور انہیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔  
ہرزبردست فکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی فکر سے گرا دیتا ہے  
باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لئے رونے کے  
بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر۔

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقظین کہتا ہے کہ ہم سب باسندان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو  
انہوں نے کا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا اسے  
انہوں نے کھایا اور کہا کہ میں زمانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ  
اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے۔ اسی حالت میں یکا یک انکے رونے  
کی آواز سن کر ہم بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انہوں نے کہا کچھ دیکھا ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو  
کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازہ پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہوتا بھی  
میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

کانی بہذا القصر قد بادا ہلہ  
واوحش منہ ربعمہ ومنالہ  
مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں  
اور اس کا ضمن اور خواب گاہیں دیران ہو گئی ہیں۔  
ومارعمید القوم من العبد بہجۃ  
وصلکالی قبر علیہ جناذہ  
اور سرور قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں  
جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔  
فلایبق الا ذکرہ وحذلہ  
تنادی علیہ معولا تحللہ  
اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے  
اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں۔

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انہوں نے انتقال کیا۔ ابو معشر اور واقدی کے بیان کے

مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال

ڈیڑہ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ المہدی محمد بن عبد اللہ ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمراں رہے اور انہوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

## نماز جنازہ و مدفن کا ذکر

مہدی نے ماسجد ان کے ایک گاؤں رڈ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انہیں اٹھایا جاتا اس لئے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کئے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگر والے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق دہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔

## مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کر دوں تو بہت ہے۔ ایک دن وہ اپنے خاص اعزاء اور قائدین کو صلیب تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کر دیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انہوں نے کہا اس کے میں پانچ سو کم کر دی اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا۔ تو نے مقابلہ سے گریز کیا۔ اس نے عرض کا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جمار ہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرمائے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

## معافی کا عجیب واقعہ

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر ناراض ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا۔ اس نے کہا مجھ سے زندگی بھر لغزش ہوتی رہے گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دیکر اس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے۔ اور اسے کچھ نہ کہا۔



## ہشام الکلی پر عطا کا عجیب واقعہ

حفص مزینہ کا مولیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلی میرے دوست تھے، ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت غریب نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک ضعیف و لاغر خنجر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خنجر کی حالت سے نمایاں ہوتی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خنجر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے۔ ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور کچھ خرافات اس میں ہوان کی مطلقاً پروانہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔ مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروانہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دیکر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔

میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندلس کے بادشاہ نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات عیوب کا مجموعہ ہیں۔ پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلمبند کرادوں۔ اس غرض سے انہوں نے اپنا ایک خاص صیغہ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھا دیا۔ مجھ سے کہا کہ جاؤ میں اس کے پاس آ گیا اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اول سے آخر تک میں نے لکھا دی اور اس میں کوئی بات اٹھانہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انہوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل..... کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک منديل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس کپڑے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خنجر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انہوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

## مہدی کے خلاف عدالتی فیصلہ

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دہالی میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کر دی اس نے وہ تحریر مہدی کو دیدی اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاشہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا کہو یہ دونوں حضرات یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے وہ تمہیں منظور ہوگا میں نے کہا جی ہاں۔ کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہنچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائداد خلافت سے پہلے ان کے قبضہ میں آچکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔ قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انہوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں انہوں نے کہا میں دست بردار ہوا۔ اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ محبت بیس کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

## کسان کے کھانا کھانے کا واقعہ

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لئے نکلے عمر بن بزلیع ان کا غلام ساتھ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے تمام دوسرے لوگ شکار میں مصروف تھے۔ مہدی کو بھوک معلوم ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں انہوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک بٹلی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکی کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس رہیٹا اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے جنبری گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی انہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ مہدی نے عمر بن بزلیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے۔

ان من يطعم الربيشا بالريت و خبز الشعير بالکراث  
لحقيق بصفعة او تبنتين لسنو الضنيع او ثبلات  
جور پٹا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا  
ہیوہ اس بات کا سزا وار ہے کہ اس

ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین کے مارے جائیں۔  
مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے۔

لحقیق بیدرة اولستین لحسن الضیع او ثبلات  
اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمتگار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

## نقش خاتم

زید الہلالی بنی حلال کا ایک مشہور و معروف نخی اور شریف آدمی تھا اس کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا۔ الفلح یا زید من زکی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال پاک کر لئے، مہدی کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ زید الہلالی کی انگوٹھی پر یہ لکھا ہوا ہے۔  
الفلح یا زید من زکی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کئے۔

## مہدی کی دعا اور آندھی کا خاتمہ

حسن خدمتگار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آگئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کے دربار میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الہی میری امت کے بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی سزا میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہو گئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

## موالیوں سے محبت کی وجہ

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے دل موالیوں کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں۔ مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جانثار اور ان کے سرداروں کے دل آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی سا سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں میں اسے اپنے قاس اس قدر قریب بٹھالوں کہ اس کا



زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیکی کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موالی ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں۔ اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں۔ ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لئے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کام میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس موٹی سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا۔ جب عبداللہ نے یہ حالت دیکھی کہ اب اگر اس نے اس موٹی کا پاؤں اٹھالیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے۔

ومولاک لا ..... لبدیک فانما  
ہفیمتہ موی القوم جذع المناخر  
ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے موٹی کی بے عزتی  
ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لئے باعث عار ہے۔

### قاسم بن مجاشع کی آخری وصیت

جب قاسم بن مجاشع التمیمی کا مرو کے ایک باران نامی گاؤں میں انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو والملائکۃ والوالعلم قائما بالقسط لا الہ الا هو العزيز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام ترجمہ: اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں بیشک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہنچے تو انہوں نے اسے پھینک دیا اور پر کچھ نہ دیکھا کہ آگے کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آ کر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا۔

## مہدی کے دربار میں منصور کے خلاف دعویٰ

ایک مرتبہ اس شخص نے مہدی سے آکر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کر دوں ورنہ آپ مجھے اس ہتک حرمت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انہوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں۔ اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت ناراض ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کونسا دشمن تھا جس کے سب و شتم پر وہ اس قدر ناراض ہوئے اس نے کہا ابراہیم بن عبد اللہ حسن مہدی نے کہا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا بیشک ابراہیم سے ان کی اس قدر قربت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انہوں نے اس بناء پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قربت کی وجہ سے انہوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر مقصد حاصل کرنے کے لئے اس دعویٰ سے عمدہ کوئی اور ذریعہ تمہیں مل سکا۔ اس نے کہا بیشک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا آپ نبی ہیں۔ اس نے کہا ہاں مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

## موسیٰ کی رہائی کا عجیب واقعہ

ربیع نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں مہدی کو برآمدہ میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں حیران تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ برآمدہ چاندیاں ان کے کپڑے انہوں نے نماز میں یہ آیت فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحاکم۔ (اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے۔) تلاوت کی نماز پوری کرنے کے بعد انہوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم دے کر وہ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کونسا موسیٰ ہے ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا دوبارہ غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے چنانچہ میں اسے لے آیا انہوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرأت میں یہ آیہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحاکم پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دیدو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دیدی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

## زبیری کی جائیداد واپس دلوانا

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۃ نسا کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

”الم تر الى الذين اوتوا نصيباً من الكتاب يؤمنون بالجبت والطاغوت.“

(کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں۔) علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی مقدمات سننے کے لئے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائیداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان مہدی نے ابو عبد اللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبد العزیز کے سامنے بھی پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائیداد کو واپس نہیں دلوایا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے دعویٰ کرنے والے سے کہ اے زبیری جب کہ عمر بن عبد العزیز تک نے جو کہ تمہارے ہی عزیز قریش تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ۔ تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے اس نے کہا جی ہاں اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائیداد واپس دیدو۔

## قدریہ کی گرفتاری و رہائی

مہدی نے مدینہ کے عامل جعفر بن سلیمان کی طرف حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبد اللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبد اللہ بن یزید بن قیش الہذلی، عیسیٰ بن یزید بن داب الہمیشی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کئے گئے تو عبد اللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا۔ مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا عبد اللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

## کتبہ سے ولید کا نام مٹایا جانا

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا میری نظر اس کتبہ پر پڑی جو ولید بن عبد الملک کے حکم سے مسجد میں پتر کے چوکے پر کندہ کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبد الملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ ولید کے



بجائے بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتھ غیبی نے کہا وہ عبد اللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبد اللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا میں نے کہا میرے پر دادا بھی علی تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبد اللہ کے میں نے کہا تو میرے پر دادا کے باپ بھی عبد اللہ تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے اگر میں عباس تک پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔

اس زمانے میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد نبوی میں آئے نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے ایک کرسی منگوائی جو ان کے لئے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھ دیا جائے گا اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری ضروری اشیاء منگوائی جائیں چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھ دیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

## اعرابی عورت کی مدد

عبد اللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش گئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لئے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے، قحط زدہ ہے، مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جو اب غربت کی حالت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے کچھ خیرات دلائے سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے گا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا کہ اسے پانچ سو درہم دیدے۔

## نمدے کا فرش

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رہے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انہوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ دیہاتی عربوں سے تم نے اور جو تمہارے نزدیک صحیح ہیں جو امثال سنی

ہیں اور ان سب کو میں ایک جا ان کے لئے جمع کر دوں چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلمبند کر دیں انہوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

## شامی باغی سے قصیدہ سننا

عبدالرحمان بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا مہدی نے اسے رہا کر دیا اس کو اپنی جو دو عطا سے مالا مال کر دیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک دن انہوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔  
 لمن الدیار بقنة الحجر۔ سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سکر مہدی برہم ہو گئے اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتا نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو بے وقوفی قرار دیا۔

## ابوعون کی عیادت

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا، مہدی اسکی عیادت کے لئے گئے۔ یہ جس کمرہ میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی معمولی تھی اس کی شہ نشین کی محراب میں کچھ اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پنی اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا میں تو قلع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے مکمل یقین ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دو۔ اگر اپنے بعد کے لئے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اگر تمہاری دولت اسکو پورا نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکر یہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلا لیں کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے وہ شیخین ابوبکر اور عمرؓ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی وجہ سے ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر ظاہر ہوئی ہو تو فرمائیے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔ جب مہدی وہاں سے پلٹے تو راستہ میں انہوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزاء سے کہا کہ تمہیں بھی

ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

## نبطی کو گالی دینے کا واقعہ

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا ”اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو“ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ”تم خود اللہ سے ڈرو کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیلوں پر اسے رکھ لیا جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر اس نے کہا گالی دینا آپ کی عادت ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہیے کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں گا کیونکہ اس سے دستبردار احسان کرنے بعد ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

## بشار کے اشعار اور ان کا رد

جب صالح بن داؤد بن طہمان یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرہ کا گورنر مقرر ہوا تو بشار بن برو بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

ہم حملو فوق المنابر صالحا

اخاک فضجت من اخیک المنابر

ترجمہ: انہوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا

تو تمام منبر ترے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے۔

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا

مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے

سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے:

خليفة يزننى بعمامة

يلعب بالدبوق والصولجان

ابدلنا الله به غيره



ودس موسیٰ فی حراخنیـران  
یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپھوں سے زنا کرتا ہے  
لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے اور پولو کھیلتا ہے۔  
اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے  
اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا گھونپ دے۔

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی  
مدح کریگا۔ اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے  
لگے تو یہ محلہ خراہ کی پٹھاری پار اس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔

انی یکون ولیس ذاک بکائن  
لنسی البنات وراثۃ الاعمام  
یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں  
کی وراثت نواسوں کو ملے

مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیئے۔ اس پر مروان نے یہ شعر کہا۔

بسبعین الفاراشنی من حیائہ  
ومانالہافی الناس من شاعر قبلی  
اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا  
اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی۔

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے۔ اس نے کہا والہ بن خباب  
الاسدی اور اس کے یہ شعر ہیں۔

ولہـا ولا ذنب لہـا  
حب کاطراف الرماح  
فی القلب بقروح والحشا  
فالقلب مجروح النواحی  
اس کی محبت کی خلش اگرچہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں  
اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چبھ رہی ہے  
جیسے نیزوں کی آنی اور اس ک وجہ سے  
میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے۔ شریف ہے، سنجیدہ  
سنج شاعر ہے مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے۔

قلت لساقينا على خلوة  
ادن كذا راسك من راسي  
ونوعلى وجهك لى ساعة  
انى امرو انتح جلاسى  
میں نے خلوت میں اپنے ساتی سے کہا کہ  
اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر  
اور تھوڑی دیر کے لئے اندھا سو جا  
کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے صحبت کرتا ہوں۔  
کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان  
کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات  
کیا شے ہے اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جب آپ امیر  
المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز بھی  
اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

ایک مرتبہ طرح بن اسماعیل اسقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام  
سنئے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لئے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلط البطاح ولم  
بطرق عليك الحنى والوبح.

میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ میں تمہارا کلام نہیں سنتا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے  
دیتا ہوں۔

۶۶ ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقا پڑھا کیگئے۔

تیسری رات گزری تھی کہ خوب برف باری ہو گئی اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے۔

يا امام الهدى سقينا بك الغيث وذالت عنالك الاواء  
اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی  
شدت سے ہمیں نجات ملی۔

## منظوم درخواست

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرمی میں رمضان المبارک آیا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزہ کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے۔

ادعوك بالرحم التی جمعت لنا  
فی القرب بین قرینا والابعد  
الاسمعت وانت کرم من مشی  
من منشیریر جو جزاء المنش  
حل الصیام فصمته متعبدا  
ارجو ثواب الصائم المتعبدا  
وسجدت حتی جہتی مشجوجة  
مما اکلف من نطاح المسجد

میں آپ کو اس قربت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کر دی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گزارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ رمضان المبارک آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کیے کہ میرے پیشانی صحن کی کنکریوں سے زخمی ہو گئی۔

مہدی نے درخواست پڑھ کر اسے بلایا اور کہا اے حرا عزادے میرے اور تیرے درمیان کوئی قربت ہے اس نے کہا حضرت آدم اور حضرت حوا کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوا دیا۔

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نوا قیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المؤمنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہو گئے مجھے نکلوا دیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے ایسی معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ مشہور گوئے معبد نے ان اشعار میں نوا قیس گایا ہے۔

مسلی دار لیلی مل تجیب فتنطق  
وانی ترد القول بید اسملق



وانی ترد القول دار کانہا  
یطول بلاہا والتقام مہرق  
ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لئے زبان  
سے کچھ کہتے ہیں؟ بھلا نرم اور سطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد  
زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہو گئی ہے کہاں جواب دیتی  
ہے۔

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

جب مہدی بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے  
دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔

فمتی تجزج العروس  
فقدلہا لہا جسہا  
قدرنا الصبح ابدا  
وہی لحر تقص لیسہا  
دہن کب نکلے گی اسے آرائش کے لئے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہو گئی  
اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہو گی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا۔  
پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا گیا  
یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

### عیسائی باندی سے صلیب لینے پر اشعار

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی لونڈی نظر آئی اس کے گریبان کا  
چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقم کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو  
اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ باندی اس پر بے قرار ہو گئی مہدی نے  
اس پر یہ شعر کہا۔

یوم نازعہا الصلیب فقالت  
ویح نفسی اما تحل الصلیبا  
جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی  
تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہدے۔ اور

پھر ان کے حکم سے وہ راگ ادا کیے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

## مصرع پر نظم بنانے پر انعام

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی باندی کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انہوں نے فی البدیہہ یہ کہا۔  
یا حبذا الزجس فی التاج۔ نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رک گئی انہوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصرع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑے مہلت دیجئے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤں اس نے یہ مصرع چسپاں کیا علی جبین لاح کالعاج۔ (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا مہدی نے اسے چالیس ہزار درہم انعام کے طور پر دئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دئے باقی اپنے جیب میں رکھ لئے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

ابوعلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے درج ذیل شعر جو اس نے مہدی کی باندی حسینہ کے بارے میں کہے تھے

مجھے سنائے۔

اری ماء ولی غطش شدید  
ولکن لا سیل الی ودولہ  
پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی مگر کوئی  
سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔  
اما یکفیک انک تملکینی  
وان الناس کلہم عیدی  
کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن  
جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔  
وانک لوقطعت یدی ورجلی  
لقلت من الرضی احسنت زیدی

اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دے تو میں یہی کہوں گی بڑی خوشی سے تو نے خوب کیا۔

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں

داخل ہوتے دیکھا۔ ان کی صاحبزادی بانو قع ان کے ساتھ تھی یہ پولیس افسر اور مہدی کے درمیان تھی اور نو جوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاں قبا پہنی تھی اور تلوار کو حائل میں کیا ہوا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ گورنر اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن گورنر رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گزرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفاء عبدالبتان بن سمرہ کی سڑک سے گزرتے تھے جو اس سڑک کے قریب واقع ہے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لئے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانو قع انکے اور کوتوال کے درمیان نو عمر لڑکوں کی ہیئت میں سیاہ قبا پہنے کارچوبی بگلوس لگائے تلوار حائل کے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانو قع کا رنگ سانولہ تھا مناسب قامت والی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے غم کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظر نہیں ملتی۔ وہ تعزیت لینے کے لئے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھا ہزار ہا آدمی تعزیت کے لئے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علما اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شیب بن شیبہ سے بہتر اور تبلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔

اس نے کہا یا امیر المومنین!

اللہ خیر لہا منک و ثواب اللہ خیر لک منها وانا اسال اللہ الالیخر نک ولا یفتنک  
اے امیر المومنین اس کے لئے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لئے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب غمگین نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔  
صبح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانو قع کے مرنے شیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا!

اعطاک اللہ یا امیر المومنین علی مارزنت اجر او اعقبک صبراً لا اجہد  
اللہ بلاک نیقمتہ ولا نزع منک نعمۃ . ثواب اللہ خیر لک منها ورحمتہ  
اللہ خیر لہا منک و احق ماصبر علیہ مالا سبیل الی ردہ۔

اے امیر المومنین جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے چھینے آپ کے لئے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لئے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہر حال بہتر ہے۔



## نئی خلافت

### مہدی کی وفات

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے۔ مہدی نے ماسبدان میں وفات پائی۔ ان کا بیٹا ہارون ان کے ساتھ اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امراء عسا کر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائیگی۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے۔ ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برکی کو بلاتا ہوں۔

### یحییٰ کا ہارون کو اہم مشورہ

مہدی نے انبار سے لے کر افریقہ کے آخر تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا دفاتر کی نگرانی رکھتا خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن یزید، نصیر اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔ اس نے کہا میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ ان کی محمل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے نیز وہ سرکشی کریں گے اور پھر متفرق ہو جائیں گے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئیگی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لئے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہوگا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی تعجب بھی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دیدتجئے اور پھر ان کو واپس آنے کا حکم دیجئے جس وقت درہم ان

کے ہاتھ میں آ جائینگے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہے گی اور نہ بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

## ہارون کا مشورہ پر عمل

ہارون نے اس مشورہ پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انہوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسد ان چھوڑ کر بغداد کی طرف لپکے بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کی پھانگ پر آئے اسے جلادیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیرت مند ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام رقم جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انہوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کاروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

## ربیع کی وصیت

ہادی کی اس نذرانگی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورہ پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابوعلی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف نعمتیں فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی قدرت سے انتظام کر سکتے ہو انکے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئینگے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہیگی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بیشک خلوص پر مبنی ہے ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا مصیبت پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لئے تم کو وصیت کر جاؤں یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لئے مقرر نہ کرو۔ اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور میں ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو صحیح الرائے اور ہوش مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کردہ ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لئے وصیت کر دی۔

## ربیع کے خلاف ہنگامہ

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انہوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس اس نظر بند تھے آزاد کر دیا۔ اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد۔ عبد الملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لئے پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا۔ البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاش دینے کی ضمانت کی تو اسے انہوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے ضمانت لینے کی وجہ سے ان کو اٹھارہ ماہ کا وظیفہ دے دیا۔

یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے مملکت کی تمام اطراف میں وفد روانہ کیے تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولیعہدی کے لئے بیعت لیں اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔

## ہادی کے پاس مہدی کے فوت ہونے کی اطلاع

نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسد ان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کا اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہنچا ہادی نے اسی وقت وہاں سے جانے کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز روڈ اک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے ان کے اعزاء میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزیر امین سے عبید اللہ بن زیاد الکاتب میرنشی اور محمد بن جمیل بخشی فوج ان کے ساتھ تھے۔ جب یہ مدینہ السلام کے قریب پہنچے تو ان کے تمام اہل بیت اور دوسرے اعیان و اکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان کی غیر موجودگی میں وفد کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انہوں نے منظور کیا، ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے موٹی (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا، فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی ربیع بھی استقبال کے لئے آیا ہادی اس پر ناراض ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔

ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبید اللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جواب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا عبید اللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا۔ نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبید اللہ بن حازم کے بجائے انہوں نے عبید اللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقین بن یحییٰ کے پاس رہنے دی۔



## ہادی کی جرجان سے واپسی

اس سنہ ماہ صفر کا مہینہ ختم ہونے سے دس روز قبل ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خلد نام قصر میں ٹھہرے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باز چلے گئے۔

## ہادی کی باندی سے محبت

اس سال ابو جعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔ ہادی کی ایک بہت پیاری باندی تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس باندی نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک شعر یہ تھا۔

یا بعید المحل امسی بحر جان نازلاً  
اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام پر فروکش ہے اب  
کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس باندی کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے وہ اس وقت بھی اسکے فراق میں اشعار گارہی تھی۔ اس سے پہلے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انہوں نے مکمل ایک دن ورات اس کے پاس بسر کی۔

## علاء کو سولی پر لٹکانا

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کردی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انہوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقظین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقظین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقظین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لئے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان فصل کو روندتے ہیں اسی پر علاء بن الحداد الاعلیٰ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

ایا امین اللہ فی خلقا  
و وارث الکعبة والمنبر  
ماذا تری فی رجل کافر  
یشبه الکعبة بالبیدر  
ویجعل الناس اذا ماسعوا  
حمراتہم من البر وروسر

اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لئے جو کعبہ کو کھلیاں سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راغبیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

### یعقوب اور اس کا بیٹا ہادی کے دربار میں

علی بن محمد الهاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبد الرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب جو زندیق ہو گیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کئے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ پا ہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر لوں تو یہ ناممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں۔ مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہئے تجھے تو چاہئے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لئے کھول دیئے جاتے اور تب بھی وہی کہتا جس کا تو مدعی ہے۔ تب بھی تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہئے تھی کیونکہ اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص و اندر میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں۔ اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔

### یعقوب زندیق کا قتل

اس کے بعد انہوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تمہیں ملے تو ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آ گئی انہوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لئے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اس قدر دبایا کہ وہ مر گیا۔

## یعقوب کی تدفین

موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے نکل گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحاق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب جنازے میں شریک ہوں۔

## مصنوعی جنازہ

اس نے قد آدم کے برابر لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے کئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھ کر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ ان تمام ترکیبوں کے باوجود جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں۔ یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

## یعقوب کی بیوی کا قتل

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی خدیجہ نامی ایک بیوی جو خاندان بنی ہاشم سے نہ تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریٹھ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریٹھ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگھار کیئے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریٹھ نے کہا کہ اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور و نشاط کیوں طاری ہے۔ ریٹھ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موصل سے اس قدر پیٹا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل ابن اسماعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وفد ہر مزندردینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔



## ۱۶۹ھ ہجری کے بقیہ واقعات

### خروج

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور وہ..... میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت کے درمیان آٹھ دن کا فاصلہ تھا۔ جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی یہ جرجان میں تھے ان کے مدینہ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

محمد بن صالح۔ ابو حفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لئے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔

### اسحاق بن عیسیٰ کا استعفیٰ

فضل بن اسحاق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفیٰ قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

### شرابیوں کی گرفتاری اور رہائی

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابو حفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابو الزلف حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک مولیٰ عمر بن سلام کو شراب پیتے ہوئے گرفتار کیا اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لئے پھرایا کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آکر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے۔ تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تمہیں یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کے واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلا طعنے چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔

عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

## قیدیوں کی حاضری

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ لوگوں کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے نکاح کیا تھا جو ابولیت عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور اس کے پاس رات گزارتا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا۔ والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کیئے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے، عمر نے حکم دیا کہ حسین اور یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا، عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بدھ کے دن سے غائب ہے۔ جمعرات کو ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لی جائے گی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے۔

## حسن کا بھاگ جانا اور یحییٰ کا خروج کا عزم

اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گا جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔ حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہ ہو سکے آپ حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پاسکتے پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟ یحییٰ نے کہا ہاں بیشک میں نے حسن کی قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں اس نے کہا کہ بیشک میں نے قسم کھائی ہے بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھانک کو تلوار کی ضرب سے توڑ دوں گا، حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائے گی یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارہ نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

## شیعوں کا خروج

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنہوں نے حسین کے لئے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان پر پوشیدہ تھی۔ چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انہوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور رات کے آخری حصہ میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبد اللہ نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی۔ مگر عمر وہاں نے ملا یحییٰ اس کی تلاش میں عبد اللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبد العزیز رات گزارتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا، بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمیعت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبوی میں آئے۔

جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر نماز پڑھے بغیر واپس چلے گئے۔ البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آ کر کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور آل محمد میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جو ان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا فصل اور مدینہ کی متعینہ باقاعدہ فوج کے دو سونفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا۔

## شورش پسندوں کا مقابلہ

عمر بن عبد العزیز، وزیر بن اسحاق الارزق اور محمد بن واقعہ الثری بہت سے لوگوں کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا شورش پسندوں کے مقابلے کے لئے نکلے، خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بندھ میں کئی گرز لگے ہوئے تھے۔ اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو لاکر رہا تھا سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔

## عمر کا قتل

جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبد اللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلہ پر آئے یحییٰ نے اس کے خود کے بانے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کئے کہ وہ قتل ہو گیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اتار کر اسے اٹھالائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے، نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمیعت پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا۔



## یحییٰ کا قتل

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے ٹوپی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور حسین نے ان کو لکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اور ان کو گزند نہ پہنچے باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو تنخواہوں کی ادائیگی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لئے بھیجا تھا۔

## سیاہ و سفید پوش فوجوں کا مقابلہ

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لئے شہر کے دروازے بند کر لئے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زور کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زور تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی دونوں فریق بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

ہنگامے کے دوسرے دن بروز اتوار کے ظہر کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر ٹھہرا ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعان آئے اور اس سے کہا کہ آپ ہماری مدد کے لئے آئے۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ گھائی پر آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔

## ہنگامے کا خاتمہ

ایک فریق مسجد نبوی چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے ثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی سوار یوں پر سوار ہو کر چلتا بنا عصر

کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔ مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے موزن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انہوں نے مسجد میں اذان دی اب دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لئے آنے لگے یہاں آ کر دیکھا کہ تمام مسجد میں کھائی ہوئی ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کو ہلاکت کی بددعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

## غلاموں کی حوالگی

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہنچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا ابرا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اسے کہا کہ اللہ تیرا ابرا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول و براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔ عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اتار کر ان کے موزے بنائے تھے انہوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام حسین کے پاس آ گئے۔ میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے۔ حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لئے کہا کہ ان کو لے جاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کر لیں وہ ان کو دے دو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لئے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

## ہادی کو خروج کی اطلاع

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی۔ اس سال ان کے رشتہ داروں میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لئے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لئے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بن تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انہوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیج دیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

## محمد بن سلیمان کا حج ادا کرنا

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی ساز و سامان اور مسلح فوج اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لئے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمتگاروں اور اعزاء کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہنچ چکا تھا۔ جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کی اعزاء اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے ان کو خط بھی لکھ دیئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بن تھا۔ بنی عباس کے دوسرے شیعہ، موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لئے آئے تھے حسین سے مقابلہ محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو بڑھا دیا جن میں گھوڑے سوار اور خچر سوار دونوں تھے خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس اونٹ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انہوں نے ان کی تعداد کو اصل سے دگنا محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طویٰ اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے اسماعیل بن علی کے مولیٰ ابو کامل کو بیس پچیس شہسواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا۔

## زید کی گرفتاری

اس کے ساتھ زید نامی ایک شخص تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لئے بھیج دیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اندھی اور تلوار نیچی کر لی اور لڑائی کئے بغیر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مزہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

## دوبارہ مقابلہ

ہفتہ کی رات کو انہوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کیلئے بھیجے سب سے پہلے انہوں نے صباح ابو الذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو محمد کا مولیٰ ابو خلوة خدمت گار پانچواں تھا یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی



دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ۔ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمرقندی کو جو اس وقت تیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنالیا۔ یہ پچاس سوار سپہر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ دستہ پلٹ آیا۔

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جماعت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا۔ سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجویہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا۔

محمد کی جماعت نے آ کر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جوان پر کئے ہوئے تھے گر پڑے انہوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں۔ تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی کٹڑی کی طرح اکٹھا تھے اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی کہ اس پر کیا گزری۔

یہ ذی طویٰ یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔ لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالذنت حسن بن محمد ایک آنکھ بند کئے ہوئے آیا جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا بھی سر تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔ حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ بھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چوں کہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ساتھ آپیشخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سناتا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

## چار افراد کی گرفتاری اور قتل

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولیٰ اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آ کر اپنی داستان سنائیں گی اور ان سے عرض کریں گی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کریں گی اور آپ اسے چھوڑ دیں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو میں نے عرض کیا میں نے ان سے طلاق اور عتاق کے ساتھ وعدہ معافی کیا ہے ہادی نے کہا فوراً حاضر کرو ان میں سے دو کو تو انہوں نے قتل کر دیا تیسرے سے وہ واقف نہ تھے میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے مناسب ہو کہ آپ اس کی جاں بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہنچے گا امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں میری گرفت شدید ہے وہ شخص برابر ہادی سے عرض کرتا رہا ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لئے گزارش پیش ہو اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انہوں نے معاف کر دیا اور غذا فرالصیر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ یہ دونوں باب الجسر میں سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ یہ فسخ میں گرفتار ہوئے تھے۔ ہادی مبارک التری پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

## ادریس مصر میں

ادریس بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہادی کی خلافت میں واقعہ فسخ سے بچ کر مصر پہنچا۔ صالح بن امیر المومنین منصور کا مولیٰ واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا تھا مصر کا عامل مہ تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھی دیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر ولیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور کرد و پیش کے بربروں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دیدی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔ نیز اسی نے مہدی کے موالیٰ شاخ الیمامی کو اپنے جاسوس کے طور پر ادریس کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھ دیا۔ شاخ ولیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہنچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔

## ادریس کا مسواک کے ذریعہ قتل ہونا

شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت و عزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل صبح سویرے ہی اس سے مسواک کر لینا اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انہیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے شماخ کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع ملی گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا۔

## ادریس کے متعلق اشعار

ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں۔

الظن یا ادریس انک مفلت  
کید الخلیفہ او یفید الفرار  
فلیدر کنک او تحل بللہ  
لا یتھدی فہا الیک نہار  
ان السیوف اذا انتضاھا سخطہ  
طالت و قصر دونھا الاعمار  
ملک کان الموت متبع مہرہ  
حتی یقال تطعمہ الاقدار  
ترجمہ: اے ادریس کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا  
یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھے ہر حال میں  
پکڑ لیا جائے گا۔ یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھے تو  
خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو تیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول  
بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسا  
بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بناء پر  
اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے۔



## حسین بن علی کا قتل

فضل بن اسحاق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے جان بوجھ کر حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ساتھ اس کے خاندان والوں میں سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسماعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا تھا، موالیوں میں مبارک التری، مفضل خدمتگار اور ہادی کا مولیٰ صاعد تھے۔ مگر میرا قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سربراہ آوردہ لوگوں میں سے یقظین بن موسیٰ عبید بن یقظین اور ابوالورد عمر بن مطرف بھی حج کے لئے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جا رہے ہیں یہ سب کے سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا۔ ابوکامل اسماعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قاعدہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فنج میں حسین کو جالیا۔ انہوں نے عبدال بن ثمم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لئے مکہ چھوڑ دیا تھا۔

اس سے پہلے عباس بن محمد بن مفضل خدمتگار کے ذریعہ ان شورش پسندوں ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لئے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بیرون کے پاس پناہ لی انہوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرمانروا ہے اور اب مہماتی فوجیں بھی اس کی خلاف نہیں بھیجی جائیں۔

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فنج میں قتل کر دیا گیا اس نے اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر حملہ کر کے ان کو گرا دیا ان کے باغات کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے اپنے لئے خاص کر لیا۔

## حسین کے خلاف کارروائی نہ کرنے پر ہادی کی ناراضگی

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلہ سے جان بوجھ کر کوتاہی کی ہے حالانکہ وہ مدینہ منورہ پہنچ چکا تھا تو وہ اس پر بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے اس کی تمام جائیداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا اور کیوں

اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائیداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔ جو لوگ فتح میں گرفتار کئے گئے تھے ان میں عذافر البصر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انہوں نے اپنے مولیٰ مہر دیہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

## حسین کی حالت

یوسف البرم آل حسن کا مولیٰ جس کیماں فاطمہ بنت حسن کی باندھی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہمار دینار ان کو دیئے انہوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام دولت تقسیم کر دی اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پانچ جامہ اور ایک پوشتین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا۔ چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب کسی جگہ روزانہ کی قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے ضرورت کے بقدر قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

## خروج کا پہلا دن

ابو بشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا۔ نگلی تلوار سامنے رکھی تھی۔ اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لئے ہوئے سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبد اللہ اس کی طرف لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا۔ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا۔ یحییٰ نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی نیز تلوار خود اور ٹوپی کو کاٹ کر سرتک اتر گئی تھی جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا اے صاحبو! میں رسول اللہ کا بیٹا رسول اللہ کے حرم رسول اللہ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفانہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

اس سال ہزار ہا زائرین زیارت نبوی کے لئے آئے تھے۔ اس وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے درمیان میں سے ایک بڑا وجیہہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر پھٹی ہوئی تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہنچا اور اس نے کہا

اے رسول اللہ کے صاحبزادے میں ایک بعید دور کے مقام سے اپنے اس بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوا۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے حسین نے کہا ضرور اس شیخ نے کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک التری نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لیجا کر بیچ دے تب بھی یہ بات میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھا دے کے طور پر تو ہونا چاہئے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچے۔ اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جانہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انہوں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے۔

من عاذ بالسيف لافى فرصة عجا  
موتاعلى عجل او عاشق منتصفا  
لاتقربوا السهل ان السهل يفسدكم  
لن تدركوا المجد حتى تضربوا عنقا  
: جس نے صرف تلوار کو اپنے دفاع کا  
ذریعہ قرار دیا اس نے بڑی غفلندی کی  
کیونکہ اس ذریعہ سے یا تو فوری بلا تکلیف موت  
ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے  
۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے  
یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔



## موسیٰ کی پریشانی پر اشعار

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعہ فسخ سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خوفزدہ ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دے گا۔ عیسیٰ بن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام احکام کو پورا کیجئے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ نے حسین بن علی کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

## اہل فسخ کی بغاوت کی رات ہادی کی حالت

علاء کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فسخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انہوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہنچا۔ ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا۔

رقد الالی لیس السری من شانہم  
وکفہاہم الادلاج من لویرقد  
: جن کو نہ سونا چاہیے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں  
اور رات کے وقت کے حملہ سے  
ان کو وہ شخص بچارہا ہے جس کی آنکھیں نہیں سوائیں۔

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعہ فسخ کی رات میں عمرو بن ابی عمر والمدنی جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا سے کہا یہ کیا کر رہے۔ تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا۔ میں تمہارے رمی حجر کے لئے آیا ہوں نہ یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا سے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

## حسین کا سر ہادی کے دربار میں

حسین کے قتل کے بعد جب یقین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا وہ ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تمہیں یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے

قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

قد انصف الفارۃ من رامہا

انا اذا ما فنة نلقاہا

نرد اولاہا علی اخراہا

بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہو سکتا ہے

جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں۔

## موسم گرما کی مہم

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الراہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حد تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدیث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوب بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہنچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سامان اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کیے۔

## حج اور انتظامی عہدے

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا عمر بن عبدالعزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الراسانی یمامہ اور بحرانی تھا۔ حسن بن تسنیم الحراری عمان کا والی تھا، کوفہ کا امام، افسر کو تو والی اور محصل صدقات نیز بہقباذ الاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولیٰ حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قوس کا والی تھا صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولیٰ طیفور اسہبان کا والی تھا۔

## ۷۱۷ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

## ہلاکتیں

اس سال یزید بن حاتم نے افریقہ میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقہ کا والی مقرر ہوا۔ اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں ہلاک ہوا نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیساباذ میں انتقال کیا

ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک ذیل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

## ہادی کے قتل کے اسباب

### والدہ کو دربار میں مداخلت سے منع کرنا

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک ٹرنک اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش انگیاں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح ان کو بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے تجاوز کر گئی تو ہادی نے اسکی طرف کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان گھٹیا کاموں میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

### بے دخل کرنے کی وجہ

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے۔ چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلایق بن گئی اور بڑے بڑے سردار اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لئے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انہوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تمہیں میری درخواست ماننا پڑے گی۔ ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا میں عبد اللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا تمہاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گا۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ سرخ ہو گئے۔

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہرو خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سردار ان فوج، مصاحبین خاص یا خدمتگاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے



دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائیداد ضبط کر لوں گا۔ ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے۔ کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواروں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چرخہ نہیں کہ تم بیٹھ کر تو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چھپ چا پ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لئے اپنا دروازہ دانا نہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

## والدہ کے پاس زہریلے چاول بھیج

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چاول بھیجے اور پیغام دیا کہ مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں۔ میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا ٹھہرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہئے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پچھوایا کہ وہ چاول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھانے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہو سکا جس کی ماں زندہ ہو۔

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ ہارون کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے اس کا گلا گھٹوا کر ہلاک کر دیا اور پھر عیسیٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

## فوجیوں کو اپنی والدہ کے پاس جانے سے منع کرنا

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے در پے اس بات کی اطلاع ملی کہ اس کے فوجی امراء اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ و سفید کی مالک ہو گئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اسے اس مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتیں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا مناسب نہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس فوجی امراء کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہنچیں تو انھوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم انھوں نے کہا امیر المومنین آپ سب سے بہتر ہیں ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمہاری مائیں سب نے کہا آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ

اسکی ماں کا چہ چا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انھوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے مکمل طور پر خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری، خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کر لیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔

## ہارون کو ولی عہدی سے الگ کرنے کا واقعہ

ہارون کو دلایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولی عہد بنادیں۔

یزید بن مزید، عبداللہ بن مالک علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولی عہدی کے لئے بیعت کر لی۔ نیز انہوں نے خفیہ طور پر اس کا رروائی کو کامیاب بنانے کے لئے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انہوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے یہ راز کھل گیا۔ ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرات نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنہوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسماعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کرے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الجحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسماعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہو گئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسماعیل سے کہا کہ فوراً حراں چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الجحرانی سے پوچھا تمہارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی کہ اسماعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔ اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسماعیل تو حراں میں ہے۔ ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اس بہکاتا ہے انھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی

سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے علیحدہ ہو گیا۔ اس نے اپنے اہل و عیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا اسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام اپنے آقا کی اطاعت کے بغیر اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آئے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

### یحییٰ کا ہارون کو استعفیٰ دینے سے روکنا

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لئے خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفیٰ کے بعد بھی میں مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی زندگی گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلہ میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفیٰ دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

### ہادی کا یحییٰ سے خوش ہونا

عیسیٰ باذ میں قیام کے دوران ہادی نے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یا قوت سرخ کی انگلی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلوایا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا



جسے دربار میں باری نہ دی گئی ہو اس وقت عبد الصمد بن علی عباس محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عسا کر دربار میں موجود تھے۔ سب سے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی ہادی اسے اپنے قریب بلا تے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آ گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے حیران ہو گئے یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کس شاعر نے تمہارے لئے یہ شعر کہا ہے۔

لَوِیْمَسُ النَّجِیْلِ رَاحَةُ یَحْیٰی

لَسَخَتْ نَفْسُهُ بِبَذْلِ النِّوَالِ

اگر بخیل یحییٰ کے ساتھ کو چھو لے تو وہ ایسا نخی ہو جائے کہ بخشش کے

ساتھ اپنی جان بھی بخش دے۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں

ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

## رشید کی ولی عہدی کے متعلق مشورہ

رشید کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو نسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دیں گے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہیگی مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لئے جعفر کی بیعت کرالیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولی عہدی زیادہ موثر ہوگی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے میں اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

## علیحدگی میں مشورہ

خزیمہ بن عبد اللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انہوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں کی طرف پیغام بھجوایا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں جب علیحدگی ہو گئی تو یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین نصیب دشمن اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز، حجاز اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی نے کہا بخدا یہ خیال تو میرا بھی نہیں ہے یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لئے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمیٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفاء سے میری گفتگو ہوئی ہے ان میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا

یچی نے ان سے یہ بھی کہا کہ ولی عہد نہ بنادیں چہ جائے کہ آپ خود اسے اس ولی عہدی سے الگ کرنا چاہتے ہیں بالغ ہو جائیگا۔ جب مہدی نے اس کے لئے مقرر کی ہے۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو رہنے دیں جب خود رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگرچہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دو بھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے علیحدہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک ہادی کی جناب میں پیش کی ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینہ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انہیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انہوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اور اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

## ہارون کی وجہ سے کشیدگیاں

یحییٰ بن خالد کا مولیٰ یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ ہارون کی دایہ عاتکہ کو یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پینا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لئے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اس ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائیگا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام اکرام جاگیری کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یحییٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف و خطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا جنازے میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں اسی محل میں ٹھہرتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگرچہ وہ اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح و شام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار سلم نام جس کی کنیت ابوسلیمان تھا موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کے اتنے میں صالح مصلی بردار نے آ کر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربان میں آ کر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کی دائیں جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موجزن ہے حالانکہ اس سے تم کو سوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔ یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سراٹھایا ذلیل ہو جائے گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہارے عزت اور بڑھنے کی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ تمہارے اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام مہدی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی بہت کوشش کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے ابو جعفر بیشک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔ ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنی تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔

چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جا کر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے آدھا ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو ہمیں بیش بہا اشیاء اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جا کر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

## خواب

عمر والرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ کی صرف چوٹی پر صرف تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک



پتے نکلے ہیں مہری نے حکم بن موسیٰ القمری ابوسفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی ساری زندگی خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

## موسیٰ کا انتقال

اس کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد حمدونہ کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسماعیل بن موسیٰ سے کر دی خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کیئے تھے وہ سب پورے کیئے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثہ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔ عمرویشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق و غرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر ہادی حدیثہ سے واپس آئے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنہوں نے ہادی کے ایمان سے ان کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی ماورت کے لئے جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دیگا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا آخری وقت ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انہوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوان اور عمال اسطنت کو خطوط لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ خطوط ڈاک کے ذریعہ سلطنت کی تمام اطراف دوڑا دئے گئے۔

## ایک اہم دن

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزراں نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت ناراضگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ تا کہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت فائز ہوگا اور تیسرا پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عبد اللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کی جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی۔

## خیزران کا خبر سنانا

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزراں نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں ہمارے ساتھ رابطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا کہ اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے۔ ستولا خالصہ ستولائی خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میری ان افزا دیوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا اس نے کہا انہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آ ملی۔

## ہادی کے انتقال کا وقت، عمر، عہد اور اس بات کا ذکر کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھی

ابو معشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی، واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴ ربیع الاول ۱۸۰ ہجری میں انتقال کیا بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہیکہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶ ربیع الاول کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدت خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے درج بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنچر کے دن ۱۰ ربیع الاول کو یا جمعہ کی رات میں تیس سال کی عمر میں انتقال کیا ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کیے گئے۔

## ہادی کا حلیہ

یہ دراز قامت، موٹے، جمیل و ثقیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ دے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

## اولاد کا ذکر

نو بچے تھے سات لڑکے اور دو لڑکیاں ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لئے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس، عبد اللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں باندیاں تھیں بیٹیوں میں ایک ام عیسیٰ مامون کی بیوتھی اور دوسری ام العباس ہنسٹ موسیٰ تھی جس کا لقب نونہ تھا۔

## اخلاق اور واقعات زندگی

## ایک غلام کو خصی کرنے کا واقعہ

سند ہی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا مجھے انہوں نے خراسان بھیجا یا تھا یہ درج ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انہوں نے اپنے پولیس آفیسر کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبد الملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبد الملک اپنے بیوی کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں عیش و عشرت میں تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے پولیس آفیسر کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب ٹھہروں میرے ہمراہ میری حرم ہیں پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی ترکی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنادے چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔

دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آ کر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے



والے کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا ورنہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے اللہ کی قسم اس کے جواب میں اس شخص نے لفظ خلیفہ سے بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا بلکہ بیباکانہ طور پر کہنے لگا اے سلیمان اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کر دی میری آبرو برباد کر دی اور مجھے لذت سے محروم کر دیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلا لاؤ وہ بلا لایا انہوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نہ کرو جانے دو۔

### دربار تمام لگانے اور سخاوت کا واقعہ

ابو موسیٰ ہارون بن محمد بن اسماعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سراہنے کھڑا تھا انہوں نے مسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع فرمانبردار نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دیکھا اور کہا اے علی جاؤ بار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہ ہو میں یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے لئے انہوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انہیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا دربان ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آگئی میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیر المومنین کی خدمت میں ملنے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے اس نے بتادے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھادے جائیں اور دروازے کھول دئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق در جوق آنے لگے رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں ہ میرے دربان ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لئے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے اس کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دیجئے انہوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لیجا کر دیدو میں نے عرض کیا امیر المومنین وہ بالکل دیہاتی سا آدمی۔ یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اس کی عیادت کے لئے چلے راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے پہلے ادھر چلے پوچھا کیا۔ عمر نے کہا آپ نے تین روز سے مظالم کی سماعت نہیں فرمائی ہے۔ اس

عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لئے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا عمر بن بزیع نے ہمیں متنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آ سکے انشاء اللہ کل صبح عیادت کیلئے آئیں گے۔

## کو تو ال کا طرز عمل اور ہادی کی ناراضگی

عبداللہ بن مالک مہدی کا کو تو ال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے انکی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کو پورا کرتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انہوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انہوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تمہیں وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تمہاری طرف پیغام بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ نی میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔

انہوں نے مجھے عذر پیش کرنے کا اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کے خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجالاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی انہوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا میں نے کہا تو میرا بھی یہی طرز آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔ یہ جواب سن کر انہوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے انہوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے پائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کس طرح نبھ سکیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم وزیر اور اہلکار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

## مہدی کو تو ال کے گھر میں

میں خود تمہارے مکان آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی

نکل گئی ہے لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے۔ تاکہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اس طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکورا انکے سامنے رکھ دیا انہوں نے اسے کھالیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبد اللہ کے لئے اپنے دربار سے لائے ہیں درہم سے لدے ہوئے چار سو نچر میرے گھر کے اندر لائے گئے مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ نچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لئے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوا لوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تمہیں اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

عبد اللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے درمیان میں موجود باغ مجھے دیا تھا اسی باغ کے گرد انہوں نے ان نچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان نچروں کی حفاظت کرتے رہے۔

### عبد اللہ کے ساتھ مہدی کا عجیب معاملے

محمد بن عبد اللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفا کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اس قدر ممنون نہیں ہوں۔ جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا 'امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سوشمار کیئے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم بجا آوری کر دی انہوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گزری اس نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے اللہ وانا الیہ راجعون تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں زندہ ہے اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمد للہ کہا۔ ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو خاص دربان مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی ہیگی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کے تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کوئیکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو نقصان پہنچے گا۔

### شعر سن کر ایک شخص کی رہائی

موسیٰ بن عبد اللہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستحق بنتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر



فان كنت ترجوا في العقوبة رحمة  
فلا تزهدن عند العافاة في الاجر  
جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے  
تو پھر امید ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں  
گے۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔ عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں  
حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد دربار میں حاضر ہوا سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس  
نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تا کہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم عمر  
رسیدہ نظر آؤ۔

## یچی باز جانے پر ایک شخص سے ناراضگی

یچی بن الحسن بن عبد الخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لئے  
عیسیٰ باز جا رہا تھا راستہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے ملاقات ہوئی جواب خلیفہ بن چکے تھے میں ان کو پہچانتا نہ  
تھا وہ شنوگہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لمبا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھوسنی دیتے مجھے للکارا  
اے فاحشہ زادے اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے  
ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کے دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کیرانیں میں نے فوراً  
تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو  
ایڑدی میرا یہ جانور بار بردار تھا یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا میں محمد  
بن القاسم صاحب الحرم کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں  
تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے فاحشہ زادے باہر آ مگر نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ  
آج امیر المومنین سے میرا آ منسا منا ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا بغداد کے کسی علاوہ اور جگہ میں تمہاری  
صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لئے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی  
کی زندگی میں پھر کبھی عیسیٰ باز نہیں گیا۔

حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا  
ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے انکو زمین پر پٹخ دیا مگر  
جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار میں آتے اور اس میں اوامرو نواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سراہنے کھڑا ہوتا اس  
وقت بخدا ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

## ابراہیم کے بیٹے کی تعزیت

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لئے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دورنگے گدھے پر سوار تھے کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھا جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تمہیں خوشی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لئے کوئی بھلائی چھپا رکھی ہو ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جزو بدن میں جہاں اب تک غم تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اسکے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر ہوا۔

## علی پر تشدد

عمر بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الملقب بالبحرزی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لئے نہ تھی اس نے کہا میرے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کہ محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانچ سو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انہوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دیدو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈال دیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پراسرار انگوٹھی تھی کسی خدمتگار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مارے سحلی پر غشی طاری تھی خدمتگار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمتگار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمتگار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمتگار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کوں گا خدا کی قسم شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچا زاد بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

اب ابراہیم الموزن بیان کرتا ہے کہ دہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

## زندہ یقوں کے متعلق بیٹے کو ہدایات

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اسے توبہ کرنے کا حکم دیا اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے کہا کہ اے میرے بیٹے جب خلافت تمہیں ملے تو تم اس جماعت یعنی پیردان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لئے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑوں کے مارنے کو قطعاً حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لئے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لیجانا تا کہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ واحدہ لا شریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباسؑ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میری کم میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان..... کے قتل کا حکم دیا ہے۔

## زندہ یقوں کے متعلق منصوبہ

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں گا سب کو قتل کر دہں گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لئے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیئے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلا مہینے میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لئے ان کا یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا۔

## ابن داب کے ساتھ تعلق

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر اثر و رسوخ حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اسکے لئے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے بری محسوس ہوئی ہو۔ جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہارے دیکھنے ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پر لطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دئے جائیں صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی بھیجا اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دے۔ اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیغام پہنچا دیا حاجب مسکرایا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے تم فرمان نویس سے جا کر ملو کہ وہ اس کے



لئے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو خاموش ہو رہا اور اب اس کے متعلق کسی کچھ مت کہو۔

اسی زمانہ میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لئے برآمد تھے انہوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لئے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہئے تھا۔ ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لیجا کر ابھی اسے دیدوں۔ کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی انکے پاس آ گیا اور حسب عادت ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہو کر رہی ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اپنے ضروریات کے تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائیگی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

## دو باندیوں کا قتل

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن لقیطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمتگار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد سانس ہلکا ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمتگار بھی ایک طباق لئے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا۔ یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب حیرت میں پڑ گئے انہوں نے خدمتگار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا پھر حکم داکہ طباق پر اسے خوان پوش اٹھا دے۔

اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات لٹکے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر ہے۔ کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمتگار کو

ان کی خبر کے لئے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے انکو قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں لے جاؤ اس کے جانے کے بعد اب پھر انہوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

## عبیدہ کو طلاق

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا۔ میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیز طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں غطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یازہرہ کو یاد دہانی کے لئے ان کے پاس بھیجا انہوں نے کہا کہ جا کر اماں جان سے کہہ دو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یامین کی ولایت کو پسند کر لیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اسکے لئے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہہ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لئے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اسکی بیٹی عبیدہ کو طلاق دیدی اب وہاں سے رونے چلانکی آواز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس بات کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیغام اس طرح پہنچایا گیا تھا۔

## اشعار کا واقعہ

ہادی نے صالح مصلی بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو طلاق دیں خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔ دربار خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر سنائیں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں۔

خلیلی من سعد الما فلما  
علی مریم لا یبعہ اللہ مریم  
وقولا لہا مذا لفراق عزمتہ  
فہل من نوال بعد ذاک فیعلما  
اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو تم ٹھہر کر مریم پر سلامتی بھیجنا  
اللہ اسے دور نہ کرے اور کہنا جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے

کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے کہ کیا بخشش وصال ہوگی؟

جو کچھ ہوگا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا۔

اس شخص نے جو اپنے لہادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و نفع معنی پر موقوف ہے ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر کہ یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے اپنی راہ چلا گیا۔

### اشعار پر انعام

ابوالمعانی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی تعریف میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے۔

یا خیزان مناک ثم مناک

ان العباد لیسوسهم ابنناک

اے خیزران تجھے دہری مبارک ہادی ہو

کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگا خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لئے تم سے یہ بات کہہ دیتا ہوں کہ موسیٰ نے

کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقّل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یہ انے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالا خانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا۔

واستقلت رجلاً

بالردینى شرعاً

ان کے مردوں نے ردینی نیزے تان لئے۔

اس نے کر ہادی نہ کہا پورا قصیدہ سنایا جائے چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے

ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقّل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہدے لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہدے۔

لا تلمنى ان اجزعاً

سیدی قد تمنعاً

وابلائى ان كان ناعاً

بیننا قد تقطعاً



ان موسیٰ بفضله  
جمع الفضل اجمعا  
چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لئے  
اگر میں اپنے رنج و غم کا اظہار کروں  
تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو اگر وہ تعلقات  
جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کئے تھے  
منقطع ہو جائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا  
ہو سکتی ہے بیشک موسیٰ نے اپنے اخلاق  
کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپن میں جمع کر لی ہیں۔

اشعار پڑھ کر انہوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر آیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو دو چنانچہ  
لدا ہوا گدھا میرے پاس آ گیا۔

### ابن داب کو اشعار سنانے پر انعام

ابوزہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب و سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ ایک دن فضل  
بن ربیع نے باہر آ کر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لئے آئے ہیں ان کے لئے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس  
جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر  
لیٹے ہوئے تھے تمام رات کی بیداری اور شراب نوشی کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں مجھ سے کہا کہ شراب کے  
متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لئے  
شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مر گیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی  
نے یہ شعر کہے۔

لا تصردہا من شربھا

اسقہ الخمر وان کان قبر

ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اس

کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔

اسق او صالا و ہامہ او صدی

قاسمہ یا قشع قشع المتکبر

وصیلہ ہام اور صدی کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جو ان کو اسی طرح ڈا

لیجائے جیسی تیز آدھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

کان حرا فہوی فیمن ہوی کل عود و فنون منکسر

وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آگئی اور ہر لکڑی اور درخت کی

شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں۔۔

انہوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لئے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دید و مجھ

سے کہا دس ہزار تمہارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔ میں حرانی کے پاس آیا اس نے کہا کہ دس ہزار پر ہمارا تمہارا اس شرط پر سمجھوتا ہو جائے کہ تم حلف اٹھا کر مجھ سے عہد کرو کہ اس بات کو امیر المومنین سے بیان نہیں کرو گے۔ میں نے قسم کھا کر کہا جب وہ خود نہ پوچھیں میں خود ان سے ہرگز اس بات کو نہیں کہوں گا۔ ہادی کا انتقال ہو گیا اور رشید خلیفہ ہو گئے مگر ابن داب نے کبھی یہ بات ہادی سے بیان نہیں کی۔

### موسیٰ کی مدح میں لکھا ہوا قصیدہ

ابود عامر نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عمرو الخاسر نے یہ قصیدہ موسیٰ کی مدح میں لکھا تھا۔

بَعِيَابُ أَحْرَمٍ قَرِيْشٍ  
عَلَىٰ جَنَبَاتِهِ الشَّرَابُ الرِّوَاعُ  
(ترجمہ) عباباذ میں ایک ایسا جوان مرد قریشی ہے جس کے ہاں ہر  
وقت شراب کا دور جاری ہے۔  
يَعُوذُ الْمَسْلَمُونَ بِحَقْوَسْتِهِ  
إِذَا مَا كَانَ خَوْفٌ أَوْ رَجَاعُ  
(ترجمہ) خوف ہو یا امید دونوں حالتوں  
میں تمام مسلمان اس کی پناہ لیتے ہیں۔  
وَبِالْمِيْدَانِ دُورٍ مَشْرِفَاتٍ  
يَشِيْدُهُنَّ قُومٌ أَدْعِيَاءُ  
(ترجمہ) اور میدان میں بہت سے بلند مکان ہیں  
جن کو مدعیان باطل نے مضبوط بنایا ہے۔  
وَكَمِ مَنْ قَائِلٍ أُنْسَىٰ صَحِيْحُ  
وَتَابَاهُ الْخُلَاقُ وَالرِّوَاعُ  
(ترجمہ) اور بہت سے مدعیان شرافت ایسے ہیں کہ جبکہ اخلاق اور  
بشرے ان کے دعوے کی تائید نہیں کرتے۔  
لَهُ حَسْبُ يَضُنُّ بِدَلِيْقِي  
وَلَيْسَ لِمَا يَضُنُّ بِهِ بَقَاءُ  
(ترجمہ) ضعی میں ایک ایسا عیب ہے جو چھپائے نہیں چھپتا  
لعمری لو اقام ابو خدیج  
بِنَا الدَّارَ مَا أَنَّهُمْ الْبِنَاعُ  
(ترجمہ) قسم ہے میری عمر کی اگر مکان کی بنا ابو خدیج  
نے اٹھائی ہوتی تو وہ بنیاد نہ ڈھاتی

پھر جب مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوئے تو سلم الخاسر نے یہ شعر کہے۔

لقد فاز موسى بالخلافة  
والهدى ومات امير المؤمنين محمد  
فمات الذى عم البرية فقده  
وقام الذى يكفيا من يتفقد  
موسى نے خلافت اور رہنمائی پائی اور امیر المؤمنین محمد  
نے انتقال کیا وہ شخص مر گیا  
جس کی موت کا رنج تمام دنیا کو ہے اور اب وہ اس کی جگہ فائز ہوا ہے  
جو مرنے والے کا صحیح جانشین ہے۔  
اسی سلم الخاسر نے یہ شعر بھی کہے۔

تخفى الملوک لموسى عند طلعتہ  
مثل النجوم لقسن الشمس اد طبعاً  
ولیس خلق یرى بدرأ وطلعتہ  
من البریتہ الاذل او خضعاً  
موسى کے سامنے دوسرے فرمانروا اس طرح چھپ جاتے ہیں جس  
طرح آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ تمام ستارے کا نور  
ہو جاتے ہیں اور تمام مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے جو بدر اور اس کی  
چمک دمک کے سامنے ماند نہ پڑ جائے۔  
اسی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

اولا الخلیفۃ موسیٰ بعد والدہ  
ماکان للناس من مہدیہم خلف  
اگر موسیٰ اپنے باپ کے بعد خلیفہ نہ ہوا ہوتا تو  
لوگوں کے لئے ان کے مہدی کا کوئی صحیح جانشین نہ ہوتا۔  
الاترى امتہ الامی واردة  
کانہا من نواحى البحر تغترف  
کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ کی امت اٹدی چلی آرہی ہے  
اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمندر سے اپنے چلو بھر رہی ہے۔  
من راحتى ملک قد عم نائلہ  
کان نائلہ من جوده سرف  
وہ عطا اس بادشاہ کے دونوں ہاتھوں سے جاری ہے جس کا فیض عام ہے  
اور اس کی اس فیاضی سے اس کی سخاوت اسراف کی حد تک پہنچے۔



مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے کہ موسیٰ کے خلیفہ ہونے کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ شعر پڑھا۔

ان خللت بعد الامام محمد بن فسی  
لما فرحت بطول بقائہا  
اگر امام محمد کے بعد مجھے حیات جاوداں حاصل ہو  
تو میں اس درازی عمر سے خوش نہ ہوں گا۔  
نیز ان کی مدح میں میں نے یہ شعر کہے۔

لبسعين الفأشد ظهري وراشني  
ابوك وقد عاليت من ذاك مشهدا  
وانی امیر المومنین لوائق  
بان لا یری شربی لیدیک مصرا  
آپ کے والد نے ستر ہزار دے کر میری حالت درست کر دی اور  
اس سے میں نے خوب عیش کیا۔  
اور اب بھی اے امیر المومنین میں پورا یقین رکھتا ہوں کہ میری  
خواہش آپ کی بارگاہ میں تشنہ نہ رہے گی۔

جب میں نے یہ شعر سنائے تو کہنے لگے کہ بھلا مہدی کی برابری تو کہاں ممکن ہے مگر بہر حال ہم تم کو خوش کر دیں  
گے مگر اس کے کچھ ہی روز بعد ان کو موت آگئی وہ مجھے کچھ بھی نہ دے سکے اور نہ رشید کی خلافت تک میں نے  
کسی سے ایک درہم لیا۔

ضحاک کے اشعار

ضحاک بن معن السلمی بیان کرتا ہے کہ میں موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شعر میں نے سنائے۔

یا منزلے شجوا الفواد لكلما  
فلقداری بکما الرباب و کلثما  
کیونکہ طول مدت اور محو ہو جانے کے باوجود آج بھی کوئی اور منزل تھ  
سے زیادہ میرے ولی سوز و فراق کی  
ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔  
دد السلام صلی کیر شاقہ  
طللان قد درسا فہاج فسلما  
تم ہی دونوں اس بوڑھے کے سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان  
دونوں بے نشان تو دونوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔  
اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی جب میں اس شعر پر پہنچا۔

سبط الانامل بالفعال حالہ

ان لیس یترک فی الخزائن درہما

اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام

خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ رات میں انہوں نے بہت دولت خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کی تھی۔

## گویوں کا انعام

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ جلسہ میں شریک ہوا تھا یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا۔ ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس قسم کے راگ کو چاہتے ہیں مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا۔

سلیمی اجمعت بیننا

فاین نقولہا اپنا

سلیمی ہم میں موجود ہے مگر کہاں کہیں کہ کہاں ہے؟

اسے سن کر ان کو وجد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ میں نے پھر گایا کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا پانی چشمہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دھکنے لگیں کہنے لگے حرام زادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بیخود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی ہے تو میں تیرا سراڑا دیتا۔

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لیجاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو میں نے کہا سو تھیلیاں اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ لینے دو میں نے کہا اسی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں اب میں سمجھا کہ اس لیت و نعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تمیں تمہاری کہنے لگا اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو میں ساتھ لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ابن جامع، موصلی، زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو

کھول کر ایک جا کر دیا گیا۔ اب انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گنا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائیگی۔ ہادی اس قدر بااخلاق واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے البتہ اس سے اعراض کر لیتے سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے شراب پلاؤ اب انہوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض کی کہ امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وقابل تعریف ہے۔ ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوردی کے ساتھ لیجائیں ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے محل کے صحن میں آئے ابن جامع میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا اے ابوالقاسم تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا یہ دولت موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہارے نذر اس نے کہا یہ تمہیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو میں نے کہا کہ کس بات کا مانتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لئے نہیں کہا بخدا میں ایک درہم بھی تمہیں نہیں دیتا۔

### باندی کو تنبیہ

محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید لعلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاصرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور حاضر دماغ تھی اس لئے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے وہ فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے برتر و بزرگ کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہا کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی وہ بھی مرغوب ہو گئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید لعلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

### باندی کا ہدیہ

ربیع کی ایک لونڈی ائمتہ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور جو بن کو دیکھا کہا کہ یہ موسیٰ کے لئے مناسب ہے انہوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے لطن سے پیدا ہوئی۔

### ربیع کو زہر پلانا

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ ائمتہ العزیز سے زیادہ مجھے کسی



دوسری عورت سے اسقدر لطف جماع حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت آئی اور انہوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی۔ چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے روک دیتا تو وہ مجھے قتل کر دیتے کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج یا کل مر جاؤں گا۔ اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جسے اب میں محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھا وہ وصیت کی اور اس دیا دوسرے دن اس نے انتقال کیا۔ موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امة العزیز سے نکاح کر لیا اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان بن اسحاق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیاباذ میں منتقل ہو گئے۔ انہوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا۔ البتہ انہوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور زندگی بھر یہ اس خدمت پر قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولیعہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن ذکوان الحمرانی کو مقرر کر دیا اور ابراہیم کی جگہ اسماعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

یحییٰ بن الحسن بن عبد الخالق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انہوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنے معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہنچ گیا پہلے تو جان بوجھ کر بیمار بنا پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا اس کی وفات ۱۶۹ ہجری میں ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔ فقط